

اللَّهُ

صُوفِيَاءِ كَرَامِ اللَّهِ ﷺ كَ عِخْلَاقِ وَاقْوَالِ كِي رُشْمِي مِينِ  
اصْلَاحِ مَعَاشِرِهِ كَيْلِيَّ اِيَكْتَهَرِيْنَ كِتَابُثْ

بِنَامِ

# تذکرہ المتقین



مترجم

دامت برکاتہم اجمعین  
حضرت مفتی محمد صدیق بزاروی

مُصَنَّفِ

أَشْرَفِ الْمُصَنِّفِيْنَ اَبِيْ لَمُوْصِيْبِ الْوَثِيْقِ بِنِ اَمْرِ بِنِ عَلِيْ اَلْاَنْصَارِيْ رِشَاقِيْ اَلزِّيْلِيْ

المعروف

امام الوهاب الشعرائي

متوفى ۹۸۳ھ

مكتبة  
الضريفة

اصح کتاب الفاعل مع الفاعل المفعول

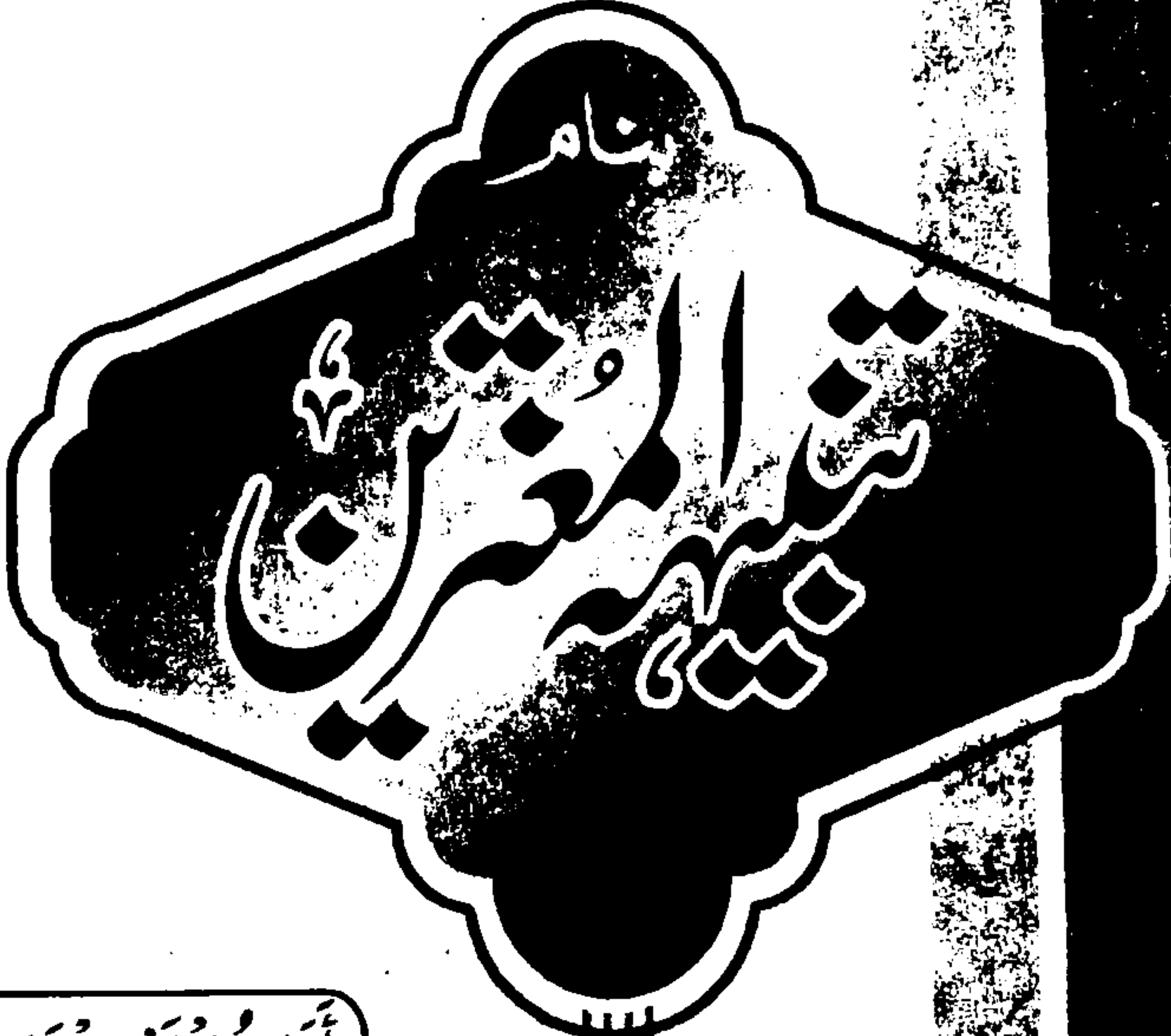
بارادق علی بیع الوقت من شرطه  
کتاب بیع

جمع

درستی - نی -  
حصہ - ۲۷ -  
لفظ و معنی -

صوفیاءِ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے اخلاق و اقوال کی روشنی میں

اصلاح معاشرہ کیلئے ایک بہترین کتاب



أَوَّخِرُ الْقُرْنِ الْعَاشِرِ عَلَى مَا  
خَالَفُوا فِيهِ سَلَفَهُمُ الطَّاهِرَ

تَرْجُمَہ

انصاف و تقویٰ کی روشنی میں امام حسینؑ کی زندگی اور انصاف کی روشنی میں

المعروف

امام رحمۃ اللہ علیہ  
عبدالوہاب شیعریؒ

متوفی ۱۹۸۳ء

مترجم

حضرت مفتی محمد صدیق ہزارویؒ

الحمد مارکیٹ، دکان 25، غزنی سٹریٹ 40، آرو بازار، لاہور، پاکستان

042-7247301-0300-8842540

مکتبہ اہل حق



E-mail: maktabalahazrat@hotmail.com

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## جملہ حقوق محفوظ ہیں

موضوع کتاب	تصوف
نام کتاب	تنبیہ المعتبرین اواخر القرآن العاشر علی ما خالفوا فیہ سلفہم الطاہر
نام مصنف	ابوالمواہب امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ
نام مترجم	مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی
تخریج حدیث	مولانا غلام حسن صاحب، جامعہ نظامیہ، لاہور
کمپوزنگ جدید	سجان گرافکس اینڈ کمپوزنگ سنٹر لاہور
پروف ریڈنگ اردو	محمد سجاد، احمد رضا
سن اشاعت	17 ذیقعد 1426ھ بمطابق 20 دسمبر 2005ء
صفحات جلد اول	416
ہیہ	225/- روپے

ناشر

مکتبہ اعلیٰ حضرت

الحمد مارکنیٹ ڈکان 25 غزنی سٹریٹ 40 ازاد بازار لاہور پاکستان

042-7247301-0300-8842540

E-mail: maktabaalahazrat@hotmail.com



Our books are also available at:

**MAKTABA ALA HAZRAT**

Darbar Market, Lahore

**PATH TO KNOWLEDGE**

706-Alam Rock Road, Birmingham

UK B8 3ND

Phone: 01213273563



# فہرست عنوانات

10	پہلے اسے پڑھئے	.1
12	کچھ مترجم کی زبانی	.2
19	مقدمہ از مولانا جلال رضا۔ قاہرہ، مصر	.3
24	مقدمہ کتاب از مصنف رحمۃ اللہ علیہ	.4
34	پہلا باب: بزرگان دین کے اخلاق	
34	کتاب و سنت سے وابستگی	.5
36	قرآن و سنت اور عرف میزان ہیں	.6
38	توکل علی اللہ ﷻ	.7
39	علم اور خوف میں کثرتِ اخلاص	.8
55	حکمرانوں کے دروازوں پر جانے والوں سے قطع تعلق	.9
56	اخلاقِ صوفیاء رحمہم اللہ کے سلسلے میں کچھ وعدے	.10
59	حکام کے ظلم پر صبر کرنا اور یہ خیال کرنا کہ یہ ہمارے گناہوں سے کم درجہ کی سزا ہے	.11
62	رضائے الہی کے حصول کے لیے غیرت مندی	.12
65	کم ہنسنا اور دنیاوی چیزوں پر زیادہ خوش نہ ہونا	.13
67	گناہوں میں پڑنے کے خوف سے موت کی تمنا کرنا	.14
70	ہر وقت خوفِ الہی	.15
74	باعمل علماء کی علامات	.16
76	کثرتِ خوف	.17
80	قیامت کا ہولناک منظر اور کثرتِ خوف	.18
83	بیماری کی حالت میں دل جسم سے باہر ہو جاتا ہے	.19

- 89 زیادہ رونا، اور جب کوئی جنازہ دیکھیں تو اور زیادہ رونا اور موت کا خیال رکھنا .20
- 90 موت کو یاد کر کے بہت غمگین ہونا .21
- 94 دنیا سے عبرت حاصل کرنا .22
- 95 لوگوں کی خیر خواہی .23
- 98 تواضع اور عاجزی کا اظہار .24
- 100 عفو و درگزر .25
- 101 مسلمانوں کا احترام اور ان کے لیے بھلائی کی طلب .26
- 102 اذیت پر صبر کرنا .27
- 105 اقتدار کا مطالبہ نہ کرنا .28
- 106 ایک دوسرے کی خیر خواہی .29
- 108 بچوں کے ساتھ بھی حسنِ ادب .30
- 112 بُرے خاتمہ کے سلسلے میں اللہ ﷻ سے زیادہ ڈرنا .31
- 117 قیامِ لیل کی پابندی .32
- 123 دوسرا باب: کچھ دیگر اخلاق
- 123 کسرِ نفسی اور تواضع .33
- 124 اللہ ﷻ کے ذکر پر کثرتِ غیرت .34
- 124 تواضع اور دوسروں کے لیے جھکاؤ .35
- 125 شرعی طریقہ پر سخت بھوک برداشت کرنا .36
- 126 غیر مخلص طالب علم کو بھی تعلیم دینا .37
- 126 عمل کے بعد ایصالِ ثواب .38
- 126 ظاہر میں محبت کے دعوے دار سے بھی تعلق رکھنا .39
- 127 لوگوں کی اچھی باتوں کو دیکھنا اور برائیوں کو نظر انداز کر دینا .40
- 128 شکر اور استغفار کی کثرت .41
- 128 انصاف کرنا .42

129	منگنی کے وقت سنت طریقیہ اختیار کرنا	.43
129	معلم قرآن کا ادب کرنا	.44
131	نوافل، فرائض کی تکمیل کے لیے پڑھنا	.45
132	تحائف کی خواہش نہ رکھنا	.46
133	مہمان نوازی	.47
133	کھانے پینے میں سخت پرہیز	.48
134	نفس کا محاسبہ	.49
136	مال کے ساتھ معاملہ	.50
138	مرشد، مرید کی عبادت کو اپنی خدمت سے مقدم سمجھے	.51
138	اعمال آخرت کو دنیاوی اعمال پر مقدم کرنا	.52
139	اپنے بعد اولاد کے ضیاع کا خوف نہ ہونا	.53
142	قبرستان کی زیارت	.54
145	ذکر الہی اور درود شریف سے غافل نہ ہونا	.55
147	بیٹھنے سے قاصر ہونے پر لیٹ جانا	.56
148	دلوں کا نرم ہونا اور کوتاہی پر رونا	.57
150	عبادات میں کوتاہی کو ہلاکت کا باعث سمجھنا	.58
153	مکانات کی تعمیر کی طرف عدم توجہ	.59
156	مخلوقات پر شفقت و رحمت	.60
158	علماء سے اتفاق کرنا	.61
159	مجاہدہ نفس	.62
160	وہ عمل کرتے ہیں اور پردہ اٹھ جاتا ہے	.63
160	قلبی استقامت	.64
161	ایک دوسرے سے سچی محبت	.65
162	گناہ گاروں پر شفقت	.66
164	قناعت اختیار کرنا	.67

165	دنیا سے بے رغبتی	.68
167	امام کے پیچھے تکبیر تحریرہ میں جلدی کرنا	.69
168	دنیا کو حقیر خیال کرنا	.70
170	بیت الخلا میں زیادہ جانے سے حیا کرنا	.71
173	دنیا جمع کرنے سے اجتناب	.72
174	بدگمانی سے اجتناب	.73
175	رزق کے معاملے کو زیادہ اہمیت نہ دینا	.74
177	نعمت اور فراخی پر شدت اور آزمائش کو ترجیح دینا	.75
179	دنیا سے دل کا پھر جانا	.76
180	خواہش تک پہنچنے میں رکاوٹ کا ہونا باعث مسرت ہوتا	.77
182	قیمتی و عمدہ لباس سے اجتناب	.78
184	حلال مال میں بھی حد سے زیادہ خرچ نہ کرنا	.79
187	ایک دوسرے کو نصیحت کرنا اور اسے قبول کرنا	.80
190	کس کو نصیحت کریں؟	.81
191	اپنے اعمال کو کم سمجھنا	.82
194	علم و عمل میں آفات آجانے کا خوف	.83
202	گرفت کرنا اور خیر خواہی کرنے والے کا شکر یہ ادا کرنا	.84
205	عطیات دینے والوں کو پریشان نہ کرنا	.85
206	کرامات کا چھپانا	.86
208	سرکاری مناصب اختیار نہ کرنے کا مشورہ	.87
210	اپنے احباب کے حالات معلوم کرتے رہنا	.88
212	ابلیس سے لڑائی میں ہوشیار رہنا	.89
216	تکبر والے کاموں کو ترک کر دینا	.90
218	ہر شخص کو اس کے مقام پر رکھنا	.91
219	سیر ہو کر کھانے سے بچنا	.92



## تیسرا باب: کچھ دیگر اخلاق

223	
223	93. بُرے خاتمہ سے بہت ڈرنا
224	94. مریض کی شفا کے لیے دعا میں جلدی نہ کرنا
224	95. مسجد کے قریب رہائش کی چاہت
225	96. ملاقات نہ کرنے پر دوستوں کو اچھی نیت سے تنبیہ
226	97. تجارت کرنے سے پہلے احکام شریعت سے آگاہی
227	98. بہت زیادہ بردباری اختیار کرنا
230	99. خواب میں دیکھی گئی بات سے نصیحت حاصل کرنا
232	100. کسی کے لیے دعا میں جلدی نہ کرنا
233	101. جتنا زیادہ قرب اتنا زیادہ خوف
236	102. کوتاہی پر غمگین
237	103. اللہ ﷻ کی رحمت سے دھوکہ نہ کھانا
238	104. مصائب اور آزمائشوں پر بہت صبر کرنا
241	105. حکم خداوندی کی تعمیل اور قضا پر راضی ہونا
245	106. شکر کرنے کے باوجود اسے کم سمجھنا
247	107. تقویٰ اختیار کرنا اور دعویٰ نہ کرنا
249	108. مسلمان بھائیوں کی پردہ پوشی
252	109. سکون اور وقار اختیار کرنا
254	110. زیادہ خاموش رہنا اور حکمت بھری گفتگو کرنا
258	111. کسی مسلمان سے حسد نہ کرنا
261	112. زیادہ بھوکا رہنا اور سیر ہو کر نہ کھانا
263	113. مجالس میں غیبت نہ کرنا
264	114. وضو اور نماز میں وسوسوں سے بچنا
270	115. اسرار (رازوں) کو عام نہ کرنا

- 272 .116 لوگوں کے بجائے اپنے عیب تلاش کرنا
- 274 .117 سخت مزاج لوگوں کے ساتھ بھی اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا
- 276 .118 زیادہ سخاوت اور مردانگی کا مظاہرہ
- 277 .119 سخاوت اور غمخواری
- 279 .120 آگے بڑھنے کا سبب ایمان کا کامل ہونا
- 284 .121 مسلمان بھائیوں سے حسن سلوک کی چاہت
- 289 .122 بھائی چارہ قائم کرنے میں جلدی نہ کرنا
- 294 .123 مہمانوں کی عزت اور خدمت کرنا
- 297 .124 مشتبہ مال والوں کی دعوت قبول نہ کرنا
- 299 .125 زائد مال صدقہ کر دینا
- 302 .126 سائل کے سامنے خوشی کا اظہار کرنا اور اسے جھڑکنے سے باز رہنا
- 304 .127 دوستی کا معیار
- 306 .128 لوگوں سے دشمنی نہ کرنا اور ان کی خاطر داری کرنا
- 309 .129 دور دراز کے ساتھیوں کو پسند و نصائح لکھتے رہنا
- 311 چوتھا باب: کچھ دیگر اخلاق
- 311 .130 لوگوں سے دور رہنا
- 316 .131 جس قدر ترقی اسی قدر تواضع
- 320 .132 حضور ﷺ نے جن کاموں کی ترغیب دی ان کو معمولی نہ سمجھنا
- 321 .133 دن رات بکثرت توبہ و استغفار کرنا
- 327 .134 نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا
- 332 .135 خود پسندی اور اعمال پر بھروسہ نہ کرنا
- 337 .136 ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرنا، تعمیرات پر مقدم ہونا چاہئے
- 341 .137 مجاہدات کی کثرت اور خواہش کا ترک کرنا
- 347 .138 دن رات عبادت

359	اہم بات	.139
366	تلاوت قرآن کے وقت کثرت استغفار اور اللہ ﷻ کی ناراضگی کا خوف	.140
363	نماز کے وقت بارگاہ خداوندی میں حاضری کی تیاری	.141
367	نماز کے وقت پردے اٹھ جائیں	.142
367	روزے اور حج میں آداب کا زیادہ خیال رکھنا	.143
370	مخلوق کے دیکھنے سے شدید حیا	.144
371	شدت تقویٰ اور اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت	.145
372	دنیا سے زہد اور طلب دنیا سے بے رغبتی	.146
376	حکمت بھری باتیں	.147
380	نوافل پر کسب حلال کو مقدم کرنا	.148
382	مساکین سے محبت اور ان کے لیے تواضع	.149
386	مال سے محبت، خرچ کرنے کے لیے	.150
388	دن رات زائد مال کا خرچ کرنا	.151
392	دنیاوی مناصب (عہدوں) سے محبت نہ کرنا	.152
392	فقر پر خوشی اور مال داری پر غم	.153
396	اللہ ﷻ کے حقوق میں کوتاہی پر عملگین ہونا	.154
404	مریدین کی زیادہ سے زیادہ تربیت کرنا	.155
404	خاتمہ کتاب	.156
412	حسن ظن	.157
412	حاسدین کے مناقب ذکر کرنا	.158
413	اپنے آپ کو اللہ ﷻ کے سپرد کر دینا	.159
414	اچھی نیت سے خوبصورت الفاظ کے ساتھ تصنیف و تالیف	.160
416	مآخذ و مراجع	.161



## پہلے سے پڑھئے

الحمد للہ رب العالمین ”مکتبہ اعلیٰ حضرت“ اپنے قارئین کے لیے ان کے ذوق مطالعہ کی تسکلی کو مزید بڑھانے کے لیے مختلف اوقات میں مختلف موضوعات پر مختلف کتب کو زیور طباعت سے آراستہ و پیراستہ کرتا رہتا ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی ”تنبیہ المفترین“ کا منظر عام پر لایا جانا ہے۔ یہ کتاب امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصوف پر بہترین کتاب ہے جس کا ترجمہ مشہور زمانہ مترجم حضرت مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا ہے۔

اس کتاب کے حوالے سے مجھے اللہ ﷻ کی ذات پاک سے قوی امید ہے کہ اس کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ اپنی قلبی کیفیات کو روحانیت کی طرف مائل پائیں گے اور خود کو گناہوں اور برائیوں سے نفرت کرنے اور نیک اعمال کی محبت محسوس کرنے والا پائیں گے۔ انشاء اللہ ﷻ

اگر ممکن ہو سکے تو ایک دفعہ اول تا آخر اس کتاب کا مطالعہ فرمانے کے بعد آپ اسے رکھ نہ دیں بلکہ بار بار اس کو پڑھیں اور ہو سکے تو اپنے ارد گرد رہنے والوں کو اس کتاب کا تعارف کروا کر پڑھنے کی ترغیب دیں، عین ممکن ہے کہ آپ کے ترغیب دلانے کی وجہ سے کوئی گناہوں بھری زندگی سے دور ہونے میں کامیاب ہو جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو یقیناً یہ آپ کے لیے ایک عظیم ثواب جا رہا ہو گا۔ انشاء اللہ ﷻ

اس کتاب کی طباعت کے حوالے سے عرض کر دوں کہ ہم نے کتاب کو اعلیٰ سے اعلیٰ انداز میں پرنٹ کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھا ہے اور اس پر ایک اور اضافہ ”تخریج احادیث“ کا اہتمام کیا ہے۔

تخریج کے سلسلے میں یہ بات عرض کر دوں کہ مصنف نے بعض احادیث بالمعنی روایت کی ہیں جس وجہ سے بعینہ الفاظ نہ مل سکے بہر حال ہم نے تخریج کرنے کی پوری ایمانداری سے کوشش کی

ہے۔ نیز کچھ احادیث کے حوالجات ہمیں نہ مل سکے۔ عربی کتاب کے ترجمہ میں مصنف کا تعارف ضرور ہونا چاہئے۔ چونکہ اسی کتاب میں ”کچھ مترجم کی زبانی“ اور مولانا جلال رضا صاحب قاہرہ مصر کے مقدمہ میں مصنف کا تذکرہ آچکا تھا اس لیے ہم نے الگ سے اس کا اہتمام نہیں کیا۔

اللہ ﷻ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اس کتاب کی اشاعت میں جس جس نے جس جس طرح بھی تعاون کیا اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اس کے لیے ثواب جاریہ کا سبب بنائے اور بالخصوص مصنف، مترجم اور ناشر کو اس میں سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین

محمد اجمل

17 ذیقعد 1426ھ

بمطابق 20 دسمبر 2005ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## کچھ مترجم کی زبانی

سید المرسلین امام الانبیاء ہادی انس و جان حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی خلقت نوری میں تمام مخلوق میں اول اور ولادت بشری میں تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے آخر میں ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ کو ختم نبوت کے تاج سے سرفراز کیا گیا اور آپ ﷺ کی رسالت و نبوت کی ذمہ داریوں کو کسی نئے نبی کی بجائے امت مسلمہ کی طرف منتقل کر کے اسے ”کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ“

(ترجمہ) ”تم بہترین امت ہو جسے لوگوں (کی بھلائی) کے لئے پیدا کیا گیا تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو“

کے پیغام کے ذریعے اس کا مقام بھی بتا دیا اور ذمہ داریوں سے بھی آگاہ کر دیا مقام یہ ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تمام امتوں سے بہتر ہے اور ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنی حیات مستعار کو نیکی کی ترغیب و اشاعت اور برائی سے ترہیب و قلع قمع میں گزارنے کے بعد نفس مطمئنہ کی صورت میں اپنے رب کے ہاں اس طرح حاضر ہو کہ وہ اپنے رب سے راضی اور اس کا رب اس سے راضی ہو۔

لیکن ”امر بالمعروف اور نہی عن المنکر“ کی اہم ذمہ داری کو نبھانے کے لئے محبت دنیا سے کنارہ کشی اور فکر آخرت بنیادی شرط ہے ورنہ نہ صرف تبلیغ و اشاعت کی اثر آفرینی سے محرومی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے بلکہ مسلم معاشرے پر اس کے منفی اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں اور مقتدی اپنے مقتداء کی بد اعمالیوں کو دلیل بنا کر اعمال صالحہ سے راہ فرار اختیار کرتا ہے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے خود اپنی حیات طیبہ میں اس پر عمل کر کے امت کے عام افراد کے لئے بالعموم اور داعیان اسلام کے لئے بالخصوص ”اسوۃ حسنہ“ چھوڑا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ ﷺ کے ارشادات مبارکہ اور آپ ﷺ کا عمل ہماری راہنمائی کے لئے کافی ہے۔ آپ ﷺ کو عقائد کی درستگی کے ساتھ ساتھ اخلاقی قدروں کو اجاگر کرنے اور برائیوں کے قلع قمع کی جو ذمہ داری سونپی گئی تھی اس میں آپ ﷺ کی کامیابی کی اس سے بڑی دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ عرب معاشرے میں قتل و غارتگری، عیاشی و فحاشی، طبقاتی امتیازات اور عورت پر ظلم و ستم اور اس طرح کی دیگر جتنی بد اخلاقیوں کا راج بوس چکی تھیں ان کو آپ ﷺ نے اس طرح ختم کیا کہ وہی معاشرہ پوری دنیا کے لئے عملی نمونہ بنا اور وہی لوگ کائنات انسانیت کے ہادی و راہنما قرار پائے۔

ہمارے آقا ﷺ نے اپنے ارشادات گرامی کے ذریعے خرابی کی جڑ کو بھی واضح کیا اور صریح الفاظ میں بتایا کہ الدُّنْيَا رَائِسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ (ترجمہ) ”دنیا (کی محبت) تمام گناہوں کی جڑ ہے۔“

(کنز العمال حدیث 76114، جلد 3 صفحہ 194 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

اور یہ بھی بتایا کہ الدُّنْيَا مَزْوَعَةُ الْآخِرَةِ (ترجمہ) ”دنیا آخرت کی کھیتی ہے“

(کشف الخفاء حدیث نمبر 1318 جلد 1 صفحہ 364، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

یعنی گناہوں سے بچنے کے لئے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنا نہیں بلکہ اس کی محبت سے دل کو فارغ رکھنا ہے اور اس بات کو اپنے پلے باندھنا ہے کہ دنیا محض عمل کی جگہ ہے اس کا صلہ اور انعام آخرت میں حاصل ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کا دور بمطابق حدیث پاک

”خَيْرُ الْقُرُونِ قُرْنِي ثُمَّ الدِّينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الدِّينَ يَلُونَهُمْ“

(ترجمہ) بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ (یعنی حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ) پھر وہ لوگ جو ان سے

ملے ہوئے ہیں اور پھر وہ جو ان سے ملے ہوئے ہیں۔

(اتحاف السادة المتقين۔ اصل السالغ في الاحاطة جلد 1 صفحہ 223 مطبوعہ دارالفکر بیروت۔)

جامع ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء في الشهادة والذروة حدیث 2309 جلد 4 صفحہ 135 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

کی روشنی میں بہترین ادوار تھے اس کے بعد معاشرے میں خرابیاں داخل ہو گئیں اور دنیا کی محبت، فکر آخرت پر غالب آگئی اگرچہ پھر بھی ایک گروہ راہ حق پر قائم رہا اور آخرت تک قائم رہے گا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ

زیر نظر کتاب ”تنبيه المغتربين او اخر القران العاشر على ما خالفوا فيه سلفهم

الطاهر“

جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہے ان لوگوں کے لئے تنبیہ ہے جو دھوکے میں پڑے ہوئے تھے اور یہ دسویں صدی ہجری کے نصف آخر کی بات ہے کہ بعض لوگوں نے ولایت کا دعویٰ کیا لیکن ان کے اعمال پاکیزہ سیرتوں کے مالک اسلاف کے خلاف تھے۔

قطب ربانی محقق صمدانی ابو الموہب عبدالوہاب بن احمد بن علی الانصاری الشافعی المصری المعروف ”امام شعرانی“ رحمہ اللہ (م ۹۷۳ھ) نے اپنی حیات طیبہ کا اکثر حصہ مصر کے دار الخلافہ قاہرہ میں گزارا۔ علوم اسلامیہ کی تکمیل بھی وہیں کی اور درس و تدریس اور وعظ و اصلاح کا فریضہ بھی وہیں انجام دیا اور بالآخر جب اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہوئے تو اسی شہر میں ”جامع مسجد ازہر اور امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرانور کے مدفن و مسجد کے قریب ہی باب شعری میں مسجد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب دسویں صدی ہجری کے نصف آخر میں کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے آپ کو منصب ولایت پر فائز سمجھتے ہیں اور وعظ وارشاد کی دنیا بھی بسائے ہوئے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ حکمرانوں، وزراء اور امراء کے درباروں پر جبین سجدہٴ نیاز بھی جھکاتے ہیں اور یوں مال و جان کی حرص نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے جس سے نہ صرف یہ کہ وہ ہلاک ہو رہے ہیں بلکہ سادہ لوح مسلمانوں کو بھی راہ حق سے دور لے جا رہے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فریضہٴ احقاق حق کی بجا آوری کا قصد کیا اور کسی لومۃ لائم کے بغیر ان لوگوں کی اصلاح کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ”أَذْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ“

(پ ۱۳۱ نمل ۱۲۵)

(ترجمہ) ”اپنے رب کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت“ کا قرآنی ابدی پیغام بھی پیش نظر رکھا اور بجائے اس کے کہ ان خود ساختہ صوفیاء کی کج روی پر براہ راست ضرب لگاتے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسلاف کے اخلاق عالیہ کو جمع کیا تا کہ وہ لوگ اور آنے والی نسلیں بھی ان اخلاق حسنة کو حرز جان بنائیں اور تنقیدی انداز کی وجہ سے جو اودھم مچ سکتا تھا اس کا خطرہ بھی باقی نہ رہے۔

یہ کتاب کس قدر اہم ہے اس کا اندازہ قارئین کو اس کے مطالعہ کے بعد ہو گا لیکن افسوس ناک صورتحال یوں پیدا ہوئی کہ جب بعض ”دنیا پرست متصوفین“ نے اس کتاب کو دیکھا تو انہیں یہ خطرہ لاحق ہوا کہ ان اخلاق عالیہ اور ہمارے اعمال کے درمیان جب ہمارے مریدین تقابل کریں گے تو ہمارا جبہ و دستار، شرف و عزت کی بجائے ہمارے لئے باعث ننگ و عار ہو جائے گا۔ ان لوگوں نے اس کتاب میں اپنی طرف سے غلط سلط عقائد داخل کر کے اسے چھاپ دیا اور مشہور کر دیا کہ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد اہل سنت کے نظریات سے متصادم ہیں۔

چنانچہ جامعہ ازہر جو چوتھی صدی ہجری سے قائم ہے اور عالم اسلام کی عظیم علمی درسگاہ ہے اس کے جید علماء کے سامنے یہ کتاب پیش کی گئی اور یوں قاہرہ میں حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی اٹھ کھڑا ہو گیا۔

لیکن اللہ تعالیٰ اہل حق کو ہمیشہ سرخرو کرتا ہے جب حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اصل نسخہ علماء ازہر کے سامنے پیش کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پیدا ہونے والے تمام شکوک و شبہات کا فوراً ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین خائب و خاسر ہوئے اور الحمد للہ! یہ کتاب آج تک بلکہ قیامت تک امت مسلمہ کی راہنمائی کرتی رہے گی۔

”تنبیہ المغترین“ میں حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن، حدیث، اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اور



اقوال صلحائے امت کے ذریعے امت کو بتایا کہ کسب حلال ضروری ہے، لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنا حرام اور ناجائز ہے لیکن دولت کو دل میں یوں جگہ دینا اور اس سے محبت کرنا کہ اللہ ﷻ کے احکام سے غفلت پیدا ہو، قتل و غارت گری کا دروازہ کھل جائے، رواداری، باہمی محبت اور ایثار و قربانی جیسی اہم اخلاقی قدروں کی عمارت گر جائے، یہ رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

یہاں یہ بات عرض کرنا ضروری ہے کہ جب بھی کسی کتاب کے مطالعہ یا مشاہدہ کے ذریعے بزرگان دین رحمہم اللہ کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو دیانت داری کا دامن تھامے رکھنا ضروری ہے۔

جب یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ فلاں شخص اللہ ﷻ کا نیک بندہ ہے اور خلاف شریعت امور سے مامون و محفوظ ہے تو پھر اس کے احوال جو بعض اوقات ہماری سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں ان کو دیکھ کر تصوف اور صوفیائے کرام رحمہم اللہ کے بارے میں خیالات باطلہ کی بجائے اچھی فکر اور عمدہ خیالات کا اظہار کرنا چاہیے۔ اگر ہم کسی وقت دیکھتے ہیں کہ کسی صوفی نے اپنے کپڑے نہیں دھوئے، داڑھی میں کنگھی نہیں کی تو کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ یہ شخص خلاف سنت راہ پر چل رہا ہے اور تصوف اسی چیز کی تعلیم دیتا ہے؟ لہذا تصوف کی راہ خلاف شریعت ہے۔ کیا یہ حدیث ہمارے پیش نظر نہیں ہونی چاہیے جس میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا ”لِيُ مَعَ اللّٰهِ وَقَدْ لَا يَسْعَىٰ فِيهِ مَلَكٌ مُّقْرَبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ“

(ترجمہ) بعض اوقات میرا حال یہ ہوتا ہے کہ میری پوری توجہ اللہ ﷻ کی طرف ہوتی ہے اور اس وقت کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسل ﷺ (کی طرف توجہ) کی گنجائش بھی نہیں ہوتی۔

اسی طرح صوفیاء کرام رحمہم اللہ بعض اوقات اللہ ﷻ سے لو لگاتے ہیں اور اس میں اس طرح منہمک ہوتے ہیں کہ کسی دوسری طرف ان کی توجہ نہیں ہوتی۔ اس کتاب میں جہاں اس قسم کے واقعات پڑھیں تو ان کو اسی بات پر محمول کیا جائے۔

اسی طرح یہ بات بھی اہل علم پر مخفی نہیں کہ بعض اوقات مبالغہ کے لئے مجازی معنی مراد ہوتا ہے اور قرآن و سنت میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں جو علماء کے علم میں ہیں۔

لہذا بعض اقوال اسی انداز کے ہوں گے مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام جب نماز پڑھتے تو دل کی دھڑکن دو میل تک سنی جاتی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے رونے کا ذکر ہے تو اس میں یہ کہا گیا ہے کہ آنسوؤں کے پانی سے سبزہ اگتا تھا۔ تو ہر سمجھدار آدمی سمجھتا ہے کہ اس سے حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ خوفِ الہی میں مبالغہ مراد ہے۔

ہم نے بعض جگہ حواشی میں ان باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے لیکن ہر جگہ حاشیہ دینا ممکن نہ تھا لہذا جہاں بھی ایسی بات پڑھی جائے ان ضابطوں کو پیش نظر رکھا جائے۔

صوفیاء کرام رحمہم اللہ اور تصوف پر اعتراض کرنے والوں سے یہ گزارش بھی بے جا نہ ہوگی کہ وہ اصل

کتابوں کا مطالعہ کریں اور موجودہ دور کے ”جعلی پیروں“ کو نہ دیکھیں بلکہ اسلاف کی زندگیوں کو پڑھیں انشاء اللہ ﷻ حجاب اٹھنے میں دیر نہیں لگے گی۔

آج سے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے فاضل جلیل حضرت علامہ ”مفتی محمد اکمل مدنی“ ملتان تشریف لائے تو ”جامعہ نظامیہ رضویہ“ میں اساتذہ سے ملاقات کے لئے بھی آئے جہاں سے انہوں نے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی تھی۔ اس دوران راقم سے ملاقات میں انہوں نے ”تنبیہ المغترین“ کی فوٹو کاپی (مجلد) دکھائی اور بتایا کہ یہ کتاب بہت اہم ہے اور شام سے اس کی فوٹو کاپی حاصل کی گئی ہے اور اس وقت یہ نایاب ہے۔ انہوں نے راقم کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ اس کا ترجمہ کر دیا جائے تاکہ اردو خواں طبقہ اس سے استفادہ کر سکے۔

اس وقت کچھ دیگر تحریری مصروفیات کی وجہ سے راقم نے وعدہ تو نہ کیا لیکن کتاب رکھ لی جب اس کتاب کو بعض مقامات سے دیکھا گیا تو ترجمہ کرنے کی طرف رغبت ہو گئی کہ اس بہانے سے مطالعہ بھی ہو جائے گا۔ اگرچہ دیگر مصروفیات کی وجہ سے یہ ترجمہ باضابطہ طور پر شروع نہ ہو سکا لیکن کبھی کبھی چند سطور کا ترجمہ کر دیا جاتا۔ یہاں تک کہ ایک سال گزر گیا اور گزشتہ رمضان المبارک (۱۴۲۰ھ) کے بعد اس کتاب کو تحریری کام میں باضابطہ طور پر شامل کر لیا اس وقت تک صرف چند صفحات کا ترجمہ ہوا تھا۔ ایک سال تک کام میں تاخیر کا ظاہری سبب تو وہی تھا جو سطور بالا میں ذکر کیا گیا لیکن قضا و قدر کے فیصلوں کے مطابق اس میں حکمت خداوندی مضمون تھی۔

ہو ایوں کہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ / 18 اکتوبر 2004ء بروز بدھ مصری سفارتخانہ اسلام آباد سے فون آیا کہ عید الفطر کے فوراً بعد جامعہ ازہر قاہرہ مصر میں ”دورہ تدریب آئمہ“ شروع ہو رہا ہے لہذا آکر اپنا ٹکٹ لے جائیں اور سیٹ وغیرہ کا انتظام کریں۔

بہر حال عید الفطر کے چوتھے روز رات تقریباً نو بجے (پاکستان کے بارہ بجے) جامعہ ازہر کے ہاسٹل ”مدینة البعوت الاسلامیہ“ جو غیر ملکی طلباء کا ہاسٹل ہے، پہنچے اور جامعہ ازہر سے نسبت کے قیام کا شرف حاصل ہو گیا۔

جامعہ ازہر کی طرف روانگی کے وقت سوچا گیا کہ وہاں فراغت کے اوقات سے فائدہ اٹھایا جائے اور کسی کتاب کا ترجمہ کیا جائے۔ چنانچہ ”تنبیہ المغترین“ کے نسخہ اور قلم و قرطاس کو بھی شریک سفر کر لیا اور یہاں (قاہرہ میں) پہنچنے کے تیسرے دن بروز جمعہ المبارک کام کا آغاز کر دیا گیا۔ لیکن اس وقت خوشی کی انتہا نہ رہی اور اللہ ﷻ کی حکمت پر یقین انتہائی درجہ پر پہنچ گیا جب احباب سے معلوم ہوا کہ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مقدس ”مدینة البعوت“ کے قریب ہے اور وہ علاقہ ”باب شعری“

کہلاتا ہے جب کہ مسجد و مزار کے سامنے چوک کو میدان باب شعری کہا جاتا ہے۔

چنانچہ پہلی فرصت میں حضرت کے مزار شریف پر حاضری دی اور ساتھ ہی دوسرے کمرے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد گرامی حضرت سید علی نور الدین شوئی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے وہاں بھی فاتحہ پڑھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شوئی اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ ”طعنا“ کے قریب مقام شون میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اکثر وقت درود شریف پڑھنے میں گزرتا۔

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے فضائل و مناقب خود بیان فرمائے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس کے باہر دیوار پر معلق چارٹ میں مذکور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۹۴۳ھ میں ہوا۔ اب بات واضح ہوتی ہے کہ اس کتاب کے ترجمہ میں تاخیر کی اصل وجہ کیا تھی۔ الحمد للہ! حسب معمول ”نظام الاوقات“ ترتیب دے دیا اور انچاسویں دن یعنی 6 جنوری 2005ء بروز جمعرات ترجمہ مکمل ہو گیا۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دی فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب کیا اور کتاب کی آخری چند سطور کا ترجمہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھ کر لکھنے کا شرف حاصل کیا۔ الحمد للہ علی ذلک الفصل والمنہ۔

جامع ازہر میں حاضری کے بعد پاکستان، ہندوستان کے طلباء جن میں سے بعض اپنی جگہ فاضل علماء ہیں کی محبتوں کی سوغات ملی۔ ہندوستان کے علامہ ”جلال رضا“ اور ان کے کچھ رفقاء جو قاہرہ شہر میں کرائے کے مکان میں رہتے ہیں ان کی طرف سے دعوت ملی تو راقم اور دیگر دو پاکستانی ساتھی مولانا حضرت جمال (سوابی) مردان اور مولانا ارشد یوسف قلندری آزاد کشمیر، حضرت علامہ حافظ غلام انور صاحب زیدہ مجددہ کی قیادت میں وہاں حاضر ہوئے۔

یہاں یہ بات عرض کرنا چلوں کہ حضرت علامہ حافظ غلام انور الازہری ”جامعہ امجدیہ کراچی“ کے فارغ التحصیل ہیں علمی خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں اور جامعہ ازہر میں جہاں طلباء کو بہت سے قانونی مراحل (جن کو اجراءات کہتے ہیں) طے کرنا ہوتے ہیں کسی مسلکی اور ملکی امتیاز کے بغیر سب کی راہنمائی کرتے ہیں۔ اپنا قیمتی وقت دیتے ہیں اپنا لنگر جاری رکھتے ہیں حالانکہ خود ”ایم فل“ کا مقالہ لکھ رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ قدم بقدم رہے اور جہاں جانا ہوتا ساتھ لے جاتے کیونکہ یہاں کی زبان (عامیہ زبان) سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ حافظ غلام انور صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔

حضرت علامہ جلال رضادامت برکاتہم العالیہ کے پاس پہنچے ان سے ملاقات ہوئی بظاہر سادگی کا مرقع یہ شخص علم و عمل کی دنیا میں یقیناً ایک عظیم انسان ہے۔

اردو ان کی مادری زبان ہے ”جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن“ سے فراغت حاصل کی اور آج کل عربی

اور انگریزی کے ماہر ہیں۔ ”ردقادیانیت“ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مبارک کا عربی میں ترجمہ کر کے قاہرہ سے چھپوایا اور کچھ دیگر کتب بھی۔ حال ہی میں انہوں نے ان سادات کرام پر انگریزی میں کتاب لکھی جو قاہرہ میں محواستراحت ہیں (ابھی یہ کتاب شائع نہیں ہوئی)۔

راقم نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے ”تنبیہ المفترین“ (مترجم اردو) کا مقدمہ لکھنے کی گزارش کی تو حضرت نے خندہ پیشانی سے قبول کر لی اس وقت تک لکھے گئے صفحات ان کو پیش کئے گئے اور چند دنوں تک واپسی کے لئے گزارش کی گئی۔

دوبارہ ان کی خدمت میں حاضری ہوئی جس میں الجزائر کے شیخ طریقت حضرت شیخ مراد امام برکاتیم العالیہ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

جب حضرت علامہ جلال رضا مدظلہ العالی نے کتاب اور صفحات واپس کئے اور زبانی طور پر کچھ راہنمائی بھی کی تو یہ دیکھ کر سخت حیرانی ہوئی کہ انہوں نے اس کا ایک ایک لفظ پڑھا اور اگر کتاب میں طہاعت کی غلطی تھی تو اس پر بھی متنبہ فرمایا اور راقم سے کوئی بھول ہوئی تو اس کی نشاندہی بھی فرمائی جہاں ترجمہ مناسب نہ تھا، اس کی طرف بھی توجہ دلائی اور ساتھ ہی ایک وقیع مقدمہ بھی تحریر فرمایا۔

راقم حضرت علامہ جلال رضا زید مجدہ کا شکر یہ الفاظ میں ادا نہیں کر سکتا **فَجَزَا اللَّهُ أَحْسَنُ الْجَزَاءِ**۔ حضرت علامہ حافظ غلام انور صاحب کا بے حد ممنون ہوں جن کی وساطت سے حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس پر حاضری، علامہ جلال رضا مدظلہ العالی سے ملاقات اور دیگر کئی امور طے ہوئے۔ حضرت مفتی محمد اکمل مدنی کا شکر گزار ہوں جو راقم کے لئے اس سعادت کا باعث بنے اور عزیزم مولانا محمد اجمل مدظلہ شکر یہ کے مستحق ہیں کہ ”مکتبہ اعلیٰ حضرت“ کے تحت علمی خوشبو پھیلا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت شیخ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی برکات سے ہم سب کو مال مال فرمائے اور ترجمہ کو شرف قبولیت عطا فرما کر میرے والدین اور ساتھ کرام کی بلندی درجات کا ذریعہ بنائے۔

امین بِنِجَاهِ نَبِيِّ الْكَرِيمِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

محمد صدیق ہزاروی سعیدی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نزیل الازھر الشریف مدینۃ البحوث الاسلامیہ قاہرہ، مصر

بروز جمعہ المبارک ۳ ذوالحجہ ۱۴۲۰/۱۴ جنوری ۲۰۰۵ء

بوقت گیارہ بج کر پچاس منٹ (مصر)

دونج کر پچاس منٹ (پاکستان)

## مقدمہ

از قلم حضرت مولانا جلال رضا دامت برکاتہم العالیہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ، وَعَلَى  
إِلَى الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ وَصَحْبَتِهِ أَجْمَعِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ، أَمَا بَعْدُ  
بڑی مسرت کی بات ہے کہ اب اردو قارئین کیلئے ایک نایاب تحفہ اور بیش بہا خزانہ عربی زبان سے  
نقل ہو کر اردو زبان میں آرہا ہے۔

آج اس کتاب کی اہمیت اور افادیت اس زمانے سے کہیں بڑھ کر ہے، جس زمانے میں اس کی  
تالیف ہوئی تھی اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس کتاب کی اہمیت اسی قدر بڑھتی جا ئیگی جس قدر معاشرے میں  
اخلاقی انحطاط بڑھتا جائے گا۔

واضح رہے کہ اسلام میں اخلاق کی بڑی اہمیت ہے اور قرآن و سنت میں اخلاق پر بہت زور دیا گیا  
ہے اور جگہ جگہ اس کی تاکید کی گئی ہے بلکہ ایک موقع پر تو حضور ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد ہی اسی میں منحصر  
فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا: بُعِثَ لَا تَمَمَّ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ۔  
(ترجمہ) ”مجھے اس لئے بھیجا گیا ہے کہ میں اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کروں۔“

(کنز العمال حدیث 31949 جلد 11 صفحہ 420 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اسلام کے سارے شرعی احکام اور فقہ اسلامی کے سارے مسائل آخر  
کار اخلاقی امور ہی ہیں، اسلام میں فیثت حرام ہے، یہ حکم شرعی بھی ہے اور قاعدہ اخلاقی بھی۔ زنا، مذہب  
اسلام میں حرام ہے، یہ حکم شرعی بھی ہے اور اخلاقی قدر بھی ہے۔ چوری اسلام میں حرام ہے، یہ حکم شرعی بھی ہے  
اور اخلاقی اساس بھی ہے۔ اس لئے یہ کہا جانا درست ہے کہ حلال و حرام کے سارے احکام کسی نہ کسی طرح  
اخلاقی قدروں پر ہی مشتمل ہیں۔

حضور ﷺ کی احادیث طیبہ میں کہیں تو اخلاق پر چلنے کو ایمان اور کہیں جزایمان قرار دیا گیا ہے اور  
اخلاق کی خلاف ورزی کو منافی ایمان کہا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد رسول اللہ ﷺ ہے: لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ، وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ  
(ترجمہ) ”جسے امانت داری نصیب نہیں اس کا ایمان بھی کامل نہیں اور جو عہد و پیمان کی رعایت نہیں رکھتا  
اس کا دین ہی مکمل نہیں۔“

(مکلوۃ الصالح کتاب الایمان صفحہ 15 فصل ثانی مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اور ارشاد فرمایا: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ:

(ترجمہ) تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک اپنے مومن بھائی کے لئے وہی پسند نہ کر لے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(مکلوۃ الصالح کتاب الایمان صفحہ 12 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اور ایک موقع پر فرمایا: وَاللَّهُ لَا يُؤْمِنُ (دلائل مرات) مَنْ لَا يَأْمِنُ جَارَهُ بِوَالِقِهِ:

(ترجمہ) ”بخدا وہ مومن کامل نہیں (تین مرتبہ تکرار فرمایا) جس کا پڑوسی اس کے ظلم سے مامون نہ ہو۔“

(مکلوۃ الصالح کتاب الرحمۃ علی الخلق صفحہ 422 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اور فرمایا: لَا يَزِلُّ الزَّالِي حِينَ يَزِلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ:

(ترجمہ) ”کوئی مومن حالت ایمان میں رہ کر زنا نہیں کر سکتا۔“

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 326 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

اسی طرح ارشاد ہے: الْمُؤْمِنُ لَا يَكْذِبُ:

(ترجمہ) ”مومن کامل کبھی دروغ گو نہیں ہوتا۔“

اور ایک جگہ ارشاد ہے: عَدَلْتُ شَهَادَةَ الزُّوْرِ الشِّرْكَ بِاللَّهِ:

(ترجمہ) ”جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے مساوی ہے۔“

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 178 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے: مَنْ عَشَّ فَلَيْسَ بِعَدْلٍ:

(ترجمہ) ”جو دھوکہ دہی کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

(کنز العمال حدیث نمبر 40122 جلد 15 صفحہ 67 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

ایک اور موقع پر آپ ﷺ کا ارشاد ہے: الْحَيَاءُ حَقْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ:

(ترجمہ) ”شرم و حیا ایمان کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔“

(مکلوۃ الصالح کتاب الایمان صفحہ 12 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ ملتان)

اس طرح کے اور کتنے ہی نصوص ہیں جن میں حضور ﷺ نے ایمان کو اخلاق سے وابستہ فرمایا اور

بداخلاق کو نفی ایمان سے جوڑا، اگرچہ کہ یہ نصوص علماء اور محققین کے نزدیک معنی حقیقی پر محمول نہیں ہیں بلکہ کمال

ایمان کی نفی یا کفار سے تشبیہ مقصود ہے۔ تاہم ان نصوص کے تیور سے یہ بات روز روشن سے زیادہ واضح ہو جاتی

ہے کہ اخلاق کی اسلام میں کتنی اہمیت اور فضیلت ہے کہ اس کا وجود ہے تو ایمان کا وجود ہے اور اگر وہ غائب ہے

تو ایمان ہی مفقود ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ اسلام میں ایک طرف اخلاق کی یہ اہمیت اور دوسری طرف اسلامی معاشرے میں اخلاق کی وہ گراؤ، یہاں ایمان اور اخلاق میں یہ مضبوط رشتہ اور وہاں دعویٰ ایمان اور اخلاق سے وہ بیگانگی۔

ترجو النجاة ولم تسلك مسالكها ان السفينة لا تجرى على الیہس

(ترجمہ شعر) نجات کے امیدوار ہو حالانکہ اس کی راہ اختیار نہ کی یقیناً کشتی خشکی پر نہیں چل سکتی۔

بہر حال اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ہمارے معاشرے میں اسلامی اخلاق کی احیا اور اس کی ترویج و اشاعت کیلئے زیادہ سے زیادہ کوششیں کی جائیں۔ زیر نظر کتاب ”تنبیہ المغترین“ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جس کے مطالعہ سے انشاء اللہ ایمان کو تازگی اور یقین کو بالیدگی ملے گی۔

کیونکہ یہ کتاب ایک ماہر روحانی طبیب، مصر کے ایک نامور عالم باعمل، ہستی اور مشہور صوفی بزرگ حضرت ابوالمواہب، عبدالوہاب بن احمد الانصاری، الشافعی الشمرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے یہ امام شعرانی کے لقب سے عالم اسلام میں زیادہ مشہور ہوئے اور دراصل بیان کے گاؤں کی طرف نسبت ہے کیونکہ ”ابو شعرة“ ان کا پیدائشی گاؤں ہے جو مصر کے ضلع متوفیہ میں واقع ہے۔

یوں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے تھے، لیکن غیبی نصرت اور تائید الہی ہمیشہ شامل حال رہی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ترقی کی راہوں کو باسانی ملے کرتے رہے۔ چنانچہ سات سال کی عمر میں حفظ قرآن مجید مکمل کر لیا اور اس زمانے کے نصاب تعلیم کے مطابق مشہور و متداول متون یاد کر لئے اور اس پر حاوی ہو گئے اور تیرہ سال کی عمر میں قاہرہ روانہ ہو گئے اور مختصر عرصے میں تمام علوم و فنون میں گہرائی اور گیرائی پیدا کر لی اور اپنے استاد و مرشد شیخ امین الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ”صحاح ستہ“ کی تکمیل کر لی۔ ان سارے علوم میں پختگی اور گرفت کے بعد عبادت و ریاضت، مجاہدہ نفس اور تصفیہ قلب کی راہ اختیار کئے، قیام و صیام کا التزام فرمایا اور حقیقی معنوں میں دل کی صفائی کی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی ان کی عزت افزائی فرمائی اور کرامتوں کا ظہور ہونے لگا۔

ان کے عظیم کارناموں میں سے یہ بھی ہے کہ انہوں نے امت مسلمہ کی اصلاح و ترقی کے لئے تصانیف کے بیش بہا خزانے چھوڑے جن سے پورے عالم اسلام کے خواص و عوام کو فائدہ پہنچا اور پہنچ رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک پہنچتا رہے گا۔ ان کی تصانیف کی تعداد ۳۰۰ تین سو سے زائد بتائی جاتی ہے جن میں سے مشہور ترین یہ ہیں۔

1. لواقح الأنوار القدسیة. 2. الیواقیت والجواهر فی عقائد الأكابر. 3. المیزان

الکبری . 4. شرح جمع الجوامع . 5. البحر المورود . 6. المائت والمفاخر فی علماء القرآن العاشر . 7. الطبقات الصغری . 8. الطبقات الکبری .

انہوں نے اپنی خانقاہ قاہرہ میں ”باب الشعریہ“ کے علاقے میں بنوائی، اس خانقاہ میں، فقرا و مساکین کی بڑی تعداد قیام کرتی تھی، ان کے خورد و نوش اور کپڑے وغیرہ کا بھی انتظام انہیں کے ذمے تھا۔ اس طرح وہ خدمت خلق میں بھی مشغول رہے اور عبادت الہی بھی ہوتی رہی گویا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نعرہ یہ تھا ”دست بکار دل بیار“۔

سلوک و اخلاق کا یہ قابل تقلید نمونہ علم و معرفت کا یہ شمع درخشاں اس عالم قانی سے ۱۹۷۳ء میں کوچ کر گیا۔ رحمة واسعة اور باب الشعریہ کے علاقے میں مدفون ہوئے، حزار سے متصل ان کی مسجد بھی ہے جو اب بھی جامع امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ صاحب کتاب امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ سے میرا ایک خاص قسم کا روحانی رشتہ ہے اور وقتاً فوقتاً میری ان کی بارگاہ میں حاضری ہوتی رہتی ہے اور یہ سلسلہ تقریباً چھ سال سے جاری ہے۔ یوں تو مصر کے اکثر مشہور ترین مقامات پر فقیر کی حاضری ہو چکی، جن میں خاص طور پر سیدی ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا حزار قابل ذکر ہے، جو قاہرہ سے تقریباً 900 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے، یہاں فقیر کی دو بار حاضری ہوئی اور دونوں بار الگ الگ عربی زبان میں منقبت عرض کرنے کی سعادت حاصل ہوئی پہلے سفر میں ہم یمن کے عظیم بزرگ حبیب علی جعفری مدظلہ العالی کے ساتھ تھے جو طرہ سے شاذلیہ سے وابستہ ہیں۔

اسی طرح سیدی احمد البدوی اور سیدی ابراہیم الدسوقی رحمہما اللہ دونوں کے حارات پر حاضری ہوئی اور عربی میں منقبت عرض کرنے کی سعادت سے سرفراز ہوا، والحمد للہ، اظہار عقیدت کا یہ سلسلہ جاری رہا اور خواہش ہوئی کہ سیدی شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت نظم کی جائے اور ان کی بارگاہ میں نذر کی جائے لیکن طبعیت اس طرف ملتفت نہ ہوئی اس طرح کئی بار ارادہ بنا اور کوئی نہ کوئی رکاوٹ آچکی اور فکری توجہ میں یکسوئی نہ ہو سکی۔ خیال یہ ہوتا تھا کہ شاید صاحب منقبت کی اجازت نہیں ہے

یہاں تک کہ حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی قاہرہ تشریف لائے اور فقیر کے غریب خانہ میں قدم رنجا ہوئے اور اظہار فرمایا کہ ”تنبیہ المفترین“ کے ترجمے کا کام جاری ہے اور مجھے اس پر مقدمہ لکھنے کا حکم فرمایا، ابھی بات ختم بھی نہیں کئے تھے کہ میرے ذہن میں خیال آیا کہ شاید اب صاحب منقبت کی اجازت ہوگئی اور اسی بہانے ان پر کچھ لکھنے کی سعادت نصیب ہو جائیگی اور مولانا موصوف اس کے ظاہری سبب بنیں گے۔

بہر حال مولانا ممدوح جب دوسری بار فقیر کے غریب خانے پہ تشریف لائے تو ”سہمیہ المفترین“



کا ایک نسخہ میرے پاس چھوڑ گئے۔ میں نے سرسری نظر سے اس کے کچھ اوراق دیکھے لیکن بے حد معرفت کی وجہ سے مزید پڑھنے کی فرصت نہیں مل پارہی تھی کیونکہ انہیں دنوں میری نئی کتاب ”The Prophet's Family in Egypt“ کی کمپوزنگ کا کام چل رہا تھا اور علامہ حسن رضا خان علیہ الرحمۃ کے اردو دیوان ”ذوق نعت“ کا عربی ترجمہ بھی فقیر کے پاس تصحیح کے لئے آیا ہوا تھا۔

بہر حال جب کتاب کے کچھ اوراق پڑھے تو دلچسپی میں اضافہ ہوا یہاں تک کہ کتاب کی جاذبیت نے مجھے سارے کاموں سے چھڑا کر اپنی طرف متوجہ کر لیا، گویا کہ

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

میری رائے ہے کہ یہ کتاب جس اعلیٰ معیار کی ہے الحمد للہ اس کے اردو ترجمے کے لئے مترجم بھی اسی اعلیٰ معیار کے ہیں، کیونکہ مولانا موصوف ایک کہنہ مشق مترجم ہیں اور دونوں زبانوں کے اسرار و رموز سے بخوبی واقف ہیں۔ جن کو عربی کی کئی مایہ ناز ضخیم کتابوں کے ترجمے کا اعزاز بھی حاصل ہے، جن میں احیاء علوم الدین للامام ابی حامد الغزالی اور ریاض الصالحین للامام النووی رحمہما اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ زیر نظر ترجمہ نہایت ہی سلیس، بامحاورہ اور مفہوم خیز ہے اور ساتھ ہی بہت محتاط بھی ہے۔

مترجم مدوح کی احتیاط کے سلسلے میں، میں یہاں صرف ایک مثال بطور نمونہ پیش کرتا ہوں، عربی کی عبارت یہ ہے ”وَ كَانَ الْفَضِيلُ بْنُ عِيَاضٍ رَحِمَهُ اللَّهُ يَقُولُ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَ لَهُ نَظِيرٌ مِنْ أُمَّةٍ“ (ترجمہ): حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ”ہر نبی کی امت میں اس نبی کا کوئی مظہر ہوتا ہے۔“ ”نظیر“ کا ترجمہ ”مظہر“ سے کرنے میں جو خوبی پنہاں ہے وہ ہر ذی فہم پر روشن ہے۔ اسی طرح ”نظیر کا ترجمہ ”مثل“ سے کرنے میں جو خرابی ہے وہ بھی واضح ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مولانا نے اس ترجمہ سے امتناع نظیر کا بھی مسئلہ بیان کر دیا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو مقبول خواص و عوام بنائے اور مؤلف، مترجم ناشر سب کو جزائے خیر دے۔

وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

محمد جلال رضا،

فاضل جامعہ نظامیہ حیدرآباد (الذکن)

بی اے، جامعہ لائبرال شریف، ریسرچ اسکالر، الفلسفۃ الاسلامیہ

کلچہ دارالعلوم، جامعہ القاہرہ۔ مصر

۱۷/ ذوالقعدۃ ۱۴۲۵ھ بمطابق 29 دسمبر 2004ء

## مقدمہ

از مولف کتاب علیہ الرحمۃ

فَلَا تَفْرُتْكُمْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَقَدْ وَلَا يَفْرُتْكُمْ بِاللَّهِ الْفَرُوزُ ۝ (پ ۱۱ لقمان ۳۳)  
 (ترجمہ) اور تمہیں دنیوی زندگی ہرگز دھوکہ نہ دے اور نہ ہی اللہ ﷻ کے (حکم) بارے میں کوئی فریب دے  
 تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ میں درود و سلام (کا تحفہ) بھیجتا ہوں  
 اپنے سردار حضرت محمد ﷺ پر اور تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور ان کے آل و اصحاب سب پر  
 اور میں کہتا ہوں اے اللہ ﷻ! تو پاک ہے ہمیں صرف اسی بات کا علم ہے جو تو نے ہمیں سکھائی  
 ہے بے شک تو ہی جاننے والا حکمت والا ہے۔

حمد و صلوة کے بعد! یہ عمدہ کتاب ہے اس کی جسامت چھوٹی اور قدر و قیمت بڑی ہے میں نے اس  
 میں وہ اچھی باتیں جمع کی ہیں جو سلف صالحین کی اللہ ﷻ اور اس کی مخلوق کے ساتھ اچھے معاملات میں سے  
 ہیں اور میں نے اس کو کتاب و سنت کی روشنی میں سونے اور جواہرات کے طور پر تحریر کیا اور یہ اسی طرح ہے  
 جس طرح مجھے اس کی تالیف کے دوران سمجھ آئی۔

پس یہ کتاب امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ سے متعلق کتاب ”المہاج“ کی طرح ہے تو جس طرح  
 اس دور کے علماء اس کتاب اور اس میں شامل ترجمی مسائل سے لوگوں کو بخوشی دیتے ہیں اسی طرح صوفیاء کرام  
 اس میں منقول عمدہ تحریرات سے لوگوں کو احکام (تصرف) بتاتے ہیں۔

میں نے اس کتاب کو سلف صالحین صحابہ کرام، تابعین اور باعمل علماء، اللہ ﷻ ان سب سے راضی  
 ہو، کے افعال سے مزین و مضبوط کیا نیز وہ اخلاق جن سے میں اس وقت موصوف ہوا جب میں نے صوفیاء  
 کرام کی محبت کے طریقہ پر قدم رکھا کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ بعض جانسین کہیں گے کہ فلاں شخص کس طرح ہمیں  
 ان لوگوں کے اخلاق سے موصوف ہونے کا مشورہ دیتا ہے اور خود ان اخلاق پر قائم نہیں اور یہ مجھ پہ اللہ ﷻ کا  
 احسان ہے اسی لئے میں نے اکثر ان اخلاق کو واضح طور پر ذکر کیا جن کے ذریعے اللہ ﷻ نے مجھ پر احسان  
 فرمایا اور میرے دیگر ہم عصر لوگوں کو وہ حاصل نہیں۔

(میں نے یوں لکھا) ”یہ عجیب خلق ہے اس زمانے میں میرے علاوہ کوئی دوسرا اس سے موصوف  
 نہیں۔“

اس کا مقصد ہے سامعین کو اس بات سے آگاہ کرنا تھا کہ مجھ میں یہ صفت پائی جاتی ہے اور میں نے  
 دوسروں کو یہ خلق اپنانے کا مشورہ دینے سے پہلے خود اس خلق کو اپنایا ہے۔ اگر یہ مقصد نہ ہوتا تو ہمارے لئے

زیادہ مناسب یہ بات تھی کہ اپنے بھائیوں سے اس کو چھپاتے جس طرح ان دیگر اعمال کو مخفی رکھا جن میں ہم نے کسی دوسرے سے اقتدا کی طلب نہیں دیکھی۔

کیونکہ اعمال کو دو باتوں کے علاوہ ظاہر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں

(1) لوگ اس کی اقتدا کریں

(2) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا مقصود ہو

اس کے علاوہ کوئی مقصد نہ ہو گیا میں زبان حال سے اپنے مخالفین کو کہہ رہا ہوں اے میرے بھائی! میرے اخلاق کو دیکھو اگر تم مجھے کسی خلق سے موصوف نہ پاؤ تو اس میں میرا عذر تمہارا عذر ہے۔

میں نے اس کتاب میں بہت سے اخلاق کو بار بار مختلف عبارات سے بیان کیا اور یہ کام قرآن مجید اور صحیح بخاری وغیرہ کتب دلائل کی اقتدا کے طور پر کیا نیز ان اخلاق کی شان کے اہتمام کو بیان کرنا مقصود تھا علاوہ ازیں اس زمانے میں لوگوں نے اس سے سستی اختیار کر لی (لہذا اس کو زیادہ بیان کرنا ضروری ہو گیا) جس طرح میں (کتاب میں) بعض جگہ کہتا ہوں۔

”یہ خلق اس زمانے میں بالکل نایاب ہو گیا ہے اور میں اپنے ہمعصر لوگوں میں کسی کو نہیں جانتا جو اس سے موصوف ہو البتہ میں اس سے موصوف ہوں“۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ میرے ہم عصر لوگوں نے اس کو بہت کم اپنایا ہے۔ اپنے بھائیوں کی توہین کرنا میرا مقصد نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا اس قسم کے ارادے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔

اس کتاب کی تالیف کاسب سے بڑا باعث مولانا سلطان سلیمان بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت کی وہ تحقیق ہے جو دسویں صدی کے نصف ثانی میں انہوں نے کی جب حکمرانوں وغیرہ نے لوٹ مار چارگی تھی میں نے اس کو دیکھا اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ کی شریعت مطہرہ کے اخلاق کے نشانات جو مٹ چکے تھے ان کی تحقیق جس طرح مولانا سلطان (اللہ تعالیٰ کی مدد کرے) کی جماعت نے کی علماء شریعت میں سے کسی نے نہیں کی تو مجھے شریعت پر ایمانی غیرت نے اس کتاب کی تالیف پر راہیغتہ کیا جس طرح کوئی شخص ظاہر و باطن کے علماء کی خدمت میں اخلاق شریعت کے مٹے ہوئے نشانات کو واضح کرتا ہے۔

یہ کتاب اس زمانے کے ہر صوفی اور فقیہ کے لئے نفع بخش ہے ان میں سے کوئی بھی اس میں نظر کرنے سے بے نیاز نہیں ہو سکتا جس طرح تھے اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہو جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب اس زمانے کے ہر شخص کی گردن کاٹتی ہے جو ناحق طور پر شیخ (صوفی بزرگ ہونے) کا دعویٰ کرتا ہے کیونکہ یہ اس کو مفلس قرار دیتی ہے حتیٰ کہ وہ اپنے آپ کو قوم کے اخلاق سے بڑھ بھتا ہے جس طرح سانپ اپنے لباس سے لکل آتا ہے اور میں بعض لوگوں کو جانتا ہوں جب ان تک اس کتاب کی خبر پہنچی تو

وہ پریشان ہو گئے اور اگر ان کے بس میں ہوتا تو وہ اس کو چوری کر کے اس (کے مضامین) کو دھو ڈالتے کیونکہ ان کو یہ خوف ہے کہ اگر ان کے کسی معتقد نے اس کتاب پر نظر ڈال لی تو ان کے حق میں ان (معتدین) کا عقیدہ بدل جائے گا جب وہ دیکھیں گے کہ یہ لوگ ان لوگوں کے اخلاق سے الگ تھلگ ہیں جن کے خلفاء ہونے کا یہ دعویٰ کر رہے ہیں

حالانکہ ان کے لئے زیادہ مناسب یہ تھا کہ اس پر خوش ہوتے کیونکہ یہ کتاب مکمل طور پر پند و نصائح پر مشتمل ہے اور ان میں سے کوئی بھی اس زمانے میں اس کتاب جیسا ناصح نہیں پائے گا اور میرے بھائی شیخ ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھائیوں اور دوسرے لوگوں کی نصیحت کے لئے پانچ اوراق کے برابر ایک میزان لکھی تو انہوں نے اس کو سونے اور لاجورد سے لکھا اور اس پر بہت خوش ہوئے اللہ تعالیٰ سچے لوگوں سے راضی ہو آمین۔

میری اس کتاب کی تالیف ان واقعات کے مطابق ہے جو مجھے اور میرے دوستوں کو پیش آتے ہیں اور میں نے اس میں جس خلق کا ذکر کیا ہے اس کا کوئی نہ کوئی سبب ہے جس کو میں جانتا ہوں پس اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم فرمائے جو اس میں خلل دیکھے تو بھلائی پر میری مدد کرتے ہوئے، اس کی اصلاح کرے یہ اصل کتب سے منقول نہیں ہے بلکہ یہ قرآن و سنت اور اقوال آئمہ سے اجتہادی صورت میں ہے اور جو باتیں میں نے اس میں نقل سے ذکر کی ہیں (یعنی آیات و احادیث) وہ میرے ذکر کردہ اقوال کی گواہی کے طور پر ہیں اور کوئی بات نہیں جیسا کہ تم دیکھو گے انشاء اللہ تعالیٰ

اور جب مولف سب سے پہلے استنباط کرنے والا (اخذ کرنے والا) ہو تو اس کا کلام بعد والوں کا محتاج ہوتا ہے اور لازماً اس کی غلطیوں کا ازالہ کیا جاتا ہے جس طرح بعد والے علماء نے پہلے لوگوں کی غلطیوں کا ازالہ کیا بخلاف اس کے جو متاخرین کی نقل کردہ باتوں کا مجموعہ ہو کیونکہ اس کا کلام شاذ و نادر ہی تعاقب کا محتاج ہوتا ہے کیونکہ وہ علماء کو ایک دوسرے پر نکتہ چینی کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو وہ عبارت اختیار کرتا ہے جو نکتہ چینی سے محفوظ ہو جس طرح ہمارے شیخ، شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیفات میں کیا۔

اسی وجہ سے جو شخص ایسی کتاب لکھتا ہے جو پہلے نہیں لکھی گئی تو وہ اپنے کلام کو تمام مفسرین، محدثین، فقہاء، اصولیین، نحوویوں، متکلمین (علم کلام والے) صوفیا اور بیان کرنے والے سب حضرات کا نشانہ بناتا ہے اور وہ ہر قول میں ان تمام علماء کی بحث کا محتاج ہوتا ہے اس سے پہلے کہ وہ اس قول کو ذکر کرے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَوْ كَانِ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا

(پہ انشاء ۸۲)

(ترجمہ) اگر یہ (قرآن) اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔

کیونکہ مولف کے لئے ہر مسئلہ میں تمام اقوال کو جمع کرنا مشکل ہوتا ہے اسی طرح اس کتاب کی تالیف کے دوران اس کے الفاظ اور مفہوم پر جو اعتراضات وارد ہوتے ہیں اگر وہ اس پر قادر ہوتا تو کتابیں شروع کی محتاج نہ ہوتیں اور پھر شروع پر حواشی کی حاجت نہ ہوتی میری (مصنف علیہ رحمۃ کی) تمام کتابوں کی یہی صورت ہے البتہ حدیث یا اصول کی مختصر کتب کا معاملہ الگ ہے یہ تمام کتاب وسنت سے اخذ کی ہوئی ہیں۔ (مطلب یہ کہ انسان کی تحریر قرآن مجید کی طرح محفوظ نہیں ہے)۔

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں کو فتویٰ دیتے اور فرماتے تھے یہ عمر کا قول ہے اگر یہ درست ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر اس میں خطا ہے تو عمر کی طرف سے ہے۔

اسی طرح حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فتویٰ دیتے اور فرماتے ہمیں جس قدر علم پر قدرت حاصل ہوتی ہے یہ اس میں سے اکثر ہے جو اس سے زیادہ واضح (حکم) پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے اور اکثر فرماتے تھے یہ نعمان (ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کا فتویٰ ہے اگر یہ درست ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر اس میں خطا ہے تو نعمان کی طرف سے ہے اور دنیا اور آخرت میں اسی سے پوچھا جائے گا۔

اسی طرح اس کتاب کا مولف بھی کہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہے کہ یہ کتاب صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے ان اخلاق کو واضح کرے گی جو ایک عرصہ سے مٹ چکے ہیں اور ہم نے وہ زمانہ دسویں صدی ہجری کا پہلا نصف پایا اور اس کے بعد ان بزرگوں کا انتقال ہو گیا۔

الحمد للہ! ہم نے ایک سو کے قریب بزرگوں کو پایا ان میں سے ہر ایک کا مقام یہ تھا کہ اس کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی تھی۔ جس طرح میرے سردار حضرت علی المرصفی، سیدی محمد شناوی، سیدی محمد بن داؤد، سیدی ابو بکر الحدیدی، سیدی عبد الحلیم بن مصلح، سیدی ابی السعد الجارجی، سیدی تاج الدین الزاگر، سیدی محمد بن حنان، سیدی علی الخواص رحمہم اللہ ان کے علاوہ وہ بزرگ جن کا ذکر میں نے اپنی کتاب ”طبقات العلماء والصوفیاء“ میں کیا ہے۔

ان میں سے ہر ایک زہد، عبادت، پرہیزگاری، ظاہری اور باطنی اعضاء کو ان چیزوں میں استعمال کرنے سے روکنے میں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا، عظیم قدم پر تھے اور ان میں سے کوئی بھی حکمرانوں سے مال قبول نہیں کرتا تھا اگرچہ انتہائی تنگ دست ہو بلکہ وہ اس وقت تک بھوک برداشت کرتے جب تک کوئی حلال چیز نہ پاتے اور ان میں سے کوئی بھی گھوڑوں کی سواری، عمدہ لباس، نفیس کھانوں کا خیال دل میں نہ لاتا نرم و نازک عورتوں سے نکاح نہ کرتا، سنگ مرمر والے مکانات میں نہ رہتا البتہ بعض اوقات حلال مال سے حاصل ہو جائے (تو ٹھیک ہے) بادشاہ ان پر بیت المال میں سے رزق، عطیات اور سخاوت کے دروازے کھول دیتا تو وہ انکار کر دیتے تھے اور کہتے تھے

یہ (بیت المال) عوام کی ضروریات میں خرچ کرنے اور دین کے شعائر (علامات) کو قائم کرنے اور ان فوجیوں پر خرچ کرنے کے لئے ہے جو مسلمانوں کا دفاع کرتے ہیں اور ہم میں سے کسی ایک سے نفع نہیں ہے۔ ان میں ایک روٹی کے خشک گلڑے پر قناعت کرتا اسے پانی میں ڈبو کر نمک لگا کر (کھاتا اور) اس پر اکتفا کرتا تھا۔

ان حضرات میں سے شیخ امین الدین غمیری، شیخ محمد مغربی، شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ شامل ہیں ایک دفعہ حضرت شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سلطان قایتابی آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ خشک روٹی پانی میں بھگو کر کھا رہے تھے اس نے ایک ہزار دینار پیش کئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے واپس کر دیئے اور فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

اس نے بادشاہ کے لئے یہ شعر پڑھا۔

النع بلقمة و شربة ماء و لبس الخيش

و قل لعفلک ملوک الارض راحو بيش

ایک لقمہ پر پانی کے ایک گھونٹ پر اور سوتی کمر درے کپڑے پر قناعت کر اور اپنی عقل سے کہو کہ زمین کے بادشاہوں نے خوب آرام کیا۔

پس بادشاہ کو عبرت حاصل ہوئی وہ رویا اور اس نے ایک ہزار دینا اٹھائے۔

تو دور حاضر کے مشائخ کے احوال کہاں جو مصر یا حجاز یا شام سے روم یا عراق کی طرف سفر کرتے ہیں تاکہ بادشاہ سے سوال کریں کہ وہ ان کے لئے عطیات، وظائف اور ملاقات کا حکم دے حالانکہ ان میں سے ایک (یعنی سب) اپنے شہر میں اس قدر پاتا ہے جو اس کے لئے کافی ہے

ان لوگوں کے لئے زیادہ مناسب یہ تھا کہ اگر یہ چیزیں ان کے سامنے پیش کی جاتیں تو ان کو رو کر دیتے اور بادشاہ کے لشکر سے اس مال کا مقابلہ نہ کرتے جو اس (لشکر کی) ضروریات کے لئے ہے جس طرح ہمارے صالح اسلاف نے طریقہ اختیار کیا بلکہ ہم نے مشائخ کے مریدین میں سے بھی کسی کو یوں نہیں پایا کہ وہ دنیا کے لئے اپنے شہر سے سفر کریں۔ مشائخ کا تو معاملہ ہی الگ ہے۔

کیونکہ مرید طریقت میں جو پہلا قدم رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ جو کچھ دنیاوی مال اس کے پاس ہے اسے نکال کر نامیدی کے سمندر میں پھینک دے جیسا کہ معلوم ہے۔

مشائخ مہر میں سے ایک شخص نے ایک مرتبہ روم کی طرف سفر کیا اور وزیر ایاس پاشا سے ملاقات کی اس نے کہا تم کیا کام کرتے ہو؟ اس نے کہا میں اہل طریقت میں سے ایک شخص ہوں ایاس نے اس سے کہا تم کس مقصد کے لئے آئے ہو؟ اس نے کہا بیت المال میں سے کچھ میرے لئے مقرر کر دیں وزیر نے پوچھا

کیا تم سمجھتے ہو کہ مصر میں کوئی شخص طریقت میں تمہاری مثل ہے؟ اس نے کہا نہیں، ایسا نے اس سے کہا اے شیخ تم پر افسوس ہے جب تیرا یہ حال ہے اور تو خیال کرتا ہے کہ مصر میں طریقت کے حوالے سے تجھ سے اعلیٰ کوئی شخص نہیں ہے تو باقی مشائخ کا کیا حال ہوگا؟ تو نے فقرا کو ذلیل اور طریقت کو بدنام کیا۔ اگر مریدین میں سے کوئی ایک اس قسم کی حرکت کرتا اور اپنے شہر سے دوسرے شہر میں دنیا کی طلب میں جاتا تو وہ ارادت کے راستے سے نکل جاتا تو انتہا پر پہنچنے کے باوجود یہ کام کس طرح کر رہا ہے؟۔

وزیر نے اسے جھڑکا اور حکم دیا کہ اسے اس کے پاس سے نکال دیا جائے پس جس چیز کا طالب تھا اس میں خسارے کے ساتھ واپس لوٹا۔

شام کا ایک شخص روم کی طرف گیا کہ وہ زیادہ عطیات طلب کرے اس سے پہلے وہ لوگ اسے چالیس نصف<sup>۱</sup> یومیہ دیتے تھے جب استنبول پہنچا تو شہر کے راستے میں بیٹھ گیا اور اپنے قاصد کو وزیر کی طرف بھیجا ان دنوں بھی ایسا پاشا وزیر تھا (قاصد نے) اسے خبر دی کہ میرے آقا و شیخ تشریف لائے ہیں تاکہ وہ ملاقات کے لئے آئے پاشا نے انکار کر دیا اور قاصد سے کہا اس سے کہو اگر تمہیں ہم سے کوئی کام ہے تو ہمارے گھر میں ہمارے پاس آؤ قاصد نے جا کر شیخ کو وزیر کی گفتگو کے بارے میں بتایا۔

پھر وزیر نے کہا تعجب کی بات ہے اس شخص نے کس طرح حصول دنیا کے لئے شام سے روم کی طرف سفر کیا اور پھر یہ امراء سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس کی تعظیم کریں اور اس کی ملاقات کے لئے آئیں حالانکہ وہ خود ان کا محتاج ہے ان میں سے کوئی اس کا محتاج نہیں۔ اگر یہ شخص جو ولایت کا دعویٰ کرتا ہے اور اس نے اپنے آپ کو طرح طرح کے مجاہدات میں ڈالا (اور ریاضت کی) اور پھر یہ اپنے نفس کو طلب دنیا کے لئے امراء کے سامنے پیش کرتا ہے تو ہمارا کیا حال ہے ہم نے اپنے آپ ریاضت میں نہیں ڈالا اور ہمیں اس سے کوئی حاجت بھی نہیں ہے پاشا نے اس شخص کو دعوت دی اور مہمان نوازی کرنا چاہی لیکن وہ نہ آیا پاشا نے کہا میں نے شیخ کے ساتھ یہ معاملہ اس کو ادب سکھانے کے لئے کیا ہے ہمارے جیسے لوگ ان لوگوں کے پاس جاتے ہیں جن پر ہم دنیا (کمال) پیش کرتے ہیں لیکن وہ واپس لوٹا دیتے ہیں۔ لیکن جو شخص ہم سے طلب کرے اور اس کے لئے اپنے وطن سے سفر کر کے آئے تو وہ اس بات کا مستحق نہیں کہ ہم میں سے کوئی ایک اس کے پاس جائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شیخ نامراد ہو کر اپنے ملک کی طرف واپس ہوا۔

ایک دفعہ مصر کے دفتر دار امیر محمد نے محمد (حضرت مصنف علیہ الرحمۃ) سے کہا اب میرا مصر کے مشائخ پر اعتقاد نہیں ہے اگر چہ ان میں کوئی ہوا میں چلے میں نے پوچھا کیوں؟

اس نے کہا اس لئے کہ میں نے دیکھا کہ یہ دنیا کی طلب میں ہم سے زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ اس

۱۔ نصفاً کا لفظ ہے جس کا معنی لغت سے معلوم نہ ہو سکا شاید اس زمانے میں مصر کا کوئی سکھ ہو۔ واللہ اعلم ۱۲ ہزاروی

نے کہا ایک دفعہ رمضان (کے مہینے) میں ایک شیخ میرے پاس افطار کرنے آیا میں نے اس سے کہا میرے پاس جو مال ہے وہ مشکوک ہے پس تو اس میں سے نہ کھا، اس نے کہا میرے آگے کرو آخرت میں، میں خود حساب دے دوں گا۔

تو میں اس قسم کے لوگوں پر کس طرح اعتقاد کروں جب کہ میں خود اس مال سے کھانا اچھا نہیں سمجھتا کیونکہ میں بھی ظالموں میں سے شمار ہوتا ہوں۔

جب شیخ نور الدین شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو میں نے ان کو خواب میں دیکھا انہوں نے کہا میں خابریگ (حکمران) سے رزق قبول کرنے پر نادم ہوں کیونکہ میں عمر بھر آزار رہا ہوں۔

تو اے بھائی! جن مشائخ کو ہم نے پایا ان کو ان (موجودہ مشائخ) کی طرح گمان نہ کرو کہ وہ بھی تقویٰ اور قناعت میں کم درجہ پر تھے اس طرح ان کے بارے میں بدگمانی کا شکار ہو جاؤ گے۔

اور اے بھائی! تم اپنے آپ کو اس زمانے کے مشائخ کی صورت میں ظاہر کرنے سے بچو۔ مگر یہ کہ تم خود ظاہر و باطن میں ملاوٹ سے محفوظ ہو جس طرح کھلم کھلا حرام کھانے والوں، مشائخ عرب اور ظالموں کا مال کھانا اور اگر تم اپنے آپ کو اس طرح ظاہر کرو گے اور تمہارا ظاہر محفوظ نہیں ہوگا تو تم اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اور اہل طریقت سے خیانت کرنے والے ہو جاؤ گے اور اپنے قبیحین کا دین بھی ضائع کرو گے اور تیرے اپنے گناہ کے ساتھ ساتھ گمراہ کرنے والے ائمہ کا گناہ بھی شامل ہوگا خصوصاً جب تم دعویٰ کرو کہ تمہارا مقام مشائخ مصر کے مقام سے اعلیٰ ہے۔

میں نے یہ کتاب اسی لئے بطور میزان لکھی ہے جس کے ذریعے فائدہ حاصل کرنے والے اور نقصان اٹھانے والوں کے درمیان فرق ہو جائے حق پر چلنے والے اور اہل باطل کے درمیان نیز نیک اور برے میں فرق ہو جائے تو اے بھائی! تو اس زمانے کے ان ظاہری مشائخ میں سے جس کی صحبت اختیار کرنا چاہتا ہے اس پر ان اخلاق کو پیش کر جو اس کتاب میں درج ہیں اگر وہ ان اخلاق کے زیور سے مرصع ہے تو اس کی صحبت اختیار کر اور اس کی اقتدا کر اور اس کے پاؤں کو بوسہ دے اور اگر تو اسے ان اخلاق کے ساتھ موصوف نہ پائے تو اس کی تذلیل کئے بغیر اس سے پہلو پھیر لے اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے

تو وہ کتاب کس قدر قابل احترام ہے جو اس دور میں وجود میں آئی ہے جو نیک لوگوں سے خالی ہے یہ کتاب صوفیاء کرام کے ان اخلاق کی تجدید کرتی ہے جو مٹ چکے ہیں اور جس طرح ہر دور کے عمل کرنے والے علماء نے عمل کیا۔ ان لوگوں نے طریقت کے مٹ جانے والے نشانات کی تجدید کے لئے کتابیں لکھیں جس طرح حرث محاسبی، ابوطالب مکی، ابو نعیم، ابوالقاسم قشیری، امام غزالی، شہاب الدین سہروردی وغیرہ رحمہم اللہ اور آٹھویں صدی میں مجددین کے آخر میں سیدی شیخ ابو عبد اللہ محمد انعمی تھے جو محلہ کبریٰ میں مدفون ہیں



ان کو لوگ ”فقہ الصوفیہ“ کہتے تھے۔ انہوں نے اپنی تالیفات میں رسول اللہ ﷺ کے اخلاق اور اسلاف کے اخلاق کو ذکر کیا اور میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق کو بیان کرنے میں ان کے ساتھ مکمل طور پر مطابق ہو البتہ اللہ ﷻ کی حمد سے میری کتاب کو اسی طرح پاؤ گے۔ انشاء اللہ ﷻ۔

اگر اس زمانے میں میرے علاوہ کسی نے یہ کام کیا ہوتا تو میں اپنے بھائیوں کو اس کی تالیف کا مطالعہ کرنے کی طرف راہنمائی کرتا اور اپنے آپ کو اس کتاب کی تالیف میں نہ تھکاتا۔ کیونکہ اس صورت میں اس کا کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

شاید کوئی شخص کہے کہ تمہاری اس کتاب کے مطالعہ سے کی پردہ دری ہوتی ہے تو تو نے اپنے بھائیوں کی پردہ پوشی کیوں نہ کی کیونکہ اس کتاب نے اس زمانے کے مشائخ جو ایک دوسرے کے بارے میں اچھا اعتقاد رکھتے ہیں، میں سے کسی کو نہیں چھوڑا۔ تو میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ اسلاف میں سے جمہور علماء اور صوفیاء مجھ سے پہلے ایسی کتابیں لکھ چکے ہیں اور انہوں نے نیک لوگوں اور برے لوگوں، بچوں اور جھوٹوں نیز خود ساختہ اور مخلصین لوگوں کے درمیان فرق واضح کیا ہے اور اس بات کی طرف توجہ نہیں کی کہ اس سے کس کی برائی ظاہر ہوتی ہے جو سلف صالحین کے اخلاق کے خلاف ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ لَئِذَا قُلْتُمْ مَن شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَن شَاءَ فَلْيُكْفُرْ ۖ (۱۵) (الکہف: ۲۹)

(ترجمہ) اور آپ فرمادیں حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے تو اگر صالحین کی صفات بیان کرنے سے جھوٹوں کا پردہ فاش ہوتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ان بزرگوں کا مقصد مسلمانوں تک بھلائی پہنچانا ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ گناہ قصد کے تابع ہوتا ہے اس کی مثال وہ جو علماء نے ارشاد فرمایا کہ اگر جنبی شخص قرآن مجید کی تلاوت قرآن کے قصد سے نہ کرے تو وہ گناہ گار نہ ہوگا (مثلاً کوئی آیت جو دعا پر مشتمل ہے اسے بطور دعا پڑھے) انہوں نے کہا اس لئے کہ وہ قرأت اسی صورت میں کرے گا جب اس کا قصد کیا جائے اور اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے جس کی طرف جمہور علماء اصول گئے ہیں کہ جو چیز کسی مذہب سے لازم آئے وہ مذہب نہیں (یعنی ایک بات کسی کے مذہب میں شامل نہ ہو اور وہ اس سے لازم آتی ہو تو وہ مذہب نہیں کہلائے گی)۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ شریعت و طریقت کے بزرگوں نے اپنے زمانے کے لوگوں پر تنقید کی تو ان کا مقصد اپنے بھائیوں کی ہمت کو اس چیز کی طرف اٹھانا تھا جو اس سے ارفع و اعلیٰ ہے جس کو انہوں نے اپنا رکھا ہے اور وہ بلند مرتبہ چیز اخلاق حسنہ ہیں یہ نہیں کہ رسول ﷺ اور آپ کی شریعت کو زندہ کرنے سے محبت نہ ہو۔ ان لوگوں کا مقصد نفس کی تشفی و تسلی اور دوسروں پر سرداری قائم کرنا نہ تھا اور نہ ہی ولایت کے ساتھ

شہرت کا حصول مقصود تھا اللہ ﷻ نے ان کو ایسے ارادے سے محفوظ فرمایا۔

میں اللہ ﷻ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے اس کتاب کے ذریعے اس کے مولف، کاتب اور اس کا مطالعہ کرنے والے کو نفع فرمائے۔

بیشک وہ سننے والا قبول کرنے والا ہے اور میں نے اس کا نام ”تنبیہ المغتربین او اخر القرن العاشر علی ما خالفوا فیہ سلفہم الطاہر“ رکھا ہے (دسویں صدی ہجری) کے آخر میں لوگوں نے اپنے پاکیزہ اسلاف کی جو مخالفت کی ہے اس پر ان دھوکے میں پڑے ہوئے لوگوں کو تنبیہ۔

اللہ ﷻ اس کتاب کو خالص اپنی ذات کے لئے بنائے اور میں اللہ ﷻ کے کلمات تائید کے ساتھ ہر دشمن اور حاسد کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جو اس میں سازش کے تحت وہ باتیں داخل کر دے جو میرا کلام نہیں ہے اور وہ کتاب وسنت کے ظاہر کے خلاف ہے وہ (حاسد) اس لئے یہ کلام کر سکتا ہے کہ لوگ اس کے مطالعہ سے نفرت کریں اور اس کے فوائد سے محروم ہو جائیں جس طرح میری کتاب ”البحر المورود فی الموالیق والعهود“ کے ساتھ ہوا اور جیسا کہ میری کتاب ”کشف الغمۃ من جمیع الامۃ“ کے مقدمہ میں ہوا اور اس وجہ سے جامع ازہر وغیرہ میں بہت بڑا ہتھ پٹا ہوا اور الزام لگانے والوں میں سے اکثر لوگوں نے یہ خیال کیا کہ جو کچھ انہوں نے قلم عقائد اور ایسے مسائل جو مسلمانوں کے اجماع سے خارج ہیں، اس کتاب میں داخل کئے وہ میرے عقائد نہیں اور یہی میرا دین ہے اور بہت کم لوگ میری عزت کے درپے ہونے سے محفوظ رہے پھر اس فتنہ کی آگ نہ بجھی حتیٰ کہ میں نے اپنی دونوں (مذکورہ بالا) کتابوں کے دو صحیح نسخے جامع ازہر میں علماء کے پاس بھیجے۔

اور الحمد للہ! میں نے مشائخ اسلام کو ان دونوں پر مطلع کیا اور انہوں نے اپنی تحریرات کے لئے ان دونوں (نسخوں) کو بنیاد بنایا ان کی اجازت دی اور تعریف فرمائی ان کی تحقیق کی تو ان میں کوئی ایسی بات نہ پائی جسے حاسدین نے ان میں شامل کر کے شائع کیا تھا۔

اس وقت انہوں نے یہ کام کرنے والوں کی خدمت کی اور الحمد للہ مجھے ان قلم نظریات سے میری قرار دیا اور اس کے بعد میری برأت سے وہی شخص کنارہ کش رہا جو نفسانی خواہشات کا پھاری تھا اور دین کی وجہ سے بری قرار نہیں دیتا تھا۔

ان میں ہمارے سردار اور ہمارے مولا شیخ الاسلام الشہاب ابن نجار حنبلی ہمارے سردار اور مولا شیخ ناصر الدین اللقائی ہمارے سردار اور ہمارے مولا شیخ شہاب الدین الرطبی، ہمارے سردار اور ہمارے آقا شیخ شہاب الدین حنبلی حنفی، ہمارے سردار اور ہمارے مولا شیخ ناصر الدین طملاوی اور نیک بھائی شیخ شمس الدین

محمد خطیب شربنی اور نیک بھائی شیخ نور الدین طند تائی، نیک بھائی شیخ نجم الدین غمیٹی، نیک بھائی شیخ سراج الدین حانوتی حنفی، نیک بھائی شیخ شمس الدین عظمیٰ، نیک بھائی شیخ عبدالقادر رشدی، نیک بھائی شیخ خمس الدین برہمتوشی حنفی، نیک بھائی شیخ زین الدین الجیزی، نیک بھائی شیخ امین الدین بن عبدالعال اور ایک بہت بڑی جماعت شامل ہے جس کا تذکرہ ہم نے ”طبقات الاخبار رحمہم اللہ میں کیا ہے۔

ان میں سے کسی کے بارے میں مجھے یہ بات نہیں پہنچی کہ اس نے اس بات کی تصدیق کی ہو جو حاسدین نے داخل کی اور میں تہمت لگانے والوں میں سے بعض ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو لوگوں کی عزتوں سے کھیلتے ہیں وہ اس اشاعت کی وجہ سے اب تک میرے بارے میں بدگمانی کا شکار ہیں۔ ان میں سے کسی ایک نے مجھ سے ابھی تک ملاقات نہیں کی اور نہ مجھ سے علمی مذاکرہ کیا اور نہ مجھے دیکھا کہ میں نے یہ تالیف کی اور نہ اس کے پاس کوئی عادل گواہ ہے اللہ ﷻ ان کی مغفرت فرمائے اور چشم پوشی فرمائے۔ ایک شخص جو عالم کہلاتا ہے اس کے بارے میں مجھے خبر ملی کہ وہ کہتا ہے

تو اے بھائی! میری کتب کا مطالعہ کر اور اس میں جو نصائح ہیں ان سے نفع حاصل کر اور کسی حاسد کی طرف کان نہ لگا کیونکہ الحمد للہ ﷻ میں نے ان کو اوراق میں لانے سے پہلے کتاب وسنت کے مطابق کیا اور میں ”سنی محمدی“ ہوں میں نے جب تک علوم شرعیہ میں مہارت تامہ حاصل نہیں کی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی اور میں نے ان کتب کا مواد مشائخ اسلام جیسے شیخ زکریا انصاری، شیخ برہان الدین بن ابی شریف، شیخ عبدالحق السنہاظمی، شیخ نور الدین اٹھلی اور ان جیسے دوسرے مشائخ کے سامنے پیش کیا۔

اے بھائی! ان دو آدمیوں جنہوں نے میری کتب میں (اپنی مرضی کے مطابق) کچھ باتیں داخل کیں ان کے اجازت سے بجز بعض اوقات وہ اپنے شیخ کی تقلید میں میرے بارے میں سوئے ظن کا شکار ہوتے ہیں۔ ان دو آدمیوں میں حسد کی بیماری کی تحریک اس لئے پیدا ہوئی کہ جب انہوں نے لوگوں کو میری تالیفات کی کتابت کی طرف جلدی کرتے ہوئے دیکھا تو یہ حیلہ اختیار کیا اور میری کتب میں کچی پوٹنی عقائد کو داخل کر دیا جو باطن سے متعلق ہیں شاید اگر وہ مجھے فاسق قرار دیتے اور میری طرف ظاہری گناہوں کی نسبت کرتے تو لوگ ان کو جھٹلا دیتے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوتے کہ لوگوں کو میری کتب کے مطالعہ سے متنفر کر دیں۔

میں نے دنیا اور آخرت میں اور ان تمام لوگوں سے چشم پوشی اختیار کر لی جنہوں نے ان دونوں کی وجہ سے میری غیرت کی پس تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور جس نے ہمیں معاف کرنے اور چشم پوشی کرنے والوں میں سے کر دیا۔

جب تم نے یہ سب کچھ جان لیا تو اب ہم مقصود کتاب کو شروع کرتے ہیں انشاء اللہ ﷻ پس میں اللہ ﷻ کی توفیق اور مدد سے کہتا ہوں۔

## پہلا باب

## بزرگان دین کے اخلاق

## کتاب سنت سے وابستگی

پہلے بزرگوں کے اخلاق میں سے ایک خلق کتاب و سنت سے اس طرح وابستگی ہے جس طرح کسی جسم کا سایہ ہوتا ہے اور ان (بزرگوں) میں سے ہر ایک شریعت مطہرہ کے علوم میں یوں ماہر ہو جانے کے بعد ہدایت دینے کے درپے ہوتا کہ مٹ جانے والے اور مروجہ مذاہب کے تمام دلائل پر مطلع ہوتا اور وہ مجالس مناظرہ میں قطعی یارانج و واضح دلائل کے ساتھ علماء کو خاموش کر دیتا۔ ان لوگوں کی کتب ان باتوں سے بھری ہوئی ہیں جس طرح ان کے اقوال و افعال سے ظاہر ہے۔

سید الطائفہ امام ابو القاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ ہماری یہ کتاب یعنی قرآن مجید تمام کتب کی سردار اور جامع ہے اور ہماری شریعت تمام شریعتوں سے زیادہ واضح اور دقیق ہے اور ہمارا طریقہ یعنی تصوف کا طریقہ کتاب و سنت کے ساتھ مضبوط و حریں ہے پس جو شخص قرآن مجید نہ پڑھے اور سنت (احادیث) یاد نہ کرے اور نہ اس کے معانی کو سمجھے اس کی اقتدا صحیح نہیں۔

وہ (حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے۔ آسمان سے جو علم بھی اترا اور اللہ ﷻ نے نبی ﷺ کے علاوہ لوگوں کے لیے اس کی طرف راہ نکالی ہے اس میں میرا حصہ رکھا ہے اور آپ اپنے مریدوں سے فرماتے تھے اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ فضا میں اڑتا ہے تو اس کی اقتدا نہ کرو حتیٰ کہ امر و نہی کے وقت اس کا کردار ملاحظہ کرو اگر تم دیکھو کہ اللہ ﷻ کے تمام فرمودات پر عمل پیرا ہوتا ہے اور تمام ممنوعات سے اجتناب کرتا ہے تو اس پر اعتقاد رکھو اور اس کی اقتدا کرو اور اگر تم دیکھو کہ وہ احکام خداوندی میں خلل ڈالتا ہے اور ممنوعات سے اجتناب نہیں کرتا تو اس سے بچو۔“

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس زمانے میں فقرا (صوفیا) میں یہ خلق اجنبیت اختیار کر گیا ہے پس ان میں سے ایک ایسے شخص کے ساتھ شریک ہوتا ہے جس نے طریقت میں قدم نہیں رکھا اور اس سے فناء بقاء اور فتح (صوفیاء کرام کی اصطلاح میں فتح ایسے کلمات کو کہتے ہیں جو مشاہدہ حق کے وقت صادر ہوتے ہیں جیسے ”ان الحق“ کے سلسلے میں ایسے کلمات کہتا ہے جن کو قرآن و سنت کی شہادت حاصل نہیں پھر وہ اس کے لیے جبہ پہنتا ہے جس کے پھندے لٹکاتا ہے پھر وہ مثلاً روم کے شہروں کی طرف جاتا ہے اور خاموشی اور بھوک ظاہر کر کے اپنے لیے وظیفہ طلب کرتا ہے یا وہ ٹاٹ پہنتا ہے اور اس کو وزراء اور امراء کے لیے بطور وسیلہ اختیار کرتا ہے بعض

اوقات وہ اس کے لیے کچھ چیز مقرر کر دیتے ہیں پس وہ اپنے پیٹ میں حرام چیز ڈالتا ہے کیونکہ اس نے حکمرانوں کو ایک قسم کا دھوکہ دے کر یہ چیز حاصل کی اور انہوں نے اسے نیک خیال کیا۔

ان میں سے ایک میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے) پاس آیا اور علم و ذوق کے بغیر فناء و بقاء کے بارے میں مشغول ہوا اس کے ساتھ اس کے معتقدین کی ایک جماعت بھی تھی وہ شخص کچھ دن میرے پاس رہا ایک دن میں نے اس سے کہا مجھے وضو اور نماز کی شرائط کے بارے میں بتاؤ کہ کیا ہیں؟ اس نے مجھے جواب دیا کہ میں نے کچھ بھی علم حاصل نہیں کیا

میں نے اس سے کہا اے میرے بھائی! کتاب و سنت کے ظاہر کے مطابق عبادات کی درستگی بالاتفاق واجب ہے اور جو شخص واجب و مستحب اور حرام و مکروہ میں فرق نہیں کر سکتا وہ جاہل ہے اور جاہل کی اقتدانہ تو ظاہری طریقت (شریعت) میں جائز ہے اور نہ باطنی طریقت میں۔ پس وہ گونگا بنا رہا اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر وہ اسی دن مجھ سے جدا ہو گیا اور اس کی بے ادبی کی وجہ سے مجھے جو تکلیف پہنچتی تھی۔ اب اللہ ﷻ نے مجھے اس سے راحت عطا فرمادی۔

اور ہمارے سردار علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قوم صوفیاء کا طریقہ کتاب و سنت کے مطابق سونے اور موتیوں کی طرح تحریر ہے اس لیے کہ ان کے لیے ہر حرکت و سکون میں شرعی میزان کے مطابق صحیح نیت ہے اور اس بات کی پہچان صرف اس شخص کو ہوتی ہے جو علوم شریعت میں سمندر کی حیثیت رکھتا ہو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں جو شخص کہتا ہے کہ صوفیاء کرام رحمہم اللہ کو کتاب و سنت کا علم نہیں اللہ ﷻ کی قسم! وہ جھوٹ بولتا اور اخترا باندھتا ہے اور اس کا یہ قول اس کی کثرت جہالت پر دلالت کرنے والی بہت بڑی علامت ہے کیونکہ ایک جماعت کے نزدیک صوفی کی حقیقت ہے۔

هُوَ عَالِمٌ عَمَلٌ بِعِلْمِهِ عَلِيٌّ وَجِهَ الْإِخْلَاصِ لَا غَيْرَ۔

(ترجمہ) صوفی ایسا عالم ہے جو اخلاص کے ساتھ اپنے علم پر عمل کرتا ہے اور بس۔

بعض حضرات اپنے تلامذہ (شاگردوں) سے جو مجاہدات طلب کرتے ہیں کہ وہ روزہ رکھیں، شب بیداری اختیار کریں، گوشہ نشینی، خاموشی اور زہد و تقویٰ وغیرہ اپنائیں، اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ ان کی عبادات اس طریقے پر ہوں جو پہلے بزرگوں کے مشابہ ہو، بس یہی مقصد ہے۔

لیکن جب بزرگوں کا طریقہ مٹ گیا کیونکہ اس پر عمل کرنے والے لوگ ناپید ہو گئے تو بعض لوگوں نے خیال کیا کہ طریقت شریعت سے خارج ہے کیونکہ بہت کم لوگ ان صفات کے حامل تھے جس طرح ہم (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی کتاب ”المنهاج المبین فی بیان اخلاق العارفين“ میں اس بات کو شرح وسط سے ذکر کیا پس اس کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## قرآن و سنت اور عرف میزان ہیں

ان بزرگوں کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ ہر فعل اور قول میں اس وقت تک توقف کرتے ہیں جب تک اس کو کتاب و سنت اور عرف کے میزان پر پرکھ نہ لیں کیونکہ عرف (عام مسلمانوں کا طریقہ) بھی شریعت کا ایک حصہ ہے ارشاد خداوندی ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ  
(پہلا عرف ۱۹۹)  
(ترجمہ) غفور و گزر اختیار کریں اور نیکی کا حکم دیں۔

پس یہ معلوم ہوا کہ یہ جماعت (صوفیا) اپنے اقوال و افعال میں محض لوگوں کے عمل پر اکتفا نہیں کرتے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ فعل یا قول ان بدعات میں سے ہو جن پر کتاب و سنت کی شہادت نہیں پائی جاتی۔ اور حدیث شریف میں ہے۔

لَا تَقُومُ السَّاعَةَ حَتَّى تَصِيرَ السَّنَةُ بِدْعَةً

(مصنف ابن شیبہ حدیث نمبر 37588 کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ)

(ترجمہ) قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک سنت، بدعت نہ ہو جائے۔  
پس جب تم کسی بدعت کو چھوڑو گے تو لوگ کہیں گے تم نے سنت کو چھوڑ دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعد والے اپنے پہلے والوں سے وراثتاً بدعات حاصل کریں گے پس جب بدعات پر عمل کا زمانہ طویل ہو جائے گا تو لوگ یہ خیال کریں گے کہ یہ سنت ہے جسے رسول اکرم ﷺ نے جاری فرمایا۔<sup>۱</sup>

## خاص لوگوں کا طریقہ

اور لوگوں میں ایک جماعت ایسی ہے کہ جب وہ اپنے اس عمل پر کتب شریعت میں ثابت سنت نبوی ﷺ سے دلیل نہیں پاتے تو اپنے دلوں سے رسول اکرم ﷺ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جب وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا لیکن یہ بات بڑے بڑے صوفیاء کے ساتھ خاص ہے۔

سوال:- جو شخص اس مقام پر فائز ہو گیا وہ لوگوں کو بھی اس بات کا حکم دے سکتا ہے جس کا حکم رسول اللہ ﷺ نے اسے دیا یا نہیں؟

جواب:- یہ بات اس کے لیے مناسب نہیں کیونکہ یہ بات اس سنت صحیحہ سے زائد ہے جو (سنت) نقل کے طریقے پر ثابت ہے۔ اور جو شخص لوگوں کو نقل سے ثابت بات سے زائد کا حکم دیتا ہے اس نے

۱۔ بدعت (مذمومہ) ہر ایسا کام جو سنت کے خلاف ہو اور جو کام سنت کے مطابق ہو وہ نیا ہونے کی وجہ سے لغوی اعتبار سے بدعت ہوگا حقیقتاً وہ سنت ہی ہے یعنی بدعت کو سنت کہا جائے گا اور بعض لوگ ایسا کریں گے ۱۲ ہزاروی۔

لوگوں کو حد سے زیادہ بات کا مکلف بنایا۔ البتہ کوئی شخص اسے خود بخود اختیار کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں جس طرح ان لوگوں کا معاملہ ہے جو کتاب و سنت سے مستہبط مذاہب کی تقلید کرتے ہیں۔ (کیونکہ تقلید میں امت

کے لیے آسانی ہے وہ کسی مجتہد کی بھی پیردی کر کے تکلیف مالا یطاق سے نجا جاتے ہیں اور ۱۲ ہزاروی)

اور پہلے بزرگ لوگوں کو کتاب و سنت سے وابستگی اور بدعات سے اجتناب کی ترغیب دیتے تھے اور اس معاملے میں سخت رویہ اختیار کرتے تھے۔ حتیٰ کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کسی بات کا پختہ ارادہ فرماتے تو بعض لوگ عرض کرتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام نہیں کیا اور نہ ہی اس کا حکم دیا ہے پس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے اس ارادے پر عمل کو ترک فرما دیتے۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ لوگوں کو حکم دیں کہ وہ اپنے لباس جو پہنتے تھے، اتار دیں جب آپ کو معلوم ہوا ان کو شراب سے رنگا گیا ہے۔

پس ایک شخص نے عرض کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کا لباس پہنا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں نے بھی پہنا تو (یہ سن کر) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگی اور (اپنے ارادے سے) رجوع فرمایا۔ اور دل میں کہا کہ اگر اس لباس کا نہ پہننا تقویٰ ہوتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے نہ پہنتے۔<sup>۱</sup>

اور ہمیں یہ بات بھی پہنچی ہے کہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ ان کے لیے ایسا لباس تیار کرے جسے وہ قضائے حاجت کے وقت پہنیں اور نماز شروع کرتے وقت اتار دیں۔ انہوں نے فرمایا میں نے دیکھا کہ مکھی نجاست پر بیٹھتی ہے پھر میرے کپڑوں پر بیٹھ جاتی ہے ان کے بیٹے نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نماز اور بیت الخلاء کے لیے ایک ہی لباس تھا۔ پس حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنے ارادے سے باز رہے۔

میں کہتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے اور بدن پر مکھی بیٹھتی نہیں تھی پس جو کچھ ذکر کیا گیا وہ دلیل نہیں بنتی البتہ یہ کہ ان کے صاحبزادے فرماتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اس بات کا حکم نہیں دیا پس اس بات پر غور کرو۔

اور جہاں تک حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول بات کا تعلق ہے کہ ان کے پاس نماز کا لباس الگ اور بیت الخلاء میں جانے کا لباس الگ تھا تو یہ مکھی کے بیٹھنے کی وجہ سے نہ تھا جیسے حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ بلکہ یہ ادب کی وجہ سے تھا کہ بیت الخلاء کا لباس نماز کا لباس نہیں ہونا چاہیے جیسے ان لوگوں نے فرمایا کہ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ کرنا حرام ہے پس شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو طلب فرمایا کہ قضائے حاجت کی جہت نماز کے لیے کھڑے ہونے کی جہت نہیں ہونی چاہیے

۱۔ اگر یہ بات درست ہے تو شاید حرمت شراب سے پہلے کی بات ہو۔ ۱۲ ہزاروی

پس اے بھائی! تم پر لازم ہے کہ اپنے تمام افعال، اقوال اور عقائد میں سنت محمدیہ ﷺ کی اتباع اختیار کرو اور کسی کام کی طرف اس وقت تک نہ بڑھو جب تک اس کا کتاب و سنت کے موافق ہونا معلوم نہ ہو جائے۔

پس اللہ ﷻ کی قسم! وہ شخص جو بے جا ہوتا ہے جو کہتا ہے کہ صوفیاء کرام رحمہم اللہ کا طریقہ بدعت ہے جو شخص شریعت کی مخالفت سے ڈرتا ہے اور اس وقت تک عمل نہیں کرتا جب تک اس کی شریعت سے موافقت معلوم نہ ہو اگر وہ بدعتی ہے تو زمین پر کوئی بھی سی نہیں ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## توکل علی اللہ

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے ذاتی معاملات نیز اولاد اور دوستوں کے معاملات کو اللہ ﷻ کے سپرد کر دیتے ہیں اور ہدایت کے معاملے میں ان کا اعتماد اور بھروسہ اللہ ﷻ کی ذات پر ہوتا ہے۔ اور وہ اس حالت میں کسی چیز کی طلب کبھی نہیں کرتے جب وہ اللہ ﷻ کی طرف نسبت سے غائب ہوں اور

میرا (مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا) بیٹا عبدالرحمن طلب علم کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا اور مجھے اس کی طرف سے سخت پریشانی تھی تو اللہ ﷻ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ میں اس کے معاملے کو اللہ ﷻ کے سپرد کروں میں نے ایسا ہی کیا تو اسی رات سے وہ میرے حکم کے بغیر خود بخود مطالعہ کرنے لگا اور اسی رات اسے علم کی چاشنی حاصل ہو گئی اور اس کی سمجھ ان لوگوں کی سمجھ سے بڑھ گئی جو کئی سال پہلے (مطم میں) مشغول ہوئے تھے تو اللہ ﷻ کی طرف سپرد کرنے کی وجہ سے اس نے مجھے اس مشقت سے راحت عطا کی جس میں مبتلا تھا اللہ ﷻ اسے ان علماء میں کر دے جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہیں آمین!

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے ہیں: علماء و صالحین کی اولاد کے لیے ان کی عدم موجودگی میں دعا کرنے اور ان کے معاملے کو اللہ ﷻ کے سپرد کرنے سے بڑھ کر کوئی بات نفع بخش نہیں کیونکہ وہ اپنے والد کی طرف سے ناز و نعمت اور اگر اس کی ماں ہو تو اس کی مدد و تعاون میں پروان چڑھتا ہے اور چونکہ لوگ اس کے والد کی وجہ سے اس کی تعظیم کرتے ہیں لہذا وہ اسی پر اکتفا کرتا ہے اور عام طور پر خود فضائل حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا اور وہ اپنے دل میں کہتا ہے کہ میں جس مرتبے کو حاصل کرنے کے لیے علم اور ریاضت میں مشغول ہو کر اپنے آپ کو مشقت میں ڈالوں گا وہ مجھے اپنے والد کے ذریعے حاصل ہے۔

بخلاف عوام خصوصاً کاشتکاروں کی اولاد کے، کیونکہ وہ مار پیٹ، قید و بند اور حکام اور ان کے درباریوں کی طرف سے توہین آمیز سلوک (کے ماحول) میں آنکھ کھولتا ہے وہ اس سے سخت توہین آمیز طریقے سے ٹکس وصول کرتے ہیں لہذا وہ ایسے کام کے لیے فکر کرتا جو (اس غلام سے) اس کی آزادی کا حیلہ اور ذریعہ



بنے ہیں اللہ ﷻ اس کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ وہ علم اور قرآن مجید میں مشغول ہو اس لیے جوں جوں لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں علم اور مجاہدہ میں اس کی رغبت بڑھتی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ ”شیخ الاسلام“ یا ”شیخ طریقت“ بن جاتا ہے۔

اور سیدی شیخ احمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کے والد ان کے لئے چالیس چالیس دن کی خلوت اختیار کرتے لیکن ان پر حقائق کا دروازہ نہ کھلتا تو ان کے والد فرماتے: اے میرے بیٹے! اگر معاملہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں طریقت کی معرفت میں کسی کو بھی تم سے مقدم نہ کرتا۔

میں (معتمد رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ بعض علماء و صالحین کا معاملہ ان کی اولاد کے سلسلے میں اس قاعدہ کے خلاف ہوتا ہے جس طرح شیخ تقی الدین سبکی اور شیخ سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے معاملے میں ہوا کہ ان کی اولاد انتہائی کمال کو پہنچی۔ اسی طرح ہمارے زمانے کے علماء و فقرا کی ایک جماعت کا معاملہ ہے جیسے سیدی محمد بن رصلی، سیدی محمد بن الہکری، سیدی عبدالقدوس بن شناوی، سیدی علی بن شیخ محمد الحمیر، سیدی محمد ابن شیخ ابی الحسن الغمری رحمہم اللہ اور ایک جماعت جس کا ذکر ہم نے ”طبقات العلماء والصوفیہ“ میں کیا اور اس کتاب کا نام ہم نے ”لواقح الانوار فی طبقات الاخیار“ رکھا ہے۔ اللہ ﷻ مسلمانوں میں ان کی مثال میں اضافہ کرے اور ان کی برکات سے ہمیں نفع عطا فرمائے۔ آمین والحمد للہ رب العالمین۔

## علم، عمل اور خوف میں کثرت اخلاص

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ ان کے علم، عمل اور خوف میں ریاکاری کا دخل نہیں ہوتا اور بہت زیادہ اخلاص پایا جاتا ہے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ جَنَّةَ عَدْنٍ خَلَقَ فِيهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ لَهَا تَكَلِّمِي فَقَالَتْ قَدْ أفلَحَ الْمُؤْمِنُونَ (تلا) ثُمَّ، قَالَتْ أَنَا حَرَامٌ عَلَى كُلِّ بَخِيلٍ وَمُرَاةٍ (احاف السادة المتقين جلد 7 صفحہ 563 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

جب اللہ ﷻ نے جنت عدن کو پیدا کیا تو اس میں ایسی نعمتیں پیدا فرمائیں جن کو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا۔ اللہ ﷻ نے اس (جنت) سے گنگو کی اس نے (نمن مرتبہ) کہا مومنوں نے کامیابی پائی پھر اس نے کہا میں ہر بخیل اور ریاکار پر حرام ہوں۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص عمل آخرت کے بدلے دنیا طلب کرے اللہ ﷻ اس کے دل کو الٹ دیتا ہے اور اس کا نام جہنیوں کے رجسٹر میں لکھ دیا جاتا ہے۔

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ”مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلَّمَ كَانَ وَلِيًّا لِلَّهِ حَقًّا“ جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے وہ اللہ ﷻ کا سچا ولی ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ میری والدہ نے مجھ سے فرمایا، اے بیٹے! علم تب سیکھو جب اس پر عمل کی نیت کرو ورنہ وہ (علم) قیامت کے دن تمہارے لئے وبال ہوگا۔

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے نفس کو ان الفاظ میں جھڑکتے اور تنبیہ کرتے ”تو صالحین با ادب اور عابدین کی طرح کلام کرتا ہے اور فاسقوں، منافقوں اور ریاکاروں کی طرح عمل کرتا ہے اللہ ﷻ کی قسم! یہ مخلص لوگوں کی صفات نہیں ہیں۔“

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ ”جو شخص اپنے اعمال میں جادوگر سے زیادہ دانا نہ ہو وہ ریاکاری میں مبتلا ہو جاتا ہے“

حضرت ذوالنورین مصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا بندے کو کب علم ہوتا ہے کہ وہ مخلص ہے؟ فرمایا ”جب وہ عبادت میں اپنی پوری طاقت خرچ کرتا ہے اور اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگوں کے ہاں اس کا مرتبہ گر جائے۔“

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ (صوفیاء) بھائیوں کے نزدیک یہ بات زیادہ پسندیدہ ہے کہ ان میں سے ایک کا اچھا عمل رات کے وقت ظاہر ہو یہ دن کے عمل سے زیادہ شرف والا ہے کیونکہ دن کے وقت اسے لوگ دیکھتے ہیں اور رات کے وقت یہ تمام جہانوں کے رب کے لیے ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے کسی کو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے عمل جیسا عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے؟

انہوں نے فرمایا اللہ ﷻ کی قسم میں نے تو کسی کو ان کی طرح کلام کرتے نہیں دیکھا جس میں ان کے عمل جیسا عمل کرنے والے کو کیسے دیکھتا ان کے وعظ سے دل روتے تھے اور دوسروں کے وعظ سے آنکھوں سے رونا نہیں آتا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ بندہ مخلص کب ہوتا ہے؟

انہوں نے فرمایا ”جب اس کا اخلاق دودھ پیتے بچے کی طرح ہو کہ اس کو اس بات کی پروا نہیں ہوتی کہ کوئی اس کی تعریف کر رہا ہے یا مذمت۔“

حضرت ابوالسائب رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تھا کہ قرآن مجید یا حدیث وغیرہ سنتے وقت انہیں رونا آتا تو وہ اسے تبسم کی طرف پھیر دیتے۔

حضرت ابو عبد اللہ الانطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ ﷻ ریاکار سے فرمائے گا اپنے عمل کا ثواب اس سے لے جس کو دکھایا کرتا تھا۔

اور ان ہی سے ایک روایت ہے کہ ریاکار آدمی جب قیامت کے دن اپنے عمل کے ثواب کا مطالبہ

کرے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ اپنے عمل کا ثواب اس سے لو جس کو دکھایا کرتے تھے۔

ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ اس سے کہا جائے گا کیا لوگوں نے تمہارے عمل اور علم کی وجہ سے تمہارے لیے مجالس میں کشادگی پیدا نہ کی؟ کیا تو اپنی دنیا میں رئیس نہ تھا، کیا تمہارے لیے لوگوں نے تمہاری خرید و فروخت میں ارزانی نہ کی؟ کیا انہوں نے تیری عزت نہ کی؟ کیا فلاں کام نہ کیا؟ اس طرح کی کئی باتیں کہی جائیں گی۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تک بندہ لوگوں سے مانوس رہے گا وہ ریا کاری سے بچ نہیں سکتا۔

اور حضرت ابو عبد اللہ انطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ زینت اختیار کرنے والے تین قسم کے لوگ ہیں (1) علم سے زینت اختیار کرنے والے (2) عمل کے ساتھ زینت اختیار کرنے والے اور (3) ترک زینت کے ساتھ زینت اختیار کرنے والے اور یہ (تیسری صورت) شیطان کو زیادہ پسند ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ زینت ترک کرنا بھی ریا کاری ہے ۱۲ ہزاروی)

حضرت ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابراہیم تمیمی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی تھے اور ان میں سے کوئی بھی دوسرے کی پیٹھ پیچھے اس کی تعریف نہ کرتا وہ فرماتے تھے تعریف، جزاء میں شمار ہوتی ہے اور میں لوگوں کے درمیان اپنے بھائی کی تعریف کر کے اس کے ثواب کو کم کرنا نہیں چاہتا۔

اور حضرت ابو عبد اللہ الانطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: جو شخص اعمال ظاہرہ میں اخلاص طلب کرتا ہے اور وہ دل میں مخلوق کو پیش نظر رکھتا ہے تو وہ محال چیز کا قصد کر رہا ہے کیونکہ اخلاص دل کا پانی ہے جس کے ذریعے اس (دل) کی حیات ہے اور ریا سے اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے جب بھی اپنے نفس کا محاسبہ کیا میرے لیے یہی ظاہر ہوا کہ وہ خالص ریا کار ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس نے لوگوں کے سامنے اپنے نفس کی مذمت کی اس نے اس کی تعریف کی اور یہ ریا کی علامات میں سے ہے۔

اور حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر اپنے علم و عمل پر ریا کاری کرنے والا لوگوں کو اپنے دل کی بات بتادے تو وہ اس سے ناراض ہو جائیں اور اس کو عقلی اعتبار سے بے وقوف قرار دیں۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اپنے (مسلمان) بھائی سے اس کے روزوں کے بارے میں نہ پوچھو اگر اس نے کہا میں روزہ دار ہوں تو اس کا نفس اس پر خوش ہوگا اور اگر اس نے کہا میرا روزہ نہیں تو اس کا نفس غمگین ہو جائے گا اور یہ دونوں باتیں ریا میں شامل ہیں اور اس میں اس شخص کی رسوائی ہے

جس سے سوال کیا گیا اور پوچھنے والے کی طرف سے اس کے پوشیدہ عمل پر اطلاع ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک شخص خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے اہل خراساں کو دکھا رہا تھا ان سے پوچھا گیا کہ کس طرح؟ انہوں نے فرمایا وہ چاہتا تھا کہ اہل خراساں کہیں کہ فلاں شخص مکہ مکرمہ میں طواف اور سعی کر رہا تھا پس اس کو مبارک ہو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ اپنے اعمال میں ریا کاری کرتے تھے پس اب وہ اس حالت میں ہو گئے ہیں کہ جو کچھ نہیں کرتے وہ دکھاتے ہیں۔

اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جب آیت کریمہ ”وَنَبَلُوا أَخْبَارَكُمْ“ یعنی ہم تمہارے حالات کو پرکھیں گے، پڑھتے تو کہتے

یا اللہ ﷻ! اگر تو نے ہمیں آزمائش میں ڈالا تو ہمیں ذلیل کرے گا اور ہمارے پردے پھاڑ دے گا اور تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ یہ بات بھی ریا کاری میں شامل ہے کہ تم کوئی عمل نہ کرو اور اس عمل کے ذریعے دوسروں پر فخر کرو جو تم نے عمل کے بارے میں لوگوں کے کلام اور اقوال سے یاد کیا ہے کیونکہ جس چیز کے ذریعے تم لوگوں پر فخر کرتے ہو وہ تمہارا عمل نہیں اور نہ ہی تم نے اس کے لیے کوشش کی ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگوں کے سامنے اس کا ذکر اچھے طریقے سے ہو وہ اللہ ﷻ سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی وہ اس کے لیے غلص ہے۔

حضرت مکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ نیت کو زیادہ سے زیادہ اچھا کرو کیونکہ ریا کاری نیت میں داخل نہیں ہوتی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ جب کوئی شخص اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اسلام کا کوئی عمل نیت کا محتاج نہیں ہوتا۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ کوئی مومن جب اسلام سے حلق کوئی عمل کرتا ہے اور اس میں نیت نہیں کرتا تو اس کے لیے اسلام (لانے) کی نیت کافی ہوتی ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ اس میں فقہ حنفی کی تقویت ہے۔

نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ ہمارے لیے پیٹھ پر کوڑے مارنا اچھی نیت کے مقابلے میں

۱۔ مطلب یہ ہے کہ ”الاعمال بالنیات“ کے حوالے سے احناف کا موقف ہے کہ اعمال کے ثواب کا دار و مدار نیت پر ہے عمل کی درستی نیت پر موقوف نہیں البتہ عبادت مقصود میں نیت ضروری ہوتی ہے کیونکہ وہاں ثواب ہی مقصود ہوتا ہے جس کے لیے نیت ضروری ہے مثلاً نماز، روزہ وغیرہ لیکن عبادت غیر مقصود مثلاً وضو میں مقصود ثواب نہیں نماز کی ادائیگی کا جائز ہونا ہے لہذا بغیر نیت کے وضو کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست ہے لیکن ثواب حاصل کرنا چاہے تو نیت کرے ۱۲ ہزاروی

زیادہ آسان ہے۔

حضرت منصور بن معتمر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ ہم نے علم طلب کیا اور اس میں ہماری کوئی نیت نہیں تھی پس اللہ ﷻ نے اس کے بعد ہمیں اچھی نیت عطا کر دی کیونکہ علم پورے کا پورا عالم کو اخلاص کی ترغیب دیتا ہے پس وہ اسے تلاش کرتا ہے حتیٰ کہ وہ اسے حاصل ہو جاتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ جنتیوں اور جہنمیوں کا جنت اور جہنم میں داخل ہونا عمل کے باعث ہوگا اور وہاں ہمیشہ رہنا نیتوں کی بنیاد پر ہوگا۔

حضرت ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ جب کوئی عالم کتاب لکھے تو اس کا مقصد و ارادہ دین کی مدد ہونا چاہئے یہ مقصد نہ ہو کہ اچھی تالیف کی وجہ سے ہم عصر لوگوں میں اس کی تعریف کی جائے۔

تورات میں ہے: (اللہ ﷻ نے فرمایا) جس عمل کو میں قبول کروں وہ زیادہ ہے اگر چہ وہ (بظاہر) کم ہو اور جس عمل کو میں رد کروں وہ کم ہے اگر چہ (بظاہر) وہ زیادہ ہو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ جب سچے لوگوں مثلاً حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا جائے گا تو ہمارے جیسے جموٹوں کی کیا حالت ہوگی۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ الٹ لباس پہن لیا تو حاضرین نے ان سے کہا کیا آپ اسے بدلتے نہیں؟ انہوں نے فرمایا میں نے اس کو اللہ ﷻ کے لیے پہنا ہے لہذا میں اسے بدلتا نہیں۔

امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے۔ ریاکار کی تین نشانیاں ہیں:

(1) جب تنہا ہو تو سستی اختیار کرتا ہے اور نوافل بیٹھ کر پڑھتا ہے۔ (2) جب لوگوں کے سامنے ہو تو چست ہوتا ہے۔ (3) اور جب لوگ اس کی تعریف کریں تو عمل میں اضافہ کرتا ہے جس طرح خدمت کی صورت میں (عمل میں) کمی کرتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ میں اپنے جس عمل کو ظاہر کروں اسے شمار میں نہیں لاتا کیونکہ جب لوگ اسے دیکھیں تو ہمارے جیسے لوگ اخلاص سے عاجز ہو جاتے ہیں۔

حضرت امیراہیم تمیمی رحمۃ اللہ علیہ جو انوں کا لباس پہنتے تھے اور کسی شخص کو معلوم نہ ہوتا تھا کہ وہ علماء میں سے ہیں صرف ان کے شاگردوں (اور دوستوں) کو پتہ ہوتا تھا اور وہ فرماتے تھے مخلص وہ شخص ہے جو اپنے گناہوں کی طرح اپنی نیکیوں کو بھی چھپاتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ ایسے علماء بہت کم ہیں جن کا حلقہ درس بڑا ہو اور وہ خود پسندی کا شکار نہ ہوں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گزرے اور وہ حرم شریف

میں ایک بڑے حلقے کو حدیث لکھوار ہے تھے تو وہ ان کے قریب ہوئے اور ان کے کان میں کہا اگر تمہارا نفس تمہیں خود پسندی میں ڈالتا ہے تو اس مجلس سے اٹھ جاؤ پس حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔  
حضرت ابراہیم بن اذیم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ پر گزرے تو ان کے حلقہ درس کے بڑا ہوئے کی وجہ سے ان پر اعتراض کیا اور فرمایا اگر یہ حلقہ کسی صحابی کا بھی ہوتا تو وہ اپنے نفس پر خود پسندی (تکبر) سے بے خوف نہ ہوتے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجلس میں صرف تین کے قریب افراد کو بیٹھنے دیتے ایک دن آپ کے پاس مجلس قائم ہوئی اور آپ نے دیکھا کہ حلقہ بڑا ہو گیا ہے تو آپ گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ علیہ السلام کی قسم! ہم پکڑے گئے اور ہمیں پتہ بھی نہ چل سکا

اللہ علیہ السلام کی قسم! اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے جیسے آدمی کو دیکھتے اور آپ اس مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو وہ اٹھا دیتے اور فرماتے تمہارے جیسا شخص اس کام کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریف لکھوانے بیٹھتے تو مرعوب اور خوف زدہ بیٹھتے اور آپ کے اوپر سے بادل گزرتا تو خاموش رہتے حتیٰ کہ وہ گزر جاتا اور آپ فرماتے مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں اس میں پتھر ہو اور ہمیں اس کے ساتھ سنگسار کیا جائے۔

ایک مرتبہ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں ایک شخص ہنسا تو آپ نے اسے جھڑک کر اٹھا دیا اور فرمایا تم وہ علم طلب کرتے ہو جس کا اللہ علیہ السلام نے تمہیں مکلف بنایا ہے اور تم ہنس رہے ہو پھر تقریباً دو مہینے تک اس سے قطع تعلق فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر اللہ علیہ السلام کی کتاب میں یہ آیت نہ ہوتی تو میں تم سے حدیث بیان نہ کرتا۔<sup>۱</sup> (آیت کریمہ یہ ہے)

إِنَّ الدِّينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ

(پہا البقرہ ۱۵۹)  
(ترجمہ) بے شک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں ان چیزوں کو جو ہم نے نازل کیں روشن دلیلوں اور ہدایت سے جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے حدیث بیان کرنا ترک کر دیا تو لوگ اس سلسلے میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ انہوں نے فرمایا اللہ علیہ السلام کی قسم! اگر مجھے یہ بات معلوم ہوتی کہ ان میں سے کوئی ایک اللہ علیہ السلام کے لیے علم طلب کرتا ہے تو میں ہی اس کے گھر کی طرف جاتا اور اسے (اپنے پاس آنے کی تکلیف دے کر) نہ تھکاتا۔

ایک مرتبہ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ کیا آپ ہم سے حدیث بیان کرنے کے

۱۔ مطلب یہ ہے کہ دیا کاری کے خوف سے میں بیان کرنا نہیں چاہتا لیکن چونکہ اللہ علیہ السلام نے اپنی نازل کردہ آیات کو چھپانے سے منع فرمایا اس لیے بیان کر رہا ہوں۔ ۱۲ ہزاروی۔

لیے تشریف نہیں رکھتے؟ انہوں نے فرمایا اللہ ﷻ کی قسم! میں تمہیں اس کا اہل نہیں سمجھتا کہ تم سے کچھ بیان کروں اور اپنے آپ کو اس بات کا اہل نہیں جانتا کہ تم مجھ سے سنو میری اور تمہاری مثال اس طرح ہے جیسے کسی کہنے والے نے کہا تھا۔ ”وہ رسوا ہوئے پس وہ نیک ہو گئے“

حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ علم سکھانے کے لیے مساجد میں وہی بیٹھتا ہے جو دنیا کو جمع کرنے والا ہے یا ان فرائض سے جاہل ہے جو اس کے ذمہ ہیں۔!

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی جلالت علمی کے باوجود جب اپنی تفسیر قرآن سے فارغ ہوتے اپنی مجلس کو طلب مغفرت پر ختم کرے۔

حضرت شداد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس میں یہ تین خصلتیں جمع ہوں وہ لوگوں کو تعلیم دینے کے لیے مجلس اختیار کرے ورنہ بیٹھنا چھوڑ دے (1) (ان لوگوں) کو اللہ ﷻ کی نعمتیں یاد دلائے تاکہ وہ اس کا شکر ادا کریں۔۔ (2) ان کو ان کے گناہ یاد دلائے تاکہ وہ توبہ کریں اور (3) ان کو ان کے دشمن ابلیس کی یاد دلائے تاکہ وہ اس سے بچیں۔

حضرت ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ میں نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ علم میں راسخ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا وہ لوگ جو علم پر عمل کرتے ہیں اور علم سے بڑا کوئی اعزاز نہیں کیونکہ صاحب علم، اس (علم) کے ذریعے بادشاہوں پر حکم چلاتا ہے۔

حضرت ابن مبارک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک ”انسان“ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا ”عمل کرنے والے مخلص علماء“ پوچھا گیا بادشاہ کون ہیں؟ فرمایا ”جو دنیا سے بے رغبت ہوں“ پوچھا گیا کہینے لوگ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا، وہ لوگ جو اپنے علم، عمل اور دین کے ذریعے دنیا (کمال) کھاتے ہیں۔

حضرت حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ علماء زمانوں کے چراغ ہیں ہر عالم اپنے زمانے کا چراغ ہے اور اس کے زمانے کے لوگ اس سے روشنی حاصل کرتے ہیں اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ جانوروں کی طرح ہوتے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ علم کی زندگی اس کے بارے میں سوال کرنا اور اس پر عمل کرنا ہے اور ان دونوں باتوں کو چھوڑ دینا علم کی موت ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ علم اسے سکھاؤ جو اس کی قیمت ادا کرے ان سے پوچھا گیا اس کی قیمت کیا ہے؟

فرمایا عالم، علم کو اس کے پاس رکھے (اسے سکھائے) جو اس پر عمل کرے۔

۱۔ دراصل آپ نے دیگر فرائض کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ مبذول کرنے کی ترغیب دے دی۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت سالم بن جعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے مالک نے مجھے تین سو درہم کے بدلے میں خرید اپس میں علم میں مشغول ہو گیا ایک سال نہیں گزرا تھا کہ خلیفہ ملاقات کے لیے میرے پاس آیا تو میں نے اس کے لیے (دروازہ) نہ کھولا۔

حضرت فضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علماء کے ادب سے یہ بات ہے کہ جب سیکھ لیں تو عمل کریں اور جب عمل کریں گے تو اس وجہ سے لوگوں سے دور ہو جائیں گے اور جب لوگوں سے دور ہوں گے تو کم ہو جائیں گے اور جب کم ہوں گے تو تلاش کئے جائیں گے اور جب تلاش کئے جائیں گے تو اپنے دین پرقتوں کے خوف سے بھاگ جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے:

أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِمٌ لَمْ يَنْفَعَهُ اللَّهُ بِعِلْمِهِ

(الجامع الصغير حدیث 1053 جلد 1 صفحہ 49 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے علم سے نفع نہیں دیا حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے:

سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُونُ عِبَادُهُمْ جُهَالًا وَعُلَمَاؤُهُمْ فُسَاةً

(متدرک حاکم، حلیہ الوصیم بحوالہ سمیع المعزین صفحہ 29 مطبوعہ دار البیان)

(ترجمہ) عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کے عبادت گزار جاہل ہوں گے اور ان کے علماء فاسق ہوں گے۔

حضرت ابن مسعود رحمہ فرماتے تھے جو شخص مشکلات میں غور و فکر کے بغیر لوگوں کو فتویٰ دیتا ہے اس نے اپنے آپ کو جہنم میں داخلے کے لیے پیش کر دیا اور آپ یہ بھی فرماتے تھے جو شخص لوگوں کے ہر سوال کا جواب دے وہ پاگل ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو علماء کا علم جمع کرتے اور اس میں بیوقوفوں کے راستے پر چلتے ہیں

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے علوم کتنے زیادہ ہیں لیکن سب کے سب نفع بخش نہیں اور علماء کس قدر زیادہ ہیں لیکن تمام علماء راہ راست پر نہیں ہیں۔

حضرت ابراہیم بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قیامت کے دن اس عالم کو عداوت زیادہ ہوگی جو اپنے علم کی وجہ سے لوگوں پر بڑائی کا اظہار کرتا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رحمہ فرماتے تھے مجھے اس امت پر اس عالم کا خوف زیادہ ہے جو زبان سے عالم اور دل سے جاہل ہے۔



حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علم کو عمل کی آواز دو اگر جواب دے تو ٹھیک ورنہ چلے جاؤ  
حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے انسان اس وقت تک عالم رہتا ہے جب تک اس  
کا خیال یہ ہو کہ اس کے شہر میں اس سے زیادہ علم والا ہے جب وہ اپنے آپ کو ان سے زیادہ علم والا خیال  
کرے تو وہ جاہل ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں اس عالم پر روتا ہوں جو دنیا کو دیکھ کر اس سے  
کھیلتا ہے اگر قرآن و حدیث والے دنیا سے بے رغبتی پر صبر کرتے تو لوگ ان کو (ہاتھ کے) رومال کے طور پر  
استعمال نہ کرتے۔

کتنی بری بات ہے کہ یوں کہا جائے کہ فلاں عالم یا عابد نے فلاں تاجر کے خرچ پر حج کیا ہے۔  
حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جب کوئی عالم دنیا طلب کرے تو اس کی رونق چلی  
جاتی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علماء کی سزا ان کے دلوں کے مرنے سے ہے اور ان کے  
دلوں کی موت عمل آخرت کے بدلے میں دنیا طلب کرنا ہے اس طرح وہ دنیا کے بیٹوں (دنیا داروں) کا قرب  
حاصل کرتے ہیں۔

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم کسی عالم کو دیکھو کہ وہ امراء کے دروازوں پر  
خوف زدہ (بیٹھا ہے) تو وہ چور ہے۔

حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کے ہاں اس سے زیادہ ناپسندیدہ بات کوئی نہیں کہ  
کوئی عالم کسی حکمران سے ملاقات کرے (یعنی دنیوی مقاصد کے لئے)  
حضرت کھول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص قرآن کی قرأت کرے اور ذین کی سمجھ حاصل کرے  
اس کے بعد ضروری حاجت کے بغیر کسی امیر کے گھر کی طرف جائے تو ان قدموں کی مقدار وہ جہنم میں غوطہ  
زن ہوگا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے بعض آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو  
عالم اپنے علم کے بدلے دنیا طلب کرے میں اسے کم از کم سزا یہ دوں گا کہ اسے اپنی مناجات کی لذت سے  
محروم کر دوں گا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ جب تم کسی عالم کو دیکھو کہ وہ دنیا سے محبت  
کرتا ہے تو اسے اس کے دین میں تہمت لگاؤ کیونکہ ہر محبت اپنے محبوب میں مشغول ہوتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ان زبانوں پر تعجب ہے جو بولتی ہیں اور دل پہچانتے ہیں

جبکہ اعمال ان کے مخالف ہوتے ہیں۔

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قیامت کے دن وہ عالم سب سے زیادہ بد بخت ہوگا جس کے علم پر لوگ عمل کریں اور وہ خود عمل نہ کرے۔

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے اپنے قول کو (اپنے) عمل پر پیش کیا تو عمل کو اسے (قول کو) جھٹلانے والا پایا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے کلام میں فصاحت اختیار کی تو غلطی نہ کی اور عمل میں غلطی کی تو فصیح نہ ہوئے۔

حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب الفاظ میں فصاحت آجاتی ہے تو پڑھنے اور سننے والے (دونوں) سے خشوع چلا جاتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ بات پہنچی ہے وہ فرماتے تھے جو شخص علم حاصل کرتا ہے اور عمل نہیں کرتا وہ اس عورت کی طرح ہے جو پوشیدہ طور پر زنا کرتی ہے اور جب بچہ پیدا ہونے کا وقت آتا ہے تو وہ شرمندہ ہوتی ہے اسی طرح جو شخص اپنے علم پر عمل نہ کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے لوگوں کے سامنے شرمندہ کرے گا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی ایک کے پاس شیطان آئے اور وہ نماز پڑھ رہا ہو اور وہ کہے کہ تو دکھاؤ کرنے والا ہے تو اسے چاہئے کہ (نماز کو) لمبا کر دے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں کے لیے عمل کرنا ریا کاری ہے، لوگوں کے لیے عمل چھوڑنا شرک (شرکِ خفی ہے) اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان دونوں سے بچائے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ لوگوں کے لیے عمل چھوڑنے کا معنی یہ ہے کہ وہ ایسی جگہ عمل کرنا پسند کرے جہاں لوگ اس کی تعریف کریں اور اگر کسی تعریف کرنے والے کو نہ پائے تو عمل کو چھوڑ دے اور سستی اختیار کرے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمارے جیسے لوگوں کے لیے یہ بات بھی مناسب نہیں کہ اپنے اچھے اعمال سے ذرہ بھی ظاہر کریں تو اس کے ان اعمال کا کیا حال ہوگا جن میں ریا کاری شامل ہے پس ہمارے جیسے لوگوں کے لیے (اعمال کو) چھپانا بہتر ہے اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں (ساتھیوں) سے فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کسی ایک کے روزے کا دن ہو تو وہ اپنے سر اور داڑھی پر تیل لگائے اور ہونٹوں پر بھی لگائے تاکہ لوگ اسے روزہ دار نہ سمجھیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے بہترین علم و عمل وہ ہے جو لوگوں سے پوشیدہ رہے۔  
حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں اس شخص سے زیادہ کم عقل کسی شخص کو نہیں دیکھتا جو برا عمل کرے  
اور لوگوں کی طرف سے اس بات کو پسند کرے کہ وہ اسے علم اور بھلائی کے ساتھ موصوف سمجھیں۔

مومنوں کے دلوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر کی برائی پر مطلع ہوں اور اس کی مثال اس شخص کی طرح  
ہے جو کائنات بونے کے بعد اس سے کھجور حاصل کرنے کی طلب کرے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب کوئی عالم اپنے علم اور عمل میں ریا کاری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے  
فرشتوں سے فرماتا ہے اس شخص کو دیکھو یہ مجھ سے مذاق کرتا ہے اور مجھ سے ڈرتا نہیں حالانکہ میں بہت بڑا  
جبار ہوں۔

امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کو نماز میں سر جھکائے ہوئے دیکھتے تو اسے  
دڑے کے ساتھ مارتے تھے اور اس سے فرماتے تو ہلاک ہو (بددعا نہیں محض محاورے کے طور پر کہا جاتا ہے) خشوع  
دل میں ہوتا ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ ایک دن ایک شخص کے پاس سے گزرے اور وہ سجدے کی حالت میں رو رہا تھا  
آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کام گھر میں ہوتا تو اچھا تھا جہاں تجھے لوگ نہ دیکھتے۔  
حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی ریا کار کو دیکھنا چاہے وہ مجھے دیکھ لے  
(تواضع کے طور پر فرماتے تھے)۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ایک پتھر پر گزرا تو اس پر لکھا ہوا تھا ”تو جو  
کچھ جانتا ہے اس پر عمل نہیں کرتا تو زیادہ علم کیسے طلب کرتا ہے؟“  
حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں  
سے کسی ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی فرمائی کہ اپنی قوم سے فرمائیں وہ اپنے اعمال کو مخلوق سے چھپائیں میں  
ان کے لیے ان اعمال کو ظاہر کر دوں گا۔

حضرت ابو عبد الرحمن زاہد رحمۃ اللہ علیہ اپنے نفس کو بہت زیادہ جھڑکتے تھے اور اپنی دعا میں کہتے مجھ  
سے بری حالت والا کون ہوگا میں نے تیرے بندوں سے جلوت میں امانت کا عمل کیا اور خلوت میں تیرے  
ساتھ خیانت کا عمل کیا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص مجھے کسی ایک عابد کی طرف رہنمائی کرے  
جو رات کو خوب روتا اور دن کے وقت روزہ رکھتا ہے تو میں اس شخص کے لیے دعا کروں گا۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے نیک دلی کے بغیر ظاہری عمل اس پیشاب گاہ

کی طرح ہے جس کے ظاہر کو مزین کیا گیا ہو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر عمل (کے حصول) میں نیت اچھی ہو تو عمل اس سے افضل نہیں ہوتا لیکن تم نے عمل نہ کرنے کے لیے اسے سیکھا اور دنیا کو شکار کرنے کے لیے جال بنایا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک دن حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور ان سے کہا اے ابوعلی! مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔

حضرت فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا اے گروہ علماء! میں تم لوگوں کو کیا نصیحت کروں؟ تم سنا رہے تھے تمہارے ذریعے جہالت کے اندھیروں میں رہنمائی حاصل ہوتی تھی لیکن تم خود حیرت بن گئے ہو تم میں سے ایک ان حکمرانوں کے دروازوں پر آتا ہے، ان کے بچھونوں پر بیٹھتا ہے، ان کے کھانے کھاتا ہے اور ان کے تحفے قبول کرتا ہے اس کے بعد مسجد میں جا کر کہتا ہے ”حدیثنا فلاں عن فلاں عن رسول اللہ بکذا“ مجھ سے فلاں نے بیان کیا اس نے فلاں سے روایت کیا اور اس نے رسول اکرم ﷺ سے یوں روایت کیا۔ (یعنی حدیث بیان کرتا ہے) اللہ ﷻ کی قسم! علم اس طرح حاصل نہیں کیا جاتا۔

راوی لکھتے ہیں (یہ سن کر) حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ رو پڑے حتیٰ کہ آنسو ان کے گلے میں جانے لگے اور وہ باہر تشریف لے گئے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم کسی عالم یا عابد کو دیکھو کہ امراء اور دنیا داروں کے سامنے اپنی خوبیاں بیان کرتا ہے تو جان لو کہ وہ ریا کار ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم کسی طالب علم کو دیکھو کہ علم پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کی دنیا میں رغبت اور خواہش بھی بڑھتی ہے تو اسے تعلیم نہ دو کیونکہ تم اسے تعلیم دے کر جہنم میں جانے پر اس کی مدد کرتے ہو۔

حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کے جاہل لوگ علم حاصل کریں گے پھر اس کے ذریعہ امراء کے قریب ہونے کے لیے ڈورے ڈالیں گے جس طرح عورتیں مردوں پر ڈورے ڈالتی ہیں یہ ان کا علم سے حصہ ہے۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص علم میں اخلاص کا دعویٰ کرے تو جب لوگ اسے جاہل و ریا کار کہیں تو وہ اپنے دعویٰ کو اپنے نفس پر پیش کرے اگر اس کے لیے اس کا سینہ کشادہ ہو تو وہ سچا ہے اور اگر اس سے گھٹن پیدا ہو تو وہ ریا کار ہے۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے تھے عالم دنیا کے پاس بیٹھنے سے بچو وہ اپنی چکنی چھڑی باتوں اور علم کی تعریف سے فتنے میں ڈالے گا اور خود بے عمل ہوگا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اپنے علم کے ساتھ دکھاوا کرنے والوں کی ایک علامت یہ ہے کہ ان کا علم پہاڑ جیسا اور عمل چیونٹی کے برابر ہوتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر عالم علم پر عمل کرے تو وہ اس کی کڑواہٹ کو گھونٹ گھونٹ کر کے پیتا ہے اور خوش نہیں ہوتا کیونکہ یہ سب کچھ تکلیف ہے۔ اور جوں جوں علم بڑھتا ہے تکلیف بڑھتی ہے پس عالم کے لیے مناسب نہیں کہ وہ پل صراط عبور کرنے سے پہلے اپنے علم پر خوش ہو۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علم کو عمل کے لیے حاصل کرو مگر لوگ اس سلسلے میں غلطی پر ہیں انہوں نے عمل کے بغیر علم کو نجات کا ذریعہ خیال کیا تو وہ آیات و احادیث کہاں گئیں جن میں ان لوگوں کے عذاب کا ذکر ہے جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتے تھے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو یوں پایا کہ جب ان میں سے کسی کا علم بڑھتا تو دنیا سے بے رغبتی میں اضافہ ہوتا اور دنیوی سامان میں کمی واقع ہوتی اور اس دور میں ہم اس طرح دیکھتے ہیں کہ جب ان میں سے کسی کا علم بڑھتا ہے تو دنیا میں اس کی رغبت بڑھتی ہے اور ان کے سامان مثلاً لباس، کھانے، مکان، نکاح، سواری اور خادموں وغیرہ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے قرآن پاک کا علم رکھنے والا کس طرح اس پر عامل ہو سکتا ہے؟ حالانکہ وہ رات کو سوتا ہے اور دن میں روزہ نہیں رکھتا نیز حرام اور مشتبہ چیزیں لیتا ہے۔

حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر یہ قراء (اور علماء) زندہ ہوتے تو حرام کھاتے وقت اپنے پیٹوں میں آگ کی تکلیف محسوس کرتے لیکن یہ لوگ مردہ ہیں یہ مردار اور آگ میں جرتے ہیں۔

حضرت منصور بن معتمر رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے علماء سے فرماتے تھے تم لوگ علماء نہیں ہو تم علم سے لذت حاصل کرتے ہو تم میں سے ایک مسئلہ سنتا ہے اور لوگوں سے بیان کر دیتا ہے اگر تم اپنے علم پر عمل کرتے تو کڑوے گھونٹ بھی بھرتے اور تمہارا علم تمہیں پرہیزگاری کی ترغیب دیتا حتیٰ کہ تم میں سے کسی ایک کو روٹی بھی حاصل نہ ہوتی جسے وہ کھاتا۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی عالم کے لیے یہ بات کیسے درست ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے علم میں ریاکاری کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس نے غیر اللہ کے لیے سیکھا ہے اور یہ (علم) تو اصل سے ہی ضائع ہو گیا تو جو چیز ضائع ہو گئی وہ لوگوں کو کس طرح دکھاتا ہے؟

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ جب مدرسہ اشرفیہ یا جامع بنو امیہ میں درس دے رہے ہوتے اور اچانک آپ کی بے خبری میں حاکم وہاں آجاتا تو اس سے آپ پریشان ہو جاتے اور جب آپ کو یہ خبر پہنچتی کہ اکابر میں سے کسی نے اس دن آپ کی ملاقات کا ارادہ کیا ہے تو اس دن آپ اس خوف سے درس نہ دیتے کہ

وہ امیر (عالم) آپ کو اس عظیم محفل درس میں دیکھے گا۔

آپ فرماتے تھے مخلص کی علامت یہ ہے کہ جب لوگ اس کے اچھے اعمال پر مطلع ہوں تو وہ پریشان ہو جائے جس طرح وہ اپنی برائیوں پر لوگوں کے مطلع ہونے سے پریشان ہوتا ہے کیونکہ اس پر دل کا خوش ہونا گناہ ہے اور بعض اوقات ریابہت سے گناہوں کے مقابلے میں زیادہ سخت ہوتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آج کے زمانے میں کسی عالم کا حلال (رزق) سے سیر ہونا قبیح ہے تو حرام کے ساتھ سیر ہونے کی کیا کیفیت ہوگی اللہ ﷻ کی قسم! اگر میں ایک لقمہ کھاتا اور وہ میرے پیٹ میں ایک مٹی اینٹ بن جاتا تو مجھے کافی ہوتا حتیٰ کہ میں مر جاتا۔

کہا گیا ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تین سال سے زیادہ (عمر) پانی میں ٹھہرے رہے۔ اور وہ فرماتے تھے علماء کا تقویٰ خواہشات کے حصول کو ترک کرنا ہے۔ جہاں تک ظاہری گناہوں کا تعلق ہے تو تم دیکھو گے کہ وہ ان کو اس خوف سے چھوڑتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں سے ان کی عظمت چلی جائے گی۔

آپ فرمایا کرتے تھے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آخری زمانے میں کچھ لوگ آئیں گے جو علم کو اللہ ﷻ کے غیر کے لیے سیکھیں گے تا کہ وہ ضائع نہ ہو پھر وہ قیامت کے دن ان پر تادان ہوگا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس بات کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے (رسول کریم ﷺ نے

فرمایا)۔

إِنَّ اللَّهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

(صحیح بخاری حدیث نمبر 3067 کتاب الجہاد صحیح مسلم حدیث نمبر 111 کتاب الایمان)

(ترجمہ) بے شک اللہ اس دین کی مدد کسی فاجر مرد کے ذریعے بھی کرتا ہے۔

حضرت بکر بن عبد اللہ المزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنے علم میں ریاکاری کرنے والے کی ایک علامت یہ ہے کہ لوگوں کو علم کی ترغیب دیتا ہے اور ان کے لیے اس کے فضائل بیان کرتا ہے پھر اس کے ہم عصر علماء میں سے کوئی اس سے اس سلسلے میں مشورہ کرے تو اسے اچھی طرح ترغیب نہیں دیتا۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس زمانے کے علماء پر حرام اور مشتبہ چیزیں کھانے کا غلبہ ہو گیا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے پیٹوں اور شرمگاہوں کی شہوت (خواہش) میں فرق ہو گئے اور انہوں نے اپنے علم کو جال بنا دیا جس کے ذریعے وہ دنیا کا شکار کرتے ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر قرآن و حدیث کے علماء میں نقص داخل نہ ہوتا تو وہ سب لوگوں سے بہت معزز ہوتے لیکن انہوں نے اپنے علم کو پیشہ اور ذریعہ معاش بنا لیا ہے اسی لیے وہ آسمانوں اور زمین کی مخلوق میں رسوا ہوئے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عقلمند کی عقل میں سے یہ بات ہے کہ وہ علم میں اضافہ کی طلب اس وقت کرے جب سیکھے ہوئے پر عمل کرے اس وقت (مزید) علم حاصل کرے تاکہ اس پر عمل کرے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علم طلب کرو اس حالت میں کہ تم رو رہے ہو کیونکہ یہ سب کچھ تمہارے رب ﷻ کے ہاں تمہارے خلاف دلیل ہوگی۔

اور وہ فرماتے ہیں جب حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث لکھانے کے لیے بیٹھنا چھوڑ دیا تو لوگوں نے کہا قیامت کے دن اپنے رب ﷻ کو کیا جواب دیں گے۔ انہوں نے فرمایا میں کہوں گا اے میرے رب ﷻ! تو نے مجھے اس میں اخلاص کا حکم دیا تھا لیکن میں نے اپنے نفس میں اخلاص نہ پایا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جب تم کسی طالب علم کو دیکھو کہ وہ زیادہ علم کی تلاش میں ہے اور عمل نہیں کرتا تو اسے نہ سکھاؤ کیونکہ جو شخص اپنے علم پر عمل نہیں کرتا وہ اندرائن کے درخت کی طرح ہے۔ جب بھی وہ پانی کے ذریعے بڑھتا ہے اس کی کڑواہٹ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور آپ فرماتے تھے جب تم اس کو دیکھو کہ وہ اپنے کھانے، مشروب اور لباس وغیرہ میں ملاوٹ کرے اور پرہیزگاری اختیار نہ کرے تو اس کو سکھانے سے رک جاؤ تاکہ کل (قیامت کے دن) اس کے خلاف حجت میں کمی ہو۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر کوئی بندہ مکمل طور پر علم حاصل کرے اور اللہ ﷻ کی عبادت کرے حتیٰ کہ اس ستون یا اس پرانے مشینزے کی طرح ہو جائے پھر وہ اس بات کی چھان بین نہ کرے کہ اس کے پیٹ میں جو کچھ داخل ہوا ہے وہ حلال ہے یا حرام تو اللہ ﷻ اس سے عبادت کو قبول نہیں کرے گا۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! ہم نے ایسے لوگوں کو پایا کہ وہ کسی شخص کو علم نہیں سکھاتے تھے جب تک کئی سال اس کو نفسیاتی ریاضت میں مبتلا نہ کرتے اور ان کے لیے اس کی نیت کی درنگی ظاہر نہ ہوتی۔

حضرت عبدالرحمان بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے بیس سال حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی، ان میں سے اٹھارہ سال ادب سیکھنے میں اور دو سال علم حاصل کرنے میں صرف کئے کاش! میں تمام وقت ادب سیکھنے میں لگا دیتا۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علم، روایت کی کثرت کا نام نہیں علم وہ ہے جو نفع دے اور عالم اس پر عمل کرے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا اے محمد! اپنے عمل کو آٹا اور اپنے علم کو نمک بناؤ (عمل زیادہ اور علم کم ہونا چاہئے)۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جو شخص قرآن (کا علم) حاصل کرے پھر اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو اس نے اللہ ﷻ کی آیات کو کھیل کود بنایا اور جب حال قرآن اپنے رب ﷻ کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کے اندر سے قرآن آواز دیتا ہے کہ اللہ ﷻ کی قسم! مجھے اس لیے یاد نہیں کیا گیا۔ میرا وعظ اور جھڑک کہاں گئی اور میرا ہر حرف تجھے پکارتا ہے اور کہتا ہے کہ اب رب ﷻ کی نافرمانی نہ کر۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جب کسی طالب علم کو دیکھتے کہ وہ رات کو قیام نہیں کرتا تو اسے تعلیم دینے سے رک جاتے۔

ابوعصمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات ان کے پاس گزاری تو حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے وضو کے لیے پانی رکھا پھر فجر سے پہلے تشریف لائے تو ان کو سویا ہوا پایا اور پانی بھی اسی طرح موجود تھا آپ نے ان کو جگایا اور پوچھا ابو عصمہ! کیوں آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اے امام! میں آپ سے احادیث سیکھنے آیا ہوں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا تو کس طرح حدیث حاصل کرے گا جب کہ تورات کو تہجد نہیں پڑھتا جہاں سے آئے ہو وہیں چلے جاؤ۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ عالم کو چاہئے کہ اس کا اچھا عمل اس کے اور اللہ ﷻ کے درمیان (لوگوں سے) پوشیدہ رہے کیونکہ جو علم اور عمل لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے آخرت میں اس کا نفع کم ہوتا ہے اور بہت کم لوگ ایسے ہیں جن کو کسی نے ان کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور اس نے کہا کہ اللہ ﷻ نے مجھے میرے علم کی وجہ سے بخش دیا۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو پوچھا گیا آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا مجھے اللہ ﷻ نے بخش دیا ہے پوچھا گیا علم کی وجہ سے؟ فرمایا ہرگز نہیں علم کی کچھ شرائط اور آفات ہیں ان سے بہت کم لوگ نجات پاتے ہیں۔

کسی نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے بعد دیکھا تو ان سے پوچھا اللہ ﷻ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا یہ اشارات اڑ گئے اور یہ عبادات فنا ہو گئیں، میں تو صرف ان چند رکعات نے فائدہ دیا جو ہم سحری کے وقت پڑھتے تھے۔

بعض حضرات نے حضرت ابوہل صلحہ کی رحمۃ اللہ علیہ کو موت کے بعد دیکھا تو پوچھا تمہارے علم نے تمہیں کیا فائدہ دیا؟ فرمایا میں نے تمام دقیق علوم کو پھیلی ہوئی غبار پایا البتہ بعض مسائل (باقی رہے) جو لوگوں نے مجھ سے پوچھے (ان کا فائدہ ہوا)۔

اے بھائی! اپنے علم اور عمل کا جائزہ لو اور جب اس میں ریا کاری اور شہرت طلبی دیکھو جس سے ان



بڑے بڑے باعمل مخلص علماء کو روکا گیا ہے تو اپنے آپ پر روؤ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ﷻ ہے۔

## حکمرانوں کے دروازوں پر جانے والوں سے قطع تعلق

صوفیائے کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب ان کے بھائی (صوفیاء) امراء سے میل ملاپ رکھتے ہیں اور کسی شرعی ضرورت یا مصلحت کے بغیر ان کے دروازوں پر جاتے ہیں تو وہ ان کو چھوڑ دیتے ہیں شرعی ضرورت کی مثال نیکی کا حکم دینا اور اس قسم کے اعمال ہیں وہ اس حدیث شریف کی بنیاد پر ایسا کرتے ہیں (قطع تعلق کرتے ہیں اور حدیث شریف یہ ہے)۔

”إِنَّ فِي جَهَنَّمَ وَاِدْيَا يُقَالُ لَهُ هَبَّ أَعْدَهُ لِلْجَبَّارِينَ وَاللْقُرَاءِ الْمُدَاهِنِينَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ عَلَىٰ أُمَرَاءِ الْجَوْرِ“

(مجمع الزوائد۔ باب ما جاء في الكبر جلد 10 صفحہ 226 مطبوعہ دارالکتب بیروت)

(ترجمہ) بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جس کو صعب کہا جاتا ہے اسے اللہ ﷻ نے متکبر لوگوں اور ان قراء (علماء صوفیاء) کے لیے تیار کیا ہے جو منافقت سے کام لیتے ہیں یہ لوگ ظالم حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں۔

بصرہ کے حکمران نے ایک دن حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کو ہمارے خلاف سخت زبان استعمال کرنے اور ہمیں آپ کے مقابلہ کی طاقت حاصل نہ ہونے کا سبب کیا ہے؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ اس چیز کی طمع نہیں کرتے جو ہمارے پاس ہے اور اس سے بے رغبت رہتے ہیں۔ حضرت ابن السماک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن میں بصرہ کے حاکم کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے کہا اے ابن السماک! مجھے کوئی نصیحت کیجئے میں نے کہا تم پر اور اس پر جس نے تمہیں لوگوں پر مظالم ڈھانے کے لیے مقرر کیا ہے افسوس ہے۔ تم اس بات کی صلاحیت رکھتے ہو کہ تمہارے ذریعے (ظالما) اقدام کو روکا جاسکے۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ، قتیبہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تو ان پر اونی قمیض تھی قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا آپ نے اونی قمیض کیوں پہن رکھی ہے؟ اس پر محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے۔ قتیبہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے کیا ہے کہ میں آپ سے گفتگو کر رہا ہوں اور آپ خاموش ہیں۔ محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اگر میں کہوں کہ میں نے دنیا سے بے رغبتی (زہد) کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو اپنے نفس کی پاکیزگی بیان کروں گا اور اگر کہوں کہ میں فقیر ہوں تو اپنے رب کی شکایت کروں گا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! اگر ہارون الرشید مجھ سے (ملاقات کی) اجازت طلب کرے تو میں اسے اجازت نہیں دوں گا مگر یہ کہ وہ مجھ پر غالب آجائے تو ان فقراء کا کیا حال ہے جو اس کے پاس جاتے ہیں۔

والیء مکہ محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے مطاف (طواف کی جگہ) میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر ان کو سلام کیا تو انہوں نے فرمایا سلام کے ذریعے کیا چاہتے ہو اگر تم چاہتے ہو کہ مجھے تمہارے طواف کرنے کا علم ہو جائے تو جاؤ، مجھے علم ہو چکا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے امراء کے پاس جانا اور ان سے میل جول رکھنا صرف امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ جیسے لوگوں کے لیے بہتر ہے ہمارے جیسے لوگوں کے لیے یہ بات بہتر نہیں کہ ہم ان لوگوں کے پاس جائیں کیونکہ ان لوگوں کے منہ پر نصیحت کرنا اور ان کے ظلم وغیرہ مثلاً ریشم پہننے اور (دیواروں پر) پردے لٹکانے کی وجہ سے ان پر اعتراض کرنا ہمارے بس میں نہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گفتگو ہونے لگی اور حضرت اخف بن قیس رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے وہ خاموش رہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اے اخف! تم کلام کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے فرمایا میں جھوٹ بولوں تو اللہ ﷻ کا خوف ہے اور اگر سچ کہوں تو آپ کا ڈر ہے بس میں نے خاموش رہنا زیادہ مناسب سمجھا۔ اس سلسلے میں مزید گفتگو متفرق طور پر آگے آئے گی اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## اخلاق صوفیاء رحمہم اللہ کے سلسلے میں کچھ وعدے

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق کے سلسلے میں ہم سے کچھ عہد لیے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ نفاق کو چھوڑ دیں اور ان کے اچھے کام ظاہری اور باطنی دونوں صورتوں میں برابر برابر ہوں اور ان میں سے کسی کا کوئی عمل ایسا نہ ہو جس کی وجہ سے کل قیامت کے دن وہ رسوا ہو۔

حضرت ابو العباس خضر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ طیبہ میں اکٹھے ہوئے تو اس وقت حضرت خضر رضی اللہ عنہ نے جو نصیحتیں فرمائیں ان میں سے ایک نصیحت یہ تھی۔

”اے عمر! اس بات سے بچنا کہ ظاہر میں اللہ ﷻ کے دوست بنو اور خلوت میں اس کے دشمن ہو کیونکہ جس شخص کا باطن اور ظاہر مساوی نہ ہو وہ منافق ہے اور منافق جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے۔ (یہ سن کر) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رو پڑے حتیٰ کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو گئی۔

حدیث شریف میں ہے

آخری زمانے میں کچھ لوگ ظاہر ہوں گے (پیدا ہوں گے) جو آخرت کے عمل کے بدلے دنیا طلب کریں گے (دین کے بدلے دنیا طلب کریں گے) نرمی کے باعث بھیڑیے کے چمڑے پہنے ہوں گے ان کی زبانیں شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے دل ہوں گے اللہ ﷻ فرمائے گا کیا وہ میری (رحمت کی) وجہ سے دھوکے میں ہیں یا مجھ پر جرات کرتے ہیں مجھے اپنی قسم ہے میں ان پر ایسا فتنہ بھیجوں گا کہ وہ ان میں سے حلیم و بردبار لوگوں کو بھی حیران کر دے گا۔

حضرت مہلب بن ابی غفرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں ایسے شخص کو ناپسند کرتا ہوں جس کی زبان کو اس کے عمل پر فضیلت حاصل ہو۔

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جس مقام تک پہنچے ہیں وہاں تک رسائی کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ لوگوں کو کسی بات کا حکم دیتے تو (عمل میں) ان سب سے سبقت کرنے والے ہوتے اور جب ان کو کسی کام سے روکتے تو خود ان سب کی نسبت اس عمل سے زیادہ دور ہوتے اور لوگ کہتے تھے کہ ہم نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کسی شخص کو نہیں دیکھا جس کا باطن اس کے ظاہر سے زیادہ اچھا ہو۔

حضرت معاویہ بن قرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دل کا رونا، آنکھوں کے رونے سے بہتر ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دل ہنڈیوں کی طرح ہیں اور ان کے چمچ زبانیں ہیں پس تم اپنے افعال کے غلام بن جاؤ جس طرح تم اپنے اقوال کے غلام ہو۔

حضرت مروان بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میرے سامنے جس شخص کی تعریف کی گئی میں نے اسے اس بیان کردہ وصف سے کم پایا البتہ حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ کو اس (بیان کردہ وصف) سے اوپر پایا۔

حضرت عقبہ بن عامر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب بندے کا باطن اس کے ظاہر کے موافق ہو جائے تو اللہ ﷻ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے یہ میرا سچا بندہ ہے۔

حضرت ابو عبد اللہ الانطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سب سے افضل عبادت باطنی گناہوں کو چھوڑنا ہے ان سے پوچھا گیا اس کی کیا وجہ ہے؟

فرمایا اس لیے کہ جب باطنی گناہ ترک کئے جائیں تو ایسا شخص ظاہری گناہوں سے زیادہ اجتناب کرتا ہے پس جس کی خلوت اس کی جلوت سے افضل ہو تو یہی (حقیقی) فضیلت ہے اور جس کا باطن اور ظاہر مساوی ہوں تو یہ عدل ہے اور جس کا ظاہر اس کے باطن سے افضل ہو تو یہ (اپنے آپ پر) ظلم ہے۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ ﷻ نے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ایک نبی کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے کہیں وہ میرے لیے اپنے اعمال کو مخفی رکھیں میں ان کے لیے ان کو ظاہر

کروں گا۔ اس قسم کی بات پہلے بھی گزر چکی ہے۔

حضرت عبدالرحمن زاہد رحمۃ اللہ علیہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے ہائے مجھ پر افسوس! میں نے لوگوں کے ساتھ معاملہ امانت کے ساتھ کیا جب کہ اپنے رب سے میرا معاملہ خیانت کے ساتھ ہے کاش! میں اس کے برعکس کرتا پھر آپ رونے لگے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص لوگوں کو کسی کام کا حکم دے اور خود اس کا حال اس تک نہ پہنچے تو وہ منافق ہے البتہ یہ کہ کوئی اس سے اس بات کا حکم پوچھے (تو یہ الگ بات ہے)۔ اور وہ فرماتے تھے اس بات سے بچو کہ دن کے وقت تم ابو عبد اللہ صالح ہو اور رات کے وقت شیطان ظالم (برے شیطان) ہو۔

اور حضرت ابراہیم تمیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول گزر چکا ہے وہ فرماتے تھے میں نے جب بھی اپنے علم کو اپنے عمل پر پیش کیا تو اپنے نفس کو اپنے علم کے مطابق عمل کرنے والا نہ پایا۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اپنے نیک اعمال سے بھی کچھ پوشیدہ رکھو جس طرح تمہارے بعض برے اعمال پوشیدہ ہیں۔

اور حضرت معاویہ بن قرہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول گزر گیا کہ کون ایسے شخص کی طرف میری رہنمائی کرے گا جو رات کے وقت روتا ہے اور دن کے وقت ہنستا ہے یعنی ایسے لوگ کم ہیں۔ حضرت مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ انعام ہے کہ میں نے تیس سال سے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس سے حیا کی جائے سوائے اپنی بیوی کے قرب کے۔

جب لوگ حضرت ابو عبد اللہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کرتے تو وہ فرماتے اللہ تعالیٰ کی قسم! میری اور تمہاری مثال اس لوٹھی کی طرح ہے جس کا کنارہ ہن گناہوں کی وجہ سے زائل ہو گیا اور اس کے گہروالوں کو اس بات کا علم نہیں وہ شب زفاف اس کی وجہ سے خوش ہیں جب کہ وہ (لوٹھی) خود ذلت و رسوائی کے خوف سے غمگین ہے۔

حضرت ابو امامہ رحمۃ اللہ علیہ اس شخص کو برا سمجھتے تھے جو لوگوں کی موجودگی میں مسجد میں روتا ہے۔ اور حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے باطن (کی ستانی) کے بغیر ظاہر (کی درنگی) اس بیت الخلاء کی طرح ہے جو باہر سے مزین اور اندر سے بدبودار اور نجاست سے بھرا ہو اور جو شخص اس مال پر فخر کرے جو اس کو حاصل نہ ہو تو اس کا سب اس کو جھٹلاتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص چاہتا ہے کہ لوگ اسے صرف اس کی باتوں کی وجہ سے صالحین میں شمار کریں اگر عمل میں وہ ان کے موافق نہ ہو تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو بلا اجازت

بادشاہ کی ایسی دعوت میں جائے جو خاص لوگوں کے لیے ہو اور جو آدمی عمل کے بغیر صرف قول پر اکتفا کرتا ہے اللہ ﷻ سے بطور سزا محض وعدے کے ذریعے بدلہ دیتا ہے عطا نہیں کرتا۔

حضرت بلال بن سحر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب فقیر ناحق طور پر زہد کا دعویٰ کرے تو شیطان اس کے گرد رقص کرتا ہے اس پر ہنستا ہے اور اس کا مذاق اڑاتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے بندہ صریح ایمان کو اس وقت تک نہیں پاتا جب تک یہ بات جان نہ لے کہ اللہ ﷻ سے دیکھتا ہے پس وہ خلوت میں ایسا عمل نہ کرے جو قیامت کے دن شرمندگی کا باعث ہو۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ میں تمہارے بغیر کسی پر اپنا دروازہ بند کرتا ہوں تو تم میں سے کوئی بھی اس کے گرد نہ بیٹھے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں ان کا یہ قول اپنے نفس کو تہمت سے بچانے کے لیے تھا۔  
حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آج کے زمانے میں قراء (علماء) پرریا کاری غالب آگئی ہے وہ لوگوں کے سامنے عبادت کو ظاہر کرتے ہیں جب کہ ان کے باطن دوسروں کے لیے کھوٹ، کینے اور بغض میں مشغول ہیں اور جب تم میں سے کسی کو کسی قاری سے کوئی کام ہو تو اس جیسے قاری کو اس کے لیے سفارشی نہ بناؤ اس طرح تمہارے خلاف اس کا دل سخت ہو جائے گا بلکہ کسی مالدار سے سفارش کراؤ اس سے تمہاری حاجت جلد پوری ہوگی۔

اس غلطی کے بارے میں عنقریب مزید کلام کتاب کے مختلف مقامات میں آئے گا۔  
اے بھائی! اپنے نفس کو ٹٹو لو کیا تمہارا باطن اور ظاہر برابر ہیں یا نہیں؟ اور استغفار کثرت سے کرو اور جان لو کہ جو شخص لوگوں کے سامنے اپنے باطن کے خلاف (بات) ظاہر کرتا ہے وہ منافق ہے کل (قیامت کے دن) اس کا حشر منافقین کے ساتھ ہوگا اس بات کو سمجھو اور تمام تعریفیں تمام جہانوں کے رب کے لیے ہیں۔

## حکام کے ظلم پر صبر کرنا اور یہ خیال کرنا

کہ یہ ہمارے گناہ سے کم درجہ کی سزا ہے

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں یہ بات بھی ہے کہ وہ حکام کے مظالم پر صبر کریں اور اس بات کی گواہی دیں کہ یہ سزا اس سے کم ہے جس کے وہ گناہوں کے سبب سے مستحق ہیں۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب لوگوں کے باطن اور ظاہر میں مساوات نہ ہو تو ان کو طرح طرح کی مصیبتوں اور آفات کے نازل ہونے پر تعجب نہیں ہونا چاہئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حجاج ثقفی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی مصیبت تھا جو گناہ کے موافق ہو۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جب تم کسی ظالم بادشاہ کی آزمائش میں ہو اور اس کے سبب سے اپنے دین کو پھاڑ دو تو اس کو کثرت استغفار کا پوند لگاؤ۔

حضرت محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی نے ان کو خط لکھ کر اپنے شہر کے حکمرانوں کے مظالم کی شکایت کی تو حضرت محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو یوں جواب دیا۔

ہمیں آپ کا خط ملا ہے اور اے میرے بھائی تم یہ بات جانتے ہو کہ جو شخص گناہ کرتا ہے اسے عذاب کے انکار کا حق نہیں اور میں تمہیں بھی کسی گناہ کی نحوست کے باعث عذاب میں دیکھتا ہوں۔ والسلام ہارون الرشید نے ظلم کے طور پر ایک شخص کو قید کر دیا تو اس شخص نے ہارون الرشید کو یوں لکھا کہ اے ہارون الرشید! میرا جودن بھی قید اور تکلیف میں گزرتا ہے اور تیری زندگی اور نعمت کا دن بھی گزر رہا ہے اور معاملہ قریب ہے اور میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ حاکم ہے۔

راوی نے کہا جب ہارون الرشید نے یہ خط پڑھا تو اس کی قید ختم کر دی اور اس سے نیکی کا سلوک کیا۔ ایک دفعہ بادشاہ کی طرف سے حضرت ابراہیم بن ادوم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مال آیا تا کہ اسے ان فقراء پر تقسیم کر دیں جن کو وہ پہچانتے ہیں حضرت ابراہیم بن ادوم رحمۃ اللہ علیہ نے واپس کر دیا اور فرمایا جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ظالم سے اس کے کمائے ہوئے مال کا حساب لے گا تو وہ کہے گا میں نے ابراہیم بن ادوم رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیا تھا تو قیامت کے دن ظالم حساب کے لیے میری طرف رجوع کرے گا لہذا جس نے اسے جمع کیا وہ اسے تقسیم کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تورات میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بادشاہوں کے دل میرے قبضہ میں ہیں پس جس نے میری فرمانبرداری کی میں ان (بادشاہوں) کو اس کے لیے رحمت بنا تا ہوں، اور جو میری نافرمانی کرے میں ان (بادشاہوں) کو اس پر عذاب بنا دیتا ہوں پس تم اپنے آپ کو بادشاہوں کو برا بھلا کہنے میں مشغول نہ کرو بلکہ میری بارگاہ میں توبہ کرو تا کہ میں ان کو تمہارے لیے مہربان بنا دوں۔

عبدالملک بن مروان اپنی رعایا سے کہا کرتا تھا اے رعایا! ہم سے انصاف کرو تم ہم سے مطالبہ کرتے ہو کہ ہم تم سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما جیسا معاملہ کریں اور تم ہم سے ان کی رعایا کی طرح پیش نہیں آتے پس ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہم سے ہر ایک کو دوسرے کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جس طرح تم ان اعمال میں مبتلا کیے گئے جن پر تمہارا

رب راضی نہیں اور تم کہتے ہو کہ یہ اللہ ﷻ نے مقرر فرمائے ہیں تو اپنے جاکموں کا عذر بھی قبول کرو کہ اللہ ﷻ نے ان کی تقدیر میں لکھا کہ وہ تم پر ظلم کریں گے ان میں سے ایک چاہتا ہے کہ تم میں سے کسی پر ظلم نہ کرے لیکن تمہارے اعمال ہی ان مظالم کا باعث ہیں۔

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو حکومت حاصل ہوئی تو وہ روپڑے پھر اپنی بیویوں اور لوٹریوں کو اختیار دیا اور فرمایا میں ایسے کام میں مشغول ہوا ہوں جس کی وجہ سے تمہاری طرف متوجہ نہیں ہو سکتا میں تو اس وقت فارغ ہوں گا جب قیامت کے دن لوگ حساب سے فارغ ہوں گے۔ اس وقت ان کے گھر والے رونے لگے حتیٰ کہ ان کے پڑوسیوں نے خیال کیا کہ ان کے ہاں کسی کا انتقال ہو گیا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے میں نے علماء کو اس حالت میں پایا کہ وہ اپنے گھروں میں بیٹھنا افضل سمجھتے تھے لیکن اب وہ امراء کے وزیر اور ظالموں کے مشیر بن گئے ہیں۔  
حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو حکمرانوں کے ہاں تحریر کا کام کرتا ہے اور انہوں نے اس کے لیے جو وظیفہ مقرر کیا ہے اس سے تجاوز بھی نہیں کرتا، تو حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے خیال میں اسے یہ عمل ترک کر دینا چاہئے کیا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول نہیں سنا۔

قَالَ رَبِّ بِمَا أَعْمَتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ (پہا قصص ۱۷)

(ترجمہ) عرض کرنے لگے اے میرے رب! مجھے ان انعامات کی قسم جو تو نے مجھ پر فرمائے اب میں ہرگز مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب حکمران ظلم کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ ﷻ اس کی مملکت میں بسنے والوں میں نقص پیدا کر دیتا ہے حتیٰ کہ بازاروں، رزق، تجارت، پھلوں (جانوروں کے) تھنوں (دودھ) اور ہر چیز میں کمی آ جاتی ہے۔

حضرت ابو ذر رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب حکمرانوں کے عطیات ان کے دین کی قیمت بن جائیں گے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی ظالم کے سامنے مسکراتا ہے یا اسے مجلس میں جگہ دیتا ہے یا اس سے عطیہ لیتا ہے اس نے اسلام کی رسیوں کو توڑ دیا اور وہ ظالموں کے مددگاروں میں لکھا جاتا ہے یہاں اسلام کی رسیوں سے مراد بزرگوں کے قواعد کی مخالفت کرنا ہے۔

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ اکثر گھر میں تشریف فرما رہتے ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں

۱۔ مقصد یہ ہے کہ حکمرانوں کا قرب خطرے سے خالی نہیں ہوتا لہذا اہل تقویٰ کے لیے ان سے بچنا بہتر ہے ۱۲ ہزاروی

نے فرمایا میں نے حکمرانوں کے مظالم، رعایا کے فساد اور سنت کے چلے جانے کی وجہ سے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کیونکہ جو شخص حقوق قائم کرنے میں اپنے بیٹے اور غلام کے درمیان فرق کرتا ہے وہ ظالم ہے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب حکمران کمزوری کے بعد موٹا ہو جائے تو جان لو کہ اس نے اپنی رعایا سے بھی خیانت کی ہے اور اپنے رب سے بھی (خیانت کی ہے)۔

ایک دن ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ، ہارون الرشید کے پاس گئے اور اس سے فرمایا مظلوم کی بددعا سے بچو اللہ ﷻ سے رو نہیں کرتا اگرچہ وہ (بددعا) گناہ گار سے ہی کیوں نہ ہو اور ایک روایت کے مطابق یہ ہے کہ اگرچہ وہ کافر کی بددعا ہی کیوں نہ ہو۔

تو اے بھائی! اپنا جائزہ لو اور دیکھو کیا تم نے اپنے نقطہ نظر سے رعایا کے حقوق کا خیال رکھا ہے اور اپنے اعضاء کے حقوق کا خیال رکھا ہے۔ کیا تم نے ان کو اللہ ﷻ کی رضا میں استعمال کیا اور اس کی نافرمانی سے محفوظ رکھا، یا اپنے نفس اور اعضاء سے دھوکہ کیا ہے؟ کیونکہ ہر نگران سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

اور اے بھائی! امراء کے پاس جانے سے بچو اگرچہ تمہارا ارادہ ان کو اچھے کاموں کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا ہو، کیونکہ تم ان لوگوں کو پوری طرح تبلیغ نہیں کر سکتے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## رضائے الہی کے حصول کے لیے غیرت مندی

صوفیائے کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب اللہ ﷻ کی حرمت کو توڑا جائے تو شریعت مطہرہ کی مدد کے لیے غیرت کا مظاہرہ کریں کیونکہ یہ لوگ جو عمل بھی کرتے ہیں یا جن لوگوں کی مجلس اختیار کرتے ہیں تو رضائے الہی کی خاطر ایسا کرتے ہیں پس وہ کسی شخص سے محبت یا دشمنی دنیوی غرض کے تحت نہیں کرتے۔

صحیح حدیث میں ہے۔

الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ مِنْ أَوْلِيِّ عُرَى الْإِيمَانِ

(احقاف السادة المتقين جلد 6 صفحہ 177 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) اللہ ﷻ کے لیے محبت اور اللہ ﷻ کے لیے دشمنی ایمان کی مضبوط ترین رسیوں میں سے ہے۔

اگر کوئی بندہ طلب ثواب کے لیے جنوں اور انسانوں کی طرح عبادت کرے اور وہ اللہ ﷻ کی رضا سے غافل ہو تو وہ (سیدھے) راستے سے غافل ہے۔



اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ کیا آپ نے میرے لیے کوئی عمل کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں، اے میرے رب! میں نے نماز پڑھی روزہ رکھا، صدقہ کیا اسی طرح دیگر امور کا ذکر کیا تو اللہ ﷻ نے فرمایا یہ تو آپ کے لیے ہے کیا میرے لیے میرے کسی ولی سے محبت کی یا میری (رضاکے) خاطر میرے کسی دشمن سے دشمنی کی۔

اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ اللہ ﷻ کے لیے محبت اور اللہ ﷻ کے لیے دشمنی سب سے افضل عمل ہے۔

حضرت علی بن حسین علیہ السلام (امام زین العابدین) فرماتے تھے جب دو شخص اللہ ﷻ کی نافرمانی پر جمع ہوتے ہیں تو اللہ ﷻ کی نافرمانی پر ہی الگ ہوتے ہیں۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم حکمرانوں کے پاس جاؤ تو خاص ان کے لیے دعا نہ کرو کیونکہ انہوں نے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑائی اختیار کر رکھی ہے بلکہ مسلمانوں کے لیے دعا کرو اگر وہ (عمران) ان (مسلمانوں) میں سے ہوں گے تو وہ بھی اس دعا میں شامل ہو جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ جب تم کسی کی مجلس اختیار کرو تو اس سے یہ نہ پوچھو کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے یا نہیں بلکہ یہ دیکھو کہ تمہارے دل اور نفس میں اس کے لیے کیا ہے کیونکہ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ اس کی مثل ہے جو اس کے پاس ہے۔ یہ دونوں برابر برابر ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب کوئی شخص بدعت جاری کرے۔ اور جو شخص اسے اپنا بھائی خیال کرتا ہے اسے اس پر غصہ نہ آئے تو اس کی محبت غیر اللہ کے لیے ہے۔  
اس لیے کہ اگر اس کی محبت اللہ ﷻ کے لیے ہوتی تو اس کے گناہ پر اس شخص کو غصہ آتا۔

حضرت ابو ہریرہ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے قیامت کے دن بندے کو اللہ ﷻ کے سامنے لایا جائے گا تو اللہ ﷻ اس سے پوچھے گا کیا تم نے میرے لیے کسی ولی سے محبت کی کہ میں اس کے سبب تجھے عطا کروں؟ پس تم نیک لوگوں سے محبت کرو اور ان کے ذریعے میری نعمتیں حاصل کرو۔ قیامت کے دن ان کے لیے دولت ہوگی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے فاسق سے قطع تعلق اللہ ﷻ کے قرب کا ذریعہ ہے میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس سے قلبی تعلق توڑنا مراد ہے ظاہر میں اس سے قطع تعلق مناسب نہیں تاکہ اس

۱۔ جو کام خلاف سنت ہو وہ بدعت ہے اور اس کی مذمت کی گئی ہے لیکن جو کام شریعت کے خلاف نہ ہو اور دین میں اس کی اصل پائی جاتی ہو وہ اصطلاحی بدعت نہیں ہے ہرنے کام کو بدعت کہہ کر رد کر دینا جہالت ہے۔ ۱۲ ہزاروی

۲۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت عمدہ بات فرمائی کہ بزرگان دین بالخصوص صحابہ کرام علیہم السلام کی ذات قدسیہ کے خلاف زبان طعن دراز کرنے کی بجائے ان کے افعال کی اچھی توجیہ کرنی چاہئے ۱۲ ہزاروی

کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کیا جاسکے البتہ اس کی صفات فسق کو برا سمجھا جائے کیونکہ فاسق ہر اس شخص کا مطلوب ہے جو اللہ ﷻ کی طرف دعوت دیتا ہے اس بات کو سمجھو اور اللہ ﷻ کو خوب جانتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اگر کسی فاسق کا کوئی عزیز فوت ہو جائے تو کیا ہم اس سے تعزیت کریں؟ فرمایا نہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یاد کر کے رویا کرتے تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت کا اظہار کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ اکابر علماء میں سے تھے لیکن وہ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) محبت دنیا میں مبتلا ہو گئے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت دنیا کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ وہ آخرت کے عمل کے لیے ایسا کرتے تھے جس طرح ہمارے اسلاف کا عقیدہ ہے بلکہ اولیاء کرام رحمہم اللہ کے بارے میں یہی خیال سب سے بہتر ہے کیونکہ وہ تو جلیل القدر صحابی تھے۔ واللہ اعلم۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص دعویٰ کرے کہ وہ (اللہ ﷻ کے لیے) اللہ ﷻ کے بندوں سے محبت کرتا ہے اور وہ اس صورت میں بھی اس سے نفرت نہیں کرتا جب وہ اللہ ﷻ کی نافرمانی کرتا ہے تو یہ شخص اللہ ﷻ کے لیے محبت کے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی جہنمی سے کسی نیکی کی وجہ سے محبت کرتا ہے جو اس سے ظاہر ہوئی اللہ ﷻ اسے اس پر اجر عطا کرے گا اور جو شخص کسی جنتی سے اس کی برائی کی وجہ سے نفرت کرے جو اس سے ظاہر ہوئی اللہ ﷻ اسے بھی اجر عطا کرے گا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب کتاب بیٹھ جاتا تو آپ اسے دھکارتے نہیں تھے اور فرماتے تھے یہ میرے ساتھی سے اچھا ہے اور کسی شخص کے برا ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ خود نیک نہ ہو اور نیک لوگوں کی برائی بیان کرے۔

حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندے کے دل کے لیے نیک لوگوں کی صحبت اور ان کے اعمال کی طرف نظر کرنے سے بڑھ کر کوئی چیز نفع بخش نہیں اور فاسق لوگوں کی صحبت اور ان کے افعال کو دیکھنے سے بڑھ کر بندے کے دل کے لیے کوئی نقصان دہ چیز نہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کا ولی زمین میں گل ریحان ہے جب مریدین اسے سونگتے ہیں اور اس کی خوشبو ان کے دلوں تک پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کے مشتاق ہو جاتے ہیں۔

تو اے بھائی! غور کرو کیا تم نے کسی سے اللہ ﷻ کے لیے محبت کی اور کسی سے اللہ ﷻ کے لیے نفرت کی یا اپنی خواہش کی بنیاد پر محبت کی اور اسی بنیاد پر نفرت کی اپنے نفس پر روؤ اور دن اور رات میں بکثرت

استغفار کرو اور تمام تعریفیں تمام جہانوں کے رب کے لیے ہیں۔

## کم ہنسنا اور دنیاوی چیزوں پر زیادہ خوش نہ ہونا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں ایک بات یہ ہے کہ کم ہنسیں اور دنیا کی کسی چیز پر خوش نہ ہوں بلکہ دنیا کی جو چیز حاصل ہو یعنی کپڑے، سواری، نکاح اور عہدہ وغیرہ اس پر طبیعت میں گھٹن ہونی چاہئے اور یہ عمل دنیا داروں کے خلاف ہو اور اس بات کا خوف ہو کہ کہیں آخرت کی نعمتیں دنیا میں ہی نہ مل جائیں اور وہ شخص کسی چیز پر کیسے خوش ہو سکتا ہے جو اللہ ﷻ کی ملاقات سے قید میں بند ہو، تو جس طرح وہ شخص جو اپنے گمراہ اور بال بچوں سے دور قید میں پریشان ہوتا ہے اسی طرح اولیاء کرام رحمہم اللہ اپنی عمر کے طویل ہونے اور اس دنیا میں اپنے رب کی ملاقات سے محروم ہونے کی وجہ سے غمگین ہوتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا  
وَلَمَّا تَلَدُّدْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعَدَاتِ تَجَارُونَ  
إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (جامع ترمذی، کتاب الزهد، جلد 4 صفحہ 141 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم وہ بات جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے اور بستروں پر عورتوں سے لذت حاصل نہ کرتے اور بلند یوں کی طرف جاتے اور اللہ ﷻ کی پناہ حاصل کرتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے تھے مجھے ہنسنے والے پر تعجب ہوتا ہے حالانکہ اس کے پیچھے آگ (جہنم) ہے اور خوش ہونے والے پر تعجب ہے حالانکہ اس کے پیچھے موت ہے۔  
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو جو شخص دیکھتا تو یہ خیال کرتا کہ ان کا زمانہ مصیبت قریب ہے کیونکہ وہ ان کو سخت غم اور خوف کی حالت میں دیکھتا تھا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بہت سے لوگ ہنس رہے ہیں حالانکہ ان کے کفن دھوبی سے آچکے ہیں۔

حضرت ابن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ گناہوں نے اسے غمگین کر دیا ہے پھر وہ اپنے تھیلے میں شہد اور گھی جمع کرے وہ جھوٹا ہے۔

حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ

مَالٍ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا ۗ

(پ۔ الکہف ۴۹)

(ترجمہ) اس کا نوشتہ کیا ہو گیا کہ نہیں چھوڑ اس نے کسی چھوٹے گناہ کو اور نہ کسی بڑے گناہ کو مگر اس نے اس کو شمار کر لیا۔

کی تفسیر میں فرماتے تھے کہ صغیرہ سے مراد گھر میں تبسم کرنا اور کبیرہ سے مراد گھر میں قہقہہ لگانا ہے۔ میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں شاید انہوں نے یہاں تبسم سے اتنی آواز میں ہنسا مراد لیا ہو جس کو مجلس والے سن لیں کیونکہ حضور ﷺ کا ہنسا تبسم تھا۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مومن صرف اسی صورت میں ہنستا ہے جب وہ موت سے غافل ہو۔

حضرت عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص دنیا میں سب سے زیادہ ہنستا ہے وہ قیامت کے دن سب سے زیادہ روئے گا۔

حضرت سعید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال تک نہ ہنسنے حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا اور حضرت غزوان رقاشی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی حال تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مجلس میں ہر ہنسنے والے کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ حضرت معاذ عدویہ رحمۃ اللہ علیہ کچھ نوجوانوں کے پاس سے گزرے اور وہ ہنس رہے تھے جبکہ انہوں نے اونی لباس پہن رکھا تھا تو انہوں نے فرمایا سبحان اللہ! لباس صالحین کا اور ہنسا فالحین کا سا!

حضرت وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو ہنسا حد سے زیادہ نہ ہو اس سے صرف دانت ظاہر ہوتے ہیں آواز سنائی نہیں دیتی اور اسراف سے پاک لباس وہ ہے جس سے شرمگاہ کو ڈھانپ لے اور تجھے گرمی سردی سے بچائے اور اسراف سے پاک کھانا وہ ہے جو بھوک کو ختم کرے اور سیر ہونے سے کم ہو۔

حضرت عون بن الجزیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے پچاس سال تک حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی لیکن ان کو کبھی پیچھے ہونے نہیں دیکھا۔

حضرت عبدالعزیز بن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام میں خوش طبعی ظاہر ہوئی تو اللہ ﷻ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ (پہا۔ اللہ یٰۓ ۱۶)

(ترجمہ) کیا ایمان والوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لیے جھک جائیں۔

تو اس وقت انہوں نے مزاح کو چھوڑ دیا اور اللہ ﷻ سے ڈرنے لگے۔ اس سلسلے میں (کتاب الرقائق) میں بے شمار احادیث مبارکہ ہیں اور اللہ ﷻ والے آخرت کی طرف توجہ اور اس کے احوال کے لیے تیاری کے ذریعے دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔

تو اے بھائی! اپنے نفس اور جس غفلت اور بھول میں پڑے ہوئے ہو اس پر غور کرو اور وہ عمل اختیار کرو جو تمہیں اللہ ﷻ کے قریب کر دے نیز بہت زیادہ طلب مغفرت کرو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ﷻ ہے۔

## گناہوں میں پڑنے کے خوف سے موت کی تمنا کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جب ان کو کسی ایسے کام میں پڑنے کا خطرہ ہو جو اللہ ﷻ کی ناراضگی کا باعث ہے تو وہ موت کی تمنا کرتے ہیں اور یہ بات کچھ نشانیوں سے ان کے سامنے ظاہر ہوتی ہے جیسے گناہوں کے مقدمات اور وہ قرآن جن کو متعدد مقامات پر دلائل میں شمار کیا جاتا ہے (یعنی ان قرآن سے گناہوں میں جانے کا خطرہ معلوم ہوتا ہے)۔

حضرت عابس غفاری رحمۃ اللہ علیہ طاعون کے دنوں میں فرمایا کرتے تھے اے طاعون مجھے پکڑ لے اور یہ بات بار بار فرماتے ان کے چچا زاد بھائی نے کہا اے عابس! آپ یہ بات کیسے کہتے ہیں حالانکہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا۔

لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ فَإِنَّهُ إِيقَاطٌ لِعَمَلِهِ

(مسند احمد بن حنبل مرویات علم من عس جلد 3 صفحہ 494 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ اس سے عمل کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت عابس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں (میں نے یہ حدیث سنی ہے) لیکن مجھے چھ باتوں کا خوف ہے میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا آپ اپنی امت پر ان (چھ) باتوں کا خوف محسوس کرتے تھے۔

(1) بیوقوفوں کی حکومت۔ (2) شرطیں لگانے کی کثرت (3) فیصلے کا سودا (قاضی کا رشوت لینا مراد ہے) رشتہ داروں سے قطع تعلق (5) خون کو ہلکا سمجھنا (6) اور مست ہو جانا کہ قرآن مجید کو گانے بجانے کے آلات قرار دیں گے وہ کسی شخص کو (مصلیٰ پر) آگے کریں گے حالانکہ وہ دین میں ان سے زیادہ فصیح نہ ہوگا لیکن وہ اس کو اس لیے آگے کریں گے تاکہ وہ ان کو خوش آوازی سے محظوظ کرے۔

اسی طرح حضرت ابو بکر ﷺ موت کی تمنا کرتے تھے اس سلسلے میں ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ میں ایسے زمانے میں چلا جاؤں جس میں نیکی کرنے کا حکم اور برائی سے روکنے کا عمل نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں علماء کے لیے موت سرخ سونے سے زیادہ پسندیدہ ہوگی حتیٰ کہ ایک شخص اپنے بھائی کی قبر پر آئے گا اور کہے گا کاش میں اس میں ہوتا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کرتا ہے وہ موت کی تمنا

۱۔ جو کچھ اس روایت میں بیان کیا گیا وہ آج کے دور میں بالکل صادق آ رہا ہے اور یہ چھ باتیں معاشرے میں واضح نظر آتی ہیں ۱۲ ہزاروی

نہ کرے۔

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب کسی شخص میں بھلائی دیکھتے تو اس سے فرماتے میرے لیے موت کی دعا کرو۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہر مومن اور کافر کے لیے موت بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّلْأَبْرَارِ  
(پہ آ ل عمران ۱۹۸)  
(ترجمہ) اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لیے بہتر ہے اور ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا نُعَلِّمِي لَهُمْ لِيَزِدُوا إِلَيْنَا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝  
(پہ آ ل عمران ۱۷۸)  
(ترجمہ) بے شک ہم ان کو مہلت دیتے ہیں تاکہ وہ گناہ میں بڑھ جائیں اور ان کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے مشائخ کو یوں پایا کہ وہ موت کی تمنا کرتے تھے اس پر مجھے تعجب ہوتا تھا لیکن اب میری حالت یہ ہے کہ جو موت کی تمنا نہ کرے اس پر مجھے تعجب ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے دنیا کی صفائی چلی گئی اور گندگی باقی رہ گئی پس آج کے زمانے میں موت ہر مسلمان کے لیے تحفہ ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں اس بات کی تمنا نہیں کرتا کہ مجھ پر موت کو ہلکا کیا جائے کیونکہ یہ سب سے آخری عمل ہے جس پر مومن کو اجر دیا جاتا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میرے (مسلمان) بھائی کی طرف سے پہنچنے والے ہدیہ میں مجھے سلام سے بڑھ کر کوئی ہدیہ پسند نہیں اور اس کی طرف سے پہنچنے والی سب سے زیادہ پسندیدہ خبر موت کی خبر ہے۔  
حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ موت کی تمنا کرتے تھے حضرت عطاء ازرق رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا کہ آپ اس چیز کی تمنا کیسے کرتے ہیں جس (کی تمنا) سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے منع فرمایا؟  
انہوں نے فرمایا زندگی وہ چاہتا ہے جس کی نیکی میں دن بدن اضافہ ہو لیکن میرے اور آپ جیسے لوگ زندگی سے کس چیز کی امید کریں؟

ابو عبیدہ خولانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اصحاب صفہ میں ایسے لوگ تھے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی ملاقات شہد سے بھی زیادہ پسند تھی اور وہ دنیا کی ضرورتوں کا خوف نہیں رکھتے تھے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رزق پر یقین رکھتے

۱۔ اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی پیش نظر رکھا جائے کہ اگر کسی نے موت کی تمنا کرنا ہی ہو تو یوں کہے یا اللہ تعالیٰ! اگر میرے لیے زندہ رہنا بہتر ہے تو مجھے زندہ رکھ اور اگر میرے لیے مرنا بہتر ہے تو مجھے موت دے ۱۲ ہزاروی

تھے اور جس طرح تم میں سے کوئی صحت کو پسند کرتا ہے وہ اس سے زیادہ موت کو پسند کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت اہل تسری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اے اہل! کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کل آپ کو موت آجائے؟ انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ اسی وقت پسند کرتا ہوں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ وہ بیماریوں اور آزمائشوں سے ڈرتے تھے کیونکہ وہ اس بات کا خوف رکھتے تھے کہ اللہ ﷻ کے فیصلے کو ناپسند کرنے کی نوبت نہ آجائے۔ تو وہ آزمائش سے صرف اس وجہ سے ڈرتے تھے اور اللہ ﷻ کی قسم! مجھے معلوم نہیں اگر میں کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤں تو مجھ سے کیا واقعہ ہو شاید مجھ سے کفر سرزد ہو جائے اور مجھے معلوم نہ ہو سکے۔

اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے میرے بیٹے! میں نے بڑے بڑے پتھر اور لوہا اٹھایا لیکن کسی چیز کو قرض سے زیادہ بھاری نہیں دیکھا اور میں نے اچھے اچھے کھانے کھائے اور خوبصورت عورتوں سے معانقہ کیا لیکن پاکدامنی سے زیادہ کسی چیز کو لذیذ نہیں پایا میں نے بہت سی کڑوی چیزوں کو چکھا لیکن لوگوں کی طرف حاجت سے بڑھ کر کسی کڑوی چیز کو نہیں چکھا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو لوگ مصیبت میں مبتلا ہیں ان پر روڈا گر چہ تمہارا جرم ان کے جرم سے بڑا ہو اس بات کا احتمال ہے کہ تمہیں بھی اپنے گناہوں کی سزا اس طرح ملے جس طرح ان کو ملی یا اس سے بھی زیادہ سخت اور آپ اکثر اپنی طرف سے قیدیوں کے پاس کھانا اور درہم بھیجتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ لوگ مسکین ہیں۔

حضرت اہل بن سعد تسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندے کی سب سے بڑی آزمائش دنیا اور آخرت کے اعمال سے اس کی فراغت ہے لیکن اس کا آزمائش ہونا صرف چند لوگوں کو معلوم ہوتا ہے۔

حضرت مسلم بن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی اذیت پر صبر کرنا سب سے بڑی جواں مردی ہے ہم نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ وہ حکومت کرنے کو سب سے بڑی آزمائش سمجھتے تھے اور آج کے زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اس کا مطالبہ کرتے ہیں اور جب ان کا کوئی دوست حکومتی منصب پر فائز ہوتا تو وہ کہتے یا اللہ ﷻ اس کو ہمارا ذکر بھلا دے حتیٰ کہ وہ اس طرح ہو جائے کہ نہ وہ ہمیں پہچانے اور نہ ہم اس کو پہچانیں۔

حضرت یحییٰ بن حسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص سلامتی طلب کرتا ہے وہ ملامت برداشت کرتا ہے اور وہ فرمایا کرتے تھے آزمائش مکمل طور پر عافیت سے پیدا ہوتی ہے اگر فرعون بیمار ہوا ہوتا تو وہ کبھی بھی "آتَا رَبُّكُمْ الْآخِلَى" (ترجمہ) میں تمہارا بلند ترین رب ہوں۔ (سورۃ التازمات آیت ۲۳) کے الفاظ نہ کہتا۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے سب سے بڑی آزمائش (اور مصیبت) یہ ہے کہ انسان اپنے علم اور عمل کی وجہ سے ریا کاری میں مبتلا ہو جائے لیکن اس بات کا شعور بہت کم لوگوں کو ہوتا ہے۔

اے بھائی! اس بات کو جان لو اور اپنے نفس کا جائزہ لو اور یہ بات کہنے سے بچو جو بعض مجہنم نے ابتلا کی صورت میں کہی۔ کہا کہ یا اللہ ﷻ! اگر اس (آزمائش) میں تیری رضا ہے تو مجھے زیادہ مبتلا کر۔ کیونکہ آزمائش برداشت کرنے والی شخصیات انبیاء کرام علیہم السلام ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یواسیر کی بیماری میں مبتلا ہوئے تو دن رات خون جاری رہتا تھا حتیٰ کہ آپ حدیث شریف (کے درس) کے لیے بیٹھتے تو آپ کے نیچے ایک تھال رکھا ہوتا جس میں خون کے قطرے گرتے تھے انہوں نے ایک دن کہا یا اللہ ﷻ! اگر تیری رضا اسی میں ہے تو اس میں اضافہ کر دے ان کے شیخ امام مسلم بن خالد زنجی رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو ان کو جھڑک دیا اور فرمایا اے محمد (امام شافعی رحمۃ اللہ کا نام محمد تھا) رک جاؤ اللہ ﷻ سے صحت کا سوال کرو میں اور تم آزمائش (برداشت کرنے) والے لوگوں میں سے نہیں ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں فرماتے تھے۔

اے لوگو! اللہ ﷻ سے معافی اور عافیت کا سوال کرو کیونکہ مومن کو اسلام کے بعد عنوا اور عافیت سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں دیا جاتا۔

اس خلق کے بارے میں متفرق ابواب میں گفتگو ہوگی انشاء اللہ ﷻ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## ہر وقت خوف الہی

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ اپنے ابتدائی حال اور انتہائی حالت (دونوں حالتوں) میں اللہ ﷻ سے بہت زیادہ ڈرتے رہیں لیکن ابتدائی حالت میں گناہوں اور عذاب کا خوف ہو اور انتہائی حالت میں اللہ ﷻ کی بزرگی اور تعظیم کے پیش نظر خوف ہو اور دونوں حالتوں میں خوف کے نتیجے کے طور پر ندامت ہونی چاہئے۔

حدیث شریف میں ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ وَ يَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ أَلْقِدَا النَّارَ لِي لِي لَا أَهْنِي عَنْكُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا (صحیح البخاری۔ کتاب الوصایا جلد 1 صفحہ 385 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(ترجمہ) اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی اور اے فاطمہ بنت محمد! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ بے شک میں



تمہیں اللہ ﷻ کی طرف سے (آنے والے) عذاب کے سلسلے میں تمہارے لیے کچھ کام نہیں آؤں گا ایک دوسری حدیث میں ہے:

الْبِرُّ لَا يَتْلَى وَالذَّنْبُ لَا يُنْسَى وَالذِّيَانُ لَا يَفْنَى فَكُنْ كَمَا هِشْتَ كَمَا تَدِينُ تَدَانُ

(الجامع الصغير حدیث 3199 جلد 1 صفحہ 192 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) نیکی پرانی نہیں ہوتی گناہ بھلایا نہیں جاتا اور اللہ ﷻ کا (دیان) کے لیے فنا نہیں پس جیسے چاہے ہو جاجیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے چار کام ایسے ہیں جب آدمی ان میں حد سے بڑھ جاتا ہے تو ہلاک ہو جاتا ہے اور بھٹک جاتا ہے: جماع کی کثرت، شکار کی کثرت، جوئے بازی کی کثرت اور گناہوں کی کثرت۔

حضرت ابو تراب لثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب بندہ گناہوں کو چھوڑنے کا پکا ارادہ کرے تو اس کے پاس اللہ ﷻ کی مدد ہر طرف سے آتی ہے اور دل کے سیاہ ہونے کی تین علامات ہیں۔

(1) گناہ سے بچنے کا راستہ نہ ملے (2) عبادت کا موقع میسر نہ ہو۔ (3) اور وعظ اثر انداز نہ ہو۔

حضرت ابو محمد مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ابلیس پانچ وجوہ سے بد بخت ہوا۔

(1) وہ اپنے گناہ کا اقرار نہیں کرتا تھا۔ (2) اپنے گناہ پر نادم نہ ہوا۔ (3) اپنے نفس کو ملامت نہ

کیا (4) توبہ کی طرف جلدی نہ کی۔ (5) اور اللہ ﷻ کی رحمت سے ناامید ہو گیا۔

وہ فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کا معاملہ اس کے برعکس تھا کہ ان کو پانچ باتوں کی وجہ سے

سعادت حاصل ہوئی۔

(1) انہوں نے اپنی لغزش کا اقرار کیا، (2) نادم ہوئے، (3) اپنے آپ کو ملامت کیا (4) توبہ

کی طرف جلدی کی (5) اور اللہ ﷻ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوئے۔

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم سے اپنے رب کی نافرمانی ہو جائے تو توبہ اور

عمامت میں جلدی کرو اور لوگوں کے سامنے عذر پیش نہ کرو کیونکہ ان کے سامنے تمہارا عذر پیش کرنا تمہارے

گناہ سے بھی بڑا (جرم) ہے۔

اور حضرت ایماہیم بن ادم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر میں اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کرنے کے بعد جہنم

میں جاؤں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں جنت میں جاؤں جبکہ میں نے اس کی نافرمانی کی ہو۔

حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ جب رسول اکرم ﷺ کے کسی قربت دار کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتے

تو اس سے فرماتے رسول اکرم ﷺ کی قرابت تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے جب کہ تم آپ ﷺ کی سیرت اور حکم

کی مخالفت کر رہے ہو کیونکہ حضور ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

أَقْبِدِي نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا

(مسند امام احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 206 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ بے شک میں اللہ کی طرف سے تمہیں کسی چیز سے بچا نہیں سکتا۔

حضرت احمد بن حرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کیا گناہ گار کے لیے توبہ کا وقت نہیں آیا حالانکہ اس کا گناہ نامہ اعمال میں لکھ دیا گیا ہے اور وہ کل اپنی قبر میں تکلیف میں ہوگا اور اسے جہنم کی طرف کھیٹا جائے گا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ کسی ظلمت کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے محبوب کو اذیت پہنچائے۔ ان سے پوچھا گیا کہ وہ کیسے؟ فرمایا آدمی اپنے رب کی نافرمانی کے ذریعے اپنے نفس کو تکلیف پہنچاتا ہے۔

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کون ہے جس کو اللہ ﷻ گناہ کی ذلت سے بچائے، مال کے بغیر اسے مالدار بنادے، خاندان کے بغیر عزت عطا کرے اور کسی انسان کے بغیر اسے مانوس رکھے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے۔ گناہوں کی قلت کے ساتھ نیک عمل (کی قلت) اللہ ﷻ کو اس نیک عمل کی کثرت سے زیادہ محبوب ہے جو زیادہ گناہوں کے ساتھ ہو۔ اور حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس قدر گناہوں سے نکلے گا اسی قدر دل کی صفائی ہوگی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص گناہوں میں ڈوبا ہوا ہو تو اس کی علامت یہ ہے کہ اس کا سینہ دن کو روزہ رکھنے اور رات کو قیام کرنے کے لیے نہیں کھلتا۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں سے فرماتے تھے کہ ہم لوگ گناہوں میں ڈوب گئے ہیں اور اگر تم سے کسی ایک کو میرے گناہوں کی پوچھوس ہو تو وہ میری مجلس میں بیٹھ نہ سکے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے مسکین ہیں اور اگر وہ اللہ ﷻ کے فضل سے جنت میں داخل ہو جائیں تو ان میں سے کوئی ایک حضور ﷺ کے پاس سے گزرنے کی جرأت کیسے کرے گا جب کہ اس نے آپ کے لخت جگر کو شہید کیا اور اللہ ﷻ کی قسم اگر ان کی شہادت میں میرا عمل دخل ہوتا اور مجھے جنت اور دوزخ میں سے کسی ایک میں جانے کا اختیار دیا جاتا تو میں اس خوف سے جہنم میں جانا پسند کرتا کہ حضور ﷺ مجھے جنت میں غضب کی نگاہ سے دیکھیں گے جو میرے اور آپ کے لیے اذیت کا باعث ہوگا۔

۱۔ آپ ﷺ نے ایسا ان کو تعلیم دینے کے لیے فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ معاملہ آخرت سے لاپرواہی برتیں۔ (محمد اجمل)

حضرت ابن سناک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر عبادت میں چہرے کا نور اور اس کی تازگی، دلوں میں محبت، اعضاء میں خوف، نفس کا امن اور لوگوں پر گواہی دینے کا جواز ہی ہوتا تو بھی یہ گناہوں کے ترک کے لیے کافی تھی۔

اور اگر گناہ میں چہرے کی بے رونقی، دل کا اندھیرا، تذکرے میں لعنت، شہادت کا ساقط ہونا اور نفس کا خوف بھی ہوتا تو یہ (سزا) ہی کافی تھی اور اللہ ﷻ نے اطاعت گزار اور نافرمان دونوں کے لیے کچھ علامات رکھی ہیں تاکہ یہ خوش ہو اور وہ (گناہ گار) غمگین ہو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں شاید اس مذکورہ لعنت سے مراد اسے متعین کر کے برا بھلا کہنا ہے یا وہ عام گناہ گاروں میں داخل ہے کیونکہ نص سے ثابت ہے کہ کسی کو متعین کر کے اس پر لعنت بھیجنا جائز نہیں۔

اور حضرت عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ ارشاد خداوندی:

”وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرْمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهِ“  
(پہا ج ۳۰)

(ترجمہ) جو شخص اللہ ﷻ کی حرمتوں کی تعظیم کرتا ہے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اس کے رب ﷻ کے ہاں۔  
کے بارے میں فرماتے ہیں اس سے گناہ مراد ہیں کہ ان کو برا سمجھے حتیٰ کہ ان کا مرتکب نہ ہو۔

ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ  
(پہا الجوبہ ۱۱۳)

(ترجمہ) بے شک میرا ابراہیم بہت آہیں بھرنے والے بردبار تھے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت کعب احبار فرماتے تھے۔ (اے انسان!) جہنم میں جانے سے پہلے آہ فریاد کرو اور اس سے پہلے آہ وزاری کرو جب آہ کرنا نفع نہ دے گا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ اپنے نافرمان کو دنیا اور آخرت میں لوگوں کے سامنے ذلیل کرنے کے علاوہ کوئی بات نہیں مانے گا اور جب کوئی بندہ رات کے وقت گناہ کرتا ہے تو صبح کے وقت ذلت اس کے چہرے سے ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے ضمن میں فرماتے تھے ارشاد خداوندی ہے۔

لَا يُفَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا  
(پہا الکہف ۴۹)

(ترجمہ) گناہ کبیرہ سے پہلے گناہ صغیرہ سے اپنے آپ کو درست کر لو۔

حضرت عوام بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے گناہ کے بعد چار کام گناہ سے بھی بڑے ہیں۔

(1) گناہ چھوڑے بغیر طلب مغفرت، (2) اللہ ﷻ کے حلم (بردباری) سے دھوکہ کھانا، (3) گناہ

پراصرار کرنا (4) اور اس کے بعد جب کوئی عبادت کرے تو مغفرت پر خوش ہونا لیکن اس عبادت کی وجہ سے

اللہ تعالیٰ سے نہیں بخشے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے۔ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی اس نے اس کو یاد کیا اگرچہ اس کی نمازیں، روزے اور تلاوت قرآن کم ہو اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے اس کو بھلا دیا۔

## باعمل علماء کی علامات

اپنے علم پر عمل کرنے والے علماء کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو صاحب عمل میں پایا جائے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرشتوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ بندہ کسی کام کا ارادہ کرے اس پر عمل نہ کرے تو وہ اسے کس طرح لکھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا دو فرشتے ہیں جو لکھتے ہیں وہ غیب نہیں جانتے لیکن جب بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے منہ سے کستوری کی خوشبو آتی ہے اس سے ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس نے نیکی کا ارادہ کیا ہے اور جب بندہ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے منہ سے بدبو آتی ہے اس سے وہ جان لیتے ہیں کہ اس شخص نے برائی کا ارادہ کیا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں شاید یہاں ارادے سے مراد پختہ ارادہ ہو جو احادیث صحیحہ اور قواعد شرعیہ کے موافق ہو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بے شک اللہ تعالیٰ نے اطاعت کا حکم دیا اور اس پر مدد بھی کی اور اسے چھوڑنے کے لیے کوئی عذر نہیں رکھا اور گناہوں سے روکا اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے کوئی دلیل نہیں رکھی اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ زمین میں اس کی نافرمانی بالکل نہ ہو تو وہ ابلیس کو پیدا نہ کرتا کیونکہ وہ گناہ کی اصل ہے (اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانی کو چاہتا ہے آزمائش کی طرف اشارہ ہے)۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے متقی لوگ اس دنیا میں رہنا صرف اس لیے پسند کرتے ہیں کہ وہ اس میں اس کی فرمانبرداری کریں اور وہ فرماتے تھے کہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی فرمانبرداری سے پہلے جنت میں داخل کر دیا اور ان (گناہ کاروں) پر نافرمانی کرنے سے پہلے نافرمانی مقدر کر دی کیونکہ یہ سب کچھ علم خداوندی میں پہلے سے موجود ہے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو پایا کہ ان کے اچھے اعمال پہاڑوں کی طرح ہیں لیکن اس کے باوجود وہ دھوکے میں نہیں ہیں اور تم لوگوں کے پاس کوئی عمل نہیں اور تم دھوکے میں ہو

(اور غرور و تکبر کرتے ہو) اللہ ﷻ کی قسم! ہماری باتیں زاہدوں کی باتوں جیسی ہیں اور ہمارے اعمال منکبرین اور منافقین کے اعمال جیسے ہیں۔

حضرت حاتم ام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم اپنے رب ﷻ کی نافرمانی کرو اور صبح اس حال میں کرو کہ تم اس کی نعمتوں کو اپنے اوپر فراوانی کے ساتھ دیکھو تو اس سے بچو کیونکہ یہ آہستہ آہستہ عذاب کی طرف جاتا ہے اور ہم نے اسلاف کو اس حالت میں پایا کہ وہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کو اس سے زیادہ بڑا سمجھتے تھے جتنا تم بڑے گناہوں کو بڑا سمجھتے ہو۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ جب عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کرتے تو فرماتے (اے اللہ ﷻ!) تیری عزت و جلال کی قسم اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو میرے نفس کے ذبح پر راضی ہے تو میں اسے تیرے لیے ذبح کر دیتا۔

حضرت کھمیس بن حسن رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال تک اس بات پر روتے رہے کہ انہوں نے اپنے پڑوسی کی اجازت کے بغیر اس کی مٹی سے اپنے ہاتھ دھوئے تھے اور وہ فرماتے تھے بعض اوقات تم میں سے کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ زیادہ وقت گزرنے کے ساتھ اللہ ﷻ نے اس کا گناہ بخش دیا ہے اور یہ دھوکہ ہے۔

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اے داؤد! بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ تمہیں جس طریقے سے یہ بات پہنچے کہ میں نے تم میں سے کسی ایک کا گناہ بخش دیا ہے حتیٰ کہ وہ اس پر ندامت کو ترک کر دے (لیکن) مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں قیامت کے دن ہر گناہ کار کو اس کے گناہ سے ضرور آگاہ کروں گا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں شاید بندے کی اپنے گناہوں پر آگاہی سے مراد یہ ہو کہ اللہ ﷻ اسے اپنا فضل دکھائے گا اور اس سے بخشش کا ہونا لازم نہیں آتا۔ واللہ اعلم

حضرت یزید عمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے ایک دفعہ ایک راہب سے پوچھا کہ تم لوگوں نے سفید کپڑے پر سیاہ لباس کو ترجیح کیوں دی ہے؟ اس نے کہا اس لیے کہ یہ مصیبت زدہ لوگوں کی علامت ہے۔ اور ہم گناہ کار لوگ ہیں اور یہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔

وہ فرماتے ہیں حضرت قتیبہ غلام رحمۃ اللہ علیہ ایک دن ایک جگہ سے گزرے تو کانپ اٹھے اور پسینہ پسینہ ہو گئے لوگوں نے اس سلسلے میں سوال کیا تو فرمایا یہ وہ جگہ ہے جہاں میں نے بچپن کے زمانے میں اللہ ﷻ کی نافرمانی کی تھی۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے بصرہ سے پیدل حج کیا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ سوار نہیں ہوتے؟ انہوں نے فرمایا کیا بھاگا ہوا نافرمان غلام اپنے مولیٰ کے پاس صلح کے لیے سوار ہو کر آ سکتا ہے۔ اللہ

کی قسم! اگر میں مکہ مکرمہ میں کنکریوں پر آتا تو یہ بھی کم تھا۔

تو اے بھائی! اس بات کو جانو اور جب گناہ کو عرصہ دراز گزر جائے تب بھی استغفار میں سستی نہ کرو کیونکہ تم سے گناہ کا ارتکاب تو یقینی طور پر ہوا ہے اور بخشش کا شک ہے لہذا رات دن کثرت سے استغفار کرو اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

## کثرت خوف

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ اس بات پر اللہ سے ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ ان کو ان کے گناہوں پر عذاب نہ دے چاہے وہ مظالم انہوں نے اپنے نفسوں پر کئے ہوں، چاہے بندوں پر مظالم ڈھائے ہوں اگرچہ کسی کے خلال کی لکڑی یا سوئی جس کے ساتھ سلائی کرتے ہیں لی ہو۔ خاص طور پر اگر ان میں سے ایک اپنے اعمال صالحہ کو اپنی نگاہ میں قلیل سمجھے تو اس کا خوف اور پریشانی بڑھ جاتی ہے کیونکہ (اس کے نزدیک) اس کے پاس کوئی ایسی نیکی (زائد) نہیں ہوتی جو قیامت کے دن اپنے مخالف کو دے دے۔

اور ممکن ہے قیامت کے دن مظلومین میں سے کوئی ایک بخل سے کام لے اور ایک ظلم مثلاً مال لوٹنے یا عزت پر حملہ کرنے یا تھپڑ مارنے کے بدلے میں ظالم کے تمام اعمال صالحہ پر بھی راضی نہ ہو۔ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ نے (صحابہ کرام سے) پوچھا۔

کیا تم جانتے ہو کہ میری امت میں قیامت کے دن مفلس کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم، دینار اور (دیگر) سامان نہ ہو۔ نبی اکرم نے فرمایا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن روزے، نماز، زکوٰۃ اور حج کے (ثواب کے) ساتھ آئے گا لیکن وہ یوں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا تو اس کی نیکیوں میں سے کچھ اس کو اور کچھ اس (دوسرے) کو دیا جائے گا۔ اور اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں اور ابھی اس کے ذمہ مظالم ختم نہ ہوں تو ان کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 1997)

حضرت عبداللہ بن انس فرماتے تھے قیامت کے دن اللہ اعلان فرمائے گا کہ میں فیصلہ کرنے والا مالک ہوں اور کسی جہنمی کو جہنم میں جانے اور کسی جنتی کو جنت میں جانے کا اختیار نہیں اور نہ کسی ایسے شخص کو جس کے ذمہ حقوق ہوں حتیٰ کہ میں اس سے بدلہ لے کر دوں۔

حضرت وہب بن منہ رحمہ اللہ علیہ فرماتے تھے نبی اسرائیل کے ایک نوجوان نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کی پھر وہ عبادت کرنے لگا حتیٰ کہ اس نے ستر سال عبادت کی اس دوران نہ روزہ چھوڑا اور نہ ہی سویا،

نہ سایہ حاصل کیا اور نہ ہی مرغن غذا کھائی۔

جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے کسی بھائی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا اللہ ﷻ نے تم سے کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا مجھے اللہ ﷻ نے روک لیا پھر اس نے میرے تمام گناہ بخش دیئے لیکن وہ لکڑی جس کے ساتھ میں نے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر خلال کیا میں اس وقت سے اب تک اس وجہ سے جنت سے روکا ہوا ہوں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں ایک حدیث شریف سے اس بات کی تائید ہوتی ہے (حدیث اس طرح ہے)

اللہ ﷻ نے تین باتوں کو تین باتوں میں مخفی رکھا ہے اپنی رضا کو اپنی عبادت میں پوشیدہ رکھا، اپنی ناراضگی کو اپنی نافرمانی میں پوشیدہ رکھا اور اپنے دوستوں کو اپنے بندوں میں چھپا رکھا ہے۔ اور بعض اوقات اللہ ﷻ بندے سے ایسے گناہ کی وجہ سے ناراض ہوتا ہے جو بندے کی نگاہ میں چھوٹا ہوتا ہے جس طرح دانتوں کے لیے خلال (کی لکڑی) لینا جیسا کہ ابھی ذکر ہوا یا پڑوسی کی اجازت کے بغیر اس کی (دیوار وغیرہ کی) مٹی سے ہاتھ دھونا۔ واللہ اعلم

حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ کسی ناپ تول کرنے والے نے ناپ کرنے سے توبہ کر لی اور اپنے رب ﷻ کی عبادت کرنے لگا جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے بعض ساتھیوں نے اسے خواب میں دیکھا انہوں نے پوچھا اے فلاں! تمہارے رب ﷻ نے تم سے کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا مجھ سے مختلف قسم کے غلہ سے پندرہ قفیز (غلہ ماپنے کا ایک پیمانہ) کا حساب کیا گیا جن کا میں ماپ کرتا تھا۔ پوچھا وہ کیسے؟

اس نے کہا میں ماپ تول کرتے ہوئے غبار کی وجہ سے ماپ میں کمی کا خیال نہیں رکھتا تھا تو جس قدر اس کے نیچے غبار ہوتی اسی قدر ماپ میں کمی ہو جاتی۔

فرماتے ہیں اسی طرح ایک اور شخص کا واقعہ ہے جو اپنے ترازو سے گرد و غبار صاف نہیں کرتا تھا۔ اسے قبر میں عذاب ہو رہا تھا اور لوگ قبر میں اس کے چیخنے کی آواز سنتے تھے حتیٰ کہ بعض نیک لوگوں نے اس کی سفارش کی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک میت کو قبر میں اس قدر مارا پیٹا گیا کہ اس کی قبر آگ سے بھر گئی اس نے پوچھا مجھے کیوں مارتے ہو؟

انہوں نے جواب دیا کہ تم ایک مظلوم کے پاس سے گزرے اور اس نے تم سے مدد مانگی لیکن تم نے اس کی مدد نہ کی اور ایک مرتبہ تم نے بے وضو نماز پڑھی اور تمہیں یقین تھا کہ تم بے وضو ہو۔

حضرت قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے رشوت سے بچو وہ حکیم کی آنکھ کو بینائی سے محروم کر دیتی ہے ایک روایت میں ہے کہ سچے حکیم کی آنکھ کو اندھا کر دیتی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب کسی حکمران اور اس کے مددگار کو دیکھتے کہ کسی فقیر کو صدقہ دیتا ہے تو اس سے فرماتے اے مسکین کو اس لیے صدقہ دینے والے کہ تو ان پر رحم کرے تو نے بھی تو ان پر ظلم کیا ہے ان کے حقوق لوٹا دو یہ عمل تجھے تیری ذمہ داری سے زیادہ چھڑانے والا ہے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی دوسرے پر ظلم کرے اور اس کا ازالہ نہ کر سکے تو ہر نماز کے بعد اس کے لیے دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس زیادتی (کے گناہ) سے نکل آئے گا۔

حضرت حذیفہ فرماتے تھے قرب قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ امراء (حکمران) فاجر ہوں گے، علماء فاسق اور امانت دار خائن ہوں گے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آدمی نماز میں اپنے آپ پر لعنت بھیجتا ہے اور اسے علم بھی نہیں ہوتا کہ کیا کہہ گیا یہ کس طرح ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا یہ آیت کریمہ پڑھی جائے:

أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۝  
(ترجمہ) سنو ظالموں پر اللہ کی لعنت۔  
(پہ ص ۱۸)

تو اس نے گناہوں کے ذریعے اپنے نفس پر ظلم کیا اور لوگوں کا مال لینے اور ان کی عزتوں پر حملہ آور ہونے کی وجہ سے ان پر ظلم کیا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دوسری بننے سے بچو کیونکہ دوسری بعض اوقات وصیت میں انصاف کرنے پر قادر نہیں ہوتا اگرچہ بچنے کی بہت زیادہ کوشش کرے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے خائن کا امین بھی خائن ہوتا ہے جس نے اپنے والے خائن کا مقرر کردہ امین بھی خائن ہوتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دوسری بننے سے بچو کیونکہ تمہیں دوسری ملنے والا تمہارے ذریعے مال کی اصلاح کرنا چاہتا ہے لیکن تمہارے دین کو برباد کر دیتا ہے پس تمہیں اپنے دین پر ہونے کی حرص اس کی فکری حفاظت سے زیادہ ہونی چاہئے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے پہلی مرتبہ وصیت میں داخل ہونا قلعی ہے اور دوسری مرتبہ خیانت اور اس میں کوئی کلام نہیں۔

حضرت کعب احبار فرماتے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن لوگوں پر ظلم کرتا ہے تو آپ نے

۱۔ جب کوئی شخص مرتے وقت اپنے مال اور بچوں کی ذمہ داری کسی کو سونپ دے تو وہ دوسری کہلاتا ہے۔ ۱۲ ہزاروی



اس سے فرمایا کیا تم اس دن لوگوں پر ظلم کرنے سے نہیں ڈرتے جس دن قیامت قائم ہوگی اور اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جو شخص کسی ظالم کے ظلم پر اس کی مدد کرے یا اسے کوئی ایسی دلیل بتائے جس کے ذریعے وہ کسی مسلمان کا حق مارے وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق ہوا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس پر کسی ظالم کو مسلط کر دیتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے

مَنْ دَعَا عَلَيَّ ظَالِمٍ فَقَدْ اتَّصَرَ

(الجامع الصغیر حدیث 8665 جلد 2 صفحہ 528 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔)

اتحاف السادة المتعلمین بیان آداب التوکلین جلد 9 صفحہ 511 مطبوعہ دارالکتب اسلامی بیروت)

(ترجمہ) جو شخص کسی ظالم کے خلاف دعا کرے اس نے اس کی مدد کی۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر کوئی شخص مجھ پر ظلم کرے اور میں اس کو اس کا بدلہ نہ دوں تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے کوئی شخص کسی دوسرے پر حقیقتاً ظلم کرتا ہے اور نہ اس سے برائی کا مرتکب ہوتا ہے۔ (بلکہ اپنے اوپر ظلم کرتا ہے) کیونکہ ارشاد خداوندی ہے۔

مَنْ عَمِلَ ضَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا

(ترجمہ) جو شخص اچھا عمل کرے اس کا فائدہ خود اسے ہوتا ہے اور جو آدمی برائی کا مرتکب ہوتا ہے اس کا نقصان بھی خود اس کو ہوتا ہے۔

حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔

بہت سے لوگ نیک اعمال کی کثرت کے باعث دنیا سے مالدار رخصت ہوتے ہیں لیکن قیامت کے دن بطور مفلس آئیں گے کیونکہ ان کے ذمہ لوگوں کے حقوق ہوں گے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم اللہ تعالیٰ سے یوں ملاقات کرو کہ اس کے اور تمہارے درمیان ستر گناہ ہوں تو یہ بات تمہارے لیے اس سے زیادہ آسان ہے کہ تم اس سے ملاقات کرو اور تمہارے اور بندوں کے درمیان ایک گناہ ہو۔

۱۔ چونکہ حقوق اللہ تعالیٰ کی بخشش ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کر دے لیکن حقوق العباد کی معافی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک صاحب حق معاف نہ کرے اس لیے حقوق العباد کی زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ ۱۲ ہزاروی

تو اے بھائی! اسلاف کے خوف کے بارے میں غور کرو اور اس سلسلے میں ان کی اقتدا کرو کیونکہ تم ہلاکت کے گڑھے پر ہو اور جو ڈرتا ہے وہ سلامتی پاتا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## قیامت کا ہولناک منظر اور کثرت خوف

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جب وہ قیامت کے ہولناک مناظر کو یاد کرتے ہیں تو بہت زیادہ ڈرتے ہیں اور جب قرآن مجید اور ذکر الہی سنتے ہیں تو ان پر غشی اور خوف بہت زیادہ ظاہر ہوتا ہے۔

ایک دن رسول کریم ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَجَحِيمًا ۖ وَطَعَامًا ذَا غُصْبَةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۳﴾ (پہلو ۱۳)

(ترجمہ) ہمارے پاس ان کے لیے بھاری بیڑیاں اور بھڑکتی ہوئی آگ ہے اور غذا جو گلے میں پھنس جانے والی ہے اور دردناک عذاب ہے۔

آپ کے پیچھے حضرت حمران بن ائمن رضی اللہ عنہ تھے تو وہ انتقال کر گئے۔

ایک دن یزید الراشی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے کہا اے یزید! مجھ کو کوئی نصیحت کیجئے انہوں نے فرمایا:

اے امیر المؤمنین! تم پہلے خلیفہ ہو جو انتقال کر جاؤ گے، (اس پر) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رو پڑے اور کہا (نصیحت میں) اضافہ کیجئے انہوں نے فرمایا تمہارے اور تمہارے باپ حضرت آدم رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی زندہ نہیں، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ٹھہر روئے اور فرمایا کچھ اور بتائیں فرمایا جنت اور دوزخ کے درمیان کوئی اور مقام نہیں یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

حضرت حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ان کو کہتے ہوئے آتھہذا آتھ لا ایلہ الا اللہ کہا تو ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی لوگ ان کو سہارے سے اٹھا کر نیچے لائے اور ان کے بھائی اوپر چلے گئے اور ان کو دے کر نماز پڑھائی اس دوران حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ پر بے ہوشی طاری رہی۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حسن (ابن صالح) رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ خشوع و خضوع کرنے والا نہیں دیکھا انہوں نے ایک رات سورۃ "عم یحسبون" کی تلاوت شروع کی تو صبح تک پڑھتے رہے ان پر صبح تک بار بار بے ہوشی طاری ہو جاتی اور وہ سورت نہ پڑھ سکے اور جب بھی ان پر غشی طاری ہوتی وہ تازہ وضو کرتے۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن ایک عورت کے پاس سے گزرے وہ ایک قبر کے پاس رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تیرے کس رخسار سے کیڑے نے آغاز کیا، یہ سن کر حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش کر گر پڑے۔

حضرت شعوانہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی دعا میں یوں کہا کرتی تھیں یا الہی! تو سب سے زیادہ کریم ہے، تمام سرداروں کا سردار ہے مسلمانوں کی امید ہے میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ آج جو شخص بھی سزا کا علم رکھنے کے باوجود تیری نافرمانی کرے تو اسے بخش دے پھر وہ چھینتی چلاتی اور ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی اور وہ ہائے ہائے کہتی تھیں۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن یہ آیت کریمہ پڑھی ”إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (پ۳۔ التکویر) (ترجمہ) اور جب سورج لپیٹ دیا جائے گا) جب آپ ”وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ“ (پ۳۔ التکویر) (ترجمہ) جب نامہ ہائے اعمال کھولے جائیں گے پر پہنچے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور کافی دیر تک زمین پر پھڑکتے رہے۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قاری کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا

إِذَا رَأَوْهُمْ مِنْ مَّكَانٍ ۚ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَفْطُّنًا وَزَفِيرًا ۝ (پ۱۔ الفرقان آیت ۱۲)

(ترجمہ) جب وہ انہیں دور جگہ سے دیکھیں گے تو سنیں گے اس کا جوش مانا اور چٹکھاڑنا۔

تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر ان کو اٹھا کر لایا گیا تو ان سے ظہر، عصر اور مغرب و عشاء کی نماز قضا ہو گئی اور اپنے محلے میں وہی امام تھے ایک روایت میں ہے کہ قرأت کرنے والے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے امام کے پیچھے دور کعتیں پڑھیں پھر آسمان کی طرف دیکھا تو بے ہوش ہو گئے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ معاملہ محض آسمان کی طرف دیکھنے سے پیش نہیں آیا بلکہ قیامت کے ہولناک مناظر میں غور کرنے سے ہوا۔

حضرت وہب بن منہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جب اپنی خطا کا ذکر کرتے تو آپ پر بے ہوشی طاری ہو جاتی اور ان کے دل کی دھڑکن ایک مہینے کی مسافت سے سنائی دیتی آپ سے کہا جاتا کہ آپ اس طرح کیوں کرتے ہیں؟

تو فرماتے جب میں اپنے گناہوں کو یاد کرتا ہوں تو مجھے خلیل ہونا بھول جاتا ہے۔

(مصنف رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن فجر کی نماز میں

سورۃ یسین پڑھی جب وہ اس آیت پر پہنچے۔

إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُخَضَّرُونَ ۝ (سورۃ یسین آیت ۵۲)  
(ترجمہ) نہیں ہوئی مگر ایک زوردار کڑک پھر وہ فوراً سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔

تو ان کا بیٹا علی بن فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ گر پڑا اور اسے سورج چڑھنے تک افاقہ نہ ہوا اور یہ علی جب کوئی سورت پڑھنا چاہتے تو اسے پورا نہ کر سکتے اور وہ ”سورۃ اذا زلزلت الارض“ اور سورۃ القارعہ کبھی بھی سن نہیں سکتے تھے۔

جب حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو ان کے والد حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ ہنس پڑے ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی کیونکہ وہ زیادہ غمگین رہتے تھے تو فرمایا اللہ ﷻ نے اس کی موت کو پسند کیا تو اللہ ﷻ کے پسند کرنے کی وجہ سے مجھے بھی یہ موت پسند ہے اور وہ اپنی والدہ سے فرماتے تھے میرے لیے اللہ ﷻ سے دعا کریں کہ وہ مجھے پوری سورت سننے یا ختم قرآن کی طاقت عطا فرمائے اگرچہ میری موت سے پہلے ایک بار ہی ہو۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ان (بزرگوں) میں سے کوئی ایک رات کے وقت قرآن مجید پڑھتا جب صبح ہوتی تو لوگوں کو اس بات کا علم ان کے چہرے سے ہو جاتا تھا کیونکہ اس میں بہت زیادہ تبدیلی آ جاتی تھی رنگ زرد ہو جاتا اور کمزوری ظاہر ہو جاتی پس آج صورت حال یہ ہے کہ ایک شخص رات بھر قرآن مجید کی تلاوت کرتا لیکن صبح اس کے چہرے پر اس کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا گویا اس نے اس کی چادر اٹھائی ہو۔

حضرت میمون بن مہرلن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت سلیمان فارسی علیہ السلام نے کسی قاری کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا ”وَإِنْ جَهَنَّمَ لَمَوْعِلُهُمْ أَجْمَعِينَ ۞“  
(پہلا الجہنم ۴۳)  
(ترجمہ) اور بے شک ان سب کو جہنم میں جمع ہونا ہے۔

تو حضرت سلیمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ نے چیخ ماری اور اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر حیران و پریشان نکل پڑے تین دن تک پتہ نہ چلا کہ کہاں تشریف لے گئے ہیں۔

تو اے بھائی! اپنے بزرگوں کے حالات میں غور فکر کرو کیا کبھی اللہ ﷻ کا کلام سنتے ہوئے تم پر بھی خلوص کے ساتھ غشی طاری ہوئی ہے یا دل کی سختی کی وجہ سے خلوص کے ساتھ یاد کھاوے کے طور پر کسی صورت میں بھی تم پر غشی طاری نہیں ہوئی پس احتیاط کرو اور بھوک کو اپناؤ اس سے دل نرم ہوتا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## بیماری کی حالت میں دل جسم سے باہر ہو جاتا ہے

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق عالیہ میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب وہ بیمار ہوتے ہیں تو ان کے دل ان کے جسموں سے باہر نکل جاتے ہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس بیماری کی وجہ سے دنیا سے چلے جائیں اور وہ توبہ پر قادر نہ ہوں اور نہ حقوق کی ادائیگی کر سکیں اور وہ آخرت کی طرف اس طرح جائیں کہ وہ نافرمان ہوں جس طرح مجرم غلام جس نے اپنے آقا کے حرم میں فسق و فجور کا ارتکاب کیا اور وہ اپنے اس آقا کے پاس آئے تو وہ سخت غمے میں تھا اللہ ﷻ کے لیے بلند و بالا مثال ہے۔

ایک دفعہ حضرت حسان بن سنان رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے ان کے احباب ان کی عیادت کے لیے ان کے پاس گئے اور پوچھا کہ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا اگر جہنم سے نجات پاؤں پھر تو بہتر ہے لوگوں نے پوچھا کس چیز کی خواہش ہے؟ فرمایا لمبی رات ہو اور میں اسے نماز اور استغفار میں گزاروں اس سے پہلے کہ مجھے موت آجائے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں اپنے ایک پڑوسی کے پاس گیا اور وہ مرض الموت میں مبتلا تھا وہ اپنے آپ پر زیادتی کرنے والا (یعنی گناہگار) تھا میں نے اس سے پوچھا کیا تم اللہ ﷻ سے وعدہ نہیں کرتے کہ تم اس کی نافرمانی نہیں کرو گے شاید تم اسی حالت میں مر جاؤ۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے گمر کے اندر سے آواز سنی کہ اگر اس کا وعدہ تمہارے وعدوں کی طرح ہو کہ تم وعدہ کر کے توڑ دیتے ہو تو اس میں کوئی فائدہ نہیں بلکہ اس سبب سے اللہ ﷻ کی ناراضگی اور اس سے دوری اور زیادہ ہوگی۔ (یہ سن کر) حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ مرض الموت میں تھے لوگوں نے کہا کیا ہم آپ کے لیے معالج نہ بلائیں؟ وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا یہ آیت کہاں ہے (یعنی اس سے غافل کیوں ہو)

وَعَادَ وَتَمُودًا ۝ وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا ۝ بَيْنَ ذَلِكَ كَثِيرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ

(پ۔ الفرقان ۳۹-۳۸)

الْأَمْثَالَ ۝ وَكُلًّا تَبَرْنَا تَعْبِيرًا ۝

(ترجمہ) اور یاد کرو قوم عاد و ثمود اور اصحاب الرس کو ان اور ان کثیر التعداد قوموں کو جو ان کے درمیان گزاریں

حق سمجھانے کے لیے ہم نے ہر ایک کی مثالیں بیان کیں اور ہم نے سب کو نیست و نابود کر دیا حالانکہ ان میں معالج اور طبیب بھی تھے لیکن اس کے باوجود ان سب پر موت آتی ہے اللہ ﷻ کی قسم میں کبھی بھی طبیب کو نہ بلاؤں گا۔

کچھ لوگ حضرت مغیرہ خزاز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کی مرض الموت میں گئے اور پوچھا آپ کا کیا

حال ہے؟

فرمایا گناہوں کا بوجھ ہے انہوں نے پوچھا آپ کو کسی چیز کی خواہش ہے؟ فرمایا ہاں میری موت سے پہلے مجھے ہر ناپسندیدہ کام سے توبہ (کی توفیق) کے ساتھ احسان کیا جائے۔

جب حضرت وہب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو امیر نے ان کے پاس ایک عیسائی طبیب کو بھیجا اس نے پوچھا کیا تکلیف ہے؟

فرمایا اللہ ﷻ کی پناہ کہ میں اپنی بیماری کی تجھے خبر دوں لوگوں نے کہا کہ ہمیں بتائیے ہم اسے بتا دیتے ہیں انہوں نے فرمایا سبحان اللہ ﷻ! یہ کیا عقلمندی ہے کیا تم مجھے اس بات کا مشورہ دیتے ہو کہ میں اپنے رب ﷻ کی شکایت اس کے دشمنوں میں سے کسی دشمن سے کروں۔ تم سب میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہم حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کی تیمارداری کے لیے حاضر ہوئے انہوں نے فرمایا تمہارا نہ آنا مجھے تمہارے آنے سے زیادہ پسند تھا مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں تم سے اپنے رب کی شکایت نہ کروں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے ایک مرتبہ ایک مریض کی عیادت کی تو ہم نے اس سے کہا تمہارا کیا حال ہے اس نے کہا دنیا میری طرف نکالی گئی تو میں اس کو ناپسند کرتا تھا اور میں نے اس میں زندگی ظالم کی حیثیت سے گزار دی اور جب اس سے جدا ہو رہا ہوں تو پشیمان ہوں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور وہ بیمار تھے اور وہ مرجھائے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ سے کہا اے عطاء اگر آپ مکان کے گن میں چلے جائیں تو اچھا ہے انہوں نے فرمایا مجھے حیا آتی ہے کہ میرا رب مجھے اس حالت میں دیکھے کہ میں اپنے لہس کے حصے کے لیے کوشش کر رہا ہوں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو معالج ان کے پاس آیا طبیب نے ان کو دیکھ کر کہا اللہ ﷻ کے خوف نے اس شخص کے جگر کو کاٹ دیا ہے میں ان کے علاج پر قادر نہیں ہوں۔

حضرت ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو عیسائی ذاکران کے پاس آیا لیکن انہوں نے اس کو ہاتھ لگانے سے منع کر دیا عیسائی کھڑا ہوا تو حضرت ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ اسے دیکھنے لگے پھر فرمایا اے میرے رب ﷻ جب تو نے مجھے اس کی مصیبت یعنی کفر سے بچالیا تو اب مجھ سے جو چاہے سلوک کر۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اکابر (بزرگوں) کے علاوہ بہت کم مریض چار چیزوں سے محفوظ ہوتے ہیں۔

(1) طمع، (2) جھوٹ، (3) شکوہ اور (4) دکھاوا (یہ چاروں باتیں عام لوگوں میں پائی جاتی ہیں)۔

حضرت شداد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ جب کسی بیماری کی تشہیر میں ہوتے تو اس بیماری پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے ایک سو درہم صدقہ کرتے تھے۔

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہما جب بیمار ہوتے تو طبیب کے مشورے سے علاج نہ کرتے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے ان سے کہا کیا ہم آپ کے لیے کوئی طبیب نہ بلائیں؟

انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر مجھے معلوم ہو کہ میری شفا کان کو ہاتھ لگانے میں ہے تو میں ان کو ہاتھ نہ لگاتا میرے رب تعالیٰ نے مجھ سے جو کچھ کیا اچھا کیا۔

جب لوگوں نے حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کی انہوں نے ان سے کہا آپ اپنے آپ کو کیا پاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں دنیا میں ظالم رہا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ اپنے آپ کو کیا پاتے ہیں فرمایا میں دنیا سے کوچ کرنے والا ہوں اپنے اعمال سے ملاقات کرنے والا ہوں اور اپنے رب تعالیٰ کے فضل پر اعتماد کرتا ہوں۔

امراء میں سے ایک حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری کے دوران ان کے پاس گیا اور آپ کے پہلو میں ایک ہزار دینار رکھ دیئے۔ انہوں نے فرمایا اٹھا لو اللہ تعالیٰ تمہیں شفا عطا کرے۔

اس نے پوچھا آپ کو کوئی ضرورت ہو؟ انہوں نے فرمایا کیا تم سے کوئی حاجت؟ کہا ہاں۔ فرمایا آج کے بعد تم نہ آنا پھر حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ شخص میری موت سے پہلے میری موت میں اضافہ کرنا چاہتا تھا۔

لوگ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لیے گئے تو ان سے پوچھا آپ کی کیا خواہش ہے؟ فرمایا میں مرنے سے پہلے اپنے بھائی یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ کو ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں۔

حضرت حاتم ام رحمۃ اللہ علیہ جب کسی بخیل کو مرض الموت میں صدقہ کرتے ہوئے دیکھتے تو یوں دعا کرتے یا اللہ تعالیٰ! اس کی مرض کو بڑھادے کیونکہ یہ اس کی خطاؤں کا کفارہ بھی ہے اور فقراء کے لیے بھی بہتر ہے۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی مرض الموت میں لوگوں نے کہا آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟ فرمایا سخت مصیبت میں مبتلا ہوں بھوکا ہوتا ہوں لیکن سیر نہیں ہوتا پیاسا ہوتا ہوں لیکن سیراب

ہونے کی طاقت نہیں رکھتا سوتا ہوں لیکن نیند کی لذت نہیں پاتا۔

ان کے احباب بتاتے ہیں کہ وہ بیماری میں بہت کم شکوہ کرتے تھے لیکن جب وہ سخت تکلیف میں مبتلا ہو گئے اور برداشت نہ کر سکے تو اپنے بھائیوں سے شکایت کی تا کہ وہ ان کے لیے (اللہ تعالیٰ کے) لطف و کرم

کی دعا کریں۔

ایک مرتبہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے لوگوں نے ان سے پوچھا کہ آپ اپنے

آپ کو کیسا پاتے ہیں؟ فرمایا اچھا پاتا ہوں لیکن تم میرے لیے مرض کے بڑھنے کی دعا کرو تا کہ نہ لوگ مجھے دیکھیں اور نہ میں لوگوں کو دیکھوں۔

لوگ حضرت ابوبکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لیے گئے تو ان کو دو آدمیوں کے سہارے سے لایا گیا انہوں نے کہا ہمارے لیے دعا کیجئے فرمایا اللہ ﷻ اس پر رحم کرے جو میری طرح ہونے سے پہلے اپنے رب ﷻ کی اطاعت میں مشغول ہو جائے۔

لوگ مامون کی مرض الموت کے دوران اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ اس نے اپنے خادموں کو حکم دیا کہ جانور کے اوپر ڈالنے والا کپڑا اس کے نیچے بچھائیں اور اس پر راکھ بچھا دیں اور خود اس پر لوٹ پوٹ ہونے لگا اور اس کے بعد اس نے کہا اے وہ ذات جس کی حکومت زائل نہ ہوگی اس پر رحم فرما جس کی حکومت زائل ہوگی۔

لوگ عقبہ غلام رحمۃ اللہ علیہ کی مرض الموت کے دوران ان کے پاس گئے اور ان کا حال پوچھا تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

غداة یقل الحاملون جنازتی

خرجت من الدنیا وقامت قیامتی

خروجی و تعجیلی الیہ کرامتی

وعجل اہلی حفر قبری و صیئروا

غداة اتی یومی علی و لیلتی

کانہم لم یعرفوا قط صورتی

(ترجمہ اشعار) میں دنیا سے نکلا اور میری قیامت قائم ہوگئی۔ اس دن میرا جنازہ اٹھانے والے کم ہوں گے۔ میرے گھر والوں نے میری قبر کھودنے میں جلدی کی۔ اور میرے نکل جانے اور قبر کی طرف میری جلدی کو میری کرامت (بزرگی) قرار دیا گیا انہوں نے اس دن میری صورت کو قطعاً نہ پہچانا جب میرے اوپر میرا دن اور رات آئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا گیا تو آپ

نے دودھ منگوا کر اس میں سے نوش فرمایا تو دودھ آپ کے زخم سے نکل گیا۔ لوگوں نے کہا ”اللہ اکبر“

آپ کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں نے آپ کی تعریف میں اچھے کلمات کہے تو انہوں نے فرمایا اللہ

ﷻ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے پورے پورے حساب کے ساتھ نکل جاؤں اور اگر آج میرے پاس وہ

سب کچھ ہوتا جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے تو میں قیامت کے ہولناک منظر کا فدیہ دے دیتا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا تو آپ رو پڑے اور فرمایا رسول اکرم ﷺ نے ہم

سے عہد لیتے ہوئے فرمایا۔ ”تمہارا دنیوی سامان سوار (مسافر) کے زادراہ جیسا ہونا چاہئے“ اور میں نے دنیا کا

یہ سامان جمع کیا ہے آپ نے اس سامان کی طرف اشارہ کیا جب ان کا انتقال ہوا تو اس سامان کی قیمت پندرہ



درہم لگائی گئی۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت آیا تو وہ رو پڑے ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میں اپنے رب کی طرف سے آنے والے قاصد کا منتظر ہوں مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھے جنت کی خوشخبری دے گا یا جہنم کی خبر دے گا۔

حضرت محمد ابن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت آیا تو رو پڑے ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں اپنے گناہوں کی وجہ سے رو رہا ہوں جو میری نگاہ میں معمولی اور اللہ ﷻ کے ہاں بڑے گناہ ہیں۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت آیا تو وہ رو پڑے ان سے رونے کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا میں نے گزشتہ دنوں میں جو کوتاہی کی ہے اس پر اور جلانے والی آگ میں داخل کئے جانے پر رو رہا ہوں۔

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے کہا اے اللہ ﷻ! مجھ سے گناہ سرزد ہوئے پس اگر تو مجھے بخش دے گا تو تیرا احسان ہوگا اور اگر تو مجھے عذاب دے گا تو یہ تیرا انصاف ہوگا ظلم نہ ہوگا لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ تیرے رسول ہیں، یہ کہہ کر وہ اپنی راہ پر چل پڑے اللہ ﷻ ان سے راضی ہو۔

جب حضرت عامر قیس رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت ہوا تو وہ رو پڑے اور فرمایا میں موت کے خوف سے یاد دنیا کی حرص کی وجہ سے نہیں روتا لیکن اس بات پر رو رہا ہوں کہ سردیوں کی راتوں میں اپنے رب ﷻ کی اطاعت اور قیام لیل کے سلسلے میں میری حاجت پوری نہ ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا میرے سر پر مٹی ڈال دو (یہ سن کر) غلام رو پڑا فرمایا تم کیوں رو رہے ہو؟ اس نے کہا مجھے یاد آ رہا ہے کہ آپ نعمتوں میں تھے اور اب اس حالت میں دنیا سے رخصت ہو رہے ہو۔

انہوں نے فرمایا میں نے اپنے رب سے سوال کیا تھا کہ اس حالت میں مجھے موت آ جائے پھر فرمایا اے میرے بھائی! مجھے ”لا الہ الا اللہ“ کی تلقین کرو کیونکہ حالت بدل گئی ہے اور دوبارہ یہ تلقین نہ کرنا البتہ یہ کہ تم اس کے بعد کوئی کلام کرو۔

حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ابلیس حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بیٹھا اور کہا اے احمد! تم دنیا سے نکل کر مجھ سے بے خوف ہو جاؤ گے آپ نے اس سے فرمایا اس کے بعد کبھی میں تم سے بے خوف نہیں ہوں گا۔

حضرت حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کے پاس گئے اور اس کی روح پرواز کر گئی آپ نے فرمایا جس معاملے کا آخر یہ ہے اس کے شروع میں اہتمام کرنا چاہئے۔

حضرت ابو ذرؓ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے فرمایا۔ اے موت! جلدی جلدی گلا گھونٹ دے بے شک میں اللہ ﷻ سے ملاقات کو پسند کرتا ہوں۔

حضرت ابو درداءؓ نے ایک ایسے شخص کے پاس تشریف لے گئے جو قریب المرگ تھا آپ نے اسے الحمد للہ کہتے ہوئے پایا تو فرمایا اے بھائی! تو نے درست کہا ہے بے شک جب اللہ ﷻ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو وہ اس پر بندے کی طرف سے تعریف کو پسند کرتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک بچے کے پاس تشریف لے گئے جس کی روح پرواز کر رہی تھی اور اس کے ماں باپ اس کے پاس رو رہے تھے اس بچے نے ان دونوں سے کہا کہ مت رو میں اس کے پاس جا رہا ہوں جو مجھ پر تم دونوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا۔

اے اللہ ﷻ! بوڑھے گناہ گار پر رحم فرما جس کا دل سخت ہے یا اللہ ﷻ! میری کوتاہیوں کو معاف فرما دے اور میری لغزشوں کو بخش دے اپنی بربد باری کو اس کی جہالت کی طرف لوٹا دے جو تیرے سوا کسی پر اعتماد نہیں کرتا اور تیرے غیر سے امید نہیں رکھتا۔

جب ہشام بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو اس نے اپنی اولاد کی طرف دیکھا جو اس کے گرد رو رہے تھے تو اس نے کہا ہشام نے تمہارے لیے دنیا کی سخاوت کی اور تم اس رونے کے ذریعے سخاوت کر رہے ہو۔ اس نے تمہارے لیے وہ سب کچھ چھوڑ دیا جو جمع کیا اور تم نے اس پر اس کا جرم چھوڑ دیا اور ہشام کا لوٹنا کتنا عظیم ہے اگر اللہ ﷻ سے نہ بخشے۔

اور جب حضرت ابو ہریرہؓ کی وفات کا وقت آیا تو رو پڑے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا سفر دور کا ہے، زاد راہ کم ہے، یقین کمزور ہے اور پہل صراط سے جہنم میں گرنے کا خوف ہے۔

تو اے بھائی! غور کرو اور اپنے نفس کی فکر کرو موت ہر وقت حاضر ہے تمہارے اختیار میں ایک سانس بھی نہیں جو اوپر کو آئے یا نیچے جائے۔ رات کی گھڑیوں اور دن کے اطراف میں زیادہ سے زیادہ مغفرت طلب کرو کیونکہ تم گرنے والے گڑھے کے کنارے پر ہو اللہ ﷻ تمہاری ہدایت کا ولی ہے اور وہی نیک لوگوں کا نگہبان ہے تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے جو تمام جہانوں کا رب ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔

زیادہ رونا، اور جب کوئی جنازہ دیکھیں تو

اور زیادہ رونا اور موت کا زیادہ خیال رکھنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب کوئی جنازہ دیکھیں تو زیادہ روئیں اور موت کی زیادہ فکر و اہتمام کریں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب کسی جنازہ کو اٹھائے دیکھتے تو اس سے فرماتے اپنے رب کے پاس جاؤ ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

حضرت کھول دمشقی رحمۃ اللہ علیہ جب کوئی جنازہ دیکھتے تو فرماتے تم صبح کے وقت جاؤ ہم شام کے وقت آنے والے ہیں۔ بچنے والا وعظ کم اور غفلت بری ہے پہلا چلا جاتا ہے اور دوسرا عبرت حاصل نہیں کرتا وہ اس طرح ہو جاتا ہے گویا ایک عرصہ سے اس کے پاس عقل نہیں۔

حضرت اسید بن خمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی جنازہ کو دیکھتے وقت میرے نفس نے مجھ سے وہی بات کہی جس کی طرف میت جانے والی ہے اور بعض اوقات وہ کئی دن تک کھانا پینا ترک کر دیتے۔ ایک مرتبہ آپ ایک جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے جب لوگوں نے میت کو قبر میں داخل کیا تو ان پر غشی طاری ہو گئی اور وہ اپنے گھر کی طرف لاش کی صورت میں واپس آئے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک بھائی کے جنازے میں گئے تو رو پڑے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم میری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب نہیں ہوگی حتیٰ کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے بھائی کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔

حضرت امش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم جنازوں میں حاضر ہوتے تو ہمیں معلوم نہ ہوتا کہ کس سے تعزیت کریں کیونکہ تمام لوگ غمگین ہوتے تھے۔

اور حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم جنازوں میں حاضر ہوتے تو ہم سب کو رونے والے دیکھتے۔

حضرت ابراہیم زیات رحمۃ اللہ علیہ ایک جماعت پر گزرے جو میت کے لیے رحمت کی دعا کر رہے تھے تو انہوں نے فرمایا اپنے نفسوں کا خوف رکھو یہ تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ تمہارا مردہ تین مراحل سے گزر چکا ہے (1) موت کے فرشتے کو دیکھ چکا ہے، (2) موت کی کڑواہٹ چکھ چکا ہے اور (3) برے خاتمہ سے بے خوف ہو چکا ہے۔

حضرت عمرو بن ذر رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کے جنازے میں شریک ہوئے جو اپنے نفس پر (گناہوں کی

وجہ سے) زیادتی کرتا تھا جب کہ لوگوں نے اس کے گناہوں کے باعث جنازے میں شرکت سے کنارہ کشی اختیار کی جب انہوں نے اس کو قبر میں داخل کیا تو حضرت عمرو بن ذررحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

اے فلاں! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔ تو توحید پر زندہ رہا اور اپنے چہرے کو مٹی سے ملا دیا اگرچہ لوگوں نے تمہارے بارے میں کہا کہ تو گناہ گار ہے تیری خطائیں بہت زیادہ ہیں تو ہم میں سے کون ہے جو گناہ یا خطا کا مرتکب نہیں ہوتا۔ (یہ سکر) لاش کو اٹھانے والے رو پڑے۔

تو اے بھائی! جان لو اور عبرت حاصل کرو خوب روؤ کیونکہ تمہارے سامنے ایسے ہولناک مناظر ہیں جن کو بیان نہیں کیا جاسکتا اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## موت کو یاد کر کے بہت غمگین ہونا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ موت اور اس کی سختیوں کو یاد کرتے ہیں تو بہت زیادہ روتے ہیں کیونکہ وہ برے خاتے سے ڈرتے ہیں حتیٰ کہ سخت غم کی وجہ سے ان کی عقلیں متزلزل ہو جاتی ہیں۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب حضرت یعقوب رضی اللہ عنہ کے پاس خوشخبری لانے والا شخص آیا تو حضرت یعقوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے پاس تجھے جزا دینے کے لیے کچھ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ تجھ پر موت کی سختیاں آسان کر دے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ بعض حضرات سے یہ بات گزر چکی ہے وہ فرماتے تھے شاید میں روح کے نکلنے کی آسانی کو ناپسند کروں اور سختی کو پسند کروں کیونکہ یہ آخری عمل ہے جس پر مومن کو ثواب دیا جاتا ہے تو یہاں کوئی ایسا حق نہیں جس پر ناراضگی کا ڈر ہو جب اللہ تعالیٰ اس پر سختی کرے گا۔ واللہ اعلم اور وہ فرماتے تھے موت کی مثال کانٹے دار درخت کی ہے وہ انسان کے پیٹ میں داخل ہوتا ہے تو ہر کانٹا ایک رگ کو پکڑ لیتا ہے پھر انسان کو سخت کھینچتا ہے تو جس نے کٹا ہوتا ہے وہ کٹ جاتا ہے اور جس نے باقی رہنا ہوتا ہے وہ باقی رہ جاتا ہے۔

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب موت کے وقت مومن کی پیشانی پر پسینہ آئے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ جائیں اس کے نتھنے پھول جائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی اس رحمت میں ہوتا ہے جو اس پر نازل ہوئی اور جب گلے کی آواز بند ہو جائے رنگ بدل جائے اور اس کے ہونٹوں پر جھاگ ہو تو اللہ تعالیٰ کے عذاب میں ہوتا ہے جو اس پر اترتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے کسی مسلمان بھائی کی روح قبض ہوتے وقت موجود

ہوتے تو وہ کئی دن تک کھانا اور پانی نہ چکھتے اور روتے رہتے اور وہ فرماتے کسی مومن کو بھولنا نہیں چاہئے، دنیا اور اس کے احوال کا ختم ہو جانا اور موت۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب لوگ موت کا ذکر کرتے تو ان سے کئی دن تک کوئی بھی شخص نفع حاصل نہ کر سکتا اور جب کوئی شخص ان سے کسی بات کا سوال کرتا تو وہ کہتے لا ادری (میں نہیں جانتا) حضرت شفیق زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں نے سنت کے بارے میں کئی باتوں میں مخالفت کی ہے۔ انہوں نے کہا بے شک اللہ ﷻ ہمارے رزق کا کفیل ہے پھر ان کے دل صرف اسی چیز پر مطمئن ہوتے ہیں جس کو انہوں نے جمع کیا۔

انہوں نے کہا آخرت، دنیا سے بہتر ہے اور تم دیکھو گے کہ مال جمع کر رہے ہیں اور اس کو خرچ نہیں کرتے گو یادہ دنیا میں گناہوں کو اٹھانے کے لیے داخل ہوئے۔

انہوں نے کہا ہمارے لیے موت ضروری ہے اور وہ ان لوگوں کی طرح اعمال کر رہے ہیں جو موت سے بے خوف ہیں۔

جب حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے شاگردوں کی طرف دیکھا وہ ان کی آسانی کے لیے دعا کر رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا دعا سے رک جاؤ اللہ ﷻ کی قسم! بے شک میری روح قیامت کے دن تک حلق اور سانس کی نالی کے درمیان چکر کاٹتی رہے (انہوں نے جب موت کے بعد آنے والے مصائب کو دیکھا تو اس سے ڈرتے ہوئے یہ بات فرمائی)۔

وہ فرماتے تھے جس نے زمین میں رہنے والوں کے بعد زمین میں رہنے والوں کو دیکھنے کا ارادہ کیا تو وہ حاجیوں کے ٹھکانوں کو دیکھے جو وہاں سے چلے جاتے ہیں (یعنی انہوں نے بھی جانا ہے)۔

نفسی وتبغی الارض بعد کمال ما یبقی المناخ ترحل الרכبان  
(ترجمہ شعر) ہم فنا ہو جائیں گے اور اس کے بعد بھی زمین اسی طرح باقی رہے گی جس طرح اونٹ بٹھانے کی جگہ باقی رہتی ہے اور سوار کوچ کر جاتے ہیں۔

حضرت حسن بن عمران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں موت آروں کے چیرنے اور ہنڈیوں کے پکنے سے زیادہ سخت ہے اور اگر میت کے ایک بال کی تکلیف پر تمام دنیا والوں کو مطلع کیا جائے تو وہ اس سے اس قدر تکلیف پائیں جو ان کو کھانے پینے سے قائل کر دے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما ایک گھر کے دروازے پر گزرے تو فرمایا کیا بات ہے کہ میں اس گھر کو خاموش دیکھ رہا ہوں حالانکہ یہ تو بولتا تھا؟

تو دروازے کے پیچھے سے ایک عورت نے جواب دیا کہ اس گھر والے (بچے) یتیم اور (عورت) بیوہ

ہوگئی ہے تو حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ رو پڑے حتیٰ کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہوگئی۔

جب حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو تیر کا زخم لگا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا، ہمیں امید ہے کہ ان کو آگ نہیں چھوئے گی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم تم لوگ بے خبر ہو بے شک مجھے ڈر ہے کہ میں جہنم کے کونکوں میں سے ایک کونکہ بن جاؤں۔

جب آپ رضی اللہ عنہ زخمی تھے تو ایک جماعت آپ کے پاس آئی انہوں نے عرض کیا اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنا دیں وہ نیک بندے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا آل خطاب میں سے ایک آدمی اس بات کے لیے کافی نہیں کہ وہ قیامت کے دن یوں آئے کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے ہوں۔

حضرت ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب حضرت خلیل اللہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ان کے کسی بیٹے نے ان کو دیکھا اور کہا ابا جان! آپ نے موت کو کیسے پایا؟

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنے نفس کو یوں پایا کہ اسے زنجیروں کے ساتھ کھینچا جا رہا ہے میرے رب تعالیٰ نے مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا تو میں نے یہی جواب دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ہم نے اسے تم پر طاقت ور کر دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جب موت کا فرشتہ حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روح قبض کرنے آپ کے پاس آیا تو کہا اے موسیٰ رضی اللہ عنہ کیا آج آپ نے شراب پی ہے؟ فرمایا سبحان اللہ میں روزہ دار ہوں تو فرشتے نے آپ کے منہ کو سونگھا اور اسی میں روح قبض کر دی۔

ان کے وصال کے بعد ان سے پوچھا گیا اے موسیٰ رضی اللہ عنہ! آپ نے موت کو کیسا پایا؟ انہوں نے فرمایا جس طرح زندہ بکری کی کھال کھینچی جائے۔

حضرت رفیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس دنیا میں اپنے عمل کے ساتھ موت طلب کرو اس سے پہلے کہ تم اس گھر جاؤ جہاں تم موت کا مطالبہ کرو اور تمہاری دعا قبول نہ ہو۔ (اس سے جہنم مراد ہے)

جب لوگ حضرت امین سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موت کا ذکر کرتے تو ان کا ہر عضو موت کا شکار ہو جاتا۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ نے (حکم خداوندی سے) سام بن نوح کو زندہ کیا تو انہوں نے پوچھا کب سے انتقال ہوا؟ انہوں نے کہا چار ہزار سال ہو گئے ہیں فرمایا موت کو کیسا پایا؟ انہوں نے جواب دیا ابھی تک مجھ سے موت کی سختی اور حرارت دور نہیں ہوئی۔

۱۔ یہ واقعہ عقل تسلیم نہیں کرتی کیونکہ اگر اس دور میں شراب حلال بھی ہوتی تو بھی آپ اس سے اجتناب فرماتے۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا سے کہا گیا کیا آپ موت کو پسند کرتی ہیں؟  
فرمایا اگر میں کسی انسان کی نافرمانی کرتی تو شرمندگی کی وجہ سے اس سے ملاقات نہ کرتی اور (موت  
کو) کیسے پسند کر سکتی ہوں جب کہ میں نے اپنے رب ﷻ کی نافرمانی کی ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی مالدار آدمی کے گھر لوحہ کرنے والی (کی آواز) کو سنا تو فرمایا  
دنیا سے دھوکہ کھانے والوں کے لیے ہلاکت ہو کب تک اپنے گھروں میں آخرت کی چیخ و پکار سنیں اور باز نہیں  
آئیں گے۔

حضرت حامد اللقاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو آدمی موت کا ذکر زیادہ کرے اسے تین باتوں کا  
اعزاز حاصل ہوتا ہے جلدی توبہ کرنا، نفس کی قناعت اور عبادت میں خوشی (اور جستی)۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوا تو آسمانوں  
میں فرشتے ایک دوسرے کے پاس اس طرح آتے کہ ابوں نے اپنے ہاتھ اپنے رخساروں پر رکھے ہوئے  
تھے اور کہہ رہے تھے: حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا انتقال ہو گیا تو مخلوق میں سے کون ہے جسے موت نہیں آئے گی؟  
حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے تھے بندہ مرنے سے پہلے لکھنے والے دو فرشتوں کو  
دیکھ لیتا ہے اگر وہ ان کے ساتھ اچھی مجلس اختیار کرے تو وہ دونوں اسے کہتے ہیں اللہ ﷻ تجھے اچھے ساتھی کی  
جزا دے تو کتنا اچھا آدمی تھا تو ہمیں کتنی اچھی مجلس میں لے گیا اور تیرے ساتھ ہم نے اچھی خوشبوئیں سوئگئیں  
جب تو خالص عبادت کرتا تھا۔ اور اگر اس نے ان کو اچھی صحبت مہیا نہیں کی تو وہ دونوں اس سے کہتے ہیں  
اللہ ﷻ تمہیں اچھے ساتھی کی جزا عطا نہ کرے ہم تیرے ساتھ برائی کے ساتھ حاضر ہوتے اور ہم نے تجھ سے  
کس قدر بدبو سوئگئی۔

یہی حضرت وہب فرماتے تھے وہی شخص اللہ ﷻ کی رضا پر قادر ہوتا ہے جو اس بات کا علم رکھے کہ  
اللہ ﷻ سے ہمیشہ دیکھ رہا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں محققین نے ذکر کیا ہے کہ سانسوں کے ساتھ اللہ ﷻ کا مراقبہ  
انسانی طاقت میں نہیں بس یہاں غور کرو۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص یہ خیال کرے کہ کل وہ زندہ رہے گا وہ موت کی  
تیاری نہیں کر سکتا اور وہ فرماتے تھے عبادتیں ذکر موت کی فرع ہیں اور گناہ موت کو بھلانے کا نتیجہ ہیں۔

اے بھائی! اس بات کو جان لو تم پر لازم ہے کہ تمہارا ہوا اور نیک بندوں زاہدین اور باعمل علماء کی  
مجلس اختیار کرو۔ غافل لوگوں اور (دنیا میں) رغبت رکھنے والوں کی مجلس سے دور رہو کیونکہ ان کے ساتھ میل  
جول کی وجہ سے دل پر تار کی چھا جاتی ہے نیز یوم قیامت کے ہولناک مناظر دیکھنے میں پردہ حائل ہو جاتا ہے

اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## دنیا سے عبرت حاصل کرنا

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ دنیا کو عبرت حاصل کرنے کے حوالے سے دیکھتے ہیں اس سے محبت اور اس کو خواہش کی آنکھ سے نہیں دیکھتے جس طرح جمہور اسلاف کا طریقہ ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک دن رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا اے سعد! تم کہاں تھے؟ انہوں نے عرض کیا میں جنگل میں ایک ایسی قوم کے پاس تھا جن کا مقصد بیٹوں اور شرمگاہوں کی لذتیں ہیں تو رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا۔

کیا میں تمہیں اس سے زیادہ تعجب خیز بات نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ جو اس قسم کی بات کو پہچان لیں جس کو تم نے ان سے ناپسند کیا ہے پھر وہ ان کے عمل کی طرح کریں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو آدمی دنیا کے بارے میں غور و فکر کرے اور عبرت کی نگاہ سے دیکھے اس کے نیک اعمال ختم نہیں ہوتے۔

حضرت حاتم اعم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا ہم میں سے کوئی شخص کب دنیا سے عبرت حاصل کرتا ہے؟ انہوں نے فرمایا دنیا کی ہر چیز کا انجام خرابی ہے اور دنیا دار (بھی) مٹی میں جائے گا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے دنیا کی طرف تمہاری نظر عبرت حاصل کرنے کے لیے ہو اس کی طرف تمہاری کوشش مجبوری کی وجہ سے ہو اور اسے اپنے اختیار کے ساتھ چھوڑ دے۔

حضرت حاتم اعم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس آدمی کے گھر سے جنازہ نکلے اور وہ عبرت حاصل نہ کرے اسے علم، حکمت اور نصیحت سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے زمین دو آدمیوں پر تعجب کرتی ہے وہ شخص جو سونے کے لیے پھوننا تیار کرتا اور بستر بچھاتا ہے زمین اس سے کہتی ہے

اے انسان! تو طویل پریشانی اور مصیبت کے بستر کے بارے میں کیوں نہیں سوچتا اور اس پر زمین تعجب کرتی ہے جو اپنے بھائی سے زمین کے ایک ٹکڑے پر لڑتا ہے تو زمین اس سے کہتی ہے تو اس کے پہلے مالکان زمین کے بارے میں کیوں نہیں سوچتا کتنے ہی لوگ ہیں جو اس زمین کے مالک ہوئے اور اس میں ٹھہر نہیں سکے۔



حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس شخص کی پینائی اور بصیرت اس دنیا سے آخرت کے گھر تک عبرت حاصل نہیں کرتی اس کا دل پردے میں ہے اور اس کا عمل بھی تھوڑا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے گھر کے گھن میں پیشاب کیا کرتے تھے ایک رات پیشاب کرنے کے لیے اپنے حجرے سے نکلے تو صبح تک نکلنے کا بندھے رہے ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میں نے جب پیشاب کرنے کا ارادہ کیا تو مجھے جہنمی اور جس چیز میں وہ ہوں گے، یاد آگئی وہ مسلسل بیڑیوں اور جھکڑیوں میں میری نظروں میں گھومتے رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی اور مجھے نیند نہ آئی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی تھیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کونہ تو زہر دیا گیا اور نہ ان کو قتل کیا گیا جیسا کہ کہا گیا ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور جہنم کے ڈر سے فوت ہوئے۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام ایک تنور سے گزرے جس میں آگ جل رہی تھی تو ان کو بڑی آگ یاد آگئی پس وہ مضطرب ہو کر بے ہوش ہو گئے اور ان کے اعضاء اور جوڑا لگ لگ ہو گئے لوگ ان کو رسیوں سے باندھتے تھے کہ وہ ان کو حرکت دینے پر قادر ہوتے اور یہ سلسلہ کئی دن رہا۔ اور وہ گرمی کے دنوں میں فرماتے تھے یا اللہ تعالیٰ! ہم تیرے سورج کی گرمی برداشت نہیں کر سکتے تو تیری آگ کی گرمی کیسے برداشت کریں گے۔

حضرت یزید بن مرہد رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے ہمیشہ آنسو جاری رہتے تھے ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر وہ مجھے حمام میں داخل کرنے کا حکم دے تو مجھے خون کے آنسو رونے کا حق ہوگا۔ تو کیا ہوگا جب کہ اس کی نافرمانی پر آگ جلانے کی وعید فرمائی گئی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبرستان سے گزرے تو کسی کہنے والے سے سنا وہ کہہ رہا تھا کتنے ہی صحیح بدن، خوبصورت چہرے اور صحیح زبانیں مٹی کے طبقات میں چلا رہے ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اپنے جیسے کم عقل لوگ میں نے نہیں دیکھے ہم دھوپ پر سائے کو ترجیح دیتے ہیں اور جہنم پر جنت کو ترجیح دیتے۔ تو اے بھائی! جان لو اور وجود کو عبرت کی نگاہ سے دیکھو، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## لوگوں کی خیر خواہی

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ لوگوں کو ان کاموں میں اپنی پیروی

سے ڈراتے ہیں جو گھٹیا قسم کے (کام) ہیں وہ لوگوں کی زندگی اور ان کے مرنے کے بعد کے حوالے سے ان کی خیر خواہی کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ان سے کبھی کبھی غفلت یا بھول میں جو گھٹیا قسم کے اعمال سرزد ہوتے ہیں لوگ ان پر عمل نہ کریں تاکہ اس وجہ سے ان (سوفیاء رحمہم اللہ) کو گناہ نہ ہو۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ سیلاب کی وجہ سے سکندر ذوالقرنین کی قبر کھل گئی جو سونے کی بنی ہوئی تھی اس کا طول اور عرض دس دس گز تھے جب انہوں نے پردہ ہٹایا تو قبر میں ایک شخص ایسی چار پائی پر سویا ہوا تھا جس کے پائے سونے کے تھے اور وہ ریشم سے ڈھانپا ہوا تھا اور اس کے گلے میں زبرد کی تختی تھی

جس میں واجب الوجود اور تمام علتوں کی علت کا نام لکھا ہوا تھا (اور لکھا تھا) جس کی ابتدا ہے اس کی انتہا بھی ہے اور میں دنیا کی چوتھائی کا ایک ہزار سال تک مالک رہا اور میری روزانہ کی آمدن اتنی تھی کہ یہ قبر سونے سے بھر جائے نیز میرے لیے سورج، چاند اور آسمان مسخر کر دیئے گئے ہوا، پانی، آگ اور لوہے نے میری اطاعت کی پھر میں اوپر کی فضا میں چلا گیا اور یہ جسم گلنے مڑنے کے لیے تمہارے درمیان چھوڑ گیا تاکہ میرے بعد والے اس سے عبرت حاصل کریں پس تمام مخلوق فنا ہوگی اور اللہ رب العالمین ہی باقی ہے۔ (یہ واقعہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے)۔

تو اس واقعہ میں اس بادشاہ کا لوگوں کو ڈرانا ہے کہ وہ دنیا میں مشغولیت اور موت سے غفلت کے معاملے میں اس کی اتباع نہ کریں۔

حضرت وہب بن منہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت داؤد علیہ السلام بیت المقدس کے غاروں میں سے ایک غار میں داخل ہوئے تو وہاں ایک چار پائی تھی جس پر ایک میت تھی اور اس کے سر ہانے ایک تختی میں لکھا ہوا تھا:

”میں فلاں بادشاہ ہوں، میں نے دنیا میں ہزار سال بادشاہی کی، ایک ہزار کنواری لڑکیوں سے شادی کی، ایک ہزار شہر بنائے اور ایک ہزار لشکر کو شکست دی جبکہ میرا ٹھکانہ یہ ہے۔  
پس اے دنیا والو! مجھ سے عبرت حاصل کرو۔“

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کتنی مرتبہ انسان کا دشمن اسے نقصان پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بھیر دیتا ہے اور اس کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ آیت پڑھی:

وَ اذْكُرُوا لِلّٰهِ عَلٰیكُمْ اِنْعَمَ قَوْمًا اَنْ يَّسْطُوْا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ؕ

(پہلا المائدہ آیت 64)

(ترجمہ) اور اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہے جب ایک قوم نے تمہاری طرف ہاتھ بڑھانے کا ارادہ کیا تو اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے لوگوں کو شتر سنا، قرآن مجید سننے سے زیادہ پسند آ رہا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: وہ لوگ عجیب ہیں کہ صالحین پر مباح اور چیزوں (کے استعمال) کی وجہ سے عیب لگاتے ہیں لیکن خود بڑے بڑے گناہوں کی وجہ سے اپنے آپ پر عیب نہیں لگاتے۔ تم دیکھتے ہو کہ ان میں سے ایک غیبت، چغلی، حسد، کینہ، خیانت، تکبر اور خود پسندی میں مبتلا ہے اور اس کی بخشش نہیں مانگتا۔ پھر وہ صالحین پر اعتراض کرتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی مباح (جائز) لباس پہنتا ہے یا میٹھی چیزیں کھاتا ہے یا مباح شیرینی استعمال کرتا ہے۔

حضرت ابو حمزہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لَا تَنْظُرُوا لِشُكْرِ الْعَامَّةِ فِي الْعُلَمَاءِ إِذَا مَاتُوا وَلَكِنْ انظُرُوا إِلَى شُكْرِ الزُّهَادِ وَالْعِبَادِ لَهُمْ (ترجمہ) جب علماء فوت ہو جائیں تو ان کے بارے میں عام لوگوں کے تاثرات کو نہ دیکھو بلکہ ان کے بارے میں زاہد اور عبادت گزار لوگوں کے تاثرات دیکھو۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن فرمایا: جو شخص مسلسل دروازہ کھٹکھٹاتا رہتا ہے تو قریب ہے کہ اس کے لئے کھولا جائے۔ ایک عورت نے کہا کیا اللہ ﷻ نے کبھی اپنا دروازہ بند کیا ہے؟ تو حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عورت کبھدار ہے اور شیخ بے خبر ہے۔

حضرت عیسیٰ ﷺ فرماتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام اور صالحین کو صرف ان کے شہر والے یا ان کے پڑوسی گالیاں دیتے ہیں کیونکہ وہ ان کو نصیحت کرتے ہیں۔ پس وہ ان کو ناپسند کرتے اور گالیاں دیتے ہیں۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب تم کسی عالم کو کسی ایسی جگہ دیکھو جہاں اس پر تنقید ہوتی ہے تو اسے ملامت کرنے میں جلدی نہ کرو۔ بعض اوقات وہ تم سے زیادہ پرہیزگار ہوتا ہے اور تم اس کو جس قدر ملامت کرو گے تو تمہارے مقابلے میں وہ کم ملامت والا ہوگا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس کتاب میں عنقریب یہ بات بیان ہوگی کہ صالحین میں سے بعض حضرات گناہوں کے مقامات سے جدا نہیں ہوتے وہ وہاں کے لوگوں کی سفارش کرتے ہیں اور ان پر اترنے والی مصیبتوں میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ لہذا ان لوگوں پر اعتراض کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے بلکہ ان کے حال کی چھان بین کے بعد کہا جائے (جو کچھ کہا جائے)۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نفس اور مال کے درمیان اتفاق اس طرح ہے جیسے جنگل میں بھیڑیا، بکریوں تک پہنچ جائے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی عبادت کو اپنے اوپر مصیبت نہ بناؤ۔ کہا گیا اس کی کیا

صورت ہے؟ فرمایا ایک شخص اپنے اوپر عبادت کو لازم کرتا ہے پھر اس کو پورا نہیں کرتا۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ ﷻ کے ہر کلام کا معنی اس بات کی طرف لوٹتا ہے کہ آخرت، دنیا سے بہتر ہے۔ پس کسی کو اس میں شک کرنا مناسب نہیں۔

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس نے درہم کو اپنی ذات کے لئے پسند کیا اس نے اس کو آخرت کے لئے پسند کیا (یعنی اپنے اوپر خرچ کر کے عبادت کرے گا تو یہ آخرت کے لئے ہوا)۔

تو اے بھائی! یہ بات جان لے اور کہو یا اللہ ﷻ! ہمیں ہمارے غیر کے لئے عبرت نہ بنانا اور ہمیں ہمارے عیوب دکھا دے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## تواضع اور عاجزی کا اظہار

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے آپ کو تمام لوگوں سے زیادہ گناہ گار سمجھتے ہیں اور یہ کہ ان جیسے لوگ اس لائق ہیں کہ اللہ ﷻ ان کی دعا قبول نہ کرے۔ اسی لئے ان میں سے بعض حضرات لوگوں کے ساتھ نماز استسقاء اور دفع مصیبت کی دعا میں شریک نہیں ہوتے تھے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل کے کسی بادشاہ کے زمانے میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے۔ پس انہوں نے نماز استسقاء پڑھی لیکن بارش نہ ہوئی۔ بادشاہ نے کہا اگر اللہ ﷻ نے ہمیں بارش نہ دی تو میں اسے اذیت پہنچاؤں گا۔

پوچھا گیا تو اس کو اذیت پہنچانے پر کس طرح قادر ہوگا؟ وہ حق تعالیٰ ہے، اس کا آسمان میں ہونا محال ہے کیونکہ وہ زمان و مکان سے پاک ہے۔ اس بزرگ نے کہا میں اس کے اولیاء اور اس کے اطاعت گزار بندوں کو قتل کر دوں گا تو یہ اس کے لئے اذیت کا باعث ہوگا۔ تو اللہ ﷻ نے اپنے فضل اور بردباری کے سبب ان پر بارش برسا دی۔

لوگوں نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کیا آپ نماز استسقاء کے لئے ہمارے ساتھ نہیں نکلتے؟ انہوں نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ کہیں میری وجہ سے تم پر پتھروں کی بارش نہ ہو جائے۔ اور وہ فرماتے تھے تم سے تو بارش روکی گئی ہے مجھ سے پتھر روکے گئے ہیں۔

حضرت وہب بن منہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام طلب بارش کے لئے نکلے تو منع کر دیا گیا اور بارش نہ ہوئی۔ انہوں نے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے فرمایا تم میں سے جس نے گناہ کیا ہے وہ لوٹ جائے۔ ایک شخص کے علاوہ وہ لوگ واپس چلے گئے۔ آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا کیا تم نے کوئی گناہ نہیں کیا؟ اس نے کہا ہاں کیا ہے، میں نے ایک عورت کی طرف دیکھا جب اس نے پیٹھ پھیری تو میں نے اپنی اس آنکھ میں انگلی ڈال کر اس کو نکال دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اس قوم کے لئے دعا مانگو۔ پس اس نے دعا مانگی تو اسی وقت آسمان پر بادل چھا گئے اور بارش برس گئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام تین دن طلب بارش کے لئے باہر جاتے رہے لیکن بارش نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ تم لوگوں میں ایک چغل خور ہے لہذا میں تمہاری دعا قبول نہیں کروں گا۔ جب تک وہ تم میں موجود ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب! وہ کون ہے تاکہ ہم اسے اپنے درمیان سے نکال دیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام! تم سب چغل خوری سے توبہ کرو۔ ان لوگوں نے توبہ کی تو اسی وقت بارش برسا شروع ہو گئی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل سات سال تک قحط میں مبتلا رہے حتیٰ کہ انہوں نے مردار اور بچوں کو کھانا شروع کیا۔ وہ پہاڑوں کی طرف نکلتے اور آہ وزاری کرتے لیکن ان کی دعا قبول نہ ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ ان لوگوں سے فرمائیں اگر تم میری عبادت کرتے کرتے پرانی لاشی کی طرح ہو جاؤ تب بھی میں تمہاری دعا قبول نہیں کروں گا حتیٰ کہ تم لوگوں کے حقوق ان کے حوالے کر دو۔

ایک اور مرتبہ بنی اسرائیل قحط میں مبتلا ہوئے۔ انہوں نے بارش کے لئے دعا مانگی لیکن قبول نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں ان کی دعا کیسے قبول کروں جب کہ یہ ناپاک بدلوں کے ساتھ نکلے ہیں۔ انہوں نے میری بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے لیکن انہوں نے حرام کھایا حتیٰ کہ ان کے پیٹ بھر گئے۔ پس یہ مجھ سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور قحط کا شکار ہو گئے ہیں۔ ان کو توبہ کرنی چاہئے میں ان سے قحط اٹھا لوں گا۔

ایک اور بار وہ لوگ قحط میں مبتلا ہوئے حتیٰ کہ انہوں نے کتے اور مردار کھائے اور وہ بارش کے لئے دعا مانگتے تھے لیکن بارش نہیں برسی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ ان سے فرما دیجئے کہ اگر تم اپنے پاؤں سے چلو حتیٰ کہ گھٹنوں کے بل چلنے لگو اور تمہارا عمل آسمان کی بلندی تک پہنچ جائے اور دعا کرتے کرتے تمہاری زبانیں تھک جائیں تو میں تم میں سے کسی دعا کرنے والے کی دعا کو قبول نہیں کروں گا اور تم میں سے کسی رونے والے پر رحم نہیں کھاؤں گا حتیٰ کہ تم لوگوں کے حقوق ان کے حوالے کر دو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے یہ بات فرمائی تو انہوں نے کہا ہمیں ان حقوق کی تعداد کا

ہی علم نہیں کہ ہم واپس کر دیں پس وہ پیاسے اور بھوکے مر گئے۔

تو اے بھائی! دیکھو ہمارے بزرگ کس طرح اپنے نفسوں پر تہمت لگاتے تھے اور تم نماز استسقاء کے لئے جانے پر جلدی کرنے سے بچو حتیٰ کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اللہ ﷻ نے تمہارے تمام گناہوں کو بخش دیا ہے اگر تمہیں یہ یقین نہ ہو تو انتظار کرو پھر اللہ ﷻ کے ہاں توبہ کرو اور دعا کے لئے باہر نکلو۔ تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا مالک اور پالنے والا ہے۔

## عفو و درگزر

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ جو شخص زد و کوب کرنے یا ان کا مال لینے یا عزت پر حملے کے ذریعے، ان کو اذیت پہنچائے وہ اسے بہت زیادہ معاف کرتے اور درگزر سے کام لیتے ہیں۔ یعنی وہ نبی اکرم ﷺ کے اخلاق حسنہ کو اختیار کرتے ہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیتے تھے۔ ہاں جب اللہ ﷻ کے حرام کردہ کاموں کی خلاف ورزی ہوتی تو بدلہ لیتے۔

حضرت جعفر بن محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں اگر میں معاف کر کے پشیمان ہوں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ سزا دے کر پشیمان ہوں۔

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے یہ انصاف کی بات نہیں کہ جب وہ اللہ ﷻ کی نافرمانی کریں تو تم ان سے بغض رکھو اور جب تم خود اللہ ﷻ کی نافرمانی کرو تو اپنے آپ سے نفرت نہ کرو۔

میں (معنی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں انسان کا اپنے آپ سے نفرت کرنا یہ ہے کہ بھوک اور پیاس کے ذریعے اپنے آپ کو سزا دے، بچھونے پر نہ سوئے اور اس طرح کے دیگر طریقے اختیار کرے اور اپنے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرے جیسا معاملہ اس شخص سے کرتا ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہے کہ اس پر غصہ کرتا ہے اور شفقت نہیں کرتا۔ نفس سے ایسا معاملہ نہ کرے جیسا معاملہ محبوب سے کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے اپنے نفس کو عبادت کی طرف بلایا تو اس نے انکار کر دیا۔ پس میں نے اس کو یوں سزا دی کہ ایک سال کے لئے اس کا پانی بند کر دیا۔

حضرت مدائنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سب سے برا بدلہ یہ ہے کہ برائی کے ذریعے بدلہ دیا جائے۔

حضرت تمیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے زیادہ برداشت کرنا محبت کا باعث ہے۔ وہ فرماتے ہیں ایک شخص کو جس نے گناہ کیا تھا لوگ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے۔ انہوں نے اسے مارنے کے لئے کوڑہ منگوایا۔ اس شخص نے ان سے عرض کیا میں آپ سے اس ذات کے نام پر سوال کرتا ہوں کہ قیامت کے دن آپ اس کے سامنے اس سے زیادہ ذلت کے ساتھ ہوں گے جس قدر میں آپ کے سامنے ہوں، مجھے معاف کر دیں۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ تخت سے نیچے اترے اور اس کے زُخسار کو زمین کے ساتھ لگاتے ہوئے فرمایا میں نے تجھے معاف کر دیا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں شاید انہوں نے اس ذات کے ادب کے طور پر اسے چھوڑا ہو جس کی اس نے قسم کھائی (واسطہ دیا) اور یہ عذر شرعی تھا۔ گویا انہوں نے اس کو سزا دینے میں اس تادیب کی نسبت زیادہ فساد خیال کیا ہو۔ واللہ اعلم

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کس شخص کی قدر و منزلت زیادہ ہے؟  
فرمایا جو زیادہ معاف کرے۔

ایک عورت نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا قرآن مجید اور لحاف چوری کیا۔ انہوں نے اس سے تقاضا کرتے ہوئے فرمایا میں اس کا مالک ہوں تو لحاف رکھ لے اور قرآن مجید مجھے دے دے اور تجھے ڈرنے کی ضرورت بھی نہیں۔

حضرت ابوسعید مقبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے پوری طرح معاف کرنا یہ ہے کہ ظالم سے بدلہ نہ لے اور اس پر رحم کرے اور اللہ سبحانہ سے اس کی معافی کے لئے بکثرت سوال کرے۔  
جب حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو زد و کوب کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مارنے والے کو پہلی ضرب سے ہی معاف کر دیا۔

اسی طرح ہمیں حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں معلوم ہوا جب ان کو مارا گیا وہ فرماتے تھے اس شخص کا کیا نقصان ہے اگر اللہ سبحانہ اس کے سبب کسی کو عذاب نہ دے۔  
حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص اپنی بیوی کی طرف سے پہنچنے والی اذیت پر صبر کرے اللہ سبحانہ اسے اتنا اجر عطا کرے گا جس قدر حضرت ایوب رضی اللہ عنہ کو عطا کیا۔ اور جو عورت اپنے خاوند کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف پر صبر کرے اللہ سبحانہ اسے حضرت آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا جیسا اجر عطا کرے گا۔  
ان شاء اللہ سبحانہ اس خلق کے بارے میں کتاب کے آخر میں تفصیلی گفتگو ہوگی۔ اور تمام تعریفیں اللہ سبحانہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## مسلمانوں کا احترام اور ان کے لئے بھلائی کی طلب

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں یہ بات بھی شامل ہے اور وہ مسلمانوں کی عزت کا زیادہ احترام کرتے ہیں اور ان کے لئے بھلائی کو محبوب رکھتے ہیں کیونکہ یہ بھی اللہ سبحانہ کی نشانیوں میں سے ہے۔  
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ مسلمانوں کا ایک چھوٹا فرد بھی اللہ سبحانہ کے ہاں بہت بڑا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے سب سے افضل نیکی اپنے ہم مجلس کی عزت کرنا ہے اور وہ کعبہ شریف کی طرف دیکھ کر فرماتے تھے:

إِنَّ اللَّهَ حَرَمَكَ وَشَرَفَكَ وَكَرَّمَكَ وَالْمُؤْمِنُ مِنْ أَعْظَمِ حُرْمَةِ عِنْدَ اللَّهِ مِنْكَ  
(ترجمہ) بیشک اللہ نے تجھے عزت، شرف اور کرامت عطا کی لیکن اللہ کے ہاں مومن کی عزت تیری عزت سے زیادہ ہے۔

اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مومن اللہ ﷻ کے ہاں بعض مقرب فرشتوں سے زیادہ عزت و کرامت والا ہے۔

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا مسلمان چور کا ہاتھ پانچ درہم (احناف کے ہاں دس درہم) کی چوری پر کاٹا جاتا ہے حالانکہ اس کی دیت (خون بہا) پانچ سو دینار ہے؟ انہوں نے فرمایا اس لئے کہ وہ (مسلمان کی) پردہ دری کرتا ہے اس پر ظلم کرتا ہے اور اس کی حرمت کا خیال نہیں رکھتا۔

تو اے بھائی! تو اپنے بارے میں سوچ کیا تو نے عام مسلمان کی عزت بھی کی؟ چہ جائیکہ علماء اور صالحین کی عزت کرنا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا یا تو ان کو حقیر سمجھتا اور ان کی عزت کے پیچھے پڑا اور اس وجہ سے فاسقین میں سے ہو گیا (اگر یہ دوسری صورت ہے) تو اللہ ﷻ سے مغفرت طلب کر۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## اذیت پر صبر کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات سنی ہے کہ وہ اپنی بیویوں کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں پر صبر کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ ان میں سے کسی کی بیوی کی طرف سے جو مخالفت ہوئی ہے اس کی ایک صورت ان کا اپنے رب ﷻ سے معاملہ ہے۔ جب اس نے اپنے رب ﷻ کی مخالفت کی تو اسی طرح اس کی بیوی نے اس کی مخالفت کی۔ یہ قاعدہ اکثر یہ ہے کلیہ نہیں (یعنی مام طور پر ایسا ہوتا ہے ہمیشہ نہیں)۔ پس انبیاء کرام علیہم السلام اپنی مصومیت کی وجہ سے اس ضابطہ سے خارج ہیں۔

اور عام اسلاف نے جب اس بات کا مشاہدہ نہ کیا جو ہم نے ذکر کیا ہے تو انہوں نے بیوی کی طرف سے پہنچنے والی اذیت پر صبر کیا کیونکہ ان کا مشاہدہ یہ تھا کہ عورت کے ضرر کی نسبت اس کا فائدہ زیادہ ہے۔ اور یہ لوگ اللہ ﷻ ان سے راضی ہو، اپنی بیوی کا حق کامل طور پر ادا کرتے تھے اور عورت کی مخالفت انہیں اس (ادا کی حق) سے روکتی نہیں تھی کیونکہ وہ اس حدیث پر عمل کرتے تھے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَمَانَةٌ لِمَنْ أَمَّنَكَ وَلَا تَغْنُ مَنْ خَانَكَ

(ترجمہ) جو شخص تمہارے پاس امانت رکھے اس کی امانت ادا کرو اور جو تم سے خیانت کرے تم اس سے



خیانت نہ کرو۔

(سنن داری 164/2، سنن ابی داؤد 3030، جامع ترجمہ 1264، مستدرک حاکم 46/2)

اگرچہ میاں بیوی میں سے ہر ایک کا دوسرے پر حق ہے جیسا کہ کتب حدیث و فقہ میں ثابت ہے۔ اس سے پہلے اس خلق کے بیان میں حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان گزر چکا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کی طرف سے پہنچنے والی اذیت پر صبر کرے گا اسے ایوب رضی اللہ عنہ کے اجر جیسا اجر عطا کیا جائے گا۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں عورت کے جہاد میں سے یہ بات ہے کہ اس کا اپنے خاوند کی طرف اچھی طرح جھکاؤ ہو۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے چار چیزیں بد بختی کا باعث ہیں۔ (1) زیادہ اولاد، (2) قلت مال، (3) برا پڑوسی اور (4) وہ بیوی جو خاوند سے خیانت کرے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس نے شادی کی اس نے دنیا کو گھر میں داخل کر لیا اور جس نے دنیا کو گھر میں داخل کیا اس نے شیطان کی بیٹی سے شادی کی اور جس نے دنیا کو گھر میں داخل کیا اس نے شیطان کی بیٹی سے شادی کی تو اپنی بیٹی کی وجہ سے شیطان کا اس کے گھر آنا جانا زیادہ ہو گیا۔ پس شادی کرنے سے بچو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول اس شخص کے حق میں ہے جو نیک متقی سے شادی نہ کرے کیونکہ حدیث شریف میں ہے:

مَنْ تَزَوَّجَ لِلَّهِ كُفْيَ وَوَقِي

(ترجمہ) جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر شادی کی اسے کفایت و حفاظت حاصل ہوگی۔

(ان کے قول کو) اس بات پر محمول کرنا ضروری ہے تاکہ انبیاء کرام علیہم السلام اور شیطان سے محفوظ لوگ اور اولیاء کرام رحمہم اللہ اس قول سے نکل جائیں۔ واللہ اعلم

اور حدیث شریف میں ہے: لَوْلَا أَنَّ اللَّهَ سَعَرَ الْمَرْأَةَ بِالْحَيَاءِ لَكَانَتْ لَا تُسَاوِي كُفَاءً

مِنْ قُرَابٍ

(ترجمہ) اگر اللہ عورت کو حیا کے پردے میں نہ رکھتا تو وہ مٹی کی مٹی کے برابر بھی نہ ہوتی۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: انسان کی خوش بختی پانچ باتوں میں ہے۔

(1) بیوی موافق ہو، (2) اولاد نیک ہو، (3) اس کے بھائی متقی ہوں، (4) پڑوسی نیک ہوں اور

(5) اس کا رزق اس کے اپنے شہر میں ہو۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ پناہ مانگتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ صَاحِبِ غَفْلَةٍ وَمِنْ جَارٍ سُوِّءٍ وَمِنْ زَوْجٍ يُؤْذِي

(ترجمہ) یا اللہ! میں غافل ساتھی، برے پڑوسی اور ضرر رساں زوجہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

جب حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کا انتقال ہوا تو انہوں نے اس کے بعد شادی نہ کی وہ فرماتے تھے اگر میں اپنے آپ کو طلاق دینے پر قادر ہوتا تو اپنے آپ کو طلاق دے دیتا۔

حضرت احمد بن حرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب کسی عورت میں چھ عادات جمع ہو جائیں تو اس کی اصلاح کامل ہوتی ہے:

(1) نفس کی حفاظت (2) اپنے خاوند کی فرمانبرداری (3) اپنے رب ﷻ کی رضا جوئی (4) غیبت اور چغلی سے زبان کی حفاظت (5) دنیوی سامان سے بے رغبتی (6) مصیبت پر صبر کرنا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کے جس فتنے سے بچنے کا حکم دیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنے خاوندوں سے رشتہ داری کے تعلقات ختم کراتی ہیں اور خواہشات کی خاطر خاوند سے گھٹیا کام کرواتی ہیں (مثلاً رشوت خوری وغیرہ)۔

حضرت حاتم اسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نیک عورت دین کا ستون ہے، گھر کی آبادی ہے اور عبادت پر مددگار ہے۔ جب کہ بری عورت اپنے خاوند کے دل کو پگھلاتی ہے اور خود خوش ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کسی عورت کے جہنمی ہونے کی علامت یہ ہے کہ جب خاوند سامنے آئے تو اسے دیکھ کر مسکرائے اور جب وہ پیٹھ پھیرے (کہیں جائے) تو اس سے خیانت کرے۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بیوی سے فرماتے تھے اگر تمام اہل بلخ میرے ساتھ ہوں اور تو میرے اوپر ہو (مجھ پر غالب ہو) تو میں اپنا دین بچانے پر قادر نہیں ہوں گا۔

حضرت مدائنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ایک نبی ﷺ نے اپنے رب ﷻ کی بارگاہ میں اپنی بیوی کی بد اخلاقی کی شکایت کی تو اللہ ﷻ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے اس کو آپ کے عقاب کا حصہ بنایا ہے۔

حضرت عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب عورت عمر رسیدہ ہو جاتی ہے تو وہ ہاں مجھ ہو جاتی ہے۔ اس کی زبان میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ بد اخلاق ہو جاتی ہے۔

اور جب مرد عمر رسیدہ ہو جاتا ہے تو اس کی رائے پختہ ہو جاتی ہے، اس کی سختی ختم ہو جاتی ہے اور اس کا اخلاق اچھا ہو جاتا ہے۔

حضرت حاتم اسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نیک عورت کی علامت یہ ہے کہ اس کا نسب اللہ ﷻ سے ڈرنا ہو، اس کی مال داری اللہ ﷻ کی تقسیم پر راضی ہونا ہو، اس کا زیور اس چیز کی سخاوت کرنا ہو جس کی وہ مالک

۱۔ عقاب سزا کو کہتے ہیں لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کا عقاب ان کی شان کے مطابق ہوتا ہے۔ ۱۲ ہزاروی

ہے، اس کی عبادت اپنے خاوند کی اچھی طرح خدمت کرنا ہو اور اس کی ہمت موت کی تیاری کرنا ہو۔  
وہ یہ بھی فرماتے تھے کہ اپنی بیٹی کے خاوند یا اپنی بہن کے خاوند کے ساتھ ہو اس طرح وہ اس کے  
دین کو قائم رکھے گا اور اپنی بیٹی یا بہن کی حمایت ان کے خاوندوں کے خلاف نہ کر اس سے ان (بہن، بیٹی) کا  
دین خراب ہو جائے گا۔

ابو مطیع بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے ایوب بن خلف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اپنی بیوی کی شکایت کی تو ایوب نے  
ان سے کہا جو شخص اپنی بیوی کی ایذا رسانی پر صبر نہیں کرتا، وہ کیسے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسے بیوی پر بلند مرتبہ  
حاصل ہے۔

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر میں بندھے ہوئے جانور کی طرح ہوتے تھے کہ اگر گھر والوں  
نے ان کو کچھ دے دیا تو کھا لیا ورنہ خاموشی اختیار کر لی۔

حدیث شریف میں ہے: **الْمَرْأَةُ الْفَاجِرَةُ كَأَلْفِ فَاجِرٍ** (حلیۃ الاولیاء 236/5 مطبوعہ بیروت)  
(ترجمہ) بدکار عورت ایک ہزار بدکار مردوں کی طرح ہے۔ (اس غلطی کی تفصیل اس کتاب میں مختلف مقامات پر آئے  
گی ان شاء اللہ تعالیٰ)

تمام اسلاف نے بیوی کے معاملے میں صبر کرنے اور اس کا مقابلہ نہ کرنے کا ذکر کیا ہے۔ ہاں کسی  
مصلحت کے تحت ایسا کر سکتا ہے۔

## اقتدار کا مطالبہ نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ حکومت کے حصول کے لئے کوشش نہ  
کریں حتیٰ کہ لوگ اسے خود مجبور کریں اور صورت حال اس طرح ہو جائے کہ وہ کہے میں امامت (حکمرانی) کا  
اہل نہیں اور لوگ کہیں نہیں، تو اس کا اہل ہے بلکہ زیادہ صلاحیتوں کا مالک ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص حکومت طلب کرتا ہے وہ اس کے پاس آنے  
سے پہلے بھاگ جاتی ہے اور اس کا بہت سا علم ضائع ہو جاتا ہے۔ وہ فرماتے تھے کوئی شخص حکمرانی کا مطالبہ نہ  
کریں مگر ستر سال اپنے نفس کو مجاہدہ میں ڈالنے کے بعد۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے جب لوگ تمہیں اپنا سردار بنا لیں تو تم خادم بنو (ان کی خدمت کرو)

حضرت حجاج بن ارطاط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے حکومت کی طلب اور محبت نے قتل کر دیا۔

حضرت انطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حکمرانی، ریاکاری کی بنیاد، نفس کی معشوق اور شیطان کی

آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ماتحت بنو، سردار نہ بنو کیونکہ دم نجات پاتی ہے اور سر

ہلاک ہوتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص حکمرانی کو پسند کرتا ہے وہ لوگوں کا ذکر نقائص اور عیبوں کے ساتھ کرنا پسند کرتا ہے تاکہ وہ کمال کے ساتھ ممتاز ہو اور وہ اس بات کو نا پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے پاس کسی کا ذکر بھلائی کے ساتھ کریں۔ اور جو شخص حکمرانی سے عشق کرتا ہے وہ اپنی بھلائی کو رخصت کرتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حکمرانی کو ترک کرنا اور عورت سے محبت کو چھوڑنا صبر سے زیادہ کڑوا ہے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم قضائے حاجت کے لئے سوار ہو تو کسی کو اپنے ساتھ پیدل چلنے یا اپنے ساتھ سوار ہونے کی دعوت نہ دو کیونکہ یہ کام مہجوع کے لئے فتنہ اور تالیح کے لئے ذلت شمار ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں سب سے پہلا شخص جس کے ساتھ لوگ مسجد سے گھر تک جاتے تھے، اشعث بن قیس تھے وہ سوار ہوتے اور بچے ان کے آگے آگے ہوتے تو لوگ کہتے اللہ اکبر کی وجہ سے اسے ہلاک کرے۔

اے بھائی! امور دنیا میں سے کسی چیز کی سرداری یا جو اس طرف لے کر جائے، اس سے بچو۔ کتاب کے مختلف مقامات میں اس کے بارے میں بحث آئے گی انشاء اللہ اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## ایک دوسرے کی خیر خواہی

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے بڑا، چھوٹے کی نصیحت پر دل میلا نہیں کرتا۔ اسی طرح چھوٹا، بڑے کی نصیحت پر ناراض نہیں ہوتا۔ اور یہ عمل اس کے خلاف ہے جو آج کل کے حکمران نے اختیار کر رکھا ہے۔

میں (مستف رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک مرتبہ اپنے دور کے ایک بزرگ کو نصیحت کی تو وہ مرتے دم تک مجھ سے نہیں ملے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: مجھے اس نوجوان سے زیادہ کوئی پسند نہیں جو کسی بوڑھے کو نصیحت کرے اور وہ بوڑھا جو کسی نوجوان کو نصیحت کرے۔ اسی وجہ سے توبہ کرنے والا نوجوان اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اَوْصِيكُمْ بِالشَّبَابِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ أَرْقُ الْبِدَةِ الْأَوَّانِ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَرْسَلَنِي شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا فَجَالَسِي الشَّبَابَ وَخَالَفِي الشُّيُوخَ

(ترجمہ) میں تمہیں نوجوانوں سے بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ ان کے دل نرم ہوتے ہیں۔ سنو! اللہ ﷻ نے مجھے شاہد، خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا تو نوجوان میرے پاس ہم مجلس ہو گئے جب کہ بوڑھوں نے میری مخالفت کی۔

اسی سلسلے میں شعراء نے کہا ہے:

ان الفصون اذا لا ينتها اعتدلت  
ولن يلين اذا لا ينته الخشب

(ترجمہ) جب شاخوں کو نرم کر دو تو وہ درست ہو جاتی ہیں اور لکڑی کو نرم کرو گے تو ہرگز نرم نہیں ہوگی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں نوجوان عبادت کم کرتے تھے جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو وہ زیادہ عبادت کرنے لگے۔ انہوں نے کہا رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں ہم عذاب کے اترنے سے محفوظ تھے جب رسول اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو یہ امان چلی گئی۔

حضرت احمد بن حنبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آدمی کو چاہئے کہ جب وہ چالیس سال کا ہو جائے تو وہ کھیل کود اور گناہوں کو چھوڑ دے اور جب اس کے سر میں سفیدی آجائے اور جب بیت اللہ شریف کا حج کر لے اور جب نکاح کر لے تو نکاح کے بعد سب سے بری بات زنا کا ارتکاب کرنا ہے۔

میں (معتمد رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ جو کچھ ذکر کیا گیا ہے اس کی قباحت اس شخص کے لئے زیادہ سخت ہے۔ جوان صفات کو عادت بنالے یہ مطلب نہیں کہ جو شخص چالیس سال کی عمر کو پہنچ جائے اس کے لئے یہ گناہ (پہلے) جائز تھے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کہا جاتا ہے روزہ دار کے لئے غیبت چھوڑنا مستحب ہے (حالانکہ یہ حکم سب کے لئے ہے لیکن روزہ دار کے لئے زیادہ ضروری ہے)۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جنتی زندگی کے مقابلے میں اس دنیا کا معاملہ ایک سانس کی طرح ہے اگرچہ کتنی ہی لمبی زندگی ہو۔ اور جو شخص اس گھڑی کو بھی ضائع کر دے جس کے ذریعے دائمی زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ تو قسم بخدا! وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کے ہاں بوڑھے عبادت گزار کی نسبت عبادت گزار نوجوان زیادہ پسندیدہ ہے۔

ایک شخص حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا اور ان کے گرد کچھ نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا آپ کے پاس یہ نوجوان کون ہیں۔ انہوں نے فرمایا بھلائی تو نوجوانوں میں ہی ہے۔ کیا تم نے اللہ ﷻ کا یہ ارشاد نہیں سنا:

قَالُوا سَمِعْنَا فَتَىٰ يَدُكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ اِبْرَاهِيمُ ۝

(پہلے الانبیاء 65)

(ترجمہ) انہوں نے کہا ہم نے ایک نوجوان کو سنا وہ ان (جووں) کا ذکر کر رہا تھا۔ اس نوجوان کو ابراہیم کہتے

ہیں۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّهُمْ لَفِتِيَّةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ

(پاکہف 13)

(ترجمہ) کچھ نوجوان جو اپنے رب پر ایمان لائے۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ لِفَتَاهُ إِنَّا غَدَاءٌ نَأْتِي

(پاکہف 62)

(ترجمہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان (غلام) سے فرمایا ہمارا ناشتہ لاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا وہ نوجوان تھے۔

زبور میں ہے: مَا بَلَغَ أَحَدٌ سَعِيْنًا سِنَةً إِلَّا اشْتَكَى مِنْ غَيْرِ عِلَّةٍ

(ترجمہ) جو شخص ستر سال کی عمر کو پہنچتا ہے وہ کسی بیماری کے بغیر ہی بیمار رہتا ہے۔

حضرت محمد بن حسان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: اپنے نفس سے اس سال گذشتہ سال جیسے عمل کا

مطالبہ نہ کرو کیونکہ انسان روز بروز کمی کی طرف جا رہا ہے۔

کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا جو لوگ میرے ساتھی تھے وہ مجھ

سے آگے چلے گئے اور جو میرے پیچھے ہیں وہ مجھ تک پہنچ رہے ہیں۔ اور میں نے بھلائی کی جو بات سنی تھی بھلا

رہا ہوں اور میری یہ حالت ہو گئی ہے کہ جب میں کھڑا ہوتا ہوں تو زمین میرے قریب ہو جاتی ہے اور جب

میں بیٹھتا ہوں تو دور ہو جاتی ہے۔ اور میں اس حالت کو پہنچ چکا ہوں کہ مجھے ایک کے دو نظر آتے ہیں اور میں

جس کو سفید دیکھنا چاہتا تھا وہ چیز سیاہ ہو گئی اور جس کو سیاہ دیکھنا پسند کرتا تھا وہ سفید ہو گئی۔ اور جس کا سخت ہونا

پسند تھا وہ نرم ہو گئی۔

تو اے بھائی! جو کچھ میں نے تیرے لئے ذکر کیا ہے اس میں غور کرو اور اپنی جوانی کو قیمت سمجھو اور

اپنے بڑھاپے کو کثرت استغفار کا پیوند لگا شاید تیرے دین سے جو کچھ پھٹ گیا اس کو جوڑا جاسکے۔ اور تمام

تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا مالک اور پالنے والا ہے۔

## بچوں کے ساتھ بھی حسن ادب

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ بڑی عمر کے لوگ تو ایک طرف، وہ

بچوں کے ساتھ بھی حسن ادب کا سلوک کرتے ہیں۔ دور کے تعلق والوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرتے ہیں۔ قرابت داروں سے تو یہ سلوک کرتے ہی ہیں۔ عالم تو درکنار جاہل سے حُسن ادب کا سلوک کرتے ہیں۔ اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام سے فرمایا:

فَقُولَا لَهُ، قَوْلًا لِّبِنَا

(پ ۱۶ ط ۴۴)

(ترجمہ) فرعون سے نرمی کے ساتھ بات کرنا۔

حالانکہ فرعون تو تمام کافروں سے بڑھ کر نافرمان تھا۔ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ درجات کی بلندی زیادہ ادب کے ساتھ ہوتی ہے اور ادب کی اصل یہ ہے کہ اپنے اندر نقصان اور دوسروں میں کمال کی خواہش ہو جب کہ کم ادب والوں کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو تیز نظر سے دیکھے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کو جب ولیمہ کی طرف بلایا جاتا تو وہ بچوں اور مسکین لوگوں کے ساتھ بیٹھتے، مالداروں کو چھوڑ دیتے۔

حضرت سعید بن عامر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: جو شخص کسی شخص کا ایسا وصف بیان کرے جو اس میں نہیں تو فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ایک دن ایک شخص نے جو ان کو پہچانتا نہیں تھا ان سے کہا یا اصلع! (جس کے سر کے اگلے حصے کے بال گر گئے ہوں اس کو اصلع کہتے ہیں) تو انہوں نے اس سے فرمایا اے میرے بھائی! اس بات سے بے نیاز ہو کہ فرشتے تم پر لعنت بھیجیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے: وہ شخص اللہ ﷻ کی معرفت سب سے زیادہ رکھتا ہے جو لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) پڑھنے والوں کی زیادہ تعظیم کرتا ہے۔

حضرت بکر بن عبد اللہ حرنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم اپنے سے بڑے آدمی کو دیکھو تو اس کی تعظیم کرو۔ اور کہو کہ یہ شخص اسلام اور نیک اعمال میں مجھ سے سابق ہے۔ اور جب اپنے سے چھوٹے کو دیکھو تو اس کی تعظیم کرو اور یہ خیال کرو کہ میں گناہوں میں اس سے سبقت کر گیا ہوں۔

اور جب لوگ تمہاری عزت کریں تو کہو یہ مجھ پر اللہ ﷻ کا فضل ہے میں اس کا مستحق نہیں ہوں۔ اور جب لوگ تمہاری توہین کریں تو کہو یہ اس گناہ کے سبب سے ہے جس کا میں مرتکب ہوا ہوں۔ اور جب تم نے اپنے پڑوسی کے کتے کو کنکری ماری تو گویا تم نے پڑوسی کو اذیت پہنچائی۔

حضرت وہب بن منہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

زیادہ سوالات شروع کیے اور ان کو پریشان کر دیا تو اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احترام کے طور پر ایک دن میں ایک ہزار نبیوں کی طرف وحی فرمائی تاکہ وہ آپ ﷻ کے مددگار ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نفس میں غیرت پائی تو اللہ ﷻ نے ایک دن میں ان سب کو موت دے دی۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں انبیاء کرام علیہم السلام کی غیرت قابل تعریف ہے کیونکہ وہ معصوم ہونے کی وجہ سے نفسانی خواہشات سے نکل چکے ہوتے ہیں اور ان انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح کو قبض کرنا بطور سزا نہ تھا بلکہ یہ بات اللہ ﷻ کے علم میں تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معاونت کے بعد ان کی زندگی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: بندہ اس وقت تک مقام احسان تک نہیں پہنچتا جب تک وہ اپنے ساتھیوں سے اچھا سلوک نہ کرے اگرچہ ایک ساعت ہو اور جب وہ بکری فروخت کرتے تو خریدار کو اس کے بارے میں حسن سلوک کی تلقین کرتے اور فرماتے اس نے ہمارے ساتھ کچھ وقت گزارا ہے۔

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تین باتوں میں مردوں کے اخلاق کم ہو گئے ہیں: (1) اپنے بھائیوں کے اخلاق کی تعظیم (2) ان کے صیوں کی پردہ پوشی (3) اور ان کی طرف سے ایذا برداشت کرنا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے وہ قوم بری ہے کہ اگر ان کے درمیان مومن مالدار ہو تو اس کی تعریف کرتے ہیں اور اگر وہ محتاج ہو تو اس کو ذلیل و رسوا کرتے ہیں۔ اور جب چھوٹا بڑے کے آگے چلے تو اسے نیکیوں سے محرومی کی سزا دی جاتی ہے۔

لوگوں نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص کی تعریف کی اور کہا کہ وہ ہریرہ (عمدہ کھانا شمار ہوتا ہے) نہیں کھاتا۔ انہوں نے پوچھا کہ اس نے ہریرہ کھانا کیوں چھوڑا ہے؟ دیکھو وہ صلہ رحمی کیسے کرتا ہے؟ دیکھو وہ غصہ کس طرح پیتا ہے؟ دیکھو پڑوسیوں، بیواؤں اور یتیموں پر اس کے رحم کی کیا صورت ہے اور دیکھو اپنے (مسلمان) بھائیوں سے اس کا حسن سلوک کیسا ہے؟

حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا اور بھلائی کی طرف ان کی راہنمائی کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو کچھ لوگوں کو اجرت پر حاصل کرتا ہے اور وہ دن رات اس کی زندگی میں اور اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے اپنے بدنوں اور مالوں کے ساتھ کام کرتے ہیں۔



حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو مال کی تمنا کرتے ہوئے سنا تو انہوں نے پوچھا مال کے ساتھ کیا کرو گے؟ اس نے کہا کم مال والوں پر سخاوت کروں گا۔ انہوں نے فرمایا تم کم مال والوں کو چھوڑو، ان کی ضروریات اللہ ﷻ کے ذمہ کرم پر ہیں اس طرح تم ان سے محبت کرو گے کیونکہ جب ان کی ضروریات تمہارے ذمہ ہوں گی تو تم ان سے نفرت کرو گے اور لوگ تمہارے دل پر بوجھ بنیں گے۔ وہ فرماتے تھے مسلمان بھائی کی تعظیم یہ ہے کہ جب کسی دوسرے شہر میں اس کا کوئی عزیز فوت ہو جائے تو تم اس کی تعزیت کے لئے سفر کرو۔

حضرت ابو معاویہ اسود رحمۃ اللہ علیہ، شام سے مکہ مکرمہ کی طرف گئے تاکہ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے علی رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کریں اور وہاں حج یا عمرہ کے لیے نہیں نکلے (یہ غلوں کی علامت ہے) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ قیامت کے دن اللہ ﷻ اس کو جہنم کی آگ سے بچائے تو وہ مومن پر رحم کرنے والا لازم دل ہو۔

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ رات کو عبادت کے لیے قیام کرتے تھے اور جب ان کی والدہ کی طلب ہوتی کہ وہ صبح تک ان کے پاؤں دبائیں تو وہ اس عمل کو نماز سے افضل سمجھتے تھے (نفل نماز مراد ہے)۔ میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں انسان کے مرشد اور استاد کے بارے میں بھی اس قسم کی بات کہی گئی ہے۔

حضرت کھمبس بن حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں اپنی ماں کی خدمت کرتا تھا اور ان کے نیچے سے گندگی اٹھاتا تھا تو سلیمان بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف پیسوں کی ایک تھیلی بھیجی اور کہا کہ اس سے ایک خادم خریدو جو تمہاری ماں کی خدمت کرے لیکن میں نے انکار کر دیا اور کہا کہ میری والدہ نے میرے بچپن میں میری خدمت کے لیے اپنے سوا کسی اور کو پسند نہیں کیا تو میں اس بڑی عمر میں اس کی خدمت کے لیے کسی دوسرے کو کیسے پسند کر سکتا ہوں۔

حضرت مورق العجلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ماں کے سر میں جوئیں تلاش کرتے اور اپنے علاوہ کسی کو اس کی جوئیں نکالنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اللہ ﷻ کے ارشاد گرامی۔

وَلَا تَقُلْ لِهَٰمًا اَبٌ

(پہلی اسرائیل ۲۳)

(ترجمہ) اور انہیں (ماں باپ کو) اف تک نہ کہو۔

کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جب وہ بڑی عمر کو پہنچ جائیں اور ان کی گندگی اٹھانے والا وہ شخص موجود ہو جس کی گندگی اس کے بچپن میں وہ اٹھاتے تھے تو اس وقت وہ ان کو اف تک نہ کہے اور نہ ان کو

جھڑ کے اور اپنی ناک میں ان کے پاخانے کی بو کو محسوس نہ کرے جس طرح وہ اس کے پاخانے کی گندگی کو محسوس نہیں کرتے تھے۔ ان اخلاق میں والدین کے ساتھ ادب و احترام کے سلوک کے بارے میں متعدد مقامات پر گفتگو ہوگی۔

جو شخص اپنے باپ یا اپنی ماں کا نام لیتا ہے وہ ان کی نافرمانی کرتا ہے البتہ یہ کہ وہ کہے اے میرے ابا جان! اے میری ماں اور اگر وہ والدین کے آگے آگے چلے تو اس نے ان کی نافرمانی کی مگر یہ کہ ان کے سامنے سے تکلیف وہ چیز کو ہٹائے جس طرح ابن محیر بزرگہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔  
تو اے بھائی! اپنے تمام مسلمان بھائیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو خصوصاً فقراء اور مساکین کے ساتھ۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## برے خاتمہ کے سلسلے میں اللہ ﷻ سے زیادہ ڈرنا

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اللہ ﷻ سے بہت زیادہ ڈریں کہ کہیں وہ ان کو برے انجام میں مبتلا کر کے جہنم میں اپنے آپ سے پردے میں نہ کر دے اور ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) میں سے کوئی تفکر اور حزن (غم) میں اس قدر ڈوب جاتا کہ حاضرین سے غائب ہو جاتا۔  
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب یہ حدیث سنتے ”اٰخِرُ مَنْ يُنۡخَرُجُ مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يُنۡخَرُجُ بَعْدَ اَلْفِ سَنَةٍ“

(ترجمہ) جہنم سے آخر میں نکلنے والا شخص وہ ہوگا جو ایک ہزار سال کے بعد نکلے گا۔

تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کاش وہ شخص میں ہوتا۔ ایک دن ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کیا وہ جہنم سے نہیں نکلے گا؟

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے (عام طور پر) جو شخص اپنے دین کے بارے میں بے خوف ہوتا ہے اس سے وہ (دین) سلب کر لیا جاتا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اکثر لوگوں سے ایمان موت کے وقت لے لیا جاتا ہے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب فرشتے مومن کی روح لے کر اوپر جاتے ہیں در آنحالیکہ وہ حالت اسلام پر فوت ہوا تو فرشتوں کو اس پر تعجب ہوتا ہے اور وہ کہتے ہیں یہ شخص دنیا سے کیسے نجات پا گیا حالانکہ اس میں ہمارے پسندیدہ بندے (بھی) ہلاک ہو گئے۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندے کی روح اس بات پر نکلتی ہے جو موت سے (اس کے دین) پر غالب ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں ایسے شخص کے پاس گیا جو قریب المرگ تھا۔ فرماتے ہیں میں

جب بھی ”لا الہ الا اللہ“ پڑھتا تو وہ درہموں کی گنتی کرتا۔

حضرت مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب کوئی شخص ہلاک ہوتا ہے تو مجھے اس بات پر تعجب نہیں ہوتا کہ وہ کیسے ہلاک ہوا؟ بلکہ مجھے اس بات پر تعجب ہوتا ہے کہ نجات پانے والے نے نجات کیسے پائی؟ اور اللہ ﷻ کسی بندے پر اس سے افضل نعمت کا احسان نہیں کرتا جس قدر اسلام کے ذریعے ان پر احسان کرتا ہے۔ (یعنی سب سے افضل نعمت اسلام ہے)

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر موت میرے قبضے میں ہوتی تو میں اپنے نفس کو اس کا ذائقہ حالت اسلام میں ہی چکھاتا۔ لیکن وہ میرے بس کی بات نہیں۔

ایک دفعہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ روئے حتیٰ کہ ان پر بے ہوشی طاری ہوئی۔ ان سے پوچھا گیا کہ کس بات پر رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہم ایک زمانے تک گناہوں پر روتے رہے اور اب اسلام پر رو رہے ہیں یعنی یہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں (اسلام) ہم سے چلا ہی نہ جائے۔

آپ فرماتے تھے بعض اوقات ایک شخص بتوں کی پوجا کرتا ہے اور وہ اللہ ﷻ کے ہاں نیک ہوتا ہے اور بعض اوقات اطاعت کرتا ہے حالانکہ اللہ ﷻ کے ہاں وہ بد بخت لکھا ہوتا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے:

إِنْ أَحَدُكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّىٰ مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا

(صحیح مسلم کتاب القدر جلد 2 صفحہ 332 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(مسند احمد بن حنبل، مرویات عبداللہ بن مسعود جلد 1 صفحہ 414 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) بے شک تم سے ایک شخص جنتیوں والے اعمال کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ جاتا ہے پس وہ جہنمیوں والے کام کرتا ہے اور اس (جہنم) میں داخل ہو جاتا ہے۔

یہ وہ بات ہے جو عقلوں کو حیران کر دیتی ہے اور حدیث شریف میں ہے۔

أَصْدَقُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَكْثَرُهُمْ تَفْكَرًا فِي الدُّنْيَا وَأَشَدُّ النَّاسِ فَرَحًا فِي الْجَنَّةِ أَكْثَرُهُمْ بُكَاءً فِي الدُّنْيَا

(ترجمہ) سب سے سچا مومن وہ ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ (آخرت کی) فکر کرتا ہے اور جنت میں سب سے زیادہ خوش وہ شخص ہوگا جو دنیا میں سب سے زیادہ روتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تفکر اور عبرت حاصل کرنا مومن کے دل سے حکمت نکالتے ہیں پس تم اس سے وہ باتیں سنو گے جو دانا لوگوں کو پسند ہوتی ہیں ان باتوں کے سامنے علماء کی گردنیں

۱۔ غالباً آپ کا مطلب یہ ہے کہ حالت اسلام میں ہی موت آنی چاہئے انسان کو پتہ نہیں ہوتا کہ کس حالت میں موت آئے گی لہذا موت اختیار میں ہوتی تو حالت اسلام میں ہی اس کو اپنا لیا جاتا۔ ۱۲ ہزاروی

جھک جاتی ہیں اور فقہاء کو ان باتوں پر تعجب ہوتا ہے اور اہل ادب ان کو یاد کرنے کی جلدی کرتے ہیں۔  
حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مومن کا خوف اور غم اس کے نور بصیرت کی مقدار کے مطابق ہوتے ہیں۔ اور حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ اس عورت کے چہرے کی طرح تھا جس کا بچہ گم ہو گیا ہو اور جو شخص ان کی زیارت کرتا اس کے دل سے سختی نکل جاتی تھی اور وہ فرماتے تھے اس شخص کی مجلس اختیار کرو جس کے ساتھ گفتگو سے پہلے اس کی زیارت تمہیں صاحب فضیلت بنا دے۔

حضرت وہب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اپنے دل کو دھو ڈالیں انہوں نے عرض کیا اے میرے رب ﷻ وہاں تک پانی نہیں پہنچتا میں اسے کس طرح دھوؤں؟ فرمایا اس پر بہت زیادہ غم اور فکر کرو جو میری طرف سے اس کو نہ مل سکا اور اس پر جو نہیں ملے گا۔

حضرت ابراہیم بن ادم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دلوں کو جو بیماریاں پہنچتی ہیں ان کی بنیاد گناہ میں پڑنا ہے جس طرح بدن میں بیماریوں کی بنیاد امراض ہیں اور اللہ ﷻ نے ہر بیماری کے لیے دوا پیدا کی ہے جب کسی شخص کا غم زیادہ ہو جائے تو اس کی آنکھوں کے آنسو اس کے دل کی طرف لوٹتے ہیں اور اس کے بدن کو کمزور کر دیتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا کیا آپ اپنی داڑھی کو خضاب لگا کر اس کی سفیدی کو نہیں بدلتے؟ انہوں نے فرمایا خضاب زینت میں شمار ہوتا ہے اور ہم رات اور دن ماتم اور غم میں ہیں۔  
لوگوں نے حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کیا وجہ ہے ہم آپ کو ہمیشہ مغموم دیکھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ حاکم (اللہ ﷻ) کی طرف سے میں حقوق کی عدم ادائیگی کے جرم میں مطلوب ہوں۔ اور وہ فرماتے تھے گناہوں کے غم کے علاوہ ہر گناہ عنقریب ختم ہو جائے گا وہ (گناہ کا غم) ہر سانس کے ساتھ جدت اختیار کرتا ہے۔

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ اللہ ﷻ کے قول **اَلَا تَخَافُوْنَ وَلَا تَحْزَنُوْنَ** (پ ۳۳ حم اسجد ۳۰) (ترجمہ) ”تم پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم“۔

کی تفسیر میں فرماتے تھے یہ بات اس سے کہی جائے گی جو دنیا میں بہت زیادہ خوف اور غم میں رہتا ہے اور جو شخص گناہ کرتا اور اس پر اکتارتا ہے اور نادم نہیں ہوتا اسے ان باتوں میں سے کوئی بات نہیں کہی جائے گی۔ (یعنی وہ خوف اور غم سے آزاد نہ ہوگا)

حضرت معاذ بن جبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی شخص کے لیے خوشی کا اظہار جائز نہیں جب تک جہنم کے پل یعنی پل صراط کو عبور نہ کرے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم روتے اور فرماتے تھے جانور، پرندے اور مچھلیاں آرام کر رہی ہیں اور میں اپنے عمل کی فکر میں بندھا ہوا ہوں۔ (خوف خدا اور کس نفسی کی وجہ سے ایسا فرماتے تھے)۔

حضرت صالح بن عبد الجلیل رحمۃ اللہ علیہ عید کے دن اپنے اہل و عیال کو اکٹھا کرتے اور وہ سب بیٹھ کر روتے تھے۔ ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا بے شک میں بندہ ہوں اللہ ﷻ نے مجھے اپنی فرمانبرداری کا حکم دیا اور اپنی نافرمانی سے روکا اب مجھے معلوم نہیں کہ میں نے ان دونوں باتوں پر عمل کیا یا نہیں؟ عید کے دن خوشی اور سرور کے لائق وہی شخص ہے جو اللہ ﷻ کے عذاب سے بے خوف ہو

اور رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے ”جب بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آتے ہیں وہ خوف زدہ ہوتے ہیں کیونکہ اللہ ﷻ کے خوف سے وہ کانپ رہے ہوتے ہیں۔“

حضرت وہب بن منہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس لیے خلیل بنایا کہ وہ اللہ ﷻ سے بہت ڈرتے تھے اور لوگ ان کے دل کی دھڑکن ایک میل کے فاصلے سے سنتے تھے (مجازی معنی مراد ہے یعنی بہت زیادہ خوف رکھتے تھے)

حضرت موسیٰ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب ہم حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تو گویا ایک آگ ہے جس نے ہمیں گھیر رکھا ہے کیونکہ ہم ان میں سخت خوف اور پریشانی دیکھتے تھے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جب وہ اللہ ﷻ کی عظمت کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے دل ان کے پیٹوں کے اندر کٹ جاتے ہیں پھر جڑ جاتے ہیں پھر کٹتے ہیں اور پھر ٹھیک ہو جاتے ہیں پھر کٹتے ہیں اور پھر ٹھیک ہو جاتے ہیں اور جب تک زندہ رہتے ہیں وہ اسی طرح ٹھیک رہتے ہیں اور وہ فرماتے تھے بندہ اللہ ﷻ سے اسی قدر ڈرتا ہے جس قدر اسے اللہ ﷻ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت ابراہیم بن حارث رحمۃ اللہ علیہ اللہ ﷻ کے خوف اور اس سے حیا کی وجہ سے اپنے سر کو کبھی اوپر نہیں اٹھاتے تھے کیونکہ آسمان قبلہ دعا ہے۔

لوگ کہتے ہیں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اور فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ پر اکثر خوف طاری رہتا تھا اور وہ اپنے منہ نکل پڑتے تھے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ وہ کہاں گئے ہیں (کہاں جا رہے ہیں)

حضرت عمران بن حصین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں راکھ بن جاؤں اور تیز ہوا کے دن ہوا مجھے اڑا کر بکھیر دے۔

حضرت اسحاق بن خلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے وہ شخص جو روتا اور آنسو بہاتا ہے وہ ڈرنے والا نہیں

ڈرنے والا وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن کی وجہ سے اللہ ﷻ کے عذاب کا ڈر ہوتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ فرماتے تھے میں نے اللہ ﷻ کا قول

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط

(پ۔ال عمران ۱۸۵)

(ترجمہ) ہر نفس نے موت کو چکھنا ہے۔

پڑھا اور میں اسے بار بار پڑھنے لگا تو اچانک غیب سے آواز دینے والے (ہاتف) نے آواز دی اور کہا۔ تم کب تک اس آیت کا تکرار کرتے رہو گے اس آیت کو سن کر چار ہزار جن ہلاک ہو گئے ہیں اور انہوں نے (اسے سن کر) آسمان کی طرف سر نہیں اٹھایا حتیٰ کہ وہ مر گئے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ عرفہ (نوذوالحجہ) کے دن زوال سے غروب آفتاب تک اپنی داڑھی کو پکڑ کر کھڑے رہے اور کہنے لگے ہائے رسوائی اگر میری مغفرت ہو بھی گئی۔

حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ غیر مطمئن بیٹھتے ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا مطمئن ہو کر وہ شخص بیٹھتا ہے جو اللہ ﷻ کے عذاب سے بے خوف ہو اور میں اس بات سے بے خوف نہیں ہوں کہ دن اور رات میں (کسی وقت) مجھ پر عذاب نازل ہو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر غفلت نہ ہوتی تو تمام مخلوق اللہ ﷻ کے خوف سے مرجاتی۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے ارادہ کیا کہ گھر والوں کو وصیت کروں کہ وہ مجھے جھکڑیاں اور بیڑیاں ڈال کر اس حالت میں قبر میں داخل کر دیں جس طرح اپنے آقا سے بھاگنے والے مجرم کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مزید فرماتے تم میں سے کوئی ایک کس طرح جنت میں داخل ہونے اور حور و قصور کی تمنا کرتا ہے حالانکہ وہ بھڑکتی ہوئی آگ اور ہلاکت کے لائق ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم میں کسی نبی مرسل ﷺ اور کسی مقرب فرشتے پر رشک نہیں کرتا کیونکہ یہ سب لوگ یوم قیامت کے ہولناک منظر کا مشاہدہ کرتے ہیں میں اس پر رشک کرتا ہوں جو ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول پہلے گزر چکا ہے کہ بندے کے لیے مناسب ہے کہ وہ اللہ ﷻ کے نزدیک اس کے بہت بڑے غلام کی طرح ہو اور اپنے نزدیک بدترین غلام کی طرح ہو اور مخلوق کے نزدیک ان کے متوسط طبقہ سے ہو۔

حضرت فرقد بنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بیت المقدس میں پانچ سو کنواریاں داخل ہوئیں تو بعض عیسائی پادریوں نے ان پر کچھ امور آخرت کو مکر کر دیا تو وہ سب اسی وقت مر گئیں اور ان پر ٹاٹ کا لباس تھا

(مکدر کرنے سے مراد پریشان کرنا ہے)

حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ یوں دعا کرتے تھے اے اللہ ﷻ! میں تجھ سے غفور و گزیر کی دعا کرتا ہوں اور یہ بات کہنے کی کبھی جرأت نہیں کرتے تھے کہ یا اللہ ﷻ مجھے جنت میں داخل کر دے۔

حضرت فرقہ سنجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تو ان کو یوں پایا کہ انہوں نے اپنا رخسار دھوپ میں زمین پر رکھا ہوا تھا ہم نے ان کی طرف دیکھا تو رونے کی وجہ سے ان کے چہرے پر آنسوؤں کے مقام سے کھال اتر گئی تھی اور ہم نے دیکھا کہ ان کے رخسار کے نیچے زمین کیچڑ بن چکی تھی اور وہ اکثر اپنے آنسوؤں کو اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے ارد گرد پھینک دیتے تھے تاکہ آنے والا یہ خیال کرے کہ یہ وضو کا پانی ہے۔ (حقیقت مراد نہیں بلکہ آنسوؤں کی کثرت مراد ہے)

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے چالیس سال تک اپنا چہرہ آسمان کی طرف نہیں اٹھایا ایک دن انہوں نے بے خبری میں چہرہ اٹھایا تو پیٹ کے بل گر پڑے اور ان کے پیٹ میں سوراخ ہو گیا جس کی وجہ سے وہ مسلسل بیمار رہے حتیٰ کہ انتقال فرما گئے۔

اور جب ان کے شہر والوں کو کوئی مصیبت پہنچتی تو وہ (حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے یہ عطاء کے گناہ کی وجہ سے ہے اگر وہ ان لوگوں کے شہر سے نکل جاتا تو ان لوگوں پر یہ مصیبت نازل نہ ہوتی اور وہ اکثر رات کے وقت اس خوف سے اپنی جلد کو ہاتھ لگاتے رہتے کہ کہیں مسخ نہ ہو جائے۔

وہ فرماتے تھے ایک مرتبہ ہم عقبہ غلام رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نکلے تو میں ایک جگہ سے گزرا وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش آیا تو فرمایا یہ وہ جگہ ہے جہاں میں نے اللہ ﷻ کی نافرمانی کی اور میں بالغ نہیں تھا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے چالیس سال تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی حتیٰ کہ ان کے بدن کمزور ہو گئے اور ان کے رنگ بدل کر ہندوستانی خربوزے کے چھلکے کی طرح ہو گئے۔

اس کتاب میں مزید بحث آئے گی اور ان لوگوں میں ایک پر رونے کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہو جاتی اور بعض پر مرتے دم تک اس طرح رویا جاتا جس طرح مرنے والے پر رویا جاتا ہے۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## قیام لیل کی پابندی

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ گرمیوں سردیوں کے موسم میں ہمیشہ رات کے وقت عبادت کے لیے کھڑے رہتے اور وہ اس عمل کو اپنے اوپر تاکید سمجھتے گویا فرض ہے حتیٰ کہ وہ

کہتے تھے جو سالک (بند کے) غلبہ کے بغیر رات کو سو جائے تو وہ طریقت میں کچھ نہیں کر سکتا۔  
اور اکثر سالکین اس خلق سے غافل ہیں اور وہ رات کے وقت بچھونوں پر اس طرح سو جاتے ہیں  
جیسے عام لوگ اور دنیا دار سوتے ہیں اور ان میں سے بعض روزانہ حمام میں داخل ہوتے ہیں اور سورج کے  
طلوع ہونے تک باہر نہیں نکلتے اور وہ کسی ضرورت کے تحت اس طرح نہیں کرتے بلکہ عیاشی کے لیے ایسا  
کرتے ہیں۔

اور سب سے بڑا شیخ وہ ہے جو ہر روز صبح سویرے حمام کی طرف جاتا ہے اور عام لوگ نیز اس کے  
مرید اسے دیکھ رہے ہوتے ہیں اور میں نے رات کے شہسواروں میں سے آخر میں جس شخص کو دیکھا وہ شیخ محمد  
بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ تھے ان کا رات کا وظیفہ پانچ سو رکعات تھیں اور حضرت مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی ورد ہے اور  
احوال و کرامات والے شیخ، شیخ فرج رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ مصر کے ضلع شرقیہ میں شاہ شلمون کے پاس رہتے تھے وہ  
سیدی محمد کے پاس آتے اور کہتے صہیب کے چرواہے کو خوش آمدید کہوں کہ وہ قیام لیل کی پابندی کرتے تھے  
اور وہ سردیوں کے موسم میں چھت کے اوپر تہجد پڑھتے تھے اور حدیث شریف میں آتا ہے۔

عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ لِأَنَّ ذَابَ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَمَقْرُبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ وَتَكْفِيرٌ  
لِخَطَايَاكُمْ وَمَنْهَاجٌ عَنِ الْإِثْمِ وَمَطْرَدَةٌ لِلذَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ

(جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث 3560 جلد 5 صفحہ 322۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت،

کنز العمال حدیث 21409 جلد 7 صفحہ 786 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

(ترجمہ) تم پر رات کا قیام لازم ہے کیونکہ یہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ ہے، تمہارے رب ﷻ کے قرب  
کا ذریعہ ہے تمہاری خطاؤں کا کفارہ ہے تمہارے لیے گناہوں سے رکاوٹ ہے اور جسم سے بیماریوں کو دور  
کرنے کا باعث ہے۔

حضرت سلیمان بن داؤد رضی اللہ عنہما کی والدہ نے کہا اے میرے بیٹے! رات کو نہ سونا کیونکہ جو شخص  
رات کے وقت سوتا ہے وہ قیامت کے دن نیکیوں سے مفلس آئے گا اور اللہ ﷻ نے حضرت داؤد رضی اللہ عنہ کی  
طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد (علیک السلام) وہ شخص جھوٹ کہتا ہے جو میری محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور جب رات  
چھا جاتی ہے تو وہ مجھے (میرے ذکر کو) چھوڑ کر سو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَهَيِّئُ مَلَايِكَةً بِالْعَبْدِ إِذَا قَامَ يَتَهَجَّدُ مِنَ اللَّيْلِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ  
وَيَقُولُ انظُرُوا إِلَى عَبْدِي خَرَجَ مِنْ تَحْتِ لِحَائِهِ وَتَرَكَ الدُّنْيَا وَإِمْرَأَتَهُ الْحَسَنَاءَ يُنَاجِيُنِي  
بِكَلَامِي أَشْهَدُكُمْ أَنِّي لَدَا حَفْرَتِ لَهْ

(ترجمہ) بے شک اللہ ﷻ فرشتوں کے سامنے اپنے بندے پر فخر کرتا ہے جب وہ سرد رات میں تہجد کے



لیے کھڑا ہوتا ہے اور اللہ ﷻ فرماتا ہے میرے بندے کی طرف دیکھو یہ اپنے لحاف کے نیچے سے نکلا اور دنیا کو نیز اپنی خوبصورت بیوی کو چھوڑ کر میرے کلام کے ذریعے مجھ سے گفتگو کر رہا ہے میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رات کے وقت کھڑے ہوتے اور پوچھتے اے نافع! ہم نے سحری کر لی (یعنی سحری کا وقت ہو گیا) وہ عرض کرتے نہیں پس وہ نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے پھر پوچھتے اے نافع! سحری کا وقت ہو گیا ہے؟ وہ جواب دیتے جی ہاں تو وہ بیٹھ جاتے اور طلوع فجر تک استغفار میں مشغول رہتے۔

حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام ایک رات اپنا وظیفہ چھوڑ کر سو گئے اور انہوں نے جو کی روٹی سیر ہو کر کھائی تھی تو اللہ ﷻ نے ان کی طرف وحی فرمائی ”اے یحییٰ علیک السلام! اگر تم اچھی طرح جنت الفردوس میں جھانک لیتے تو تمہارا جسم پکھل جاتا اور تم آنسوؤں کے بعد پیپ کے ساتھ روتے اور ناٹ کے بعد لوہا پہن لیتے۔

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ بعض اوقات رات بھر ایک آیت کا ورد کرتے رہتے اور بیہوش ہو کر گر جاتے حتیٰ کہ کئی دنوں میں ان کی عیادت کی جاتی جس طرح مریض کی عیادت کی جاتی ہے۔ اور آپ اپنی خلافت کے دنوں میں رات اور دن میں سوتے نہیں تھے صرف بیٹھے بیٹھے سر جھک جاتا تھا۔

اور حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب میں رات کو سو جاؤں تو اپنے نفس کو ضائع کروں گا اور اگر دن کے وقت سوؤں گا تو اپنی رعایا کو ضائع کروں گا اور ان کے بارے میں مجھ سے سوال کیا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تہجد کے لیے کھڑے ہوتے جب لوگ سو جاتے تو ان سے شہد کی بکھی کی آواز سنائی دیتی حتیٰ کہ صبح ہو جاتی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے نفس سے غافل ہوتے اور زیادہ کھانا کھا لیتے تو تمام رات قیام کرتے اور فرماتے تھے جب گدھے کے چارے میں اضافہ کیا جاتا ہے تو اس کی مشقت بھرے بوجھوں کے سلسلے میں اس کی تھکاوٹ بھی بڑھ جاتی ہے۔

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ عشاء کے وقت اپنا کھونا بچھاتے اور اس پر پہلو بدلتے رہتے اور صبح تک روتے رہتے تھے اور اکثر اوقات عشاء سے فجر تک بے قرار کھڑے رہتے اور اکثر اوقات فجر تک سر جھکائے بیٹھے رہتے کسی سے گفتگو نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جہنم کے خوف نے عبادت گزار لوگوں کی آنکھوں سے نیند اڑا دی ہے۔

پہلے بزرگ اس شخص کے چہرے کو پہچان لیتے تھے جو رات کو قیام کرنے کی بجائے سو جاتا تھا اور وہ

فرماتے ہم نے تمہیں بارگاہ خداوندی میں نہیں دیکھا بلکہ فلاں فلاں موجود تھا اور ان لوگوں میں تحائف تقسیم ہوئے تھے۔ اور وہ لوگ ایک دوسرے کے اس عیب کو ظاہر کرتے کہ وہ بستر پر سویا ہے جو اس کے لیے بچھایا گیا تھا۔

اور ان میں سے کوئی سفر سے واپسی پر اپنے بستر پر بیٹھے بیٹھے سو گیا اور رات کا وظیفہ ادا نہ کر سکا تو اس نے قسم کھائی کہ وہ مرتے دم تک بچھونے پر نہیں سوئے گا۔

حضرت عبدالعزیز بن رواد رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بچھونا بچھایا جاتا تو وہ اس پر ہاتھ رکھ کر فرماتے تھے تم کس قدر نرم ہو لیکن جنت کا بچھونا تم سے زیادہ نرم ہے پھر نماز کے لیے کھڑے ہوتے اور فجر تک نماز پڑھتے رہتے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں رات بھر فجر تک قیام کرتا ہوں تو میرا دل دھل جاتا ہے اور میں کہتا ہوں دن، اپنی تمام آفات کے ساتھ آ گیا۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ، مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ مرتے دم تک ہمیشہ رات بھر قیام کرتے رہے ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کیا آپ رات کے وقت ایک گھڑی آرام نہیں کرتے؟

انہوں نے فرمایا رسول اکرم ﷺ نے (نماز کے لیے) قیام کیا حتیٰ کہ آپ کے پاؤں مبارک پھول گئے اور ان سے خون نکلنے لگا حالانکہ اللہ ﷻ نے آپ کے سبب سے آپ کے اگلوں اور پھلوں کے گناہ بخش دیئے تھے تو میں کس طرح سو جاؤں جب کہ مجھے معلوم نہیں کہ اللہ ﷻ نے میرا ایک گناہ بھی بخشا ہے یا نہیں؟ اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص قیام لیل کو ترک کرتا ہے وہ کسی گناہ کی وجہ سے ترک کرتا ہے جس کا اس نے ارتکاب کیا۔ ہر رات غروب آفتاب کے وقت اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو اور اپنے رب ﷻ کے ہاں توبہ کرو تا کہ رات کے وقت قیام کر سکو۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے تھے رات کا قیام اس شخص پر بھاری ہوتا ہے جس پر خطاؤں کا بوجھ ہو۔

حضرت ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے علماء اور عبادت گزار لوگوں کو اس طرح پایا کہ وہ رات کے وقت سوتے نہیں تھے اور میں جب رات کے وقت کسی مکان یا کسی مسجد کا چکر لگاتا تو وہاں سے شہد کی مکھی کی بھینٹ جیسی آواز سنتا تو ہمارے زمانے کے ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس بات (عذاب) سے بے خوف ہیں جس سے وہ لوگ (اسلاف) ڈرتے تھے۔

حضرت صلہ بن اشیم رحمۃ اللہ علیہ عشاء سے فجر تک نماز کے لیے کھڑے رہتے پھر نماز سے فراغت کے بعد کہتے اے میرے رب! مجھے جہنم سے بچالے میرے جیسے آدمی کے لیے جنت کا سوال کرنا مناسب نہیں ایک شخص نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میں قیام لیل کی طاقت نہیں رکھتا میرے

لیے کوئی علاج تجویز کریں انہوں نے فرمایا دن کے وقت اللہ ﷻ کی نافرمانی نہ کرو وہ تمہیں رات کے وقت اپنے سامنے کھڑا کر دے گا بے شک رات کے وقت تمہارا اس کے سامنے کھڑا ہونا سب سے بڑا شرف ہے اور گناہ گار آدمی اس شرف کا مستحق نہیں ہے۔

حضرت عقبہ غلام رحمۃ اللہ علیہ نصف رات سے پہلے جب نماز کے لیے وضو کرتے تو یوں کہتے۔  
یا اللہ ﷻ! میں نے اپنے نفس کو ان گناہوں اور بری باتوں کی رغبت دی جن کی مجھے طاقت نہ تھی حتیٰ کہ میں زمین میں دھسنے، چہرے کے مسخ ہو جانے اور جہنم کا مستحق ہو گیا اور اب میں ارادہ کرتا ہوں کہ میں ہر اس شخص کے پیچھے تیرے سامنے کھڑا ہو جاؤں جس نے اپنا چہرہ زمین پر رکھا ہے اس امید پر کہ تو ان میں سے کسی ایک کی مغفرت فرمائے تو مجھے بھی مغفرت میں سے کچھ حصہ ملے۔

حضرت حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی لونڈی رات کے وقت عبادت کے لیے قیام کرتے انہوں نے اسے کسی قوم پر بیچ دیا جب اس نے عشاء کی نماز پڑھی تو پھر نماز شروع کر دی پس وہ فجر تک نماز پڑھتی رہی اور گھر والوں سے ہر گھڑی کہتی رات جا رہی ہے اے گھر والو! نماز پڑھو انہوں نے اس سے کہا ہم فجر تک نہیں اٹھیں گے

چنانچہ وہ حضرت حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی اور کہا آپ نے مجھے ایسے لوگوں پر بیچا ہے جو تمام رات سوتے ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ ان کی نیند کی وجہ سے میں بھی سستی کا شکار نہ ہو جاؤں تو حضرت حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر رحم کرتے ہوئے اور اس کے حق کو ادا کرتے ہوئے اسے واپس لے لیا۔

حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا ہر رات وضو کرتیں، خوشبو لگاتیں اور اپنے خاوند سے پوچھتیں کیا تمہیں حاجت ہے؟ اگر وہ کہتے نہیں تو صبح تک (نماز میں) کھڑی رہتیں اور رات کے ابتدائی حصے میں کہتیں یا اللہ ﷻ! آنکھیں سو گئیں، ستارے ڈوب گئے، دنیا کے بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر دیئے اور تیرا دروازہ بند نہیں ہو گا پس تو مجھے بخش دے پھر نماز کے لیے صبح تک تیرے سامنے اسی طرح کھڑی رہوں گی۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ تمام رات نماز پڑھتے اور اپنے گھر والوں سے کہتے کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ رات کا قیام یوم قیامت کی ہولناکیوں کی مشقت سے زیادہ آسان ہے۔

حضرت ابوالجوریہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی تھیں میں چھ ماہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہی اور ان سے جدا نہیں ہوئی پس میں نے ان کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے کسی رات بھی اپنا پہلو زمین پر رکھا ہو، لوگ بتاتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے رات کے وقت بچھونا نہیں ہوتا تھا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے کوئی شخص حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر عبادت گزار، زاہد اور متقی نہیں دیکھا

اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب اللہ ﷻ رات کے وقت تجلی فرماتا ہے تو فرماتا ہے دن کے وقت میری محبت کا دعویٰ کرنے والے کہاں ہیں؟ کیا ہر محبت اپنے محبوب کے ساتھ خلوت کو پسند نہیں کرتا؟

تو اب میں اپنے بھتیجن پر جلوہ گر ہوں وہ مجھ سے میرے سامنے گفتگو کرتے ہیں اور وہ مشاہدہ کے ساتھ مجھے خطاب کرتے ہیں اور کل میں جنت میں ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں گا۔

حضرت مغیرہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے رات کے وقت حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو چوری کی نگاہ سے دیکھا اور وہ عشاء کے وقت سے اللہ ﷻ کے سامنے کھڑے تھے انہوں نے اپنی داڑھی کو مٹھی میں لے لیا ہوا تھا اور مسلسل روتے ہوئے کہہ رہے تھے اے میرے رب! مالک کے بڑھاپے پر رحم فرما حتیٰ کہ فجر طلوع ہوگئی۔

حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں کہ میں عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مہینے تک کن اکھیوں سے دیکھتا رہا تو میں نے دیکھا کہ وہ رات کو بالکل نہیں سوتے تھے اور گھر والوں سے فرماتے تھے رات کا تمام وقت ختم ہو گیا اے گھر والو! بیدار ہو جاؤ یہ آرام کرنے کا گھر نہیں عنقریب تمہیں کیڑے کھائیں گے۔

حضرت صہیب عابد رحمۃ اللہ علیہ بصرہ میں ایک عورت کے غلام تھے اور وہ پوری رات قیام کرتے تھے ایک دن ان کی مالکہ نے کہا تمہارے رات بھر قیام کرنے کی وجہ سے دن کے وقت خدمت کرنے سے تمہیں ضرر ہوگا۔ انہوں نے اس سے پوچھا میں کیا کروں! جب میں جہنم کا ذکر کرتا ہوں تو میری نیند اڑ جاتی ہے۔

حضرت ازھر بن مغیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک رات میں نے ایک حور کو دیکھا جو خوبصورت ترین عورت تھی میں نے اس سے پوچھا کہ کس کے لیے ہے؟ اس نے کہا اس کے لیے جو سردیوں کی راتوں میں رات کو قیام کرتا ہے۔

حضرت علاء بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ پوری رات قیام کرتے تھے ان کی بیوی نے ان سے کہا کیا آپ اپنے لیے ایک گھڑی آرام نہیں کرتے؟

تو انہوں نے اس کی بات مان لی پس ایک آنے والا ان کے خواب میں آیا اور اس نے ان کو سر کے بالوں کے اگلے حصے سے پکڑ کر کہا اٹھو اور نماز پڑھو اور اپنے رب ﷻ کی عبادت میں سے اپنے حصے کو ضائع نہ کرو پس وہ کھڑے ہوئے تو ان بالوں کو کھڑا پایا اور وہ بال ان کے وصال تک اسی طرح رہے۔

حضرت امیر ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس میں سو گئے تو چنان کی طرف سے آواز سنی کہنے والا کہہ رہا تھا رات کا قیام آگ کے شعلوں کو بجا دیتا ہے اور پل صراط پر ثابت قدم رکھتا ہے۔ پس رات کے قیام میں سستی سے کام نہ لو چنانچہ انہوں نے اس کے بعد قیام لیل کو کبھی ترک نہیں کیا حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اے بھائی! جان لو اور اس پر عمل کرو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## دوسرا باب

## کچھ دیگر اخلاق

## کسرِ نفسی اور تواضع

ان (صوفیاء کرام) کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو نہایت مطیع اور عاجز رکھتے کہ ان میں سے ایک اپنے شاگرد سے برکت حاصل کرتا اور اس کا بوجھ اٹھاتا، وہ اپنے آپ کو اپنے مرید سے زیادہ علم والا خیال نہ کرتا نہ اس سے زیادہ شرعی طریقے پر باعمل سمجھتا جب کہ اس سے کسی فتنہ کا خوف نہ ہو۔ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنا قاصد حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا کہ عنقریب وہ سخت مشقت میں پڑیں گے اور اس سے صحیح سالم نکل آئیں گے۔<sup>۱</sup> تو اے بھائی! حضرت شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تواضع دیکھو حالانکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان کے شاگرد تھے۔

جب قاصد نے ان کو خبر دی تو حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قاصد آنے کی خوشی میں اپنی قمیص اتار کر اسے دے دی۔ جب قاصد قمیص لے کر واپس آیا اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خبر دی تو انہوں نے اس سے فرمایا کیا یہ قمیص ان کے جسم پر کسی دوسرے کپڑے کے حائل ہونے کے بغیر تھی؟ اس نے کہا جی ہاں، تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے چوما اور اپنی آنکھوں پر رکھا پھر ایک برتن میں اس پر پانی ڈالا اور اس کو ملا پھر اس کو نچوڑا اور اس کا پانی شیشی میں ڈال دیا۔

چنانچہ جب ان کے شاگردوں (اور احباب) میں سے کوئی بیمار ہوتا تو اس پانی سے جس میں قمیص دھوئی تھی کچھ اس کے پاس بھیجتے جب وہ اسے اپنے جسم پر ملتا تو اسی وقت بیماری سے عافیت حاصل کر لیتا۔<sup>۲</sup> یہ واقعہ اس بات پر تمہاری رہنمائی کرتا ہے کہ یہ لوگ اعمالِ صالحہ کی کثرت کے باوجود اپنے آپ کو کسی مسلمان سے بڑا نہیں سمجھتے تھے جبکہ اس زمانے کے نام نہاد مشائخ کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔

اور آخری شخص جس کو میں نے یوں پایا کہ وہ اپنے شاگرد کے بارے میں اعتقاد رکھتا اور اس سے برکت حاصل کرتا تھا اور جن لوگوں کی آنکھوں میں تکلیف ہوتی یا کوئی دوسری بیماری ہوتی وہ ان کو اس کے

۱۔ اس سے غلط قرآن کا مسئلہ مراد ہے کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟ ۲۴ ہزاروی

۲۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عمل یہ ثابت کرتا ہے کہ ہارگاہ الہی کے مقرب افراد سے نسبت حاصل کرنے والی چیزیں بھی اپنے اہم برکات کو جمع کرتی ہیں۔ یہ نسبت حاصل کرنے والی چیزوں کی یہ حالت ہے تو جن سے نسبت پائی ان نفوس قدسیہ کا کیا مقام و مرتبہ ہوگا۔ (عمر اجمل)

پاس بھیجتا کہ اسے دم کریں وہ حضرت شیخ محمد سروی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ شیخ محمد بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ جس مریض کے لیے دعا کا ارادہ کرتے اسے شیخ یوسف حرمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجتے اور شیخ محمد سروی رحمۃ اللہ علیہ اسے شیخ علی الحدیدی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجتے حالانکہ شیخ یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ جن دونوں کا ذکر ہوا ان دونوں بزرگوں کے شاگرد تھے پس اللہ تعالیٰ ان سچے لوگوں سے راضی ہو اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## اللہ ﷻ کے ذکر پر کثرت غیرت

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ اللہ ﷻ کے ذکر پر بہت زیادہ غیرت کرتے ہیں کہ کوئی شخص اللہ ﷻ کا ذکر کرے اور وہ غافل ہوں۔

اس کی مثال اس طرح ہے کہ کوئی ماں ذکر کے ذریعے اپنے بیٹے کو سلانے کا ارادہ کرتی ہے جب وہ رات کے وقت بیدار ہوتا ہے پس اللہ ﷻ کا ذکر تو اس سے برتر ہے۔

کسی صالح (دلی) نے ایک دن ایک مریض سے کہا ”یا لطیف“ کہو اور وہ اللہ ﷻ کے سامنے ہونے سے غافل تھا تو اللہ ﷻ نے اسے خواب میں جہڑکا اور فرمایا تم نے میرے نام کے ذکر کو کھیل کود بنا رکھا ہے۔

پس اے بھائی! جان لو اور اس پر عمل کرو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## تواضع اور دوسروں کیلئے جھکاؤ

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ نہایت نرم ہوتے ہیں حتیٰ کہ بچے کے لیے بھی جھک جاتے ہیں جس طرح اونٹ اپنی گردن جھکا دیتا ہے جس حدیث میں صحیفیں درست کرنے کا حکم ہے اس میں فرمایا۔

”وَلْيَتَوَافَى يَدَا إِخْوَانِكُمْ“ (ترجمہ) اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ۔

(سنن ابی داؤد حدیث نمبر 666۔ سنن نسائی حدیث نمبر 820 مطبوعہ بیروت)

اور قرآن مجید میں ہے۔

وَلَوْ كُنْتَ فِطْرًا غَلِيظًا الْقَلْبِ لَا نَفَضْنَا مِنْ حَوْلِكَ م (پ آ آل عمران ۱۵۹)

(ترجمہ) اور اگر آپ سخت مزاج تک دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے گرد سے الگ ہو جاتے۔

جب تمہیں یہ بات معلوم ہوگئی تو جان لو کہ فقراء کے نرم ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ جب ان

سے کوئی ایک ایسی جماعت کے پاس جاتا ہے جو اللہ ﷻ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں جیسے اعجام، مغارہ،

شناویہ، مطاوعہ یا رفاعیہ وغیرہ ذکر کرتے ہیں تو وہ بھی ان کے ساتھ ایسی صورت میں شرعی طریقہ پر ذکر کرے اور اسی طرح اس ذکر میں ان کی موافقت کرے جس کی ان کو تلقین کی گئی ہے جب وہ طریقت میں داخل ہوئے تھے۔ وہ ذکر نفی میں ہو یا اثبات میں، وہ یہ نہ کہے کہ یہ طریقہ ہمارے شیخ کا نہیں ہے جس طرح بہت سے لوگ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ اس طرح ان کے ساتھ جفا اور طبیعت کی سختی اختیار کرنے کی وجہ سے اجر و ثواب فوت ہو جائے گا۔ اس بات کو جان لو اور اس پر عمل کرو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## شرعی طریقہ پر سخت بھوک برداشت کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ شرعی طریقے پر سخت بھوک برداشت کرتے ہیں اور اگر کوئی حلال چیز نہ پائیں جسے وہ کھائیں تو کئی کئی دن اور راتیں اسی طرح گزار لیتے ہیں۔ ان بزرگوں کا تجربہ کیا گیا تو باطن میں نور ہی نور اور بھلائی ہی بھلائی پائی حتیٰ کہ انہوں نے طبل کی مثال دی کہ اس کی آواز مضبوط اور بلند ہوتی ہے لیکن اس کا اندر خالی ہوتا ہے۔

ان حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ کسی عالم کو سیر ہو کر کبھی نہیں کھانا چاہئے خاص طور پر تالیف کے دنوں میں، تاکہ قرآن مجید، حدیث اور فقہ وغیرہ کی سمجھ میں رکاوٹ پیدا نہ ہو کیونکہ جس کا پیٹ بھرا ہوا ہو اس کی سمجھ کمزور ہوتی ہے جسے شک ہو وہ تجربہ کر کے دیکھ لے اور ہم نے فقراء کی ایک کثیر جماعت کو بھوک کے معاملے میں سچائی پر پایا حتیٰ کہ ان میں سے ایک پورے ہفتے میں ایک دن بیت الخلاء میں جاتا تھا وہ اللہ ﷻ سے حیا کرتا تھا کہ بار بار بیت الخلاء میں جائے اس حال میں کہ اس کا ستر کھلا ہوا ہو۔

اور حضرت سیدی، شیخ تاج الدین الذاکر رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ تو انتہاء کو پہنچا ہوا تھا کہ وہ بارہ دنوں میں صرف ایک دن وضو کرتے تھے اور سیدی شہاوی رحمۃ اللہ علیہ جو ”الذویب“ مشہور تھے جس سے ملاقات کرتے اسے بھوکا رہنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ یہ مومن کا ہتھیار ہے اور بھوکا شخص اگر اللہ ﷻ کی اطاعت نہ بھی کرے پھر بھی اس کی نافرمانی نہیں کرے گا کیونکہ اس میں گناہ کی طرف بلانے والا داعی موجود نہیں۔

اور جن لوگوں نے عمر بھر کے روزے رکھے ان میں میرے بھائی (مصنف کے بھائی) شیخ عمر النعمتی رحمۃ اللہ علیہ جو ننگے سر رہتے تھے اور ان کے چچا زاد بھائی شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ جو ننگے سر رہتے تھے شامل ہیں اور یہ دونوں انتہائی درجہ کی نورانیت اور بلند ہمتی کے حامل تھے۔

تو اے بھائی! اس سلسلے میں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلو اور سخت بھوک کے بغیر نہ کھاؤ اور شدید بھوک کی صورت میں یہ ہے کہ تمہاری آنتیں حرکت کریں اور تمہیں مضطرب کرنے لگے کیونکہ اس میں کوئی چیز نہیں ہے جس کو ہضم کرنے کا کام کرے۔ تو اے بھائی اس بات کو جان لو اور اس پر عمل کرو اور تمام

تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

## غیر مخلص طالب علم کو بھی تعلیم دینا

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جب وہ قرآن کے ذریعے معلوم کر لیں کہ جو طالب علم ان سے علم حاصل کر رہا ہے وہ مخلص نہیں ہے تو وہ اس کو بھی مسلسل تعلیم دیتے ہیں لیکن (اس کے ساتھ ساتھ) وہ اس کی اصلاح نیت کے لیے اللہ ﷻ سے دعا کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں پس ان کو بھی اجر ملتا ہے اور اسے بھی، اور وہ اس کو سکھانا نہیں چھوڑتے کیونکہ شارع کی یہی مراد ہے وہ اس طرح کہ علم دو باتوں کے لیے حاصل کیا جاتا ہے اس پر عمل کرنا اور اس کے ذریعے شریعت کو زندہ رکھنا پس اس شخص کو ہر حال میں اجر ملتا ہے اجر کامل ہوتا ہے یا ناقص۔

سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہر علم والا اپنے علم پر عمل کرتا ہے اگرچہ اپنے نفس کے حق میں ہو جب وہ گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ جب وہ گناہ میں پڑتا ہے تو توبہ کرتا ہے اور نادم ہوتا ہے کیونکہ اگر اس کے پاس علم نہ ہو تو اسے اس عمل کے گناہ ہونے کا علم نہیں ہوگا اور وہ اس سے توبہ نہیں کرے گا تو وہ اس اعتبار سے علم پر عمل کرتا ہے اگرچہ گناہ کا مرتکب لوگوں کی اصطلاح کے مطابق اپنے علم پر عمل نہیں کر رہا۔ پس علم ہر حال میں عالم کے لیے نفع بخش ہے اور ہر زمانے میں انسان کا علم اس کے عمل سے زیادہ رہا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## عمل کے بعد ایصالِ ثواب

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ اس عالم کے علم پر عمل کرتے ہیں جو اپنے سکھے ہوئے پر عمل کا اہتمام نہیں کرتا پس یہ اس کا علم سیکھتے ہیں پھر اس کا ثواب اس عالم کے نامہ ہائے اعمال میں شامل کرتے ہیں اور اللہ ﷻ کے فضل و احسان کی بنیاد پر اس سے اجر و ثواب طلب کرتے ہیں جس طرح وہ علوم میں سے کوئی علم پڑھتے ہیں اور اس کا ثواب (اس کتاب کے) مؤلف کو ایصال کرتے ہیں اور اس سلسلے میں کوئی ٹکراؤ خیال نہیں کرتے کیونکہ ہر قول کا ثواب اس کے قائل کو ملتا ہے۔ لیکن یہ کام وہی کرتا ہے جو مومنوں پر اپنے نفس سے بھی زیادہ شفیق ہوتا ہے کیونکہ حضور ﷺ سے یہی بات چلی آ رہی ہے جس طرح ہم نے (مصنف نے) اس بات کو ”السنن الکبریٰ“ میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## ظاہر میں محبت کے دعویٰ دار سے بھی تعلق رکھنا

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جو لوگ دل میں ان سے دشمنی



رکھتے ہیں اور ظاہر میں ان سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ یہ صوفیاء کرام رحمہم اللہ ان کے دعویٰ محبت میں ان کی تصدیق کرتے ہیں تو یہ ان سے میل جول رکھتے ہیں اور وہ ان کے جھوٹا ہونے کی پرواہ نہیں کرتے اور نہ ہی ان کے دعویٰ کو جھٹلاتے ہیں اسی طرح اگر وہ ان کا قرب چاہتا ہے تو یہ اس کو منع نہیں کرتے کیونکہ اس طریقے سے عداوت بڑھتی ہے اور فتنہ زیادہ ہو جاتا ہے لیکن اس شخص کے ساتھ میل جول میں احتیاط سے کام لیتے ہیں اور اپنے اعضاء کو ہر قسم کی مخالفت سے محفوظ رکھتے ہیں کیونکہ بعض اوقات دشمن اس میل جول کے ذریعے اپنے بھائی کی پوشیدہ باتوں پر مطلع ہونے کا ارادہ کرتا ہے تاکہ دشمنی ظاہر ہونے کے دنوں میں مجالس میں اس کی برائی بیان کرے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔

پس دشمن سے میل جول میں احتیاط کی ضرورت ہے اور اسی کے ساتھ میل جول ہونا چاہئے جو اس کے بارے میں صداقت اور محبت کا عقیدہ رکھتا ہو کیونکہ جو شخص حسن تدبیر میں کامل نہ ہو اور اسے کثرت دین حاصل نہ ہو اس کے لیے دشمن سے بچنا زیادہ بہتر ہے۔ اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## لوگوں کی اچھی باتوں کو دیکھنا اور برائیوں کو نظر انداز کر دینا

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کی اچھی باتوں کو دیکھتے ہیں اور ان کی برائیوں کو نظر انداز کرتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے کوئی ایک اپنے (مسلمان) بھائی کا عیب دیکھ کر اس کی مذمت کرنے کے قریب بھی نہیں ہوتا۔ اور اس کے نزدیک تمام لوگ صالح ہوتے ہیں اور یہ بات معلوم ہے کہ صالحین کسی شخص سے اپنی ذات کے لیے دشمنی نہیں کرتے بلکہ لوگ ہی ان سے حسد اور دشمنی کی بنیاد پر عداوت رکھتے ہیں۔

اگر کہا جائے کہ اس قسم کے لوگوں کا نفع بہت کم ہوتا ہے کیونکہ وہ نصیحت نہیں کرتے اور برائی سے ڈراتے نہیں پس کوئی شخص ہمیشہ گناہ کرتا رہتا ہے اور اس سے بچتے ہوئے ہدایت کا راستہ نہیں پاتا اور اس طرح تو انہیں کوئی معصیت، معصیت نظر نہیں آئے گی کیونکہ انہوں نے اسے اچھے معنوں پر محمول کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ صحیح الہام کے ساتھ تمبیہ کرنے کی طرف رہنمائی حاصل کرتا ہے کیونکہ اس کا اپنے شیخ کے ساتھ رابطہ ہوتا ہے یا وہ اپنے نفس پر قیاس کرتا ہے اور کہتا ہے جس طرح مجھ سے گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے اسی طرح میرے بھائی کا معاملہ ہے وہ بھی اس سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ جو کام میرے حق میں جائز ہے وہ میرے غیر کے حق میں بھی جائز ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ جب وہ اپنے (مسلمان) بھائیوں کے نقائص کا ذکر کرتے ہیں تو ان کو ڈرانے کی خاطر ایسا کرتے ہیں اپنے آپ کو تسلی دینے کے لیے نہیں کہ وہ خود ان گناہوں سے دور ہیں کیونکہ کامل انسان کو لوگ ”ابوالعیون“ (آنکھوں والا) کہتے ہیں پس اسے ہر

چیز کے لیے ایک نگاہ حاصل ہوتی ہے جس کے ساتھ وہ اسے دیکھتا ہے لہذا وہ اپنے بھائی کے نقائص سے سلامتی کی گواہی دیتا ہے مثلاً ریا کاری اور نفاق وغیرہ سے اور اس طرح احتیاط کرتا ہے جس طرح کوئی شخص ایک نگاہ سے اس کو نقائص کے ساتھ تہمت زدہ قرار دیتا ہے اور دوسری نگاہ سے اس کو ڈراتا ہے اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## شکر اور استغفار کی کثرت

ان حضرات کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب ان کے حاسدین اور دشمن زیادہ ہوتے ہیں تو وہ بکثرت اللہ ﷻ کا شکر ادا کرتے ہیں اس کے بعد کثرت کے ساتھ طلب مغفرت کرتے ہیں اور وہ اس نعمت پر جس پر لوگ ان سے حسد کرتے ہیں اللہ ﷻ کا شکر ادا کرتے اور اللہ ﷻ سے بخشش مانگتے ہیں اس لیے کہ اگر ان کا اپنا وجود اور اس نعمت کا وجود نہ ہوتا تو کوئی شخص ان سے حسد نہ کرنا جو حرام ہے اور طلب مغفرت جس کا ذکر کیا گیا وہ تقویٰ اور پرہیزگاری ہے جو اس نعمت کو لازم ہے ورنہ نعمت کا وجود ان کے اختیار میں نہیں ہے اس کو ”استغفار کا بر“ کہا جاتا ہے۔

اسی طرح جو لوگ ان سے حسد کرتے ہیں ان کے گناہوں کی بخشش بھی مانگتے ہیں وہ ان پر رحمت و شفقت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں کیونکہ حسد کرنے والے نے حسد کی کثرت کے سبب اپنے دین کو ہلاک کر دیا پس ان میں سے ایک کہتا ہے یا اللہ ﷻ! ہمارے حاسد کی بخشش فرما کیونکہ وہ اپنی تنگ نظری کی وجہ سے اس نعمت کو نہیں دیکھ سکتے جو ہمارے پاس ہے ان کے پاس نہیں اگر ان کے دل کشادہ ہوتے تو وہ ہمارے حسد میں نہ پڑتے اس خلق کا اعزاز بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے بلکہ عام طور پر آدمی اپنے حاسد کے لیے ہر برائی کی تمنا کرتا ہے اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## انصاف کرنا

ان بزرگان دین کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جو لوگ ان کے اکابر اور امراء کے ہاں حصول رزق اور تحائف وغیرہ کے سلسلے میں کوشش کرتے ہیں وہ ان سے انصاف برتتے ہیں اور ان کے ساتھ نصف یا چوتھائی کے ساتھ جس طرح وہ راضی ہوں تقسیم کرتے ہیں خصوصاً جب نیکی، زہد اور تقویٰ کے ساتھ ان کا وصف بیان کیا جائے حتیٰ کہ اسے وہ کچھ دیں جو دیتے ہیں کیونکہ یہ ایک قسم کا حیلہ ہے اور شیخ کے لیے مناسب نہیں کہ وہ جس چیز کا مطالبہ کرے اس میں یہ بخل سے کام لے کیونکہ حقیقتاً یہ اسی حیلہ گر کے کسب

چیز کے لیے ایک نگاہ حاصل ہوتی ہے جس کے ساتھ وہ اسے دیکھتا ہے لہذا وہ اپنے بھائی کے نقائص سے سلامتی کی گواہی دیتا ہے مثلاً ریا کاری اور نفاق وغیرہ سے اور اس طرح احتیاط کرتا ہے جس طرح کوئی شخص ایک نگاہ سے اس کو نقائص کے ساتھ تہمت زدہ قرار دیتا ہے اور دوسری نگاہ سے اس کو ڈراتا ہے اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## شکر اور استغفار کی کثرت

ان حضرات کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب ان کے حاسدین اور دشمن زیادہ ہوتے ہیں تو وہ بکثرت اللہ ﷻ کا شکر ادا کرتے ہیں اس کے بعد کثرت کے ساتھ طلب مغفرت کرتے ہیں اور وہ اس نعمت پر جس پر لوگ ان سے حسد کرتے ہیں اللہ ﷻ کا شکر ادا کرتے اور اللہ ﷻ سے بخشش مانگتے ہیں اس لیے کہ اگر ان کا اپنا وجود اور اس نعمت کا وجود نہ ہوتا تو کوئی شخص ان سے حسد نہ کرنا جو حرام ہے اور طلب مغفرت جس کا ذکر کیا گیا وہ تقویٰ اور پرہیزگاری ہے جو اس نعمت کو لازم ہے ورنہ نعمت کا وجود ان کے اختیار میں نہیں ہے اس کو ”استغفار کا بر“ کہا جاتا ہے۔

اسی طرح جو لوگ ان سے حسد کرتے ہیں ان کے گناہوں کی بخشش بھی مانگتے ہیں وہ ان پر رحمت و شفقت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں کیونکہ حسد کرنے والے نے حسد کی کثرت کے سبب اپنے دین کو ہلاک کر دیا پس ان میں سے ایک کہتا ہے یا اللہ ﷻ! ہمارے حاسد کی بخشش فرما کیونکہ وہ اپنی تنگ نظری کی وجہ سے اس نعمت کو نہیں دیکھ سکتے جو ہمارے پاس ہے ان کے پاس نہیں اگر ان کے دل کشادہ ہوتے تو وہ ہمارے حسد میں نہ پڑتے اس خلق کا اعزاز بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے بلکہ عام طور پر آدمی اپنے حاسد کے لیے ہر برائی کی تمنا کرتا ہے اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## انصاف کرنا

ان بزرگان دین کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جو لوگ ان کے اکابر اور امراء کے ہاں حصول رزق اور تحائف وغیرہ کے سلسلے میں کوشش کرتے ہیں وہ ان سے انصاف برتتے ہیں اور ان کے ساتھ نصف یا چوتھائی کے ساتھ جس طرح وہ راضی ہوں تقسیم کرتے ہیں خصوصاً جب نیکی، زہد اور تقویٰ کے ساتھ ان کا وصف بیان کیا جائے حتیٰ کہ اسے وہ کچھ دیں جو دیتے ہیں کیونکہ یہ ایک قسم کا حیلہ ہے اور شیخ کے لیے مناسب نہیں کہ وہ جس چیز کا مطالبہ کرے اس میں یہ بخل سے کام لے کیونکہ حقیقتاً یہ اسی حیلہ گر کے کسب

سے ہے بلکہ زیادہ بہتر یہی ہے کہ اس سے مطلقاً کچھ نہ لے البتہ شرعی طریقے سے لے سکتا ہے۔

اور آج کے زمانے میں حیلہ گر بہت ہیں حتیٰ کہ ان میں سے کوئی ایک نقیب (نمائندہ) مقرر کرتا ہے جو امراء یا مشائخ عرب کے ہاں اس کے لیے حیلہ کرتا ہے پھر جب وہ کچھ لے کر آتا ہے تو یہ اسے اپنے ساتھ خاص کر لیتا ہے اور اس نقیب کو کچھ نہیں دیتا جس نے اس کے لیے مشقت اٹھائی ہے یہ بہت بڑا ظلم ہے اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے بعض کو دیکھا جو شیخ کو حاکم کے پاس لے گیا اور اس کی برائیاں بیان کیں حتیٰ کہ قاضی اور اس کی جماعت نے شیخ سے کہا بے شک تم بہت بڑے لالچی ہو۔

تو اے بھائی! تم گزشتہ زمانے کے بزرگوں کے بارے میں ایسا تصور کرنے سے بچو اس طرح ان کے بارے میں بدگمانی ہوگی بلکہ وہ بزرگان دین زہد و تقویٰ کے بڑے مقام پر فائز تھے۔

اے بھائی! اس بات کو سمجھو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

## منگنی کے وقت سنت طریقہ اختیار کرنا

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب وہ کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیتے ہیں تو سنت طریقے پر عمل کرتے ہوئے اس کے چہرے اور ہتھلیوں کو دیکھتے ہیں۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ عمل شہوت کے بغیر ہوتا ہے کیونکہ ابھی اس عورت سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں کیونکہ جمہور اس کے خلاف ہیں کیونکہ شارع ﷻ نے دیکھنے کی اجازت دی اور ان میں سے کوئی اسے حیا کے خلاف نہیں سمجھتا کیونکہ نہ دیکھنے میں کئی مفاسد اور خرابیاں ہیں جب وہ اسے پسند نہ کرے۔

پھر جب ان میں سے کوئی اس عورت کو دیکھتا ہے جسے نکاح کا پیغام دیا تو ضرورت کے مطابق دیکھتا ہے اور اگر اپنے نفس کی طرف سے سرکشی معلوم ہو تو اجازت کی مقدار سے بھی کم دیکھے اور اپنا معاملہ اللہ ﷻ کے سپرد کر دے یا کسی عورت کو اجازت دے جس پر اسے اعتماد ہو کہ وہ اسے دیکھے اور وہ اس کی نیابت کرتے ہوئے دیکھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص نہیں دیکھتا ہے اور اس کو حیا کے خلاف سمجھتا ہے وہ سنت سے جاہل ہے اور سخت طبیعت ہے اور جس حیا کو وہ دلیل بناتا ہے وہ طبعی ہے شرعی نہیں اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## معلم قرآن کا ادب کرنا

ان حضرات (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جو شخص ان کو قرآن پاک کی سورت یا آیت سکھائے اس کا بہت ادب کرتے ہیں اسی طرح جو شخص ان کو علم کا کوئی ایک باب

سکھائے اس کا بھی ادب کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ اس (استاذ) کے پاس سے سوار ہو کر گزر نہیں سکتے اور نہ اس کی مطلقہ عورت سے نکاح کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ (شاگرد) اسلام یا طریقت کے مشائخ میں سے ہو جائے اساتذہ کے ادب میں سے یہ بات بھی ہے وہ ان کے اکرام و احترام پر ان کے لیے، ان کے اہل و اعیال اور جو بھی ان سے متعلق ہیں سب کے لیے تحائف اور لباس پیش کرتا ہے۔

اسی طرح ان کے اخلاق میں یہ بھی ہے کہ وہ اس فقیہ کے ساتھ بخل سے کام نہیں لیتے جو ان کے بچوں کو قرآن مجید پڑھاتے ہیں اسے جو دنیوی مال دیتے ہیں اس کو زیادہ خیال نہیں کرتے۔

”ارسالہ“ کے مصنف ابن ابی زید القیر وانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب ان کے بیٹے کے استاذ نے اس بچے کو قرآن کا ایک حزب (حصہ) پڑھایا تو انہوں نے اسے ایک سو دینار دیئے فقیہ (استاذ) نے ان سے کہا اے میرے سردار! میں نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس کی وجہ سے میں اس سب کا مستحق قرار پاؤں۔

راوی کہتے ہیں شیخ نے اپنے بیٹے کو دوسرے استاذ کے پاس بٹھا دیا اور کہا کہ یہ شخص قرآن مجید کی توہین کرنے والا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں میں نے اپنے استاذ شیخ حسن حلبي رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یہ عمل کیا میں ان کی وفات تک ان کو اور ان کی اولاد کو لباس دیتا رہا اور میں یہ خیال نہیں کرتا کہ میں نے ان کا حق جو مجھ پر واجب ہے ادا کر دیا ہو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) ۹۱۸ھ میں ایک دن شیخ شمس الدین دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گزر رہا تھا تو شیخ نے ایک نابینا شخص کو دیکھا جس کو اس کی بیٹی لے جا رہی تھی۔ شیخ اپنی سواری سے اترے اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کافی دور تک اسے لے کر چلے جب واپس آئے تو میں نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا میں نے بچپن میں اس شخص کے سامنے قرآن مجید کا کچھ حصہ پڑھا پس میرے لیے ممکن نہیں کہ میں سواری کی حالت میں ہوں اور یہ پیدل جا رہے ہوں۔

حالانکہ شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بادشاہوں کے ہاں جو جاہ و مرتبہ، عقیدت و ارادت، حالات کی درستی اور علم حاصل تھا وہ کسی اور کے لیے نہیں دیکھا۔ حتیٰ کہ ایک دن میں نے ان کو دو محلات کے درمیان دیکھا کہ لوگ ان کے ہاتھ چومنے کے لیے بھیڑ کئے ہوئے ہیں اور جو شخص ان تک پہنچ نہیں سکتا وہ اپنی چادر کو پھیلاتا ہے اور ان پر ڈالتا ہے حتیٰ کہ وہ شیخ کے کپڑوں سے چھو جاتی ہے پھر وہ اس چادر کو چومنے لگتا ہے جس طرح لوگ کعبہ شریف کے غلاف کے ساتھ کرتے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے

جب وہ قاہرہ سے گزرے۔ پس اللہ ﷺ اہل ادب سے راضی ہوا اور تمام تعریفیں اللہ ﷺ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## نوافل، فرائض کی تکمیل کے لیے پڑھنا

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے ایک غلط یہ ہے کہ وہ نوافل کو اپنے لیے (مستقل) عبادت خیال نہیں کرتے اگرچہ وہ اس قدر کھڑے ہوں کہ ان کے قدم پھول جائیں وہ نوافل کو فرائض میں پیدا ہونے والے نقص کو پورا کرنے کا سبب سمجھتے ہیں کیونکہ حقیقتاً نوافل اس شخص کے لیے ہوتے ہیں جس کے فرائض کامل ہوں (ناقص نہ ہوں) جس طرح اس ارشاد خداوندی میں اشارہ ہے۔

(۱۵۔ اسراء آیت ۷۹)

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ ۖ

(ترجمہ) اور آپ رات کو تہجد پڑھیں یہ آپ کے لیے نفل نماز ہے۔

اللہ ﷺ نے بتایا کہ تہجد رسول اللہ ﷺ کے لیے نفل نماز ہے کیونکہ آپ ﷺ کے فرائض کامل تھے اس لیے کہ آپ ﷺ عبادات میں نقص سے معصوم تھے۔ جس طرح امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص میں اور دیگر کتب میں بھی ذکر کیا اور اگر فرض کیا جائے کہ کوئی ولی کامل طور پر عبادت کرتا ہے تو یہ رسول اکرم ﷺ کی وراثت میں ایسا کر رہا ہے۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے بعض علماء کے کلام میں دیکھا ہے کہ فرشتے اللہ ﷺ کے سامنے اسی شخص کی نماز کو پیش کرتے ہیں جو نوافل کے ذریعے اسے مکمل کرتا ہے وہ اللہ ﷺ کے ہاں ادب کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔

بادشاہوں کی جماعت کے ساتھ بھی اسی طرح کیا گیا مثلاً وہ شخص جس کے بدن میں کوئی عیب (بیماری) ہو اسے کبھی بھی بادشاہوں کے سامنے پیش نہیں کرتے تاکہ اس کی نگاہ کسی ناقص پر نہ پڑے اور اگر کسی وزیر یا گھریلو ملازم وغیرہ میں ایسی بیماری پیدا ہو جائے۔ تو اس کو معزول کر کے اس کی جگہ دوسرے شخص کو مقرر کر دیتے ہیں جو کچھ لوگ ادب کے طور پر بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں وہ اللہ ﷺ کے ساتھ بھی ادب ہے کیونکہ اکثر مسائل میں شریعت عرف کے تابع ہوتی ہے (یعنی مطابق ہوتی ہے) جیسا کہ یہ بات معلوم ہے۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور اس پر عمل کرو اور تمام تعریفیں اللہ ﷺ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

۱۔ الحمد للہ ﷺ! جس وقت جب یہ ترجمہ کیا جا رہا ہے یہ ناچیز (محمد صدیق ہزاروی) قاہرہ میں عالم اسلام کی سب سے بڑی درس گاہ الجامعہ الازہر شریف کے ہوشل مدرسہ البحوث الاسلامیہ کی عمارت، "عمارة الائمة" کے کمرہ نمبر ۲۰ میں بیٹھا ہے اور لکھ رہا ہے جب کہ مذکورہ بالا واقعہ بھی قاہرہ کا ہے ۱۲ ہزاروی ۲۲ نومبر ۲۰۰۳ بروز سوموار۔

## تحائف کی خواہش نہ رکھنا

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ تحائف کے منتظر نہیں رہتے کہ کوئی شخص مثلاً حجاز یا شام سے آئے تو ان کے دل میں یہ خیال نہیں ہوتا کہ وہ کھجوریں شال یا جوتے یا پھل وغیرہ کا ہدیہ دے گا بلکہ وہ ہمیشہ اس بات سے غافل ہوتے ہیں۔

اسی طرح اگر وہ کسی کو ہدیہ دیں جو سفر مذکورہ سے آیا ہو تو ان کے دل میں یہ خیال نہیں ہوتا کہ وہ بھی ان کو ہدیہ کا بدلہ دے گا بلکہ وہ اس بات سے مکمل طور پر غافل ہوتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنے اس بھائی کے بارے میں بدگمانی کا شکار ہوتے ہیں بلکہ وہ طمع نہیں کرتے اگرچہ اپنے بھائی کے بارے میں جو گمان وہ کرتے ہیں وہ بدگمانی ہو بھی جائے کیونکہ وہ بدگمانی کا قصد نہیں کرتے اور آدمی کا مواخذہ اسی بات پر ہوتا ہے جس کا وہ قصد کرتا ہے۔

سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ جب کسی شخص سے سنتے کہ وہ "اشعث الطماع" لوگوں کے گھروں کے دھویں کو تلاش کرتا پھرتا ہے (تاکہ جا کر شریک طعام ہو) تو وہ اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ شخص اپنے پڑوسی کے لیے حسن ظن رکھتا ہے پس اللہ ﷻ سے اچھی جزا دے یعنی وہ اپنے پڑوسی کے بارے میں اچھا گمان رکھنے کی وجہ سے قابل تعریف ہے اگرچہ اس سے طمع لازم آئے۔ پس اس بات کو سمجھو۔

اور یہ بات جان لو کہ جب تم کسی کی طرف ہدیہ بھیجو اور تم جانتے ہو کہ تمہارا وہ (مسلمان) بھائی اس کا بدلہ ضرور دیتا ہے اور یہ بات مشہور ہے تو اپنے نمائندے کے ذریعے اسے پیغام بھیجو کہ وہ اس سے کہے کہ یہ ہدیہ بدلہ کا استحقاق رکھتا ہے لیکن تمہارا بھائی (ہدیہ بیچنے والا) تمہیں قسم دیتا ہے کہ تم اس کا بدلہ نہ دینا اس کا دل رکھنے کے لیے یہ بات کہو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بدلہ دینے کی مشقت سے راحت پائے گا اگرچہ ایک ساعت ہی کیوں نہ ہو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک دفعہ اپنے بھائی شیخ شمس الدین برہمکوشی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس معمولی سا تحفہ بھیجا تو انہوں نے اس سے کئی گنا زیادہ بھیجا۔ میں اس سے ان کی عظیم مروت کو جان گیا لیکن یہ بات مخفی نہیں کہ ہدیہ دینے میں پہل کرنا مطلوب شرعی ہے خصوصاً جن دو آدمیوں کے درمیان دل ہی دل میں عداوت ہو۔ حدیث شریف میں ہے۔

تَهَادُوا وَتَحَابُّوا (موطا امام مالک، باب ماجاء فی المهاجرة ص 707 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ ملتان)

(ترجمہ) ایک دوسرے کو تحائف دو اس سے باہمی محبت پیدا ہوتی ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے۔

الْهِدِيَةُ تُلْهَبُ وَحَرَ الصَّدْرِ

(جامع ترمذی، باب فی حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الصیۃ حدیث 2137 جلد 4 صفحہ 49 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) ہدیہ سینے کی کھوٹ کو دور کرتا ہے۔

تو اے بھائی! شرعی طریقے پر ہدیہ دینے میں پہل کرو، اور اس شخص کے ہدیہ کے منتظر نہ رہو جو سفر سے آیا جس کو تم نے ہدیہ دیا اس سے بدلے کی تمنا بھی نہ کرو، جب تم اس طریقے کی مخالفت کرو گے تو اپنے اسلاف کے طریقے سے نکل جاؤ گے۔ اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

## مہمان نوازی

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ مہمان سے سختی کے ساتھ وعدہ لیتے ہیں کہ وہ اس کے بعد وہی رزق کھائے گا جو اللہ ﷻ نے اس کے لیے مقسوم فرمایا۔ شیخ عبدالحلیم بن مصلح رحمۃ اللہ علیہ مہمان کو قسم دیتے تھے کہ وہ ان کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے گھر میں نہیں کھائے گا جب تک وہ اس شہر میں ہے اس کے بعد مہمان ان کے پاس کبھی کبھی آتا تھا۔ ایک دن میں نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا ہم نے اس سے سختی سے یہ وعدہ لیا کہ وہ وہی چیز کھائے گا جو اللہ ﷻ نے اس کے لیے مقرر کر دی ہے مہمان نوازی کی پابندی کا شدت سے اہتمام کرنے کی وجہ سے روٹی کا فائدہ ہوا۔ اور اگر میں اس وعدہ میں سختی نہ کرتا تو بعض اوقات وہ میری مرضی کے خلاف میرے ہاں کھاتا اور میں اس کے نزدیک اللہ ﷻ کے نزدیک اور مخلوق کے نزدیک قابل مذمت ہوتا۔

میں نے یہ طریقہ سیدی شیخ محمد شناوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد اور شیخ عبدالرزاق بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کیساتھ اختیار کیا جب وہ ایک مرتبہ تین ماہ میرے ہاں ٹھہرے جب وہ کسی اور کے پاس کھاتے تو میں ان پر ناراض ہوتا اور اس طرح ان کے دل کشادہ ہو جاتے اور یہ وہم دور ہو جاتا کہ مجھ پر بوجھ ہیں یا ان کی وجہ سے بوجھ پڑ رہا ہے۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## کھانے پینے میں سختی پرہیز

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ کھانے اور پینے کے معاملے میں سختی پرہیز کرتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے کوئی ایک اس وقت تک نہیں کھاتا جب تک یہ بات نہ دیکھ لے کہ اس کا حلال ہونا سات یا تین ہاتھوں سے گزرا ہے اگر وہ اس قسم کا کھانا نہ پاتے تو بھوکے رہتے حتیٰ کہ کوئی حلال رزق پاتے جو ان کے مناسب ہوتا۔



اور میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے) بھائی شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ ان پر ہیز کرنے والوں میں سے آخری ہیں جن کو میں نے دیکھا وہ کوئی کھانا اس وقت تک نہ کھاتے جب تک اس کی حلت کے سلسلے میں سات ہاتھوں کا تعلق نہ رہا ہو اور اس طرح کا کھانا نہ پاتے تو کئی کئی دن کھانا چھوڑ دیتے حتیٰ کہ آنتیں ایک دوسرے کو کھاتیں اور ان کی عقل اور دین کے بارے میں خوف پیدا ہو جاتا اس وقت حالت اضطراب والے شخص کی طرح کھا لیتے۔ اور ان کو اس کھانے کا ان ہاتھوں سے گزرنا کشف کے ذریعے معلوم ہو جاتا تھا۔

اللہ ﷻ نے مجھ پر احسان کیا کہ میں ان کے نقش قدم پر چل رہا ہوں لیکن میں صرف تین ہاتھوں سے گزرنے تک پہنچا ہوں۔ پھر اگر مجھے اس میں شک ہو جاتا ہے تو میں قے کر لیتا ہوں۔ اور بعض اوقات وہ خود اس بات پر مطلع ہو جاتے تھے۔ تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## نفس کا محاسبہ

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ اپنی ذات کا ہر وقت خیال رکھتے تھے تاکہ ان سے منافقین کی صفات نکال دیں اور اس میں مومنین کی صفات داخل کر دیں کیونکہ یہ صفات ان پہلی صفات کے برعکس ہیں۔ مومنین کی صفات میں سے کچھ صفات وہ ہیں جن کو اللہ ﷻ نے اپنی کتاب عزیز میں ذکر کیا ہے۔

الْعَابِتُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِلُونَ السَّابِحُونَ الرَّائِعُونَ السَّاجِدُونَ الْأَمِيرُونَ  
بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ط وَيَسِّرِ الْمُؤْمِنُونَ. (پہلا سورہ ۱۱۲)

(ترجمہ) توبہ والے، عبادت والے، سراجے والے، رونے والے، رکوع والے، سجدہ والے، بھلائی کے بنانے والے، برائی سے روکنے والے، اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے، اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو۔

اور بعض اس ارشاد خداوندی میں:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ط  
(ترجمہ) بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے، جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

اور حدیث شریف میں ہے۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

(مشکوٰۃ المصابیح، باب الاعتقاد، والرحمۃ علی الخلق صفحہ 422 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(ترجمہ) تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے مسلمان (بھائی) کے لیے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے۔ اور دوسری حدیث شریف میں ہے۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يَأْمَنَ جَارَهُ بَوَائِقَهُ

(مشکوٰۃ المصابیح باب الصفۃ والرحمۃ علی الخلق صفحہ 422 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(ترجمہ) تم میں سے کوئی شخص (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا پڑوسی اس کے بوائق سے محفوظ نہ ہو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کے بوائق کیا ہیں؟ فرمایا اس کا دھوکہ اور ظلم امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب تم مجھے دیکھو کہ میں (سیدھے) راستے سے بھٹک گیا ہوں تو مجھے سیدھا کرو اور مجھے نصیحت کرو کیونکہ مومن اپنے (مومن) بھائی کے لیے صرف ناصح (خیر خواہ) ہوتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض رسائل میں مومنین کی صفات کو جمع کیا ہے وہ فرماتے ہیں اسے یوں ہونا چاہئے۔

حیاء زیادہ۔ اذیت کم، خیر کثیر، فساد قلیل، زبان صادق، کلام کم، عمل زیادہ، لغزش کم، فضول (غیر ضروری) رشتہ داروں سے نیکی زیادہ، بہت صلہ رحمی کرنے والے بہت باوقار، بہت زیادہ شکر گزار، جب رزق تنگ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ راضی، بردبار، اپنے بھائیوں سے نرم خو، پاکدامن، بہت شفیق، نہ لعنت کرنے والا، نہ گالی دینے والا، نہ عیب نکالنے والا، نہ غیبت کرنے والا، نہ چغل خور، نہ جلد باز، نہ حاسد، نہ کینہ پرور، نہ متکبر، نہ خود پسند، نہ دنیا کی طرف راغب، نہ بخیل، ہشاش بشاش، نہ حقیر جاننے والا، نہ جاسوسی کرنے والا، اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے، اللہ تعالیٰ کے لیے راضی ہو، اللہ تعالیٰ کے لیے ناراض ہو اس کا زاد راہ تقویٰ ہو، اس کی ہمت و ارادہ آخرت ہو، اس کا ہم نشین اس کو یاد کرنے والا ہو، اس کا محبوب اس کا مولیٰ ہو، اس کی کوشش دوسرے کے لیے ہو، اس طرح کے تین سواوصاف ہیں۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر منافقین کی ڈمیں ہوتیں تو ان کی کثرت کے سبب مومنوں کو چلنے کے لیے زمین نہ ملتی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی شخص کسی ایک کلمہ کی وجہ سے منافق ہو جاتا تھا اور میں تم میں سے کسی ایک سے وہ کلمے ایک مجلس میں دس بار سنتا ہوں لیکن وہ اس سے باخبر نہیں ہوتا۔ حدیث شریف میں ہے۔

الْمُنَافِقُ هِمَّتُهُ فِي الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَالْمُؤْمِنُ هِمَّتُهُ فِي الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ.

(ترجمہ) منافق کا مقصود کھانا پینا ہے اور مومن کا مقصود روزہ اور نماز ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مومن کی قوت اس کے دل میں ہوتی ہے اور کافر اور منافق کی ہمت اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مومن کی علامت میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اطاعت

کرنے کے باوجود روتا ہے اور منافق کی علامت یہ ہے کہ وہ عمل کو بھول جاتا ہے پھر ہنستا ہے۔  
حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مومن کھجور کا درخت لگاتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں اس کا پھل کانٹوں کی صورت میں نہ آئے اور منافق کانٹے بیج کر کھجوروں کا پھل طلب کرتا ہے۔  
تو اے بھائی! اس بات کو سمجھو اور موت سے پہلے اپنے نفس کو ٹٹولو اگر اس میں منافقین کے اخلاق پاؤ تو روؤ اور بہت زیادہ استغفار کرو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## مال کے ساتھ معاملہ

ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کے اخلاق میں سے ایک اخلاق یہ ہے کہ وہ شروع شروع میں دینار اور درہم جمع نہیں کرتے پھر آخر میں ان کو خرچ کرنے کے لیے جمع کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی طریقت کے آغاز میں دودھ پیتے بچے کے حکم میں ہوتا ہے جب دودھ چھڑایا جاتا ہے تو اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ پستان پر ایلو (کڑوی چیز) وغیرہ رکھا جائے تاکہ وہ دودھ پینا پسند نہ کرے جو اس کے لیے نقصان دہ ہے جب ہمیں یقین ہے کہ پستان سے منہ لگانا اس کے لیے ناپسند ہے تو وہ خود بخود دودھ کو چھوڑ دیتا ہے اور اپنے آپ کو اس سے بچاتا ہے اسی طرح فقیر آخری حالت میں دنیا سے بچتا ہے اور اس وقت دولت روکنے میں کمال ہے تاکہ اس کے ذریعے اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے بچائے اور اس میں سے اللہ ﷻ کے راستے میں حکم خداوندی کے مطابق خرچ کرے۔

اسلاف میں سے بعض نے دنیا سے روکا اور بعض نے (مال) روک رکھنے کا حکم دیا تو اس کا بھی مطلب ہے (دونوں قول درست ہیں)۔

حضرت مسلم النخعات رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب درہم و دینار بنائے گئے تو ابلیس نے ان کو اپنی پیشانی پر رکھا اور ان کو بوسہ دیا پھر کہا جو شخص تم دونوں کو پسند کرے گا وہ میرا سچا غلام ہوگا۔  
میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ (جس محبت دنیا کا اور ذکر ہو) مطلق نہیں بلکہ خرچ کرنے کے لیے مال کا حصول اس سے مستثنیٰ ہے اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے کیونکہ یہ اطلاق، محل تفصیل میں ہے اور حضرت شمس بن حسن رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہاتھ سے درہم و دینار جمع نہیں کرتے تھے وہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم یعنی کی تمہاری جھمبے سونے کی تمہاری کے مقابلے میں زیادہ پسند ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے فقیر کا مقام دنیا کو چھوڑنے اور اس سلسلے میں اپنے آپ کو اپنے بھائیوں سے مقدم نہ کرنے سے مکمل ہوتا ہے البتہ یہ کہ ان کے مقابلے میں زیادہ محتاج ہو۔  
ایک شخص نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے ساتھ رہنے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے فرمایا ایک شرط پر ہے کہ تم اپنے مال کے مجھ سے بڑھ کر مالک نہ ہو گے اس نے کہا مجھے اس کی طاقت نہیں پھر

وہ چلا گیا۔

تورات میں ہے جو دل دنیا سے محبت کرتا ہے اس کے لیے حق کہنا حرام ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جان لو! درہم بچھو ہے جس کو اس کا دم اچھی طرح نہیں آتا اس کا زہر اسے ہلاک کر دیتا ہے پوچھا گیا اس کا دم کیا ہے؟ فرمایا حلال طریقے سے حاصل کیا جائے اور اپنے مقام پر خرچ کیا جائے۔

حضرت سمیط بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے درہم منافقین کی لگام ہے اس کے ذریعے ان کو ہلاکت کے مقامات کی طرف لے جایا جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کوئی شخص اس وقت تک نیک نہیں ہو سکتا جب تک اس کے نزدیک سونا اور مٹی برابر نہ ہو جائیں۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو اس لیے کسادگی اختیار کرتا ہے کہ اس کے پاس دنیا آ جائے وہ منافق ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا میں لوگوں کے سامنے زہد کا مظاہرہ کرتا ہے اور جو یہ مظاہرہ نہیں کرتا وہ منافق نہیں اللہ علیہ السلام خوب جانتا ہے۔

امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اپنی ہتھیلی میں درہم رکھ کر فرماتے تھے اے درہم! تجھ پر افسوس ہے تو اس وقت مجھے نفع دیتا ہے جب مجھ سے چلا جائے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب کسی دروازے سے حرام درہم داخل ہو جاتا ہے تو روشن دان سے حق نکل جاتا ہے ان سے پوچھا گیا اگر روشن دان بند کیا جائے۔ فرمایا وہاں سے نکلتا ہے جہاں سے موت کا فرشتہ آتا ہے۔

حضرت عطاء بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کوئی عالم اس وقت تک پایہ تکمیل کو نہیں پہنچتا جب تک دنیا اور عورتوں سے دور نہ رہے (مطلب یہ کہ زیادہ حوجہ نہ رہے مطلق ممانعت نہیں)

اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر اکثر پڑھتے تھے۔

إِنِّ التَّوَرَّعَ عِنْدَ هَذَا الْبِرِّهِمْ      إِيْسَى وَجَدْتُ فَلَا تَطْنُوا غَيْرَهُ  
لَا عَلِمَ بَانَ تَفَاكَ تَقْوَى الْمُسْلِمِ      لَبِذَا لَبَرْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ تَرَكَتُهُ

(ترجمہ) میں نے حقیقت کو پایا پس تم کسی غیر کا گمان نہ کرو تقویٰ اس درہم کے پاس ہے پس جب تم اس پر قادر ہو اس کو چھوڑ دو تو جان لو کہ تمہارا تقویٰ، مسلمان کا تقویٰ ہے۔

تو اے بھائی! ضرورت سے زائد دنیا سے اپنے آپ کو بچاؤ اور زہد میں اپنے پاکیزہ اسلاف کی پیروی کرو اس کی آفات سے بچ جاؤ گے اور تمام تعریفیں اللہ علیہ السلام کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

## مرشد، مرید کی عبادت کو اپنی خدمت سے مقدم سمجھے

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ان کا مرید ان کی خدمت پر اللہ ﷻ کی عبادت کو مقدم کرے جب وہ ان میں کسی کو حاجت کے لیے بلاتے ہیں اور وہ مثلاً تلاوت قرآن یا ذکر الہی میں مشغولیت کی وجہ سے نہیں آتا تو یہ بات ان کے لیے ان کی اپنی حاجات کے مقابلے میں زیادہ ترجیح رکھتی ہیں اگرچہ ان کی اپنی حاجت ضروری ہو مثلاً گندم پینا اور کھانا پکانا وغیرہ۔ اس خلق پر وہی شخص عمل کرتا ہے جو نفس کی عونت (تکبر) سے خالی ہو اور اس کے لیے اللہ ﷻ کی رضا کی محبت صحیح ہو حتیٰ کہ وہ اس (خلق کو اپنی تمام نفسانی خواہشات پر مقدم کرے)۔

میں نے درود شریف کا ایک وظیفہ مقرر کر رکھا تھا ایک دن مجھے ذکر اچھا لگا تو میں اس میں مسلسل مصروف رہا حتیٰ کہ مجھ سے میرا درود شریف کا ورد چھوٹ گیا اس کے بعد میں حضور ﷺ سے حیا کی وجہ سے شرمندہ ہوا جب صبح ہوئی تو میں نے یہ واقعہ اپنے شیخ حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا اس وجہ سے حضور ﷺ سے شرمندگی مناسب نہیں کیونکہ آپ ﷺ یقیناً اپنی ذات کے مقابلے میں اپنے رب ﷻ سے زیادہ محبت کرتے ہیں لہذا یہ وہم مناسب نہیں کہ اس وجہ سے حضور ﷺ سے کبیدہ خاطر ہوں گے بلکہ آپ ﷺ درود شریف کے مقابلے میں اللہ ﷻ کے ذکر پر زیادہ خوش ہوتے ہیں علاوہ ازیں درود شریف میں اللہ ﷻ کا ذکر لازمی طور پر ہوتا ہے اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

اسی طرح شیخ کو چاہئے کہ وہ رسول اکرم ﷺ پر درود شریف میں مرید کی مشغولیت پر زیادہ کشادہ دلی کا مظاہرہ کرے بہ نسبت اس کے کہ مرید یہ دعا کرے یا اللہ ﷻ میرے شیخ پر رحم کر اور اس کی مغفرت فرما وغیرہ وغیرہ کیونکہ حضور ﷺ پر درود شیخ کے نزدیک اس کی جان اور اس کی اہل سے زیادہ محبوب ہیں۔ اے بھائی! اس بات کو سمجھو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## اعمال آخرت کو دنیوی اعمال پر مقدم کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ ہمیشہ آخرت کے اعمال کو دنیوی اعمال پر مقدم کیا جائے پس صبح کی نماز کے بعد وظائف کو دیگر کاموں سے مقدم کرنا چاہئے جس طرح ٹھنڈی رات میں لحاف کے اندر سونے کے مقابلے میں تہجد کو مقدم کیا جاتا ہے تمام سلف صالحین کا یہی طریقہ ہے۔ جو شخص صبح اٹھ کر دنیا کا قصد کرے وہ ان کے طریقے سے خارج ہے۔

اور میں (معنف رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک مرتبہ ایک شیخ کو دیکھا جو باغ میں سیر کا ارادہ کر رہا تھا اس نے اس دن وظیفہ ترک کر دیا اور صبح کی نماز بھی باجماعت نہ پڑھی اس کا عمامہ اونٹنی تھا اور اس کا شملہ بھی تھا میں

نے اس سے کہا اے بھائی!

اگر تم دھاری دار عمامہ اور دھاری دار لباس پہنتے جس طرح لباس پر تکبر کرنے والے پہنتے ہیں اور صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے اور وظیفہ بھی پڑھتے تو اللہ ﷻ کے ہاں یہ بات افضل ہوتی پس اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص ایک بار بھی سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ نہیں پڑھتا جو دنیا اور جو کچھ اس میں سے ہے بہتر ہے تو اس نے اپنی دنیا کو اپنی آخرت پر ترجیح دی۔ اور حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص دنیا کو نکاح کا پیغام دیتا ہے تو وہ دنیا اس سے بطور مہر اس کا پورا دین طلب کرتی ہے اور اس کے بغیر اس سے راضی نہیں ہوتی۔ اور میرے سردار شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ دنیا ابلیس کی بیٹی ہے جو اس سے نکاح کا ارادہ کرے گا تو اس کا باپ بار بار اس کے پاس آئے گا اور اگر وہ اس سے نکاح کرے گا تو وہ مکمل طور پر وہاں ٹھہر جائے گا۔

میں (معنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ اس دنیا کے ساتھ نکاح کرنے سے مراد اس کی تمنا کرنا ہے اور اس کے پاس داخل ہونے سے مراد اس کو روک رکھنا ہے یعنی جو مال حاجت سے زائد ہو غرض شرعی کے بغیر اسے روک لینا۔

پس معلوم ہوا کہ جو شخص اس بات کا ارادہ کرے کہ شیطان کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کے باوجود شیطان اس کے ساتھ نہ ٹھہرے تو اس نے محال بات کا ارادہ کیا یہی وجہ ہے کہ شیطان اکثر ان لوگوں کو نماز، وضو اور نیت کے دوران دوسوہ ڈالتا ہے جو دل کے ساتھ دنیا سے محبت کرتے ہیں اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## اپنے بعد اولاد کے ضیاع کا خوف نہ ہونا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بعد اپنی اولاد کے ضائع ہونے کا خوف نہیں رکھتے یہی وجہ ہے کہ جو دنیوی مال ان کے پاس آتا ہے وہ اسے خرچ کرتے ہیں جمع نہیں کرتے اور اگر ان کو اپنے بعد اولاد کے ضائع ہونے کا ڈر ہو تو ان پر حرص، بخل اور لالچ کا حکم لگایا جائے گا اور وہ قوم (صوفیاء) کی صفات سے نکل جائیں گی۔

حدیث شریف میں ہے۔

الْوَلَدُ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ

(ترجمہ) اولاد بخل اور بزدلی کا باعث ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، حدیث 3666 جلد 2 صفحہ 1209 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

یعنی اپنے باپ کو بخیل اور جہاد وغیرہ سے سستی کرنے والا بنا دیتی ہے۔  
حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے۔

مَا لَكَ مَا قَلَّمْتَ وَمَا وَارِثَكَ مَا أَخَوْتَ .

(ترجمہ) تمہارا مال وہ ہے جو تم نے آگے بھیج دیا اور تمہارے وارث کا مال وہ ہے جو تم نے روک رکھا ہے۔

(مستدرک امام حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ جلد 3 صفحہ 164 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اے انسان! خرچ کر، اور تیرے ارد گرد جو پھاڑنے والے درندے ہیں وہ تمہیں دھوکے میں نہ ڈالیں اور وہ تیرا بیٹا (اولاد) تیری بیویاں، تیرے قبیلے والے ہیں بے شک تیرا بیٹا شیر کی طرح ہے وہ اس مال میں تمہارے جھگڑا کرے گا جو تیرے پاس ہے تاکہ وہ (مال) صرف اسی کا ہو کوئی دوسرا اس میں شریک نہ ہو، نہ تو وہ تیری طرف سے صدقہ کرے گا نہ تیرے ہاتھ میں چھوڑے گا کہ تو وہاں خرچ کرے جہاں اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔

اور تیری بیویاں دم ہلانے (چاپلوسی) اور بھونکنے میں کتے کی طرح ہیں اور قبیلے والوں کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! تیرے مرنے کے بعد ان تک ایک درہم کا پہنچنا نہیں تیری زندگی سے زیادہ محبوب ہے اور تمہارا خادم حیلے بہانوں اور چوری میں لومڑی کی طرح ہے پس تو ان سے محبت نہ کر اور نہ ان کے لیے مال جمع کر اور نہ ہی گھر کا سامان زیادہ کر یہ لوگ تمہارے کینہ رکھتے ہیں، جب تجھے قبر میں رکھیں گے تو اپنے گھروں کو واپس آنے کے بعد کپڑوں کو خوشبو لگائیں گے، عورتوں سے معافہ کریں گے، کھائیں گے، پئیں گے اور تیرے مال پر اکڑیں گے جب کہ اس کا حساب تجھے دینا ہوگا۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے خرچ کرو اور اولاد ضائع ہونے کی فکر نہ کرو اگر وہ ایمان دار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو حساب کے بغیر عطا کرے گا اور اگر فاسق ہوں گے تو اپنے مال کے ذریعے فسق پر ان کی مدد نہ کرو۔

اور حضرت سالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو مال آتا وہ شروع شروع میں اسے خرچ کر ڈالتے ان کی بیوی نے اس بات پر ان کو ملامت کی تو انہوں نے جواب دیا اگر میں نیکی لے جاؤں اور تمہیں شر میں چھوڑ کر جاؤں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں شر لے جاؤں اور تمہیں بھلائی میں چھوڑ دوں۔

حضرت محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنے صالح بھائی پر خرچ کرو یہ تمہارے وارثوں سے زیادہ بہتر ہے اس لیے کہ یہ تمہارے لیے دعا کرے گا جب تم مٹی کی تہوں میں ہو گے حتیٰ کہ جب تم قبر سے نکلو

گے تو اس کی دعا کی وجہ سے تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

لیکن تمہارے وارث تمہارا مال تقسیم کر لیں گے اور تمہیں بھول جائیں گے اور تمہیں اپنے آپ سے افضل نہیں سمجھیں گے اور کہیں گے کہ اللہ ﷻ نے یہ مال ہمارے لیے بنایا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر میں چٹائی، قرآن مجید اور لوٹے کے علاوہ کچھ نہیں رکھتے تھے ایک مرتبہ ایک شخص نے ان کو نیا چھوٹا ڈونگہ دیا صبح ہوئی تو حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے وہ ایک شخص کو دے دیا اور فرمایا اے بھائی! اسے لے لو اس نے میرے دل کو مشغول رکھا کیونکہ مجھے یہ ڈر رہا کہ کوئی شخص اسے میرے گھر سے چوری نہ کرے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں ایک دن اپنے بھائی کی ملاقات کے لیے گیا تو میں نے دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے اس کی آنکھیں اندر کودھنسی ہوئیں تھیں میں نے اس کے لیے دو درہم نکالے اور اس سے کہا ان سے کوئی خوراک خریدو جو عبادت پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تقویت پہنچائے اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا اللہ ﷻ اس بات پر قادر ہے کہ وہ اس رات مجھے کھانے پینے کے بغیر عبادت کی طاقت عطا فرمائے مجھے ڈر ہے کہ میں تم سے یہ لے لوں اور یہ رات کو میرے پاس رہیں اور میں مر جاؤں اور میں ان کے ساتھ کچھ خرید نہ سکوں۔

رسول اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو صحابہ کرام ﷺ نے آپ کے گھر میں کوئی درہم اور دینار نہ پایا۔

راوی فرماتے ہیں جب حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت ہوا تو انہوں نے اپنا تمام مال خرچ کر دیا لوگوں نے کہا آپ نے اپنی اولاد کے لیے کوئی چیز کیوں نہیں چھوڑی؟ تو انہوں نے جواب دیا اپنے نفس کے لیے ذخیرہ زیادہ بہتر ہے جہاں تک اولاد کا تعلق ہے تو میں نے ان کے لیے اپنے رب ﷻ کے فضل کو ذخیرہ بنایا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم میں سے ایک شخص دنیا کی شرمندگی اور اس کے فقر سے ڈرتا ہے اور آخرت کی شرمندگی اور فقر سے نہیں ڈرتا حالانکہ آدمی کا آخرت میں اعمال کے اعتبار سے فقیر ہونا لوگوں کے سامنے سخت شرمندگی کا باعث ہے پس ہم نے بہت برا عمل کیا۔

وہ فرماتے تھے کھانے پینے کے ارادے نے غافل لوگوں کے دلوں کو خیر سے روک دیا ہے اور بندے کا اپنی زندگی میں ایک درہم خرچ کرنا موت کے بعد ایک ہزار درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔

حضرت مدائنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اولاد کو ادب کا وارث بنانا ان کو مال کا وارث بنانے سے بہتر ہے کیونکہ ادب کے ذریعے وہ مال، مرتبہ اور (مسلمان) بھائیوں کی محبت حاصل کر سکتے ہیں اور دنیا و آخرت کی

۱۔ اس قول کے مطابق آدمی کو اپنا پیسہ دینی مدارس اور نیک لوگوں پر خرچ کرنا چاہئے ایک تو نیکی پر پیسہ خرچ ہوگا تو ثواب ہوگا اور دوسرا یہ لوگ بھی دعا کریں گے ۱۲ ہزاروی



بھلائی حاصل ہو سکتی ہے لیکن مال جلد ختم ہو جائے گا اور ان کی حالت یہ ہوگی کہ نہ دنیا حاصل ہوگی اور نہ آخرت اور ہم نے وراثت میں ملنے والے مال کا اکثر تجربہ کیا تو اس میں نہ خیر پائی نہ ہی برکت کیونکہ وہ وارث کی اپنی کمائی نہیں ہے اور بعض اوقات مورث (جس کی وراثت تقسیم ہوتی ہے) اپنے وارثوں وغیرہ پر بخیل ہوتا ہے۔ پس اے بھائی! یہ بات جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## قبرستان کی زیارت

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ کبھی کبھی مسلمانوں کے قبرستان میں جاتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

ذُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُدَكِّرُكُمْ الْآخِرَةَ

(ترجمہ) قبرستان کی زیارت کرو یہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

(جامع ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الرخصة فی زیارة القبور حدیث 1056 جلد 2 صفحہ 330 مطبوعہ دار الفکر بیروت۔)

سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز باب فی زیارة القبور حدیث 3234 جلد 3 صفحہ 218 مطبوعہ دار احیاء السنن النبویہ بیروت)

آج کے زمانے میں بہت کم لوگ اس پر عمل کرتے ہیں اور اگر کبھی وہ کسی قبر میں داخل ہوں تو اس سے بھی عبرت حاصل نہیں کرتے عادت کے طور پر ایسا کیا جاتا ہے جس طرح وہ جمعہ (بنتے) کے شروع میں یا مہینہ کے آخر میں زیارت کرتے ہیں۔

یادہ میت کے گھر والوں کے دل میں تبدیلی آنے کے ڈر سے ایسا کرتے ہیں خاص طور پر جب ان کا اس پر حق ہو کہ اس کی اولاد یا والد کی زیارت کریں جب وہ مر جائے اور یہ ایک الگ عرض ہے ہماری گفتگو سے اجنبی ہے (یعنی اس کا مقصد آخرت کو یاد کرنا نہیں ہے)

میں نے جس شخص کو آخر میں اس پر عمل پیرا دیکھا وہ سیدی شیخ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو ہر جمعہ کو قرابتداروں کی زیارت کرتے تھے اور وہ زیارت کے لیے جاتے تھے چاہے فوت شدہ کو پہنچانے ہوں یا نہ، اور جب وہ قبروں کو دیکھتے تو رو پڑتے تھے اور اس سلسلے میں جو کلمات آئے ہیں پڑھتے تھے پھر فرماتے ان میں سے ہر ایک کی خواہش ہے کہ وہ دو رکعتیں پڑھے یا لا الہ الا اللہ پڑھے چاہے ایک مرتبہ ہو پس تم اپنی زندگی کو غنیمت سمجھو (مرنے کے بعد وقت نہیں ملے گا)

حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ جب قبرستان کو دیکھتے تو روتے اور فرماتے افسوس! تم اپنے کس عمل پر خوش ہو پھر چیخ مارتے جس طرح بیل آواز نکالتا ہے۔

۱۔ قبرستان میں جانا سنت نبوی ہے اور اس کا مقصد آخرت کو یاد کرنا اور ایصالِ ثواب ہے یہی مقصد پیش نظر ہونا چاہئے وہاں جا کر غیر شرعی حرکات کرنا، کھانا پینا اور عورتوں کا بے حجاب پھرنا غلط اور گناہ کا کام ہے ۱۲ ہزار روپی۔

حضرت ہشام دُستُو ائی رحمۃ اللہ علیہ جب قبرستان کی زیارت کرتے اور پھر گھر کی طرف واپس آتے تو کئی دن تک چراغ روشن نہ کرتے تھے اور فرماتے تھے مجھے قبر کا اندھیرا یاد آ جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بنو امیہ میں سے اپنے آباؤ اجداد کی قبروں پر جاتے اور فرماتے اے میرے آباؤ اجداد گویا تم نے لذت و نعمت میں دنیا والوں کو اپنے ساتھ شریک نہیں کیا اور فرماتے تھے ان قبور کا ظاہر کتنا اچھا ہے لیکن اندرونی طور پر ان کا معاملہ بہت مصیبت زدہ ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو قبرستان میں ہنستے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا کیا تمہارے لیے یہ بات کافی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند نہیں تھی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میت کو قبر میں سات دن آزمائش میں گزارنے ہوتے ہیں اس لئے مسلمان اس کی طرف سے صدقہ کرنا مستحب سمجھتے ہیں تاکہ اس کی مدد کی جائے حتیٰ کہ اسے اس کی دلیل بتا دی جائے۔<sup>۱</sup>

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ میں ایک قبر کے پاس سے گزرا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قبر سے باہر ہے اور سر سے پاؤں تک آگ کی لپیٹ میں ہے اس نے کہا اے عبداللہ! مجھے پانی پلائیں۔ مجھے معلوم نہیں وہ میرا نام کیسے جانتا تھا اس نے اس طرح پکارا جس طرح کسی کا نام معلوم ہو تو اسے اے بندہ خدا کہہ کر پکارتے ہیں میں اسے پانی پلانے لگا تو اس پر مقرر فرشتے نے مجھے کہا اسے پانی نہ پلائیں وہ اسے مسلسل کوڑے سے مارتا رہا حتیٰ کہ وہ قبر میں لوٹ گیا اور اس پر قبر بند کر دی گئی۔

حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ اکثر عشاء کے بعد قبرستان میں جاتے اور صبح تک ان سے گفتگو کرتے پھر واپس آتے اور وہ فرماتے تھے اے قبرستان والو! تم مر گئے تو اے اہل قبور! تم نے موت سے ملاقات کی اور جو اعمال تم نے کیے ان کو دیکھا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک دن ایک قبرستان سے گزرے تو اپنی چادر بچھا کر وہاں دو رکعتیں پڑھیں اس سلسلے میں آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو فرمایا میں نے قبرستان والوں کو یاد کیا اور ان کے اور عبادت کے درمیان رکاوٹ پڑ چکی تھی پس میں نے اس بات کو پسند کیا کہ ان کے درمیان دو رکعتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کروں۔

حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تمہارے اعمال مردوں پر پیش کئے جاتے ہیں پس کبھی وہ خوش

۱۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اسی طرح دیگر بزرگان دین کا قرآن و سنت کی روشنی میں یہی عقیدہ تھا کہ صدقہ و خیرات سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے الحمد للہ! اہل سنت اسی عقیدے پر قائم ہیں جس طرح حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے ان کی والدہ کے ثواب کے لیے کھواں کھود کر وقف کرنے کا حکم دیا تھا ۱۲ ہزار روپی

ہوتے ہیں اور کبھی غمگین ہوتے ہیں۔

اور آپ ﷺ اکثر فرماتے تھے اے اللہ ﷻ! میں ایسے عمل سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کے ذریعے میرے فوت شدہ (رشتہ دار) سے مواخذہ کیا جائے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ دوسرے مردوں کے پاس موجود ہوتے تو وہ بے ہوش ہونے کے قریب ہو جاتے اور فرماتے اللہ ﷻ کی قسم! اس معاملے کا آخر یہ ہے اس کے شروع میں زہد اختیار کرنا اور اس کے آخر سے ڈرنا مناسب ہے۔

اے بھائی! جان لو اس قوم کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ ان کی زندگی میں ان کی قبریں کھودی نہ جائیں یہ اللہ ﷻ کے ساتھ ادب کا تقاضا ہے ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا لِقَدْرِي نَفْسًا بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ط

(پ۔ لقمان، ۳۱)

(ترجمہ) اور کسی نفس کو (اپنے آپ) معلوم نہیں کہ وہ زمین کے کس حصے میں مرے گا۔ یعنی کہاں دفن ہوگا اور ہمیں یہ بات پہنچتی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں نے سمعان کے عبادت خانے میں اپنی قبر کھودی آپ رحمۃ اللہ علیہ کھودتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے غلام مٹی اٹھا کر پھیلتے تھے حتیٰ کہ اس کے کھودنے سے فارغ ہوئے تو ساتویں دن اسی جگہ دفن ہوئے۔

اسی طرح ہمیں بنو خولان کے دو آدمیوں کے بارے میں خبر ملی ہے کہ انہوں نے مصر کے باب القرافہ میں اپنی قبریں کھودیں اور سنگ مرمر کی تختی پر اپنے نام کندہ کئے اور وہ اس بات کی گواہی دیتے تھے کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ ﷻ کے رسول ہیں۔

میں نے اپنی سیاحت کے دوران اس تختی کو پڑھا ان لوگوں میں سے کوئی اپنی قبر پر قبہ نہیں بناتا تھا نہ اس کے لیے کوئی کمرہ بنایا جاتا تھا نہ دیوار کو چوہنہ وغیرہ کیا جاتا تھا نہ اس کے قبہ (گنبد) میں کفر کی رکھی جاتی تھی بخلاف اس کے جو آج کے زمانے میں بعض نام نہاد صوفیاء نے طریقہ اختیار کیا ہے اور بعض پر ظالم لوگوں کے پیسے سے ہوتا۔

تو اے صالح بھائی! اس قسم کے کاموں سے بچو۔ بزرگوں نے کہا کتنی ہی قبروں کی زیارت کی جاتی ہے اور قبر والا آگ (کے عذاب) میں ہوتا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے عجم کے مشائخ میں سے ایک شیخ کو دیکھا کہ اس نے اپنی کتب، لباس

۱۔ قدری کا معنی اپنے طور پر جانا، یعنی اللہ ﷻ کے بتانے کے بغیر کوئی نہیں جانتا اللہ ﷻ کے بتانے سے انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور ان کے قبعین کو بھی علم ہو جاتا ہے میدان بدر میں لڑائی سے ایک دن پہلے حضور ﷺ نے نشانات لگا کر بتایا کہ یہاں ابو جہل مرے گا اور یہاں فلاں مرے گا ۱۲ ہزاروی

۲۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے بات واضح فرمادی کہ ظالم لوگوں کے پیسے سے درباروں کے گنبد وغیرہ بنانا درست نہیں نیز ہر شخص کی قبر پر گنبد بنانا بھی صحیح نہیں لیکن معروف بزرگان دین کی قبروں پر جہاں لوگوں کی آمد و رفت زیادہ ہے گنبد بنانا اور روشنی کا انتظام کرنا جائز نہیں ۱۲ ہزاروی۔

اور گھر کا سامان فروخت کیا اور اس کے لیے قبر، تابوت، پردہ وغیرہ بنائے گئے اور یہ سارا مال اس پر خرچ کیا گیا پھر اس کے دروازے پر لکھا گیا۔

قَفَّ عَلَى الْبَابِ خَاضِعًا      وَأَحْسَنَ الظَّنَّ وَارْتَجَّ  
فَهُوَ بَابٌ مُجْرَبٌ      لِقَفَاءِ الْحَوَائِجِ

(ترجمہ) اس دروازے پر عاجزی کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اچھا گمان کرو اور اسے کھٹکناؤ یہ ایسا دروازہ ہے جس کا حاجات کے پورا کرنے کے لیے تجربہ کیا گیا ہے۔

جو شخص اس قبر (گنبد) اور کتابت کو دیکھتا تو اس فقیر پر ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ اس شخص کو اس بات کا خوف ہے کہ اس کی موت کے بعد کوئی دوسرا اس بات کا اہتمام نہیں کرے گا لہذا اس نے خود یہ کام کیا کہ اسے شیخ کھا جائے یہ سب کچھ تکبر ہے اور صالحین کے ساتھ مذاق کا دروازہ کھولنا ہے نیکی کرنے اور برائی سے رکنے کی طاقت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## ذکر الہی اور درود شریف سے غافل نہ ہونا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں ہدیہ صلوة و سلام پیش کرنے سے غافل نہیں ہوتے جس مجلس میں بیٹھتے ہیں وہ لوگ حضور ﷺ کی حدیث پر عمل کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا۔

لَا يَجْلِسُ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ مُحَمَّدٍ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ بَرَةٌ

(کنز العمال، حدیث 1811 جلد 1 صفحہ 422 مطبوعہ الموسسة الرسالہ بیروت)

(ترجمہ) کوئی قوم کسی مجلس میں بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے اور نہ ہی وہ اپنے نبی حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجیں تو یہ مجلس ان کے لیے قیامت کے دن نقصان کا باعث ہوگی۔

نیز آپ ﷺ کے اس ارشاد گرامی پر بھی عمل کرتے ہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:  
لَيْسَ يَتَخَسَّرُ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَّا عَلَى سَاعَةٍ مَوْتٍ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ فِيهَا

(کنز العمال، حدیث 1806 جلد 1 صفحہ 422 مطبوعہ الموسسة الرسالہ بیروت)

(ترجمہ) اہل جنت کو صرف اس گھڑی پر فسوس ہوگا جو یوں گزر جائے کہ وہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کریں۔  
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے ذریعے ہم پر آسانی فرمائی

(پ۔ البقرہ آیت ۱۵۲)

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

(ترجمہ) تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چہ چاکروں گا۔

اس میں کسی جگہ کی تخصیص نہیں ہے اور اگر اللہ ﷻ ہمارے لیے کسی مکان کا تعین کر دیتا کہ ہم اس میں ہی ذکر کریں تو اس کے لیے دوڑ دھوپ کرنا ہم پر واجب ہو جاتا اگرچہ ایک سو سال کی مسافت پر ہو جس طرح کعبہ شریف کی طرف لوگوں کو دعوت دینے کا معاملہ ہے پس اللہ ﷻ کی تعریف ہے اور اس کا احسان ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم اپنی مجالس میں مخلوق کا ذکر کرتے ہو تو اللہ ﷻ کا ذکر بھی کرو کیونکہ اس کا ذکر مخلوق کے ذکر کی بیماری کا علاج ہے

جو شخص حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھنا چاہتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے لیے شرط رکھتے کہ وہ اللہ ﷻ کے ذکر سے غافل نہیں ہوگا۔

حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے (گناہ کرتا ہے) اس کے لیے اللہ ﷻ کا ذکر مناسب نہیں جب تک توبہ و استغفار نہ کرے کیونکہ ظالم جب تک اپنے ظلم پر برقرار رہتا ہے اللہ ﷻ اس پر لعنت کرتا رہتا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں ان کی مراد یہ ہے کہ جب وہ اپنے رب ﷻ کے ذکر کا ارادہ کریں تو احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے توبہ کر لیں کیونکہ انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اگرچہ مکروہ کے ارتکاب کے ذریعے یا غفلت اور مذموم خیالات وغیرہ کے ذریعے اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہر نفس دنیا سے پیاسا جاتا ہے سوائے ذاکرین کی جان کے (وہ سیراب ہو کر جاتے ہیں)۔

حضرت وہب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو مجلس کا افتتاح ذکر سے کرتا ہے۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مجھے معلوم ہو جاتا ہے جب اللہ ﷻ مجھے یاد کرتا ہے ان سے پوچھا گیا وہ کیسے؟ فرمایا جب میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو یاد کرتا ہوں تو وہ مجھے یاد کرتا ہے ارشاد خداوندی ہے

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

(پ البقرہ آیت ۱۵۲)

(ترجمہ) تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چہ چا کروں گا۔

حضرت ابوالکلیح رحمۃ اللہ علیہ جب اللہ ﷻ کا ذکر کرتے تو (خوشی سے) جھوم جاتے اور فرماتے میرا یہ جھومنا اللہ ﷻ کے ذکر کی وجہ سے ہے کیونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا ”فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ“ تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چہ چا کروں گا۔ اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی راستے پر چلتے اور اللہ ﷻ کے ذکر سے غافل ہوتے تو واپس آ کر پھر چلتے اور اس میں اللہ ﷻ کا ذکر کرتے اگرچہ ایک دن کا سفر ہو اور فرماتے میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جس زمین سے میں گزروں قیامت کے دن وہ تمام حصہ زمین میرا گواہ بن جائے۔

حضرت داؤد علیہ السلام عادتاً مانتے تھے:

یا اللہ ﷻ! مجھے اپنے ذکر کرنے والوں میں سے کر دے اور جب تو مجھے دیکھے کہ میں ذاکرین کی مجلس سے غافلین کی مجلس کی طرف چلا گیا ہوں تو میرے پاؤں کو توڑ دے کیونکہ تیری طرف سے مجھ پر انعام و نعمت ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کے ذکر کے ساتھ اپنے دلوں سے گفتگو کرو کیونکہ دل جلد غافل ہو جاتے ہیں۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں پر تعجب ہے وہ اس پر روتے ہیں جس کا جسم مر جائے اور اس پر نہیں روتے جس کا دل مرجائے حالانکہ یہ زیادہ سخت ہے۔

حضرت بشر بن منصور رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کے ساتھ مجلس کم اختیار کرتے تھے اور فرماتے تھے لوگوں کے ساتھ اجتماع غفلتوں کا مقام ہے اور اللہ ﷻ کی قسم! میرے پاس جو بھی بیٹھا میں نے اس کی مجلس ترک کرنا افضل خیال کیا کیونکہ یہی بات میرے اور اس کے لیے بہتر ہے۔

پس اے بھائی! اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے

## بیٹھنے سے قاصر ہونے پر لیٹ جانا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ اس وقت تک زمین پر اپنا پہلو نہیں لگاتے جب تک بیٹھنے سے عاجز نہ ہو جائیں اور قرآن کے ذریعے ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ ﷻ ان کی ایسی باتوں کو نظر انداز فرماتا ہے۔

میں نے اس طریقے پر سب سے آخر میں سیدی شیخ تاج الدین الذاکر رحمۃ اللہ علیہ کو پایا انہوں نے اپنی وفات کی رات اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ انہوں نے ستائیس سال سے زمین پر اپنا پہلو نہیں لگایا۔

اسی طرح سیدی شیخ ابوالسعود الجارحی رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ تھا اور اسلاف کے اس طریقہ پر حضرت عمر بن عبدالعزیز، بشر الحافی، محمد بن اسماعیل بخاری، امام احمد بن حنبل، امام ابوحنیفہ، رابعہ عدویہ، امام اوزاعی رحمہم اللہ اور ایک جماعت تھی جن کا ذکر ہم نے ”الطبقات“ میں کیا ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پر جب نیند کا غلبہ ہوتا تو وہ گھر میں چکر لگاتے اور یہ شعر پڑھتے۔

وکیف تنام العین وہی قویرة ولم تدر فی ای المحلین تنزل

(ترجمہ) آنکھ کس طرح سوئے جب کہ یہ ٹھنڈی ہے اور اس کو معلوم نہیں کہ دو جگہوں (جنت اور دوزخ) میں کس جگہ اترے گی۔

اسی طرح حضرت رابعہ عدویہ، شعوانہ، فاطمہ رملیہ رحمۃ اللہ علیہم کہتی تھیں ہمیں ڈر ہے کہ کہیں اچانک

ہماری پکڑ نہ ہو جائے۔

معلوم ہوا کہ جو شخص نیکی کا دعویٰ کرتا ہے اور سحری کے وقت بلا عذر سو جاتا ہے وہ جھوٹا ہے اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

## دلوں کا نرم ہونا اور کوتاہی پر رونا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ ان کے دل نرم ہوتے ہیں اور وہ حقوق اللہ ﷻ میں کوتاہی کی وجہ سے بہت روتے ہیں کہ شاید اللہ ﷻ ان پر رحم فرمائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اسی مقام پر تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چہرہ انور پر آنسوؤں کے جاری ہونے کی وجہ سے دو سیاہ لکیریں بن گئی تھیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی معاملہ تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز حضرت یزید الرقاشی، حضرت فضیل بن عیاض، حضرت بشر حافی اور حضرت معروف کرخی رحمہم اللہ بھی اسی مقام پر تھے۔

حضرت یزید الرقاشی رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو روتے تھے اور جب ان کے سامنے کھانا رکھا جاتا تو روتے تھے اور جب اپنے مسلمان بھائیوں کے پاس بیٹھتے تو خود بھی روتے اور ان کو بھی رلاتے تھے اور فرماتے جہنم کی آگ تو میرے جیسے آدمی کے لیے پیدا کی گئی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رات بھر روتے رہتے گھر میں چکر کاٹتے اور صبح تک چیخے چلاتے تھے اور اکثر اوقات بیہوش ہو جاتے تھے اکثر اوقات اپنے کمرے کی چھت پر نماز پڑھتے تو سجدے میں روتے حتیٰ کہ ان کے آنسو جاری ہوتے اور جو لوگ نیچے سوئے ہوتے پر نالے سے ان پر قطرے گرتے حتیٰ کہ وہ سمجھتے کہ یہ بادل گزر رہا ہے جو ان پر برس گیا۔

حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا روتیں اور ان کے آنسوؤں کے چھینٹے پڑتے حتیٰ کہ ان کے پاس آنے والا سمجھتا کہ یہ وضو کے پانی سے ہے۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس جب گرم ہو جاتی اور لوگ رونا شروع کر دیتے تو آپ ان کے سامنے حضرت داؤد علیہ السلام کے رونے، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے رونے، حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے لوگوں کے رونے کا ذکر کرتے تو اس وقت لوگ اپنے رونے کو حقیر سمجھتے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر میں اللہ ﷻ کے خوف سے روؤں حتیٰ کہ میری آنکھوں سے ایک قطرہ نکلے تو یہ بات مجھے اس بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں سونے کا ایک پہاڑ صدقہ کروں اور

۱۔ یہ بات بطور مبالغہ ہے عام طور پر ایسا نہیں ہوتا البتہ بطور کرامت ایسی صورت کا ظہور ممکن ہے ۱۲ ہزاروی۔

میرا دل سخت ہو۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے صالحین کی علامت یہ ہے کہ ان کے رنگ پیلے پڑ جاتے ہیں آنکھیں اندر کودھنس جاتی ہیں اور ہونٹ مرجھا جاتے ہیں یعنی کثرت سے جاگنے، رونے اور بھوک کی وجہ سے یہ حالت ہوتی ہے۔

اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اصل رونا آنکھوں کا رونا نہیں اصل رونا دل کا رونا ہے بعض اوقات ایک شخص رو رہا ہوتا ہے اور اس کا دل سخت ہوتا ہے کیونکہ منافق کا رونا سر (کی آنکھوں) سے ہوتا ہے اس کے دل سے نہیں ہوتا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے رونے کے دس اجزاء ہیں ان میں سے ایک اللہ ﷻ کے لیے ہے اور باقی نو تمام کے تمام ریا کاری ہے۔

جب یہ جزء جو اللہ ﷻ کے لیے ہے سال میں ایک بار بھی آجائے تو ایسا شخص جہنم سے نجات پا لے گا انشاء اللہ ﷻ۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں رونے میں آدمی کا مقام اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک اس کی آنکھیں اور دل نہ روئے، ان میں سے ایک کے ساتھ رونے والا ناقص ہے خاص طور پر جب اس کی اتباع کرنے والا ہو کیونکہ دل کے رونے کا ذائقہ اس کے تابعین کو حاصل نہیں ہوتا لہذا آنکھوں کے ساتھ رونے کی ضرورت ہوتی ہے اگرچہ اس کا مقام اس سے اوپر جا چکا ہو۔

ایک شخص حضرت صلہ بن ریشم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ریا کاری کے طور پر رویا تو لوگوں نے اس کے لیے رحمت کی دعا کی پس اس کو خواب میں کہا گیا اپنے رونے کا اجر اس سے حاصل کرو جس کو تم نے پسند کیا کہ وہ تمہیں رونا ہوئے دیکھے۔

حضرت سمیٹ بن مجلان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ جب روتے تو آنسوؤں کو اپنی آنکھوں میں واپس لوٹاتے وہ فرماتے تھے یہ غم کو زیادہ باقی رکھنے والے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب روتے تو آپ کی زوجہ، اولاد اور خدام بھی روتے حالانکہ ان کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ یہ رونا کس وجہ سے ہے۔

حضرت صالح المری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے گناہ دلوں کو بے نور کر دیتے ہیں اور اس (بے نوری) کو صرف رونا زائل کرتا ہے۔

حضرت شعیب بن حرب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں روئے حتیٰ کہ انہوں نے لوگوں کو رلا دیا اور یہ خیال کیا کہ انہوں نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا



اے بھائی! جان لو اگر تمہارے ساتھ آسمان اور زمین والے بھی ایک گناہ کی وجہ سے روتے جس کا تم نے ارتکاب کیا تو یہ بھی کم ہوتا تو تم کس طرح یہ خیال کرتے ہو کہ تمہارا گناہ صرف تمہارے رونے سے مٹ جائے گا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کیا ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسی قاری کو نہ لائیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید سنائے۔ انہوں نے فرمایا جس عورت کا بچہ گم ہو جائے اسے کسی نوحہ کرنے والی کی ضرورت نہیں ہوتی۔

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ ہر شام روتے حتیٰ کہ ان پر بیہوشی طاری ہو جاتی اور وہ فرماتے میں نہیں جانتا کہ آج میرا جو قبیح عمل اوپر گیا ہے وہ بخش دیا گیا یا میرے نامہ اعمال میں باقی ہے حتیٰ کہ کل مجھے اس کی وجہ سے رکنا پڑے گا۔

حضرت مکحول دمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم کسی کو روتا ہو ادیکھو تو تم بھی روؤ اور اسے ریا کاری نہ سمجھو میں نے ایک دفعہ ایک شخص کے بارے میں یہ خیال کیا تو میں ایک سال تک رونے سے محروم رہا۔ پس معلوم ہوا کہ جو شخص نیکی اور بھلائی کا دعویٰ کرتا ہے اور قرآن مجید سن کر دل سے نہیں روتا وہ جھوٹا ہے کیونکہ دل کی سختی نیک لوگوں کے اخلاق کے خلاف ہے۔

پس اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## عبادات میں کوتاہی کو ہلاکت کا باعث سمجھنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ عبادت میں کوتاہی کرتے ہیں تو اسے اپنی ہلاکت کا باعث خیال کرتے ہیں چہ جائیکہ وہ گناہوں میں مبتلا ہوں وہ کہتے ہیں اللہ ﷻ سے امید رکھنا کہ وہ ہمیں معاف فرمادے گا۔ یہ حاصل شدہ چیز کو حاصل کرنا ہے ان میں سے ایک کے گمان کی شان یہ ہونی چاہئے کہ اللہ ﷻ کھلی، سوراخ اور اس کے چٹکے کے دہانے جتنی چیز پر بھی مواخذہ کرے گا تاکہ اسے قیامت کے دن حساب کے لیے کھڑا ہونے کا خوف ہو کیونکہ جو شخص اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کرتا وہاں حساب کے لیے اس کا کھڑا ہونا طویل ہوگا ہم اللہ ﷻ سے اس کی مہربانی کا سوال کرتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمن بن ہرمل الاعرج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنے نفس کی خرابیوں کو ڈھونڈا کرو کیونکہ ہر شخص کو کل (قیامت کے دن) اس کی جنس کے ساتھ اٹھایا جائے گا پس جو شخص کھل طور پر گناہوں میں ڈوبا ہوا ہو اس کا ہر قوم کے ساتھ حشر ہوگا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے نفس کو جھڑکتے اور فرماتے قیامت کے دن ندا کرنے والا ندا کرے گا اے فلاں گناہ کے مرتکب لوگو! اٹھو

تو اے اعرج تم بھی ان کے ساتھ اٹھو گے پھر ندا دے گا اے فلاں گناہ کے مرتکبین! اٹھو! تو اے

اعرج تم ان کے ساتھ اٹھو گے پھر منادی ندا دے گا اے فلاں گناہ کرنے والو! اٹھو! تو اے اعرج! تم ان کے ساتھ اٹھو گے تو میرا خیال ہے اے اعرج! تم سب کے ساتھ اٹھو گے۔

سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے فقیر کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے جب قیامت کے ہولناک مناظر دن رات اس کی آنکھوں کے سامنے ہوں تاکہ وہ یہاں سے ہی اس کے لیے تیار ہو سکے۔

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے تھے جو شخص قبر کی پوشیدگی میں پرسکون رہنا چاہتا ہے وہ اپنے باطن کو اسی طرح نہ بنائے کہ قیامت کے دن اسے اس پر شرمندگی ہو اور جب تک باطن برا ہوگا خوف اس کو لازم ہوگا یہاں تک کہ قبر سے ڈرتے ہوئے اٹھایا جائے گا۔

اسی طرح حضرت لقمان اپنے بیٹے سے کہتے تھے۔ ”اے بیٹے! جس طرح تم سوتے ہو اسی طرح تمہیں موت آئے گی اور جس طرح تم بیدار ہوتے ہو اسی طرح تم اٹھائے جاؤ گے پس تم نیک کام کرو تاکہ تمہارا سونا اور جاگنا دلہن کی طرح ہو اور برے کام نہ کرو ورنہ خوف زدہ سوؤ گے اور اسی طرح بیدار ہو گے جس طرح وہ مجرم جسے بادشاہ قتل کرنے کے لیے بلاتا ہے (تو وہ ڈرا ہوا ہوتا ہے)۔“

حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس گھر (دنیا) میں خوف پیدا کرو یہ تمہیں عذاب سے زیادہ نجات دینے والا ہے۔

سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنے نفس کے لیے عمل کرو اور اپنے غیر پر اعتماد نہ کرو کوئی دوست ہو یا شیخ کیونکہ اس دن ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی جس کی وجہ سے وہ دوسرے سے بے نیاز ہوگا اور اپنے اعمال کو تکبر سے بچاؤ اور جان لو! کہ منافق، مومن کے نور سے روشن نہیں ہوگا جس طرح اندھے کو پینا آدمی کی روشنی سے فائدہ نہیں ہوتا۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص اپنا دروازہ بند کر دیتا ہے اور مخلوق سے حیا کرتا ہے رضی اللہ عنہ سے حیا نہیں کرتا رضی اللہ عنہ اس سے سخت حساب لے گا اور خوب جہڑ کے گا پھر اس کی طرف غصے کی نگاہ سے دیکھے گا اور اپنے فرشتوں سے فرمائے گا اس کو پکڑو تو ایک ہزار فرشتے اس کی طرف بڑھیں گے یا اس سے زیادہ ہوں گے اور اس کو اوندھے منہ لے جائیں گے اور وہ ان کے ہاتھوں میں کمزور ہو جائے گا۔ (پارہ پارہ ہو جائے گا)

تو اے انسان! دیکھو کیا تم اس میں پڑو گے اور اللہ رضی اللہ عنہ کے انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام کی شفاعت حاصل کرو گے تو یقیناً وہ ان کی شفاعت سے تمہیں بخش دے جن کی شفاعت تم نے حاصل کی۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ سے کہتے تھے: اے ربیع! تمہارا کیا حال ہوگا جب زمین

۱۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام یا دیگر مقررین بارگاہ خداوندی میں مدد نہیں کریں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں پر بھروسہ کر کے عمل سے بے نیاز ہونا صحیح نہیں تو آپ نے عمل کی ترغیب دی ہے ۱۲ ہزاروی

اور پہاڑوں کو اٹھا کر برابر کر دیا جائے گا (یعنی ریزہ ریزہ ہو جائیں گے)۔

حضرت ابو عمران الجونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قیامت کے دن جب جانور دیکھیں گے کہ ابن آدم کے ساتھ کیا ہو رہا ہے تو وہ کہیں گے اللہ ﷻ کی تعریف (اور اس کا شکر) ہے جس نے ہمیں انسانوں میں سے نہیں بنایا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جن کو قیامت کے دن میزان اور حساب سے شرمندگی ہوگی اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ خاص دنوں اور جمعہ کے دن عبادت کرنے والے بھی اللہ ﷻ کے سامنے شرمندگی اور حیا کی وجہ افسوس کا اظہار کریں گے۔ ہر شخص اس قدر غمگین ہوگا جس قدر اس نے اللہ ﷻ کے حقوق میں کوتاہی کی ہوگی۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے اللہ ﷻ بندے پر اس کی روح کا طلوع (روح کا لکنا) اسی مقدار میں آسان کر دے گا جس قدر وہ اللہ ﷻ کی رضا حاصل کرنے کے لیے غم اور تکلیف برداشت کرے گا۔ میں نے پوچھا اے میرے سردار! انبیاء کرام علیہم السلام نے تو سب سے زیادہ آزمائشیں برداشت کی ہیں اس کے باوجود احادیث میں آیا کہ ان پر مرض وغیرہ سخت ہوئی۔

انہوں نے فرمایا اکابر پر مرض کا سخت ہونا بعض اوقات ان کے اجر و ثواب کو بڑھانے کے لیے ہوتا ہے کسی دنیوی وجہ سے نہیں جو ان کو اپنی طرف کھینچے بلکہ یہ مراد لینا جائز ہی نہیں۔

اور بعض لوگوں پر روح کا طلوع (روح کا لکنا) ان کے شاگردوں کی وجہ سے ہوتا ہے پس وہ دنیا سے لکنا نہیں چاہتا جب تک ان شاگردوں کو کامل نہ کر دے اور ان کو مقام معرفت کے کمال کی رہنمائی نہ کر دے حالانکہ وہ اللہ ﷻ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔

پس جب یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کو پہنچتی ہیں تو روح کا لکنا مشکل ہو جاتا ہے اگر وہ اپنے شاگردوں پر شفقت کرنے والا نہ ہوتا تو اللہ ﷻ کی ملاقات کی طلب میں اس کی روح سب لوگوں کے مقابلے میں آسانی سے نکلتی۔

حضرت وہب بن منہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ ﷺ ان کے لیے سام بن نوح کو زندہ کر دیں انہوں نے فرمایا مجھے ان کی قبر دکھاؤ چنانچہ آپ ﷺ کو لے گئے آپ ﷺ ان کی قبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے سام! اللہ ﷻ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ تو وہ زندہ ہو کر کھڑے ہو گئے دیکھا تو ان کے سر اور داڑھی میں سفید بال تھے حضرت عیسیٰ ﷺ نے ان سے کہا جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کے بال سیاہ تھے؟

سام نے کہا جی ہاں لیکن جب میں نے آواز سنی تو خیال کیا کہ یہ قیامت ہے اسی وجہ سے میرا سر اور داڑھی اب سفید ہو گئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سام سے فرمایا آپ کو فوت ہوئے کتنے سال ہوئے انہوں نے کہا پانچ ہزار سال، اور ابھی تک روح کے نکلنے کی حرارت مجھ سے دور نہیں ہوئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے جب قیامت کے دن کا ذکر کیا جاتا تو اس طرح چیختے جس طرح وہ عورت چیختی ہے جس کا بچہ گم ہو گیا ہو، اور فرماتے مریم علیہا السلام کے بیٹے کے لیے جائز نہیں کہ وہ قیامت کے ذکر کے وقت خاموش رہے۔

حضرت وہیب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی شخص کے لیے یہ بات کیسے مناسب ہے کہ وہ دنیا میں بنے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے سامنے قیامت کے دن کی فریادیں، گردشیں اور خوفناک مناظر ہیں قریب ہے کہ سخت رعب اور خوف سے اس کے جسم کے جوڑکٹ جائیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے اس ارشاد گرامی

(پ۲۹ المعارج ۴)

فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ۝

(ترجمہ) اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی

کی تفسیر میں فرماتے تھے کہ یہ ہفتے کے دن سورج کے طلوع سے دن کے نصف تک ہوگا اور دن اس وقت تک نصف نہیں ہوگا جب تک مخلوق کے حساب سے فراغت نہ ہو جائے اور اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنم، جہنم میں ٹھکانہ اختیار نہ کر لیں۔

سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے دل میں ایسا داعیہ (جذبہ) پاتا ہے جس کی وجہ سے باغوں میں خوش رہے اور نرم و گداز بستروں میں خوبصورت عورتوں کے ساتھ سوئے اور خوشبو دار لباس پہنے وہ قیامت کے ہولناک مناظر سے بے خوف ہے البتہ یہ کہ وہ کامل اولیاء کرام رحمہم اللہ سے ہو جن کو دنیا کی کوئی مشغولیت اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں کرتی۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور تمام تعزینیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے

## مکانات کی تعمیر کی طرف عدم توجہ

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ مکانات وغیرہ تعمیر کرنے کا زیادہ خیال نہیں رکھتے پھر اگر ان میں کسی کا خیال ہو کہ وہ مکان تعمیر کرے تو وہ ضرورت پر اکتفا کرتا ہے زیب و زینت اختیار نہیں کرتا کیونکہ اسے اتنا حلال مال حاصل نہیں ہوتا جو کافی ہو اور زندگی کی زیادہ امید بھی نہیں ہوتی لہذا امید کی کمی ان کو اس عمل کی اجازت نہیں دیتی۔

سیدی احمد الزاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع مسجد اور مکان گارے اور اینٹوں سے بنایا اور کھجور کی شاخوں سے چھت ڈالی پس معلوم ہوا کہ جو شخص اپنی بھلائی اور نیکی کا دعویٰ کرتا ہے اور مضبوط عمارت بناتا ہے

اور یوں دنیا پر خوش ہوتا ہے وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ خاص طور پر جو شخص دنیا سے قطع تعلق کر کے اللہ ﷻ سے تعلق جوڑتا ہے یہ کام کسی حال میں اس کے لائق نہیں البتہ یہ کہ اس کا مقصد نیکی اور صدقہ وغیرہ ہو تو اس کا باعث یہ ہوگا کہ وہ مضبوط عمارت بنا کر اس کو اپنی موت کے بعد صدقہ جاریہ بنا دے جس طرح سید ابو مدین، سید ابو العباس الغمری رحمہما اللہ اور ان جیسے دوسرے لوگوں نے کیا اس صورت میں کوئی حرج نہیں۔

سیدی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو ایک گھر بنا رہا تھا اور اسے مضبوط کر رہا تھا تو آپ نے یہ شعر پڑھے۔

البنی بناء الخالدین وانما

مقامک لیہا لو عقلت قلیل

لقد کان فی ظل الأراک کفایہ

لمن کان یوما یقتضبه رحیل

(ترجمہ) کیا تم ہمیشہ رہنے والوں کا مکان بنا رہے ہو اگر تمہیں سمجھ ہو تو تم اس میں تھوڑی مدت رہو گے وہ شخص پیلو کے درخت کے سائے میں کفایت کرتا ہے کہ جس کے لیے ایک دن ہوتا ہے (دوسرے دن) اس سے کوچ کر جاتا ہے۔

میں نے اس خلق پر جن لوگوں کو پایا ان میں سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں جب وہ کسی فقیر کو مکان بناتے ہوئے دیکھتے تو اس کی مذمت کرتے اور اس سے فرماتے تم اس عمارت پر جو کچھ خرچ کرتے ہو تو اس سے تمہیں سکون حاصل نہ ہوگا۔

جب میرے بھائی ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ نے ”جامع البشیر“ میں ایک گھر بنایا تو اس پر سات سو دینار خرچ کئے پس ان کے شیخ نے ان کو جھڑکا اور فرمایا اگر تم کرائے پر رہتے تو اس کا دسواں حصہ تمہیں کافی ہوتا جو تم نے تعمیر پر خرچ کیا ہے اور باقی کو صدقہ کر دیتے پھر میرے بھائی ابو العباس (تقریباً) سات سال بعد انتقال کر گئے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب کوئی فقیر اپنے بھائیوں کے مال سے مکان بناتا ہے تو اس کے لیے زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ ان کو اس (مکان) پر مال خرچ نہ کرنے کی وصیت کرے اور ان کی رہنمائی اس چیز کی طرف کرے جو قیامت کے دن ان کے میزان میں زیادہ وزن کا باعث ہے اگر وہ اس سلسلے میں اس سے سوال کریں اور اگر وہ اس سے سوال کرنے کے بعد اشارے یا صراحت کے ساتھ اس کی اجازت سے کریں تو اس کا حکم کیا ہوگا؟

تمام اسلاف نے حرص نہ کرنے اور لمبی امیدیں نہ رکھنے کا طریقہ اختیار کیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ایک مہینے کی مہلت پر لوٹدی خریدی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ایک مہینے تک لوٹدی خریدنے پر تعجب نہیں ہوا اللہ ﷻ کی قسم! حضرت اسامہ

بہت لمبی امید رکھتے ہیں اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا۔

وَاللّٰهِ مَا رَفَعْتُ قَدَمِيْ وَظَنَنْتُ اَنِّيْ اَضَعُهَا حَتّٰى اَقْبِضَ وَلَا فَتَحْتُ عَيْنِيْ وَظَنَنْتُ اَنِّيْ اَغْمِضُهَا حَتّٰى اَقْبِضَ وَلَا لَقَمْتُ لُقْمَةً وَظَنَنْتُ اَنِّيْ اَسِيْفُهَا حَتّٰى اَقْبِضَ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى اَغْضُ بِالْمَوْتِ

(الترغيب والترميب 121/4 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) اللہ ﷻ کی قسم میں قدم اٹھاتا ہوں تو مجھے یہ گمان نہیں ہوتا کہ روح قبض ہونے سے پہلے اس کو رکھ دوں گا اور آنکھ کھولتا ہوں تو یہ خیال نہیں ہوتا کہ روح قبض ہونے سے پہلے اس کو بند کر لوں گا اور لقمہ اٹھاتا ہوں تو یہ گمان نہیں کرتا کہ روح قبض ہونے سے پہلے یہ میرے حلق سے اتر جائے گا اور ایک روایت میں ہے حتیٰ کہ میں موت کا ذائقہ چکھ لوں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص بھوکا ہو اور اس کی امید کم ہو شیطان اس کے دل میں جگہ نہیں بنا سکتا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اے انسان! تم چند دنوں کے مہمان ہو اور ہر دن گزر رہا ہے اور تمہارا بعض وقت گزر چکا ہے۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے لوگوں نے اقامت کہی اور انہوں نے ایک فقیر کو آگے کر دیا تاکہ وہ ان کو نماز پڑھائے اس فقیر نے انکار کر دیا اور کہا مجھے ڈر ہے کہ میں نماز میں فوت ہو جاؤں اور لوگوں کی نماز خراب ہو جائے لیکن لوگوں نے اصرار کیا تو اس نے کہا اس شرط پر (نماز پڑھاتا ہوں) کہ دوبارہ نماز نہیں پڑھاؤں گا اس وقت حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اے بھائی! پیچھے ہٹ جاؤ بے شک تم تذبذب کا شکار ہو پہلے تمہیں خوف ہے کہ تم نماز میں مر جاؤ گے پھر تم اپنے نفس سے بات کرتے ہو کہ دوسری نماز تک زندہ رہو گے پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور شخص کو آگے کر دیا تاکہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص لمبی امید رکھتا ہے وہ لازماً عام طور پر بھول جاتا ہے اور کہتا ہے عنقریب توبہ کروں گا۔

حضرت حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کم امید کی شان میں سے یہ بات ہے کہ جب وہ کوئی چیز کھاتا ہے تو اس کے بارے میں یہ گمان ہوتا ہے کہ وہ اس کے پیٹ سے نہیں نکلے گی مگر موت کے بعد غسل دینے والے کے ہاتھ سے، اور اس نے جو کچھ جمع کیا اس سے اس کے علاوہ کوئی اور فائدہ اٹھائے گا اور جب اس کے خلاف گمان ہو تو یہ لمبی امید ہے۔

حضرت ابو عثمان النخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اب میری عمر ایک سو تیس سال ہے اور میری ہر چیز

بدل گئی سوائے امید کے، میں اسے پہلے کی طرح پاتا ہوں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ  
حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا زاہد لوگوں کی طلاق دی ہوئی ہے اور اس کی عدت  
کبھی ختم نہ ہوگی اور دنیا جس کو طلاق دیتی ہے آخرت فی الفور اس سے نکاح کر لیتی ہے۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے ہم میں سے  
کوئی انسان لمبی امید سے بچ نہیں سکتا لیکن ہر ایک کا اپنا مقام ہے۔ ان میں سے سب سے اعلیٰ وہ ہے جس کی  
امید ایک گھڑی ہو اور لمبی امید ہر ایک کے لیے رحمت ہے اگر یہ نہ ہوتی تو ان میں سے کسی کے لیے زندگی  
خوشگوار نہ ہوتی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے سمندر میں مچھلی کی پیٹھ پر اور کھجور کی گٹھلی پر لکھا ہوا  
ہے کہ یہ فلاں بن فلاں کا رزق ہے اس کا غیر اسے کھا نہیں سکتا پس حریص آدمی کوشش کرتا ہے اور اسے ڈر ہوتا  
ہے کہ اس کا رزق اس کا غیر لے جائے گا۔

پس اے بھائی! یہ بات جان لے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے

## مخلوقات پر شفقت و رحمت

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ مسلمانوں پر بہت زیادہ شفقت  
فرماتے ہیں وہ عبادت گزار ہوں یا نافرمان، نیز تمام حیوانات پر شفقت فرماتے ہیں اور ایسا عمل کرتے ہیں  
جس کے باعث کسی دوسرے کے دین کو نقصان نہ پہنچے اور یہ ان کا سب سے زیادہ شرف والا خلق ہے اور اس  
پر عمل کرنے کی طاقت اسی شخص کو حاصل ہوتی ہے جس کی بصیرت کو اللہ ﷻ روشن کر دیتا ہے اور وہ لوگوں پر ان  
کی جانوں سے بھی زیادہ شفیق ہوتا ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کی وراثت یہی ہے اس بنیاد پر لوگ اس کے  
قرب میں رغبت رکھتے ہیں حتیٰ کہ کبھی کبھی ہوتا ہے کہ مشفق انسان کے پڑوس گھر کی قیمت میں لوگ اضافہ  
کرتے ہیں جبکہ اپنے رشتے دار پڑوسی کے ساتھ ایسا نہیں کرتے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے گھر کی قیمت بڑھ جاتی ہے جب اس کا پڑوسی ہنس کھ  
چہرے اور بیٹھی زبان والا ہو۔

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ خلق رحمت میں بڑھ جانے والوں میں سے تھے حتیٰ کہ بعض  
اوقات وہ کسی قوم کے پاس سے گزرتے تو ان کو سلام نہ کرتے وہ فرماتے تھے مجھے ڈر ہے کہ یہ لوگ مجھے حقیر  
سمجھ کر میرے سلام کا جواب نہیں دیں گے اور یوں میری وجہ سے گناہ گار ہوں گے۔

حضرت ابو عبد اللہ الانطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تمہیں معلوم ہو کہ لوگ تمہیں دیکھ کر تمہاری  
عزت کے درپے ہوں گے تو ان کے ساتھ اوقات نماز کے علاوہ جمع نہ ہو یہ ان پر رحم کا تقاضا ہے۔

حضرت ابو عبد اللہ المغاربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو گناہ گاروں کو مہربانی کی نگاہ سے نہ دیکھے وہ راہ طریقت سے باہر ہے۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ جب کسی گناہ گار کو دیکھتے تو اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے اور اس کے لیے رحمت کی امید رکھتے۔ وہ فرماتے تھے بے شک اللہ ﷻ نے حضرت محمد ﷺ کو لوگوں کی نجات اور ان کے لیے رحمت کی خاطر بھیجا ہے اور شیطان (اس پر اللہ ﷻ کی لعنت ہو) لوگوں کی ہلاکت اور شامت (دشمن کی تکلیف پر خوش ہونے) کے لیے بھیجا گیا ہے۔

کہا گیا کہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے ایک قوم دجلہ پر کشتی میں گزری اور ان کے سامنے شراب وغیرہ تھی آپ سے عرض کیا گیا کہ کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ اس نافرمان قوم کے خلاف دعا نہیں کرتے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا مانگی یا اللہ ﷻ! جس طرح تو نے ان کو دنیا میں خوش رکھا ہے ان کو آخرت میں بھی خوش رکھنا۔

حاضرین نے کہا ہم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تھا کہ ان کے خلاف دعا کریں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کے حق میں دعا کر رہے ہیں انہوں نے فرمایا اللہ ﷻ کی پناہ کہ میں کسی مسلمان کے خلاف دعا مانگوں اور اللہ ﷻ ان کو آخرت میں اسی صورت میں خوش رکھے گا جب یہ دنیا میں توبہ کریں گے اور اللہ ﷻ ان کو بخش دے گا یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حسن سیاست تھا۔

حضرت ابراہیم لعیلی رحمۃ اللہ علیہ کسی ایسے شخص کے خلاف کبھی بھی دعا نہیں کرتے تھے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ظلم کرے اور فرماتے تھے اس کے لیے ظلم کا بوجھ ہی کافی جو اس نے اٹھایا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مگن میں جب کچھ دوست آتے اور سو جاتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ جاگ کر صبح تک ان کے سامان کی حفاظت کرتے اور ان کو اس بات کا علم بھی نہ ہوتا۔

ایک روایت میں ہے حضرت موسیٰ ﷺ نے عرض کیا اے میرے رب! اپنی مخلوق میں سے سب سے بہتر شخص کی طرف میری رہنمائی فرما تو اللہ ﷻ نے فرمایا اے موسیٰ علیک السلام! مخلوق میں سے مجھے سب سے زیادہ پسند وہ شخص ہے جو اپنے مومن بھائی کے بارے میں سنتا ہے کہ اسے کاٹنا چھوٹا ہے تو اس پر غمگین ہو جاتا ہے گویا یہ اسے چھوٹا ہے۔

حضرت سالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ سائے میں تشریف فرما ہوئے اور صحابہ کرام ﷺ دھوپ میں تھے۔ حضرت جبرئیل ﷺ اترے اور کہا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ سائے میں تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ علیک وسلم کے صحابہ کرام ﷺ دھوپ میں ہیں یعنی امت کی تعلیم کے لئے آپ ﷺ کو خبردار کیا۔



حضرت عبداللہ بن عوف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس امت سے سب سے پہلے رحمت اور شفقت اٹھالی جائے گی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ غمگین ہو جاتے حتیٰ کہ بعض اوقات سخت غم کی وجہ سے پیشاب میں خون آتا تھا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ابدال (اولیاء کرام رحمہم اللہ کا ایک درجہ ہے) کی علامت میں سے ایک یہ ہے کہ وہ عام مسلمانوں پر بہت زیادہ شفقت و رحمت کرتے ہیں۔

اور حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص روزانہ یہ دعا مانگے اللہ ﷻ سے ابدال میں لکھ دیتا ہے (دعا یہ ہے)

اللَّهُمَّ ارْحَمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ أَصْلِحْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ فَرِّجْ عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ

(ترجمہ) یا اللہ ﷻ! حضرت محمد ﷺ کی امت پر رحم فرما یا اللہ ﷻ! حضرت محمد ﷺ کی امت کی اصلاح فرما، یا اللہ ﷻ! حضرت محمد ﷺ کی امت کو کشادگی عطا فرما۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور رحمت کے سلسلے میں اپنے اسلاف کی اقتداء کرو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## علماء سے اتفاق کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب کوئی فقیہ (مالم) اہل طریقت کے احوال میں سے کسی حالت کا انکار کرتا ہے یا ان کو کسی بات کا حکم دیتا ہے اور ان میں سے کوئی اس کے خلاف دلیل قائم نہیں کر سکتا اور اسے معلوم ہے کہ اس کے قول کی طرف لوٹنا ہوگا کیونکہ فقیہ اپنے دائرہ معرفت سے بات کرتا ہے اس کے علاوہ کسی کو خبر نہیں ہوتی تو فقیہ کی موافقت کرنی چاہئے مثلاً

جب وہ کہے کہ قطب یا ابدال یا وتد (بڑے بڑے اولیاء) کا کوئی وجود نہیں تو تم اس سے کہو ہاں اور اس کے ساتھ یہ ارادہ کرو کہ اس کے نزدیک ان کی کوئی حقیقت نہیں اور جب وہ کہے کہ اولیاء کرام کا وجود ختم ہو گیا اور ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا تو تم اس سے کہو تم نے سچ کہا یعنی تمہارے اعتقاد کے مطابق ٹھیک ہے اسی طرح اگر وہ کہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کا کوئی وجود نہیں تو تم اس سے کہو ہاں خاص طور پر جب وہ کسی ایسے شخص کا کلام لائے جو منکر ہے جیسے ابن تیمیہ۔

ایک جماعت نے اس خلق کے خلاف راہ اختیار کرتے ہوئے علماء کی مخالفت کی پس ان کے درمیان شر اور گالی گلوچ کا سلسلہ پیدا ہو گیا اور پہلے مشائخ اس طرح نہیں کرتے تھے۔

میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے) بھائی شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب کوئی فقیہ بیٹھتا تھا

اور وہ ان کے ساتھ کسی مسئلے میں بحث کرنا چاہتا تو وہ اس سے فرماتے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح اس طرح فرمایا ہے میں ان سے پوچھتا تو فرماتے ہم ان فقہاء کے لیے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کیونکہ تصوف میں آنے سے پہلے وہ ان کے دائرے میں شامل تھے اور اگر میں ان کے لیے کسی ایسے شخص کا قول نقل کروں جو ان کے دائرے میں شامل نہیں تو وہ اس بات کو مجھ سے قبول نہیں کریں گے۔

میں کہتا ہوں کہ ابدال کے وجود پر حضور ﷺ کا یہ قول بھی دلالت کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔

إِنَّ بُدْلَاءَ أُمَّتِي لَمْ يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِكثْرَةِ صَوْمٍ وَلَا صَلَاةٍ وَإِنَّمَا دَخَلُوهَا بِسَخَاوَةِ

النُّفُوسِ وَالنُّصْحِ لِلْأُمَّةِ

(ترجمہ) بے شک میری امت کے ابدال جنت میں روزوں اور نمازوں کی کثرت کے باعث داخل نہیں ہوں گے بلکہ سخاوت نفس اور امت کی خیر خواہی کی وجہ سے داخل ہوں گے۔

(کنز العمال، حدیث 34605 جلد 12 صفحہ 188 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے ابدال شام میں نقباء عراق میں اور نجباء

مصر میں ہیں۔

حضرت امام ابو عبد اللہ ماجد الجری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا عورتوں میں بھی ابدال ہیں؟

فرمایا ہاں؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر ابدال نہ ہوتے تو زمین ان سب کے ساتھ جو اس پر ہیں دھنس جاتی اور اگر سچے لوگ نہ ہوتے تو زمین میں فساد پھا ہو جاتا اور اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ جانوروں کی طرح ہوتے اگر بادشاہ نہ ہوتا تو لوگ ایک دوسرے کو ہلاک کر دیتے اگر بیوقوف نہ ہوتے تو دنیا تباہ ہو جاتی اور اگر ہوانہ ہوتی تو آسمان اور زمین کے درمیان بد بو پھیل جاتی۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہر نبی ﷺ کی امت میں اس نبی کا کوئی مظہر ہوتا

۔

اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

## مجاہدہ نفس

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ بہت زیادہ مجاہدہ کرتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے ایک اس حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ اس کے خیال میں اس پر فرائض ہی ہیں اس کے حقوق نہیں ہیں اور جب وہ اللہ ﷻ کا اس قسم کا کلام سنتا ہے۔

(۲۳ الزمر ۹)

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ

(ترجمہ) کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں (یعنی برابر نہیں ہو سکتے)

تو (یہ سن کر) وہ اپنے آپ کو بے علم خیال کرتا ہے اور ظاہری نگاہ سے اپنے تمام ہم عصر لوگوں کو علماء سمجھتا ہے اور یہ کہ وہ ان میں سے کسی کے برابر نہیں اور نہ ہی مقام و حال (طریقت کی اصطلاحات) میں ان کے قریب ہے یہ بات ذہنی خیال کے برعکس ہے خاص طور پر اس شخص کا ذہن جو اپنے نفس کو مجاہدہ میں نہیں ڈالتا (مطلب یہ کہ انسان تصور میں اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتا ہے لیکن یہ لوگ اس طرح نہیں کرتے) پس تم اس بات کو جانو اور اس پر عمل کرو اس میں بہت آرام پاؤ گے۔

## وہ عمل کرتے ہیں اور پردہ اٹھ جاتا ہے

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ کثرت سے عمل کرتے ہیں حتیٰ کہ حجاب اٹھ جاتا ہے حتیٰ کہ وہ ہر چیز کو وجود میں زندہ خیال کرتے ہیں اور اس کے ساتھ زندوں والا معاملہ کرتے ہیں اسی لیے ان میں سے کوئی ایک ایسی خلوت نہیں پاتا جس میں وہ اللہ ﷻ کی نافرمانی کرے کیونکہ اس کے خیال میں ہر چیز اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہوتی ہے اور وہ اسے ادب کا حق دیتا ہے۔

اور یہ اس لیے ہے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ جس جگہ وہ اللہ ﷻ کی نافرمانی کرتا ہے قیامت کے دن وہ لازمی طور پر اللہ ﷻ کے سامنے اس کے خلاف گواہی دے گی۔ پس جب وہ کسی جگہ اللہ ﷻ کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کو اپنے خلاف گواہی کے لیے پیش کرتا ہے۔

اور اگر ان میں سے کوئی ایک برا کلام کرتا ہے تو وہ شدت حیا کی وجہ سے تکمل جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ زمین اسے گل لے لیکن زبان سے یہ بات نہیں کہتا۔ یہ عجیب قسم کا خلق ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## قلبی استقامت

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ اپنی ذات کے حق میں اور کسی دوسرے کے حق میں بھی اللہ ﷻ سے دعا کی قبولیت کا سوال نہیں کرتے بلکہ وہ اللہ ﷻ کے ساتھ اپنے دل کو مستقیم رکھتے ہیں جس قدر ممکن ہو کہ ان کے باطن میں بھی کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ کسی ایک جہان میں یا دونوں جہانوں میں شرمندہ ہوں۔ وہ یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں تاکہ قبولیت کا دروازہ کھل جائے۔

سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی دعا رو نہ ہو تو وہ گناہ نہ کرنے کے حوالے سے فرشتوں کے نقش قدم پر چلے۔

حضرت ابو نوح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر مومن اپنے رب ﷻ کی نافرمانی نہ کرے تو اگر وہ قسم

کھائے کہ اس کے لیے پہاڑ (اپنی جگہ سے) بل جائے تو اللہ ﷻ اس کی دعا کو قبول کرتا ہے۔  
حضرت خالد ربیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم بن ادم رحمۃ اللہ علیہ ایک دن کعبہ شریف کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے تو ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا اے ابواسحاق! استقامت والے کی علامت کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا اس کی علامت یہ ہے کہ ابوقبیس پہاڑ کی طرف اشارہ کرے کہ اپنی جگہ سے ہٹ جا تو اللہ ﷻ اس کے لیے اسے ہٹا دے۔ اس وقت ابوقبیس پہاڑ نے حرکت کی تاکہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو حضرت ابراہیم بن ادم رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ٹھہر جا کیونکہ میں نے اس بات سے تجھے مراد نہیں لیا پس وہ ٹھہر گیا۔

ہمیں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے فرمایا ایک شخص نے ولید کے خلاف جھوٹی گواہی دی ولید نے کہا اے اللہ ﷻ! اگر اس شخص نے مجھ پر جھوٹ بولا ہے تو اس کو اسی وقت موت دے دے۔ فرماتے ہیں وہ شخص اسی وقت منہ کے بل گرا اور پھڑکتا رہا حتیٰ کہ مر گیا۔  
حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمارا رب کس قدر اچھا ہے اگر ہم اس کے تمام اوامر میں اطاعت کریں تو ہم جو بھی سوال کریں اس کو پورا فرماتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادم رحمۃ اللہ علیہ ایک دن ”مرد الروذ“ نامی شہر میں ایک ہل کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص ہل کے اوپر سے گرا۔ حضرت ابراہیم بن ادم رحمۃ اللہ علیہ نے دعا مانگی یا اللہ ﷻ! اس کو ہوا میں روک دے حتیٰ کہ وہ لوگ آجائیں جو اس کو ہلاکت سے بچائیں گے فرماتے ہیں وہ ہوا میں رک گیا حتیٰ کہ لوگوں نے آکر اسے صحیح سالم اتار لیا۔

حکمرانوں کے کارندوں میں سے ایک شخص نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو کوڑے سے مارا تو انہوں نے ہارگاہ خداوندی میں عرض کیا یا اللہ ﷻ! اس کا ہاتھ کاٹ دے پس صبح اس کا ہاتھ کٹ گیا اور وہ اس حال میں گزرا کہ اس کا ہاتھ لٹکا ہوا تھا۔

ایک شخص نے حضرت مطرف بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر جھوٹ بولا تو حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ نے دعا مانگی یا اللہ ﷻ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کو اسی وقت موت دے دے، وہ شخص اسی وقت مر گیا اور لوگ دیکھ رہے تھے لوگوں نے حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ لیا اور بصرہ کے والی کے پاس لے گئے اور تمام واقعہ سنا دیا۔ والی نے جب یہ بات سنی تو کہا یہ تو ایک نیک شخص کی دعا ہے جو اس شخص کی موت کے موافق ہو گئی۔ تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## ایک دوسرے سے سچی محبت

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک شخص کسی دوسرے

سے محبت کا دعویٰ نہیں کرتا مگر یہ کہ اپنے مال میں اس کو شریک کرنے کے لیے اپنے نفس کو آمادہ کرتا ہے اور اگر اس کے جسم میں کوئی بیماری ہو تو یہ اس طرح تکلیف محسوس کرتا ہے جس طرح وہ مصیبت زدہ محسوس کرتا ہے۔ اگر اس کا نفس ان مذکورہ باتوں کو پسند کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے میں تم سے محبت کرتا ہوں ورنہ جھوٹ بولنے سے رک جاتا ہے کیونکہ یہ منافقت ہے۔

اس دور میں بہت کم لوگ اس خلق سے آراستہ ہیں اور میں بعض دوستوں کے حوالے سے اس خلق سے متصف ہوں بعض کے حوالے سے نہیں۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## گناہ گاروں پر شفقت

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ نافرمان لوگوں پر رحم کرتے ہیں ان کو حقیر نہیں سمجھتے اور ان کا بدلہ بننے کے لیے تیار ہوتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے ایک چاہتا ہے کہ اس کا چڑا قینچیوں سے کاٹا جائے اور وہ نہیں چاہتے کہ ان گناہ گاروں میں سے کوئی اپنے رب کی نافرمانی میں مبتلا ہو اور وہ نافرمان لوگوں کے خلاف دعا (بدعا) کے مقابلے میں ان پر زیادہ شفقت کو اچھا سمجھتے ہیں۔

حضرت مطرف بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص گناہ گار لوگوں پر شفقت کا جذبہ نہیں رکھتا وہ ان کے لیے توبہ اور مغفرت کی دعا کرے کیونکہ فرشتوں کے اخلاق میں سے یہ بات ہے کہ وہ زمین والوں کے لیے بخشش مانگتے ہیں۔

حضرت زہیر بن نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! میں پسند کرتا ہوں کہ میری جلد قینچیوں سے کاٹی جائے اور کوئی شخص اپنے رب تبارک و تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ جب کوئی آیت پڑھتے جس میں کسی قوم پر اللہ ﷻ کے غضب کا ذکر ہوتا تو قرأت کرتے ہوئے روتے جاتے اور کہتے اے میرے رب! تو نے میرے دل میں ان لوگوں کے لیے رحمت رکھی ہے اگر تو چاہے تو ان کو بخش دے اور اگر چاہے تو ان کی جگہ مجھے عذاب دے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں شاید ان کی مراد اس رحمت سے جو ان کے دل میں داخل ہوتی یہ تھی کہ اپنے رب کے سامنے سوال کا دروازہ کھول دیں کہ وہ اس سے راضی ہو۔ اللہ ﷻ پر پابندی لگانا نہیں کہ وہ ان پر غضب نہ فرمائے کیونکہ کامل انسان کی شان سے یہ بات ہے کہ اللہ ﷻ کے غضب پر اسے بھی غضب آتا ہے اور اللہ ﷻ کے راضی ہونے سے وہ بھی راضی ہوتا ہے۔

اور یہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ تابعین کے نزدیک ان لوگوں میں شمار ہوتے تھے جن پر فقراء کے احوال کا غلبہ ہوتا ہے اور اہل طریقت کے نزدیک احوال والے لوگوں کے افعال کی اقتداء نہیں کی جاتی

بے شک اللہ ﷻ اپنے بندوں پر حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں زیادہ رحم فرمانے والا ہے اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

حضرت منصور بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کسی شخص پر یوں رحم کرتے کہ اسے کسی کام کا حکم نہ دیتے اور فرماتے مجھے ڈر ہے کہ تم میرے حکم کی خلاف ورزی کر کے گناہ کے مرتکب ہو گے اور سزا کے مستحق ہو جاؤ گے اور میں اس کا سبب بنوں گا۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر لوگ میرے بارے میں گناہ کے مرتکب نہ ہوتے تو میں کہتا جو شخص میری غیبت اور مذمت کرتا ہے وہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے جو میری تعریف کرتا ہے کیونکہ میری تعریف کرنے والا کبھی جھوٹ بولتا ہے۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی برے آدمی پر رحم نہیں کرتا وہ اس سے بھی برے حال میں ہے اور جس کے پاس کسی نیک آدمی کا ذکر کیا جائے اور وہ اس کے ذکر سے چاشنی محسوس نہ کرے تو وہ برا آدمی ہے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ جب سنتے کہ زمین کے کسی کنارے پر کسی قوم نے ظلم کا ارتکاب کیا ہے تو وہ ان لوگوں کی وجہ سے بیمار ہو جاتے حتیٰ کہ ان کی اس طرح عیادت کی جاتی جس طرح بیماروں کی عیادت کی جاتی ہے پس جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ ﷻ نے ان لوگوں کو کسادگی عطا فرمائی ہے تو اس وقت ان سے بیماری دور ہو جاتی۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے جب کوئی شخص کسی حاجت کا سوال کرتا تو وہ جب بھی نماز پڑھتے سجدے میں اس کے لیے دعا کرتے حتیٰ کہ اس کی حاجت پوری ہو جاتی۔

حضرت شریک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دسترخوان پر ایک فارسی چوٹی کو دیکھا تو چار فرسخ (بارہ میل) کے فاصلے پر اس کو واپس کر کے آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ چوٹی کے لیے روٹیوں کے ٹکڑے کرتے اور ان کے بلوں میں بکھیرتے تھے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ چھوٹی چھوٹی چڑیاں خریدتے جن کو بچے روک لیتے اور پھر ان کو ان کے گھونسلوں کی طرف چھوڑتے اسی طرح جب ان کی مائیں شکار کر لی جاتیں تو ان کو بھی ان کے بچوں کی طرف چھوڑ دیتے۔

یہ مسئلہ تسبیح السوائب کے باب میں سے نہیں ہے کیونکہ یہاں مقصد ماں اور بچوں پر رحم کرنا ہے۔<sup>۱</sup>

۱۔ دور جاہلیت میں اہل عرب بتوں کے نام پر جانوروں کو چھوڑتے تھے جن کو سائبہ کہا جاتا تھا اور اس عمل کو تسبیح کہا جاتا تھا ۱۲ ہزاروی۔

جب کوئی شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کسی حاجت کا سوال کرتا اور آپ اس کا کچھ حصہ پورا کرتے تو اسی حساب سے تکلیف میں کمی محسوس کرتے کیونکہ آپ کو اپنے (مسلمان) بھائیوں سے گہرا تعلق تھا۔  
تو اے بھائی! اپنے نفس کا جائزہ لو کیا تمہارے دل میں بھی اپنے بھائیوں کے لیے یہ جذبہ ہے اور جب تمہیں صالحین کا مقام حاصل نہیں تو اپنے نفس پر روؤ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## قناعت اختیار کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ موجود پر قناعت کرتے ہیں اور دنیوی اسباب کھانے، پینے، لباس، سواری، نکاح، رہائش وغیرہ میں اضافہ کی طلب نہیں کرتے۔  
حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مالداری اور عزت دونوں نے باہر نکل کر ایسے شخص کی طلب میں چکر کاٹنا شروع کر دیا جس کے پاس وہ ٹھہر جائیں تو انہوں نے ایک صبر کرنے (قناعت کرنے) والے ہی کو پایا اور اس کے پاس ٹھکانہ اختیار کر لیا۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نمک یا سرکہ کے ساتھ روٹی کھاتے اور فرماتے جو شخص دنیا سے اس کی مثل پر راضی ہو گیا وہ لوگوں کے سامنے اپنے نفس کو ذلیل نہیں کرتا۔  
حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اس زمانے میں جو کی روٹی پر قناعت نہیں کرتا وہ ذلت و رسوائی میں مبتلا ہوتا ہے ایک مرتبہ کسی شخص نے ان سے مال جمع کرنے کی اجازت مانگی تو انہوں نے اس سے فرمایا جو شخص مال جمع کرتا ہے وہ پانچ باتوں میں مبتلا ہوتا ہے۔

(1) لمبی امید (2) سخت حرص (3) بہت زیادہ لالچ اور کنجوسی

(4) آخرت کو بھول جانا (5) تقویٰ کی کمی

حضرت حامد اللقاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص قناعت کے ذریعے مالداری طلب کرتا ہے وہ (صبح) راتے تک پہنچ جاتا ہے اور جو شخص مال کے ذریعے (مالداری) طلب کرتا ہے وہ (صبح) راتے سے بھٹک جاتا ہے۔

الحمد للہ ﷻ میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اس حلق پر بہت سے لوگوں کو پایا ان میں شیخ الاسلام زکریا، ہمارے شیخ امین الدین، امام جامع غفری، شیخ عبدالحلیم بن مصلح، شیخ علی البیہقی، شیخ علی البھری، شیخ محمد بن عنان، شیخ محمد منیر، شیخ محمد العدل وغیرہ رحمہم اللہ شامل ہیں۔

میں نے ان کو دیکھا کہ وہ خشک روٹی کو پانی میں بھگوتے اور اسی پر اکتفا کرتے۔

حضرت شیخ تاج الدین الذاکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قناعت یہ نہیں کہ کوئی شخص جو چیز بغیر کسی

مخت کے پائے اسے کھائے بلکہ قناعت یہ ہے کہ اس کے پاس بہت زیادہ مال اور کھانا ہو اور اس کے باوجود پانچ دنوں میں یا تین دنوں میں تھوڑا سا کھائے۔

سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ جب کھانا کھاتے تو وہ نولقموں سے زیادہ نہیں ہوتا تھا وہ فرماتے تھے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

حَسْبُ ابْنِ آدَمَ لَقِيمَاتٌ يَقْمَنُ صَلْبَهُ  
(فیض القدر حدیث نمبر 7 جلد 5 مطبوعہ بیروت)  
(ترجمہ) انسان کو چند چھوٹے چھوٹے لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں۔

لقمات سے مراد تین سے نو تک ہیں اور رسول اکرم ﷺ کا قول حق اور سچ ہے جو شخص اس پر کامل ایمان رکھتا ہے اسے نو لقمے کافی ہیں اور وہ اس سے زیادہ کا محتاج نہیں ہوتا۔

میں نے ایک مرتبہ ان سے (حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ سے) سنا وہ فرماتے تھے جو شخص دن اور رات میں نولقموں پر اکتفا نہ کرے اس کا ایمان کامل نہیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ بات ان لوگوں کے لیے ہے جو محنت اور مشقت والے کام نہیں کرتے لیکن مشقت برداشت کرنے والے مثلاً مل چلانے والوں، فصل کاٹنے والوں، دہال بنانے والوں اور مطاح اسی طرح دوسرے کام کرنے والوں کے لیے یہ مقدار کافی نہیں البتہ یہ کہ ان کو ملکی قوت (فرشتوں والی قوت) حاصل ہو جائے اور ان کی روحانیت ان کی جسمانی پر غالب آجائے جس طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے شہروں کو آسمان کی طرف اٹھایا حتیٰ کہ آسمان والوں نے مرغوں کی آواز اور کتوں کا بھونکنا بھی سنا جس طرح یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کھانا کھاتے ہیں نہ پانی پیتے ہیں۔

پس اس بات کو سمجھو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

## دنیا سے بے رغبتی (زہد)

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے خلق میں سے ایک بات یہ ہے کہ ان سے پردے اٹھ جاتے ہیں اور اس کے باوجود وہ سخت عمل کرتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے ایک آخرت اور اس کی نعمتوں کو دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور یہ اس لیے تاکہ دنیا میں اس کا زہد صحیح ہو اور وہ آخرت کے لیے فارغ ہو ورنہ جس کے لیے آخرت پردے میں ہو اس سے دنیا میں زہد ایک بعید بات ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص دنیا میں زہد کا ارادہ کرے اور وہ آخرت کو اپنے سامنے نہ دیکھے اس نے محال کام کا ارادہ کیا۔



حضرت ابو واقد لیثی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے اعمال کے لیے مشقت برداشت کی تو ہم نے اعمال آخرت میں کسی عمل کو دنیوی زہد سے زیادہ مشکل نہ پایا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے سنا وہ کہہ رہا تھا اگر اللہ تعالیٰ مجھے آخرت میں چھوٹا سا گھر دے دے تو میں اس پر راضی ہو جاؤں گا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا اے بھائی! کاش تم دنیا میں زہد اختیار کرتے جس طرح جنت میں زہد اختیار کرو گے (تو کیا اچھا ہوتا)

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا فرماتے تھے، حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے ایسی بادشاہی طلب کی جو ان کے بعد کسی شخص کے لیے مناسب نہیں ان کی یہ خواہش صرف اس لیے تھی کہ زہد متحقق ہو جائے کیونکہ دنیا کی موجودگی میں زہد اس سے زیادہ عظیم ہے جب وہ دنیا نہ ہونے کی صورت میں ہو۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ دنیا میں زہد باقی لوگوں سے بہتر ہے تو میں اس سے کہوں گا تم نے سچ کہا ہے تم اپنی قسم کا کفارہ نہ دو۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر کسی شخص نے سب سے عظیم آدمی کے لیے مال کی وصیت کی تو تم اسے دنیا سے بے رغبت (زاہد) آدمی پر خرچ کرو (یعنی زاہد سب سے زیادہ عظیم ہے)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا میں زہد اختیار کرنے والے کے علاوہ تمام لوگ برہنہ اٹھائے جائیں گے۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سچے زاہد کا زہد اس کے عمل سے قائم ہوتا ہے اور خود ساختہ زاہد کا زہد زبانی کلامی ہوتا ہے عمل کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

ایک شخص نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میری خواہش ہے کہ میں کسی زاہد عالم کو دیکھوں انہوں نے فرمایا یہ لوگ گم ہو گئے آج کل نہیں پائے جاتے کیونکہ زہد تو محض حلال مال میں ہوتا ہے اور یہ کہاں پایا جائے کہ کوئی انسان اس میں زہد اختیار کرے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں بے شک حلال موجود ہے اور مقامات بھی موجود ہیں لیکن ہر انسان کا حلال اور مقام اس کی حالت کی مقدار پر ہوتا ہے اسی لیے شارع علیہ السلام نے ہم سے مطالبہ کیا کہ ہم حلال کھائیں اور اخلاق و مقامات میں آپ کی اقتداء کریں اور اگر حلال اور ترقی کا امکان نہ ہوتا تو کئی صدیوں سے احکام شرعی باطل ہو چکے ہوتے۔ تو حلال کھانے والے موجود ہیں اور وہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور زہد و تقویٰ اختیار کرتے ہیں لیکن ہر ایک کو اس کی قدر اور نصیب کے مطابق حصہ ملتا ہے تو شاید حضرت

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ حلال نہیں پایا جاتا، مبالغہ کے طور پر ہو اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔  
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص دنیا میں سب سے زیادہ زاہد ہوگا اس کے اعمال صالحہ سب سے زیادہ ہوں گے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص دنیا میں زہد کا دعویٰ کرے پھر کسی دنیا دار کے پاس اس کی برائی اور تنقیص کرنے والے پر ناراض ہو، تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔  
حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا میں زہد کا ذکر کتابوں میں پایا جاتا ہے، ہم کسی عمل کرنے والے کو نہیں پاتے۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ سے دنیا میں زہد کی انتہا کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس کا مطلب دنیا میں کلی طور پر آرام نہ پانا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں میں نے اس مقام پر جن لوگوں کو پایا ان میں ہمارے شیخ سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبداللہ الفیومی رحمۃ اللہ علیہ جو مصر سے باہر ”امیر شہک“ کے مقبرے میں مدفون ہیں، شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ جو مصر میں صالحہ کے مفتی تھے، شیخ شمس الدین سنودی، شیخ محمد منیر، شیخ ابوالحسن الغمری، شیخ عبدالعلیم بن مصلح، شیخ محمد بن داؤد، ہمارے شیخ شیخ امین الدین، امام جامع مسجد غمری رحمہم اللہ شامل ہیں۔

دنیا ان تمام بزرگوں کے ہاتھوں میں تھی دلوں میں نہیں اور یہ لوگ کسی سائل (کے سوال) کو رو نہیں کرتے تھے اور اگر وہ ان میں سے کسی ایک سے عمامہ مانگتا تو اسے وہ بھی دے دیتے۔

حضرت شیخ محمد منیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے ملاقات کی جس کا اونٹ حج کے راستے میں گم ہو گیا تھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو پانچ سو دینار عطا فرمائے جب وہ شخص مکہ مکرمہ پہنچا تو اس نے اس احسان کا بدلہ دینا چاہا تو شیخ نے لینے سے انکار کر دیا اور اس سے فرمایا میں نے تمہیں بدلہ لینے کے لیے نہیں دیئے تھے۔ حالانکہ ان دونوں کے درمیان پہلے سے کوئی پہچان نہ تھی۔

تو اے بھائی! اپنے زمانے کے فقراء کو دیکھ کیا ان میں سے کوئی ایک اپنے گہرے و مضبوط دوست سے حج کے راستے میں واپس لینے کے ارادے کے بغیر ایسا سلوک کرتا ہے حالانکہ ان میں سے کوئی ایک بعض اوقات کہتا ہے یا گمان کرتا ہے کہ حضرت شیخ محمد المنیر رحمۃ اللہ علیہ اس سے کم مرتبہ ہیں۔ تو صالحین کے مقامات سے پیچھے رہ جانے پر اپنے نفس پر روؤ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## امام کے پیچھے تکبیر تحریر میں جلدی کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ امام کے پیچھے تکبیر تحریر کہنے میں جلدی کرتے ہیں لیکن ان کا مقصد اللہ ﷻ کے حکم کی تعظیم تھا کہ ان میں سے کوئی اس میں سستی نہیں کرتا ثواب

حاصل کرنے یا نماز میں حق ﷻ کے ساتھ ہم مجلس ہونے کی لذت حاصل کرنے کی وجہ سے ایسا نہیں کرتے کیونکہ جو شخص اس مقصد کے لیے ایسا کرتا ہے وہ اپنے نفس کے حصے کے لیے کوشش کرتا ہے بخلاف اس کے جو اس جلدی میں اللہ ﷻ کے حکم کی تعظیم کرنے اور اس کو معمولی نہ سمجھنے کا قصد کرے۔

اسی لیے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ختنہ کا حکم دیا گیا اور آپ ﷺ نے استرآنہ پایا تو کلباڑی کے ساتھ ختنہ کر دیا ان سے کہا گیا کہ آپ نے استرا ملنے تک صبر کیوں نہ کیا تو انہوں نے فرمایا اللہ ﷻ کے حکم (کی بجا آوری) میں تاخیر بہت بڑی بات ہے (بڑا گناہ ہے)

تو اے بھائی! اس پر عمل کر اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## دنیا کو حقیر خیال کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ ان کے نزدیک دنیا حقیر ہوتی ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اس قول پر عمل کرتے ہیں اس کو چھوڑنے میں سخت طریقہ اختیار کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا۔ اِنَّ لِلدُّنْيَا بَيْنَيْنِ وَالْآخِرَةِ بَيْنَيْنِ فَكُونُوا مِنْ اٰبَاءِ الْآخِرَةِ وَلَا تَكُونُوا اٰبَاءِ الدُّنْيَا۔

(ترجمہ) بے شک دنیا کے کچھ بیٹے ہیں اور آخرت کی بھی کچھ اولاد ہے پس تم آخرت کے بیٹے بنو اور دنیا کے بیٹے نہ بنو۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں ایک دن میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو یوں پایا کہ آپ ﷺ اپنے دست مبارک سے کسی چیز کو دور کر رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کس چیز کو دور کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اَلدُّنْيَا تَطَوَّلَتْ لِي فَقُلْتُ لَهَا اِلَيْكَ عَيْنِي

(کنز العمال، حدیث 18597 جلد 7 صفحہ 186 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

(ترجمہ) دنیا میری طرف بڑھی تو میں نے اس سے کہا مجھ سے دور ہو جا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ قوم کے کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے ایک مردار بکری دیکھی آپ ﷺ نے اس کے کان کو پکڑ کر فرمایا، تمہارا کیا خیال ہے یہ اپنے گھر والوں کے نزدیک حقیر ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس کی حقارت کی وجہ سے انہوں نے اس کو پھینک دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔

الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَيَّ مِنَ هَدِيَةِ عَلِيٍّ اَهْلِيهَا۔

(کنز العمال، حدیث 6206 جلد 3 صفحہ 214 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

(ترجمہ) اللہ ﷻ کے ہاں دنیا اس سے زیادہ حقیر ہے جس قدر یہ اپنے گمراہوں کے لیے حقیر ہے ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

لَوْ أَنَّ الدُّنْيَا تَزُنُّ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بِعُوضَةٍ مَا سَقَى كَالِهَرَاءِ مِنْهَا شَرْبَةً مَاءٍ۔

(کنز العمال، حدیث 6208 جلد 3 صفحہ 215 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

(ترجمہ) اگر اللہ ﷻ کے نزدیک دنیا چمچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت رکھتی تو اللہ ﷻ اس سے کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قیامت کے دن دنیا اس طرح آئے گی کہ اپنی زینت میں اکثر رہی ہوگی اور کہے گی اے میرے رب ﷻ! مجھے اپنے سب سے اچھے بندے کا گمراہ بنا دے تو اللہ ﷻ فرمائے گا میں تجھے اس کے لیے پسند نہیں کرتا اے ناچیز! چلی جا اور بکھری ہوئی غبار ہو جا۔

ایک روایت میں ہے اس سے فرمائے گا جہنم کی طرف چلی جا وہ کہے گی اے میرے رب! جو مجھے پسند کرتا ہے اسے بھی میرے ساتھ کر دے اللہ ﷻ اس سے فرمائے گا جو پسند کرتا ہے وہ بھی تیرے ساتھ ہے پس وہ ان سب کو لے کر جہنم میں جائے گی۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص دنیا کو عظیم سمجھتا ہے وہ اللہ ﷻ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور اس کے بارے میں کہا جائے گا یہ وہ شخص ہے جس نے اس چیز کو عظیم سمجھا جس کو اللہ ﷻ نے حقیر قرار دیا تو شرمندگی کی وجہ سے اس کے چہرے کا گوشت گر جائے گا اور جو شخص دعویٰ کرے کہ وہ اللہ ﷻ سے محبت کرتا ہے اور دنیا کو بھی پسند کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے کیونکہ محبت کی شرط سے یہ بات ہے کہ اس چیز کو نا پسند کرے جسے اس کا محبوب نا پسند کرتا ہے اور بے شک اللہ ﷻ دنیا کو نا پسند کرتا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ کوئی عالم جب اپنی خواہش کو میری اطاعت پر ترجیح دیتا ہے تو میں اسے کم از کم سزا یہ دیتا ہوں کہ اسے اپنی مناجات کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔

حضرت وہب بن منہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصحاب سے فرماتے تھے آؤ ہمارے ساتھ کہ ہم اس گناہ سے توبہ کریں جس سے لوگوں نے توبہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟ فرمایا دنیا کی محبت، اور عنقریب لوگ دنیا سے محبت کریں گے حتیٰ کہ اس کی پوجا کریں اور دنیا داروں کی پوجا بھی کریں گے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص محبت دنیا کو کبیرہ گناہوں میں سے نہ سمجھے وہ (سیدھے) راستے سے بھٹک گیا اس لیے کہ کفر کی بنیاد دنیا میں رغبت پر ہے۔

میں (معنی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے انکار کا سبب حسد اور تکبر کے طور

پر اس چیز میں نافرمانی کرنا ہے جسے رسل عظام علیہم السلام لاتے ہیں۔ اور یہ دونوں (حسد اور تکبر) دنیا کی محبت سے ہیں اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں (ساتھیوں) سے فرماتے تھے میں تم سے سچ کہتا ہوں۔

إِنَّ حُبَّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ مَعْصِيَةٍ

(کنز العمال، حدیث 6114 جلد 3 صفحہ 194 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

(ترجمہ) دنیا کی محبت ہر گناہ کی اصل ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بہت بڑی جادو گرنی سے بچو جو علماء کے دلوں پر جادو کرتی ہے اور ان کو اللہ ﷻ سے غافل کرتی ہے وہ دنیا ہے اور اس کا جادو ہاروت اور ماروت کے جادو سے زیادہ بڑا اور قبیح ہے کیونکہ وہ جادو آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق ڈالتا تھا اور یہ جادو بندے اور رب کو جدا کرتا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ دنیا کو امانت سمجھتے تھے جسے وہ اس کے مالک کی طرف لوٹائیں گے وہ اس کو اپنی ملکیت نہیں سمجھتے تھے اسی لیے وہ نہایت ہلکے بوجھ سے آخرت کی طرف چلے گئے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سالن کے بغیر روٹی کھاؤ اور دنیا سے خوف رکھنے والے ہو جاؤ اس کے بعد بھی اپنے آپ کو زاہدین میں شمار کرنے سے بچو کیونکہ دنیا کی چھوٹی سی چیز اس کی بڑی چیز کی طرف اس طرح کھینچتی ہے کہ بندے کو اس کا پتہ نہیں چلا۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں نے اللہ ﷻ کے ذکر کی کثرت اس لیے اختیار کر لی کہ دنیا ان سے دور ہو جائے کیونکہ جب وہ اللہ ﷻ کا ذکر کرتے ہیں تو دنیا ان سے دور ہو جاتی ہے اور جب ذکر سے الگ ہو جاتے ہیں تو وہ ان کی گردنیں پکڑ لیتی ہے۔

اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## بیت الخلا میں زیادہ جانے سے حیا کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ بیت الخلا میں زیادہ جانے سے حیا کرتے ہیں اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ شرعی طریقے پر بھوکا رہے (اس طرح کہ فرائض واجبات اور دیگر ذمہ داریوں کی ادائیگی میں خلل نہ آئے) باوجودیکہ اس کے پاس وافر مال موجود ہو۔ حضور ﷺ کی اقتدا میں یہ طریقہ اختیار کرے رسول اللہ ﷺ بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ مبارک پر پتھر باندھتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر حضور ﷺ چاہتے تو کھاتے لیکن آپ ﷺ دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے تھے (یعنی آپ ﷺ بھوکا رہنا اختیار کرتا تھا ضروری نہ تھا)

میں (ممنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں رسول اکرم ﷺ کو اس سے بھی اکمل مقام حاصل تھا کہ آپ ﷺ ابتدا اپنے آپ سے کرتے اور اضطراری طور پر بھوک کو اختیار کرتے تھے کیونکہ جس کی شان کامل ہو وہ اپنی طبیعت کو اس کا حق دیتا ہے کیونکہ اس کے بارے میں اس سے سوال ہوگا پس آپ ﷺ اختیاری طور پر بھوکے نہیں رہتے تھے اور اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح نہیں دیتے مگر اس لیے کہ آپ ﷺ کی اقتدا کی جائے اس بات کو سمجھو۔

حضرت عبدالرحمن ابی نعیم رحمۃ اللہ علیہ پندرہ دن میں ایک لقمہ کھاتے تھے۔ حجاج بن یوسف تک یہ بات پہنچی تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا پھر حکم دیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک کمرے میں بند کر دیا گیا اور پندرہ دن کے لیے کمرے کو تالا لگا دیا گیا پھر دروازہ کھولا آپ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ ایک ہفتہ بھوکے رہتے اور صرف ہفتہ کے دن کھاتے تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بہت کم کھانا کھاتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کھاتے جس طرح پرندہ تھوڑا سا کھاتا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں صرف ایک چٹائی تھی۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میرے لیے عبادت میں چاشنی اس صورت میں ہوتی ہے جب میں اپنے پیٹ کو اپنی پیٹھ سے ملاتا ہوں کیونکہ حکمت دلہن کی طرح ہے اس کو ایسے کمرے میں سلایا جاتا ہے جس میں کوئی دوسرا نہ ہوتا ہو کہ اس کا خاوند اس کے پاس جائے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دو سالن جمع نہ کرو یہ منافقین کا کھانا ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے پیٹ کا چمڑا لٹکا ہوا ہے تو آپ ﷺ نے اس پر درہ بلند کیا اور فرمایا یہ کافر کے چمڑے کے مشابہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کو دیکھتے کہ وہ بہت زیادہ گوشت خور ہے تو اسے درے سے مارتے اور فرماتے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس گوشت کی قوت و تاثیر شراب کی قوت و تاثیر جیسی ہے۔

حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ مہینے میں ایک مرتبہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے تھے اس کے بعد مہینے میں دو مرتبہ داخل ہونے لگے تو ان کی ماں نے ان کے ساتھیوں سے کہا عبدالرحمان کے لیے دعا کرو وہ پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! میں تین دن میں ایک مرتبہ بیت الخلاء جانے میں حیا محسوس کرتا ہوں اسی طرح امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ بھی تھا۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

۱۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے تو اس حق کو حاصل کرنے کی بجائے دوسروں کو بھوک سے بچانا اور ان کو ترجیح دینا آپ ﷺ کا عظیم عمل ہے۔

سِرَارُ أُمَّتِي الَّذِينَ يَأْكُلُونَ مِنْ الْجِنَطَةِ

(ترجمہ) میری امت کے برے لوگ وہ ہیں جو گندم کا مغز کھاتے ہیں۔

اللہ جل جلالہ کی قسم میں نے اپنے آٹے کو راکھ میں ملا کر ایک مدت تک کھایا حتیٰ کہ میرا جسم کمزور ہو گیا اگر مجھے طاقت ہوتی تو میں اس (عمل) کو کبھی نہ چھوڑتا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ جب حلال کھانا نہ پاتے تو پندرہ دن یا اس سے زیادہ دن ریت سے کام چلاتے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں حجاج بن فرافصہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا دو راتیں گزاریں تو میں نے ان کو کھانا اور پانی چکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھا اور وہ نماز کے علاوہ کسی کام کے لیے کھڑے نہیں ہوئے۔

سوال: اگر کھاجائے کہ تم نے تین دن سے زیادہ بھوک کا جوڑ کر کیا ہے حضور ﷺ نے یہ عمل نہیں کیا

حالانکہ تم نے شروع میں شرعی بھوک کا ذکر کیا تھا تو اس میں تین دن سے زیادہ کی کیا وجہ ہے؟

جواب: بعض حضرات نے یہ جواب دیا کہ حضور ﷺ امت کے لیے رحمت تھے اور آپ ﷺ

فرماتے تھے۔ اَقْدَرُوا الْقَوْمَ بِأَضْعَفِهِمْ (ابن ماجہ حدیث نمبر 987 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) قوم کا اندازہ ان کے کمزور لوگوں سے لگاؤ (یا کمزور لوگوں کے حساب سے مقرر کرو)

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ صوم وصال رکھتے تھے تو اس بات کا احتمال ہے کہ یہ لوگ جو طویل مدت تک بھوکے رہتے تھے تو انہوں نے حضور ﷺ کی وراثت کے طور پر ایسا کیا اور صوم وصال سے نبی کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ جو لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے تو آپ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے نفس کو عذاب دے تاکہ اس کا نفس عبادت کو ناپسند نہ کرے، میں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عقاب مغربی رحمۃ اللہ علیہ ہر چھ مہینے میں ایک بار کھانا کھاتے تھے۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے سردار حضرت علی المرصی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ہمارے سردار حضرت عیسیٰ بن نجم رحمۃ اللہ علیہ جو بحر بلس کے کنارے پرمدفون ہیں کو ستر سال یوں رہنا پڑا کہ وہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور نہ ہی سوتے تھے اور وہ ایک وضو پر رہے۔

بعض محققین نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ لوگ جو اتنا لمبا عرصہ کھانا نہیں کھاتے تھے ان میں سے ایک انگور کا دانا اور پانی کا ایک قطرہ پی لیتا تھا تاکہ صوم وصال سے نکل جائیں جو ممنوع ہے ان لوگوں کے بارے میں یہی گمان ہونا چاہئے اور اللہ جل جلالہ خوب جانتا ہے۔

۱۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اچھا کھانا منع ہے اور برے لوگوں کا کام ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دوسرے لوگ بھوکے رہتے ہوں اور آدمی

قوم (صوفیاء) کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بھوک طریقت کے ارکان میں سے اہم رکن ہے حتیٰ کہ انہوں نے کہا کہ جب مرید پانچ دن کے بعد کھانا طلب کرے تو اس کو مال کمانے کا حکم دو اس سے طریقت درست نہیں۔

حضرت ابو عثمان جیزی رحمۃ اللہ علیہ (جیز معر کا ایک ضلع ہے) فرماتے تھے میں (طریقت کے) ابتدائی مراحل اور سیاحت میں ایک سال تک رکار ہا میرے دل میں کھانے کا خیال نہیں آتا تھا مگر یہ کہ کھانا سامنے ہو۔ تو اے بھائی! تم دیکھو ان لوگوں کی بھوک کے سامنے تمہاری بھوک کی کوئی حیثیت نہیں اس کے باوجود کہ ان کی بھوک سنت طریقے سے خارج نہیں ہوتی تھی کیونکہ ان کو قوت حاصل تھی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور وہ جو وصال کے طریقے پر بھوک سے منع کیا گیا تو وہ نفس پر ضرر کے خوف کی وجہ سے ہے۔

حضرت ہبل بن عبداللہ تسری رحمۃ اللہ علیہ اپنی عقل، اپنی قوت اور اپنی معرفت کو سات سات اجزاء میں تقسیم کرتے تھے اور اس وقت تک کھانا نہ کھاتے جب تک ان میں سے ہر ایک میں سے چھ اجزاء چلے نہ جائیں اور وہ فرماتے تھے اگر مجھے ہلاکت کا خوف نہ ہوتا تو میں اس وقت تک نہ کھاتا جب تک ساتوں اجزاء چلے نہ جائے۔

تو اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## دنیا جمع کرنے سے اجتناب

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ سلامتی کو غنیمت پر اس طرح مقدم کرتے ہیں کہ دنیا کو چھوڑ دیتے ہیں اور اس سے اپنے ہاتھوں کو خالی کر دیتے ہیں اور وہ دنیا کو جمع کرنے اور اللہ ﷻ کے راستے میں خرچ کرنے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو دنیا سے خالی کر دیتے ہیں کیونکہ وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اس کا حق ادا نہ کر سکیں حتیٰ کہ ان میں سے ایک کہتا ہے اے طالب دنیا! اس کے ذریعے کسی دوسرے کے ساتھ نیکی کر تیرا اسے چھوڑ دینا بہت بڑی نیکی ہے بہت بڑی نیکی۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آدمی کا دنیا سے خالی ہونا اس کو جمع کر کے خرچ کرنے سے افضل ہے۔

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ میں سے کسی سے جب کہا جاتا کہ یہ درہم لو اور مساکین پر خرچ کرو تو وہ اس سے انکار کر دیتا اور کہتا جس نے اسے جمع کیا ہے وہی تقسیم کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے اور بعض اوقات اس میں حرام اور شبہ ہوتا ہے تو یہ فقراء کے لیے مفت کا مال ہوتا ہے اور تقسیم کرنے کی گرفت کا باعث ہوتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے رب کی عبادت کے لیے فارغ ہو جائے وہ اس سے افضل ہے جو اس (عبادت) کو چھوڑ دے اور اپنے بچوں کے لیے محنت کرے۔ (شاید اس سے مراد یہ ہے کہ



جب حسب ضرورت رزق حاصل کر لے ورنہ نقلی عبادت کی بجائے رزق کمانا ضروری ہے)

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تم میں اور صوفیاء کرام رحمہم اللہ میں بہت دوری ہے دنیا ان کے سامنے آئی تو وہ اس سے بھاگ گئے اور تم سے دنیا بھاگ گئی تو تم اس کے پیچھے چلے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا کی کڑوی گھونٹ ایلو (درخت) کی کڑوی گھونٹ سے زیادہ سخت ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تم میں سے کوئی شخص سچے لوگوں کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا حتیٰ کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دے گویا وہ بیوی کے بغیر ہے اور اپنی اولاد کو چھوڑ دے گویا وہ یتیم ہیں۔

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سوتے ہوئے شخص کے پاس سے گزرے اور لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے آپ ﷺ نے اس سے فرمایا اٹھو نماز پڑھو اس نے کہا میں نے اللہ ﷻ کی افضل عبادت کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا وہ کیا ہے؟

اس نے کہا میں نے اللہ ﷻ کی افضل عبادت کی ہے کہ میں نے دنیا سے بے رغبتی اختیار کی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سو جا تو عابدین سے فوقیت لے گیا۔

اس خلق کے بارے میں صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ حدیث ہے کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ اہل صفہ کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا تم میں سے کون وادی بطنان کی طرف جاتا ہے کہ وہاں سے دو موٹی تازی اونٹیاں لائے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سب چاہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایک اس کو چھوڑ کر مسجد کی طرف جائے اور اللہ ﷻ کی کتاب سے دو آیتیں سکھے تو یہ اس کے لیے دو (اونٹوں) سے بہتر ہے اور تین (آیات) تین (اونٹوں) سے اور چار (آیات) چار (اونٹوں) سے بہتر ہیں یعنی جتنی آیات اتنی ہی اونٹیاں۔

ہر مقام کے مناسب لوگ ہوتے ہیں اور شارع کی شان یہ ہے کہ ہر ایک کو اس بات کی ترغیب دے جس میں اللہ ﷻ نے اسے قائم کیا تاکہ مراتب معطل نہ ہوں اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## بدگمانی سے اجتناب

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ مثلاً وہ کسی شخص کو دیکھتے ہیں کہ

۱۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پوری توجہ بیوی بچوں کی طرف نہ ہو ورنہ بیوی بچوں کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنا شرعاً ممنوع ہے اور ایسا شخص

وہ لوگوں سے الگ ہو کر پہاڑ میں جا بیٹھا ہے پھر وہ اسے دیکھتے ہیں کہ وہ اتر کر لوگوں کے پاس اور ان کے آئمہ کے پاس آتا ہے اور ان سے ملاقات کرتا ہے۔ تو اس کو کسی فاسد وجہ پر محمول نہ کرتے مثلاً یوں نہ کہتے کہ اس میں تنہائی کی طاقت نہیں جس کے ساتھ مشہور ہو یا یوں کہیں کہ وہ لوگوں کے ساتھ یہ معاملہ اختیار کرتا ہے کہ وہ اس کے قیام ولادت پر حاضر ہوں (اور عرس وغیرہ منائیں) بلکہ اس کے آنے کا مطلب یہ کہ صرف اللہ ﷻ کی رضا کو سمجھیں اور اس کے بارے میں حسن ظن رکھیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ اچھے خلق کا برتاؤ قرار دیں۔

تو اے بھائی! تم اللہ ﷻ کے ان بندوں کے بارے میں جو کسی جگہ یا کسی پہاڑ میں ہیں برے خیال سے بچو جب ان کو لوگوں سے ملتے جلتے دیکھو اور یوں نہ کہو کہ یہ شخص لوگوں سے الگ ہو گیا تھا اب ان کے ساتھ میل جول کی کیا وجہ ہے بلکہ ضروری ہے کہ اس کے بارے میں اچھا گمان رکھو۔ پس اب بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## رزق کے معاملہ کو زیادہ اہمیت نہ دینا

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ رزق کے معاملے کا اہتمام نہیں کرتے اور جب ان میں سے کسی کے پاس رات کو دینا زیادہ مہم نہیں ہوتا تو بھی ان کا سینہ کشادہ رہتا ہے اور کل آنے والے دن کے لیے رزق کو جمع کرنا پسند نہیں کرتے اور اگر ان میں سے کوئی کل کے لیے یا ہفتہ بھریا مہینہ بھر کے لیے رزق جمع کرتا ہے تو وہ بچوں کے نام پر جمع کرتا ہے اپنی ذات کے لیے نہیں تاکہ بچوں کے دل میں رزق نہ ہونے کی وجہ سے جو پریشانی ہوتی ہے اس کو ختم کیا جائے کیونکہ بعض اوقات ان میں سے کسی ایک کے دل میں اللہ ﷻ کے بارے میں بدگمانی پیدا ہو سکتی ہے۔

ان میں سے بعض صوفیاء کرام رحمہم اللہ نے کہا کہ بعض اوقات اس رزق کو جمع کیا جاتا ہے جس کے بارے میں کشف کے طریقے پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کا رزق ہے اس کے غیر کے لیے صحیح نہیں کہ اس میں سے کچھ کھائے۔

لیکن میں نے سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے عارف کے کمال میں سے یہ بات ہے کہ جب اسے اس بات پر اطلاع ہو کہ فلاں چیز اس کے رزق سے ہے تو وہ اس کو خزانہ نہ بنائے بلکہ صبر کرے حتیٰ کہ اس کے لیے وہ وقت آجائے جس میں اللہ ﷻ نے اس کے لیے اسے رزق بنایا ہے اس طرح وہ مال روکنے پر خالی ہاتھ کو ترجیح دے کیونکہ جمع کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت شیخ علی النجفی البصیر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو ولی حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ رہنا چاہتا ہے اس کے لیے شرط یہ ہے کہ کل کے لیے رزق جمع

نہ کرے جوکل کے لیے رزق جمع کر کے رکھے گا وہ حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا اگرچہ تمام جنوں اور انسانوں کے برابر عبادت کرے۔

وہ فرماتے ہیں حضرت خضر علیہ السلام کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ عارفین کے پاس بیداری کی حالت میں اور مریدین کے پاس نیند کی حالت میں آتے ہیں کیونکہ وہ بیداری کی حالت میں ان کی صحبت پر قادر نہیں ہوتا اس لیے وہ اس کے پاس نیند کی حالت میں آ کر اسے وہ آداب سکھاتے ہیں جن کا اسے علم نہیں۔

حضرت ابو عبد اللہ السمری رحمۃ اللہ علیہ جو ان لوگوں میں سے ہیں جن کا رسالہ (التفسیر یہ) <sup>۱</sup> میں ذکر ہے بیداری کے عالم میں حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ ہوتے اور دیر تک ان سے گفتگو کرتے پھر بیداری ہی میں ان سے الگ ہو جاتے اور وہ ان کے پاس نیند کی صورت میں آتے تھے۔ فرماتے ہیں ان سے پوچھا گیا کہ نیند کی حالت میں ان کے جدا ہونے کا سبب کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا ہم اس شخص کی صحبت اختیار نہیں کرتے جوکل کے لیے رزق جمع کرے اور تم نے فلاں وقت اپنی بیوی سے کہا تھا یہ درم لو اور اسے لکڑی کی اگنی پر (سامان کے لیے جو لکڑی دیوار کے ساتھ لگائی جاتی ہے اسے شلف بھی کہتے ہیں) کل کے لیے رکھ دو۔

حضرت ابو عبد اللہ السمری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بات صحیح ہے لیکن میں نے ذخیرہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کر لی ہے۔ فرماتے ہیں اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام ان کے پاس بیداری کی حالت میں نہیں آئے حتیٰ کہ ان کا (حضرت ابو عبد اللہ کا) انتقال ہو گیا جس طرح ان کی مرض الموت میں ان کے نفس کے بارے میں خبر دی گئی اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ بندے کی عبادت قبول نہیں کرتا جب وہ رزق کے معاملے میں لگا رہتا ہے کیونکہ جو شخص رزق کا اہتمام کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر تہمت لگاتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر تہمت لگائے اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ <sup>۲</sup>

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں بعض اوقات بندہ اپنے رزق کی طرف توجہ کرتا اور اس کی طلب میں بھرپور کوشش کرتا ہے اس کے باوجود وہ رزق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر تہمت نہیں باندھتا اور شک نہیں کرتا حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو اس کے خلاف پر محمول کیا جائے گا (یعنی جب شک ہو) کہ اللہ تعالیٰ دے گا یا نہیں۔

ایک مرتبہ حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کہاں سے کھاتے اور پیتے

۱۔ یہ تصوف پر ایک بہترین کتاب ہے اس کا اردو ترجمہ عنقریب "مکتبہ اعلیٰ حضرت" کی طرف سے شائع ہو رہا ہے۔ (محمد اجمل)

۲۔ مطلب یہ ہے کہ گویا اسے اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد نہیں کہ وہ اسے رزق دے گا۔ یہ عارفین کے لیے ورنہ عبادت کی ادائیگی کے

ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جہاں سے اللہ ﷻ کسی اور پچھر کو رزق عطا کرتا ہے تمہارا کیا خیال ہے وہ ان چیزوں کو کھلائے گا اور ابو یزید کو بھول جائے گا۔

(راوی) فرماتے ہیں حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مدت تک امام کے پیچھے نماز پڑھی تو امام نے ایک دن پوچھا میں دیکھتا ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ذریعہ معاش نہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کہاں سے کھاتے ہیں؟ حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا مجھے چھوڑو میں وہ نمازیں دوبارہ پڑھ لوں جو میں نے تمہارے پیچھے پڑھی ہیں پھر میں تمہیں جواب دوں گا کیونکہ تمہیں تو اللہ ﷻ کی معرفت بھی حاصل نہیں اور جس شخص کو معرفت خداوندی حاصل نہ ہو اس کی نماز درست نہیں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں فرمایا۔

صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَ فَاجِرٍ

(کنز العمال، حدیث 14815 جلد 6 صفحہ 54 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت۔

کشف الحقائق حدیث 1609 جلد 2 صفحہ 26 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) ہر نیک اور دوسرے کے پیچھے نماز پڑھو۔

کیونکہ یہ حدیث (حکمرانوں) سے خروج کا راستہ بند کرنے کے سلسلے میں آتی ہے اور یہ بات (جو انہوں نے فرمائی) امام کے لیے کمال مقام کے سلسلے میں ہے جان لو! کہ مال جمع نہ کرنے کے سلسلے میں صوفیاء کرام رحمہم اللہ کی دلیل یہ ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں تین پرندے بطور تحفہ بھیجے تو آپ ﷺ نے ان میں سے ایک اپنے خادم کو کھانے کے لیے دے دیا جب دوسرا دن ہوا تو وہ اسے لے آیا آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ کل کے لیے کچھ بھی اٹھانہ رکھنا کیونکہ اللہ ﷻ ہر آنے والے دن رزق عطا کرتا ہے۔

تو اے بھائی! اپنے نفس کا امتحان لو کہ اس نے کل کے لیے کچھ جمع تو نہیں کیا اگر تم اسے پریشان دیکھو تو اس سے کہو تمہارے لیے صالحین کے مقام سے کچھ حصہ نہیں۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## نعمت اور فراخی پر شدت اور آزمائش کو ترجیح دینا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ سختی اور آزمائش کو نعمت اور فراخی پر ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اس طرح اللہ ﷻ کی طرف ان کی توجہ دائمی ہوتی ہے اور جو شخص اللہ ﷻ سے محبت کرتا

۱۔ چونکہ حکمران نماز پڑھاتا تھا اور ان میں نیک اور برے بھی ہوتے تھے اس لیے حضور ﷺ نے فتنہ سے بچنے اور حاکم کی مخالفت سے اجتناب کرنے کے لیے یہ حکم دیا ۱۲ ہزاروی۔

ہے وہ اس چیز کو بھی پسند کرتا ہے جو اسے اللہ ﷻ کے قریب کر دے اور اس کی یاد دلائے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص آزمائش کو نعمت اور فراخی کو مصیبت شمار نہ کرے وہ فقیہ (عالم) نہیں۔

ایک جماعت حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئی اور وہ اندھیرے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھ میں روٹی تھی انہوں نے پوچھا اے مالک! چراغ نہیں ہے؟ کیا روٹی رکھنے کے لیے کوئی چیز نہیں ہے؟ فرمایا مجھے چھوڑ دو۔ اللہ ﷻ کی قسم! میں گزشتہ اعمال پر نادم ہوں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ جس شخص کو دنیا میں وسعت عطا کرتا ہے اور اس کو اس بات کا خوف نہیں ہوتا کہ یہ چیز اس کو دھوکہ دے گی تو وہ اللہ ﷻ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہے۔<sup>۱</sup>  
امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جو شخص ہر رات کھانے کے لیے (روٹی) کا خشک ٹکڑا پائے وہ فقیر نہیں ہے فقیر وہ ہے جو کچھ نہ پائے۔

حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے پھر جب تک بھوکا ہوتا ہے زندہ رہتا ہے اور جب سیر ہو جاتا ہے تو موٹا ہو جاتا ہے اور جب موٹا ہوتا ہے تو مرجاتا ہے اور انسان جب دنیا سے بھر جاتا ہے تو اس کا دل مرجاتا ہے۔

حضرت حفص بن حمید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علماء، فقہاء، حکماء اور شعراء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آخرت کی نعمتیں کامل طور پر تب حاصل ہوں گی جب دنیا میں نعمتیں کم حاصل ہوں۔  
اور جان لو! اس خلق پر صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے دلائل میں سے ایک دلیل وہ حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

میں کس طرح نعمتوں سے متمتع ہو سکتا ہوں جب کہ حضرت اسرائیل علیہ السلام نے صور پکڑا ہوا ہے اور کان لگاتے ہوئے پیشانی جھکائی ہوئی ہے اور وہ منتظر ہیں کہ کب حکم دیا جائے اور وہ صور پھونکیں۔  
پس معلوم ہوا کہ کاطین اس دنیا میں رہ کر آخرت کے ہولناک مناظر دیکھ رہے ہیں اس چیز نے ان کو کھانے پینے اور جماع وغیرہ سے روک رکھا ہے پس اس کو سمجھو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

۱۔ اور اللہ ﷻ کی خفیہ تدبیر سے جو لوگ بے خوف ہوتے ہیں وہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے: مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ۵ (پہ الاعراف ۹۹)

## دنیا سے دل کا پھر جانا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب اللہ ﷻ نے ان کو دنیا (کی محبت) سے پھیر دیا کیونکہ وہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں تو ان کے دل کشادہ ہو جاتے ہیں۔ جو شخص اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے وہ لازماً دنیا کو ناپسند کرتا ہے کیونکہ دنیا، عبادت سے دل کو پھیر دیتی ہے اسی لیے ان کا سب سے اچھا خلق یہ ہے کہ دنیا ان کی طرف متوجہ ہو تو ان کے دل تنگ ہو جاتے ہیں۔

اور اے بھائی! غور کرو جب صحابہ کرام ﷺ، رسول اکرم ﷺ سے سب سے بڑھ کر محبت کرتے تھے تو ان میں سے اکثر کس طرح رات گزارتے اور صبح کرتے اور ان کے پاس کوئی دینار ہوتا نہ درہم اور حضور اکرم ﷺ اپنے اہل بیت سے اور وہ آپ ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان کے لیے یوں دعا فرمائی۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قَوْلًا

(مسند احمد بن حنبل مرویات ابو ہریرہ ﷺ، جلد 2 صفحہ 446 مطبوعہ المکتب اسلامی بیروت)

(ترجمہ) یا اللہ! حضرت محمد ﷺ کی آل کا رزق گزارہ کے مطابق کر دے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ بندہ اللہ ﷻ کی طرف متوجہ رہے اور اس کے لیے کوئی رکاوٹ نہ ہو خاص طور پر جب وہ بھوک پر صبر نہ کر سکے تو وہ دن رات اللہ ﷻ کی طرف متوجہ رہے گا اور اپنے گزاران زندگی کا سوال کرے گا اس میں کوتاہی نہیں کرے گا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور قید خانہ میں اس کا سب سے بڑا عمل صبر اور غصے کو پی جانا ہے اور مومن کے لیے دنیا میں دولت نہیں اس کی دولت کل آخرت میں ہوگی۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ فرماتے تھے عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا اس میں مومن، لوٹھی سے زیادہ ذلیل ہوگا وہ اس طرح زندگی گزارے گا جس طرح سر کے کاکیٹر اس کے میں ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے اللہ ﷻ جس شخص سے دنیا کو تین دن روک دے در آں حالیکہ وہ اس سے راضی ہو تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن بکر مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بے شک اللہ ﷻ اپنے مومن بندے کو دنیا کی کڑواہٹ کا مزہ چکھاتا ہے اور ایسا ازراہ محبت ہوتا ہے جس طرح عورت اپنے بچے کو اس کی صحت کے لیے ایلو (کڑوا پھل) کا گھونٹ پلاتی ہے۔

صوفیاء رحمہم اللہ کے ہاں اس خلق (دنیا سے دل کا بھر جانا) کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا۔

إِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِي فَأَعِدْ لِلْفَقْرِ تَجْفَافًا فَإِنَّ الْفَقْرَ أَسْرَعُ إِلَيَّ مِنْ يُحِبُّنِي مِنَ السَّبِيلِ  
إِلَى مُنْتَهَاهُ  
(جامع ترمذی بحوالہ تہذیب المعترین مطبوعہ دار البھار)

(ترجمہ) اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو فقر کے لیے مکمل طور پر تیار ہو جاؤ کیونکہ جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے اس کی طرف فقر، سیلاب کے اپنی انتہا کی طرف سے جانے سے بھی زیادہ تیز آتا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں جب تک رسول اکرم ﷺ (ظاہری زندگی کے ساتھ) زندہ رہے دنیا ہم پر تنگ اور گہری رہی اور جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو ہم پر دنیا کو انڈیل دیا گیا یعنی ہم حضور ﷺ کی برکت سے دنیا سے محفوظ تھے لیکن جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو یہ حمایت چلی گئی اور ہم پر خرابی داخل ہو گئی۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب انسان معرفت کے مقامات میں ترقی کرتا ہے تو دنیا سے نفرت بڑھ جاتی ہے اور اگر وہ اس کو طلب کرے تو وہ اس کو جواب نہیں دیتی کیونکہ اس (دنیا) کو اس کے دل میں جگہ نظر نہیں آتی جس میں وہ ٹھہرے۔ پس معلوم ہوا کہ جو شخص فقر کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ جوں جوں اس کی عمر بڑھتی ہے اس کا دنیوی سامان اور زینت بڑھتی جاتی ہے پس اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## خواہش تک پہنچنے میں رکاوٹ کا ہونا

### ان کے لیے باعث مسرت ہوتا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب دنیا میں ان کے اور خواہش تک پہنچنے کے درمیان کوئی رکاوٹ ہوتی ہے تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں اگر اللہ ﷻ ہم سے محبت نہ کرتا

تو ہمارے اور اللہ ﷻ سے حجاب پیدا کرنے والی چیز کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہوتی۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میرے معلم حضرت عبداللہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا اگر تم اللہ ﷻ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنے اور خواہشات کے درمیان لوہے کی دیوار بنا لو۔  
اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ جس دل میں خواہشات کی محبت ہو اس پر حرام ہے کہ میں اس کو متقی لوگوں کا امام بناؤں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنے نفسوں میں (پائی جانے والی) خواہشات کو کچل دو خواہشات میں اپنے نفسوں کو ہلاک نہ کرو کیونکہ جو شخص اپنی خواہش کو اپنے قدموں کے نیچے رکھتا ہے شیطان اس کے سائے سے بھی بھاگتا ہے جس طرح وہ شخص جو خواہشات کو دل میں رکھتا ہے تو شیطان اس پر سوار ہو جاتا ہے تو اللہ ﷻ کے مسلط کر دینے سے وہ جس طرح چاہے اسے پھیر دیتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے جنت اپنی تمام نعمتوں کے ساتھ دو چیزوں کی طرف لوٹتی ہے راحتیں اور خواہشات، اور کوئی شخص جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ دنیا میں آرام اور خواہشات کو چھوڑ نہ دے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ انسان کی ہمت (دارادے) کا محور پیٹ ہوگا اس کا دین اس کی خواہش اور اس کی تلوار اس کی زبان ہوگی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سرکش جانور تمہارے نفس سے زیادہ لگام کا محتاج نہیں۔  
حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میرا اپنے نفس سے زیادہ کسی چیز کے ساتھ لگراؤ نہیں ہوا کبھی وہ میرے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی میرا مخالف ہوتا ہے اور وہ فرماتے تھے اپنے نفسوں کو خواہشات سے روکو اس سے پہلے کہ تم میں سے بعض، بعض کے دشمن ہو جائیں۔ اس غلطی میں صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے دلائل میں سے ایک دلیل حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے۔

حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

(صحیح مسلم ۲۸۲۲، مسند احمد ۳/۱۵۳ جامع ترمذی مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) جنت کو تکلیف دہ کاموں سے ڈھانپا گیا اور جہنم کو خواہشات کے ساتھ ڈھانپا گیا۔

یعنی جو تکلیف برداشت کرے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو خواہشات پر عمل پیرا ہوگا وہ جہنم میں جائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے سامنے بادام رکھا گیا تو آپ ﷺ نے واپس کر دیا اور فرمایا یہ دنیا میں عیاش (اور آسودہ مال) لوگوں کا کھانا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ایک سے زائد اقسام کا کھانا فاسقوں کا کھانا ہے انشاء اللہ ﷻ اس



موضوع سے متعلق مزید گفتگو اپنے مقام پر ہوگی اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## قیمتی و عمدہ لباس سے اجتناب

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ زیادہ قیمتی کپڑے نہیں پہنتے بلکہ جو حلال لباس مل جائے پہن لیتے ہیں اگرچہ وہ سوتی کھر دراکپڑا ہو اور جب ان میں سے ایک صوفی جبہ یا عمامہ پہنتا ہے تو وہ بیش قیمت نہیں ہوتا جب کہ اس زمانے کے فقراء کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ بعض اوقات ان میں سے ایک کا اونی جبہ یا عمامہ تاجروں کے کپڑوں سے بھی مہنگا ہوتا ہے البتہ یہ کہ کسی کی اللہ ﷻ کے ساتھ اتنی قربت ہو اس کی تدبیر کا ذمہ اللہ ﷻ نے لیا ہو یا اس کی ذاتی تدبیر اللہ ﷻ کی تدبیر کے ساتھ نہ رہے۔

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھی دنیا کا وہی لباس پہنتے تھے جو پرانا ہو گیا اور اس میں کئی پوند لگ گئے ہوں۔

حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کوڑے کے ڈھیروں سے کپڑے کے ٹکڑے اٹھا کر دھوتے اور پھری کر پہن لیتے۔

حضرت ابراہیم بن ادوم رحمۃ اللہ علیہ سیاہ جبہ پہنتے تھے حتیٰ کہ وہ ان کے جسم پر پھٹ جاتا ایک مرتبہ لوگوں نے ان سے کہا یہ جبہ کب سے آپ کے جسم پر ہے؟ فرمایا نو سال سے ہے میں نے اس کو کبھی نہیں اتارا (دھونے اور غسل کرنے کے علاوہ اوقات مراد ہیں)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کپڑے پہنتے حتیٰ کہ وہ بہت میلے ہو جاتے جب ان سے کہا گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کپڑوں کو دھوتے نہیں؟ فرمایا معاملہ (موت) اس سے بھی جلدی ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا جب آپ اپنے دونوں ساتھیوں (رسول کریم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) سے ملنا چاہتے ہیں تو اپنی قمیص کو پوند لگائیں اپنے نعل مبارک کی خود سلائی کریں اپنی امید کو کم کریں اور سیر ہونے سے کم کھائیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا گھر سامان سے خالی تھا اور اس میں ایک برتن تھا جس کو طہارت کے لیے استعمال کرتے تھے ایک دن آپ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں سامان نہیں رکھتے؟ فرمایا اس گھر کا مالک (اللہ ﷻ) ہمیں اس میں رہنے نہیں دے گا اور ہمارے لیے ایک اور گھر ہے ہم اس کی طرف نیک اعمال بھیجیں گے ان شاء اللہ ﷻ۔

حضرت ابو اور لیس خولانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے اپنے کپڑے دھونے کا زیادہ اہتمام نہ کرو کیونکہ میلے کپڑوں میں صاف دل اللہ ﷻ کو اس دل سے زیادہ پسند ہے جو دل گندا اور کپڑے

صاف ہوں۔<sup>۱</sup>

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے تمہارے کپڑوں کے مقابلے میں کمر درے اور دل زیادہ نرم تھا اور عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ اس زمانے کے لوگوں کے کپڑے زیادہ باریک اور دل زیادہ سخت ہوں گے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بہت سے لوگ اپنے کپڑوں کو صاف اور دلوں کو میلا رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا آپ اپنی داڑھی کو کنگھی نہیں کرتے؟ فرمایا اس وقت دل سے فارغ ہو جاؤں گا (یعنی دل کی طرف توجہ نہیں رہے گی) اور ہر وقت کنگھی کرنا ضروری بھی نہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا آپ اپنی داڑھی کو خضاب نہیں لگاتے؟ فرمایا خضاب زینت ہے اور ہم ابھی اس کے اہل نہیں ہیں۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بعض اوقات میں اپنے کپڑے دھونے کا ارادہ کرتا ہوں تو دل میں تفکرات کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہوں اور آپ اپنے کپڑوں کو اشنان (ایک بوٹی) سے دھوتے تھے صابن سے نہیں دھوتے تھے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ موسم گرما اور موسم سرما کے رات اور دن میں عبادت میں کمی اور زیادتی نہیں کرتے تھے (یعنی موسم گرما سرما کے بدلنے کا ان کی عبادت پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا) اور حضرت ابواسحاق السہمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں کی سبز چادریں گھروں کے اندر ہوتی تھیں حضرت شمر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کوئی بھی اپنے عمامہ پر سبز چادر نہیں رکھتا تھا۔ لوگ سر پر چادر اوڑھ کر نکلنے کے بجائے گھر کے اندر رہنا پسند کرتے تھے (کیونکہ اس چادر کا مقصد اپنے آپ کو فضول نظر سے بچانا تھا اور گھر کے اندر رہنے سے اس کا حصول بدرجہا تم ہوتا ہے)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے آج کل مساجد میں لوگوں پر سبز چادریں ہوں تو ان کو خیر کے یہودیوں سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں سر پر چادر لینے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نظر کو روکا جائے تاکہ وہ دیواروں وغیرہ پر نہ پڑے اور یہ کوئی کام نہیں اہم بات یہ ہے کہ دل کے اوپر چادر ہو جو اس کو دنیا کی خواہشات کی طرف نگاہ اٹھانے سے روکے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

لَا تَمْلُنْ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَانحِفْضْ

۱۔ کپڑوں کی طہارت سے منع نہیں فرمایا بلکہ ان لوگوں کا رد ہے جو لباس صاف رکھتے ہیں اور ان کے دل گندے ہوتے ہیں ورنہ اسلام میں ظاہری طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا لہذا مقصد یہ ہے کہ ظاہر کی طرح باطن کو بھی پاک رکھو۔ ۱۲ ہزاروی

جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ

(پ ۱۴ الج ۸۸)

(ترجمہ) اور اپنی آنکھوں کو ہرگز اس چیز کی طرف نہ بڑھاؤ جو نفع ہم نے ان میں سے کچھ جوڑوں کو دیا اور ہر مقام کے لیے کچھ لوگ ہوتے ہیں اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے میں نے رسول اللہ ﷺ کی اس چادر کو دیکھا جس کے ساتھ آپ ﷺ (باہر سے آنے والے) وفدوں کی طرف تشریف لاتے تھے اس کی لمبائی چار ہاتھ اور چوڑائی دو ہاتھ ایک بالشت تھی (کہنی سے درمیانی انگلی کے کنارے تک ذراع یعنی ہاتھ کہلاتا ہے) آپ ﷺ کے بعد یہ مبارک چادر خلفاء کے پاس تھی حتیٰ کہ پرانی ہو گئی وہ اسے عیدین کے موقع پر پہنتے تھے (اوپر لیتے تھے)۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اے قاری! تیرا سبز چادر کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ تجھے اونی کوٹ اور چرواہے کی لاشی چاہئے جو اللہ ﷻ سے اللہ ﷻ کی طرف پھرے اور اپنے بھائیوں کو اللہ ﷻ کا شوق دلانے۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو مکہ مکرمہ کے راستے میں دیکھا میں نے ان کے کپڑوں حتیٰ کہ جوتے کی بھی قیمت لگائی تو وہ ایک درم یا چار دانق کے برابر تھی۔ (ایک دانق درم کے چھٹے حصے کے برابر ہوتا ہے) تو اے بھائی اس بات کو جان لے کہ اس خلق میں صوفیاء کرام رحمہم اللہ کی دلیل یہ حدیث ہے جس میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

الْبِدَاةُ مِنَ الْإِيمَانِ (المسند رک للحاکم للمصنفین۔ کتاب ایمان جلد 1 صفحہ 9 مطبوعہ مطبوعات الاسلامیہ بیروت)  
(ترجمہ) بذاذہ ایمان سے ہے۔

بذاذہ کا معنی پرانے کپڑے پہننا ہے۔ پس آدمی کو اس بات کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے کہ اس نے کون سے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

## حلال مال میں بھی حد سے زیادہ خرچ نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب ان کو حلال مال ملتا ہے تو اس میں اسراف نہیں کرتے (ضرورت سے زیادہ خرچ نہیں کرتے) کیونکہ ہر زمانے میں مقام کے اعتبار سے لوگوں میں تفاوت کی وجہ سے حلال اجنبی رہتا ہے بعض اوقات کچھ لوگوں کے پاس حلال ہوتا ہے اور دوسروں کے پاس غیر حلال (حرام) ہوتا ہے۔ پہلے زمانے کے لوگ کسب حلال کو ہر کام سے مقدم کرتے تھے کیونکہ وہ لوگ یقیناً آخرت والے لوگ تھے اور آخروی خالص اعمال اس شخص کے ہاتھوں انجام نہیں پاتے جو حرام یا شبہات والی چیزیں کھاتا ہے جو شخص حرام کھاتا ہے اس سے حرام کام عمل میں آتا ہے اور جو شخص شبہ والی چیزیں کھاتا ہے اس سے شبہ والے کام ہوتے ہیں حتیٰ کہ اگر وہ حرام کھا کر اللہ ﷻ کی اطاعت کرے تو اس پر قادر نہیں ہوتا۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آج کل ایک پاکیزہ درہم بھی نہیں ملتا اور اگر ہم اسے پائیں تو اس کے ساتھ اپنے بیماروں کا علاج کریں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آدمی کا دین یہ ہے کہ اس کے دسترخوان پر حلال مال سے ایک روٹی ہو اور اب ایک گھروالوں کے دسترخوان پر حلال سے ایک روٹی ہوتی ہے کیونکہ آج کل حلال اجنبی ہو گیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے مومن پر کسب حلال ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی طرف نکل ہونے سے بھی زیادہ سخت ہے۔

حضرت وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر بندہ اپنے زمانے میں حلال کو اس طرح نہ دیکھے جس طرح مجبور آدمی کے لیے مردار ہے تو وہ ہلاک ہو جائے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا وہ کہہ رہا تھا ”یا اللہ ﷻ مجھے حلال اور صاف رزق عطا فرما“ تو انہوں نے اس سے فرمایا اے فلاں! اللہ ﷻ سے رزق کا سوال کرو وہ اس پر تجھے عذاب نہیں دے گا کیونکہ حلال انبیاء کرام علیہم السلام کا رزق ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ عام طور پر دن کے آخر تک کام کرتے جب وہ لوگ آپ کو اجرت دیتے تو آپ اس کو دیکھتے اور اپنے ساتھیوں سے فرماتے مجھے ڈر ہے کہ میں نے اپنی پوری طاقت خرچ نہ کی ہو جس کا کھیتی والے نے مجھ سے مطالبہ کیا پھر اسے چھوڑ دیتے اور اس رات بھوکے رہتے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ جب کوئی کام کرتے تو وہ اس (کی مزدوری) کو اس وقت حلال جانتے جب کام کے دوران اللہ ﷻ کے ہاں حاضری برقرار رہے اور جس عمل میں یہ حاضری نہ ہوتی تو اس کی اجرت نہیں لیتے تھے۔

حضرت معمر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس زمانے میں حلال میں سے کسی چیز کا باقی رہنا میں نہیں جانتا مگر یہ کہ کوئی شخص دریائے دجلہ یا نیل سے چلو بھر کر پیئے۔

وہ فرماتے ہیں ایک شخص نے حلال طلب کیا تو اسے صرف حشیش (خشک گھاس) ملی جو نہروں کے کنارے پر تھی تو اس نے اس میں سے کھانا شروع کر دیا حتیٰ کہ اس کی جلد تیس سال سبز رہی اس وقت غیبی آواز آئی اب تیرے لیے حلال کھانا ٹھیک ہو گیا اور حرام سے تیری جان چھوٹ گئی۔<sup>۱</sup>

فرماتے ہیں ان میں سے بعض حضرات نے اس چیز کو کھانا چھوڑ دیا جس میں انسانوں کے ہاتھ کا دخل تھا پھر وہ جنگل کی طرف چلا گیا تا کہ حشیش کھائے تو اس کے دل میں آواز آئی یہ بات بہت بعید ہے تم

۱۔ یعنی حالت اضطرار میں جب کھانے کو کچھ نہ ملے تو مردار کھانا حلال ہو جاتا ہے اور اگر ایسا شخص مردار نہ کھائے اور ہلاک ہو جائے تو گناہ گار ہوتا ہے اسی طرح حلال رزق کی تلاش نہ کرنا گناہ ہے ۱۲ ہزاروی

آج تقویٰ اختیار کرتے ہو تو تم اس قوت کا کیا کرو گے جو تم نے حاصل کی حتیٰ کہ (اس کے ذریعے) یہاں چل کر آئے تو غور کرو تم نے اسے کہاں سے حاصل کیا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے گھڑے کے نبیذ (پھلوں کے رس) کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھنے والے سے فرمایا تم پر رحم کیا جائے پانی میں نبیذ بنانے سے پہلے پھل کو دیکھو کہ وہ کہاں سے آیا ہے؟

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے ایک عابد کو دیکھا جو نماز کے لیے کھڑا ہوتا بوجھ محسوس کرتا تو میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس کا کھانا صاف نہیں تھا اگر وہ حلال رزق کھاتا تو اس کو بوجھ محسوس نہ ہوتا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جب کسی ولیمہ میں جاتے تو اپنے ساتھ ایک روٹی لے جاتے جسے کھاتے جب ولیمہ والا پوچھتا اے میرے سردار! کیا آپ میری روٹی سے نہیں کھاتے؟ تو اس سے فرماتے تم جانتے ہو کہ تمہاری روٹی کہاں سے آئی ہے؟ اور میں جانتا ہوں کہ میری روٹی کہاں سے آئی ہے پس ہر ایک اس سے کھاتا ہے جس کے بارے میں جانتا ہے۔

میں کہتا ہوں میں نے اس مقام پر جن لوگوں کو پایا ان میں سیدی شیخ محمد بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی ولیمہ کی دعوت دی جاتی تو آپ روٹی ساتھ لے جاتے اور جب دسترخوان بچھایا جاتا تو اس میں (اپنی روٹی میں) سے کھاتے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی صف کی فضیلت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دیکھو تمہاری روٹی کہاں سے آئی پھر اسے کھاؤ اس کے بعد جس صف میں چاہو نماز پڑھو تم پر کوئی حرج نہ ہوگا۔

اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے پیٹ میں کوئی حرام چیز ہو۔

حضرت امام سہری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نجات تین باتوں میں ہے:

(1) ہدایت کا راستہ (2) کمال تقویٰ اور (3) حلال غذا

حضرت وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم روزہ رکھو اور نماز پڑھو حتیٰ کہ تم اس ستون کی طرح ہو جاؤ تو یہ تمہیں تب نفع دے گی جب تم یہ دیکھ لو کہ تمہارے پیٹ میں کیا داخل ہو رہا ہے (حلال ہے یا حرام؟)

اور جان لو کہ اس خلق پر صوفیاء کرام کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔

(۱۸ المؤمنون ۵۱)

كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا

(ترجمہ) پاک (حلال) چیزوں سے کھاؤ اور نیک کام کرو۔

یہ رسولوں علیہم السلام کو خطاب ہے اور حدیث شریف میں واضح الفاظ میں فرمایا:

بَانَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَمْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُؤْمِلِيْنَ

(صحیح مسلم حدیث نمبر 1015۔ جامع ترمذی حدیث نمبر 2992 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) اور بے شک اللہ ﷻ نے مؤمنوں کو اس بات کا حکم دیا جس کا رسولوں کو حکم دیا۔ اور ان کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ حدیث بھی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

لَا يَكْتَسِبُ عَبْدٌ مَا لَا مِنْ حَرَامٍ فَيَبَارِكَ لَهُ فِيهِ وَلَا يَتَصَدَّقُ مِنْهُ فَيُوجِرُ عَلَيْهِ وَلَا يَتْرُكُهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ إِلَّا كَانَ دَافِعًا إِلَى النَّارِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْحُو السُّيَّئَاتِ وَلَكِنْ يَمْحُو النَّخِيْبَاتِ بِالطَّيِّبِ

(مسند امام احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 387 مطبوعہ المکتب اسلامی بیروت)

(ترجمہ) بندہ جو حرام (مال) کماتا ہے اس میں برکت نہیں اور اس میں سے جو صدقہ کرے اس کا ثواب نہیں ملتا اور اگر اسے اپنے بعد چھوڑ کر جائے تو یہ جہنم کی طرف لے جانے والا ہے بے شک اللہ ﷻ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا بلکہ خبیث کو پاک کے ذریعے مٹاتا ہے۔

تو اے بھائی! اس زمانے میں اپنے کھانے کی طرف دیکھو اور تم پر بہت زیادہ بھوک لازم ہے اور تم کسی امیر یا اس کے شریک کار یا قاضی کے کھانے سے بچو چہ جائیکہ تم ظالموں اور فیکس لینے والے (ظالم) کا کھانا کھاؤ اور اس کی چھان بین نہ کرو یہ تمہارے لیے دین کے اعتبار سے ہلاکت کا باعث ہے اگرچہ تمہارے سر پر ادنیٰ عمامہ اور (تمہارے جسم پر) جبہ ہو اور عمامہ کا شملہ ہو۔

## ایک دوسرے کو وصیت کرنا اور اسے قبول کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کو بہت زیادہ وصیت کرتے ہیں اور ان کے وعظ کو قبول کر کے اس پر شکر یہ ادا کرتے ہیں اور اس کے باوجود وہ اپنے دل میں یہ خیال نہیں کرتے کہ جس کو نصیحت کرنا ان پر واجب تھا انہوں نے اس کا حق ادا کر دیا۔ اگرچہ زمانہ بھر اس سے نیکی کرے کیونکہ اخروی امور کا دنیاوی ساز و سامان کے ساتھ مقابلہ نہیں کیا جاتا۔

ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت کیجئے آپ نے فرمایا تم جہاں بھی ہو اللہ ﷻ کے حکم کی عزت و احترام کرو تم جہاں بھی ہو گے اللہ ﷻ تمہیں عزت عطا کرے گا (یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ تم اللہ ﷻ کے حکم کو غالب رکھو اللہ ﷻ تمہیں غالب رکھے گا)۔

۱۔ اسی حدیث کا ابتدائی حصہ اس طرح ہے: بیشک اللہ ﷻ پاک ہے اور وہ پاک ہی کو قبول کرتا ہے۔

ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی نصیحت کریں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس بات سے پرہیز کر کہ تو ان لوگوں میں سے ہو جائے جو نیک لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھتے ہیں اور ان سے نفع حاصل نہیں کرتے یا گناہ گاروں کو ملامت کرتے ہیں اور خود گناہوں سے نہیں بچتے یا جو ظاہر میں شیطان پر لعنت بھیجتے ہیں اور خلوتوں میں اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔

ایک شخص نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے وصیت کیجئے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کیا تمہارا باپ فوت ہو گیا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں، فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ کیونکہ جو شخص والد کی وفات کے بعد کسی نصیحت کرنے والے کا محتاج ہو اس کو نصیحت فائدہ نہیں دیتی۔

ایک شخص نے حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمائیں آپ نے فرمایا دنیا اور آخرت میں بادشاہ بن جاؤ اس نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا دنیا میں زہد اختیار کرو، اس شخص نے عرض کیا کچھ اور بتائیے آپ نے فرمایا اپنے نفس کو دم قرار دو اور لوگوں کے پاس بیٹھو، اپنے نفس کو سر قرار دے کر لوگوں سے مطالبہ نہ کرو کہ وہ تمہارے پاس بیٹھیں (یعنی تواضع اختیار کرو)

ایک دن حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک عابد کے پاس تشریف لے گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ مجھے کوئی نصیحت کرو عابد نے ان سے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ اللہ ﷻ سے ڈرنے والے ہیں تو میں آپ کو نصیحت کرتا یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو گئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے ابوالعباس حضرت خضر علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں دیکھا تو میں نے عرض کیا مجھے کوئی نصیحت کریں۔ انہوں نے فرمایا اے عمر! اس بات سے بچو کہ تم ظاہر میں اللہ ﷻ کے دوست اور پوشیدگی میں اس کے دشمن ہو۔

ایک شخص نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا اے روح اللہ! مجھے کوئی نصیحت فرمائیں آپ نے اس سے فرمایا کب تک تم لوگوں کو نصیحت کی جائے اور تم اسے قبول نہ کرو تم لوگوں نے واعظین کو بہت زیادہ تکلیف دی اور تمہکا دیا۔

ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مجھے نصیحت کریں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا گناہ نہ کرو اس طرح اپنے آپ کو جہنم میں ڈالو گے حالانکہ جب تم کسی شخص کو دیکھتے ہو کہ وہ مجھ کو آگ میں ڈالتا ہے تو تم اس پر اعتراض کرتے ہو اور خود دن میں کئی بار اپنے آپ کو آگ میں ڈالتے ہو اور اپنے آپ پر اعتراض نہیں کرتے۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مجھے وعظ و نصیحت فرمائیں آپ

نے فرمایا فضول نظر کو چھوڑ دو تمہیں خشوع کی توفیق ملے گی فضول کلام کو چھوڑ دو حکمت کی توفیق عطا ہوگی فضول (زائد) کھانے کو چھوڑ دو عبادت کی توفیق پاؤ گے، لوگوں کے عیب تلاش کرنا ترک کرو اپنے نفس کے عیبوں پر مطلع ہو گے اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور کرنا چھوڑ دو شک اور نفاق سے بچ جاؤ گے۔

ایک شخص نے حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمائیں آپ نے فرمایا: کسی سے حسد نہ کرو اگر وہ جہنم والوں میں سے ہے تو تم کس طرح فانی دنیا پر اس سے حسد کرتے ہو وہ اس کے بعد جہنم کی طرف جائے گا اور اگر وہ اہل جنت سے ہے تو اس کے اعمال کی اتباع کرو اور اس پر رشک کرو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم دنیا کے معاملے میں اس سے حسد کرو۔

ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے فرمایا تعجب ہے ایسی زبانوں پر جو بیان کرتی ہیں اور دل پہچانتے ہیں جبکہ اعمال مخالفت کرتے ہیں۔

ایک شخص نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے نصیحت فرمائیں انہوں نے فرمایا اس دن کو یاد کر جس دن پر پوشیدہ بات ظاہر ہو جائے گی۔

ایک شخص نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا مجھے کوئی نصیحت کریں انہوں نے فرمایا تم تکبر کرنے یا لوگوں کا مال ناحق طور پر کھانے سے بچو کیونکہ جو شخص لوگوں پر تکبر کرتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے اور جو لوگوں کا مال غنیمت سمیٹتا ہے وہ محتاج ہو جاتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ایک شخص سے یہ حدیث سنی۔

الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ (کشف الخفاء حدیث 2282 جلد 2 صفحہ 181 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) آدمی (قیامت کے دن) اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔

تو انہوں نے فرمایا اے بھائی! یہ قول تمہیں دھوکہ نہ دے تم نیک لوگوں کے ساتھ اسی وقت ملو گے جب ان کے اعمال جیسے اعمال کرو گے کیونکہ یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے محبت کرتے ہیں لیکن ان کے ساتھ جنت میں نہیں جائیں گے کیونکہ اعمال میں وہ ان سے پیچھے رہ گئے اور ان کی مخالفت کرتے ہیں (جو لوگ محبت کا دعویٰ کریں ان کو محبوب کی طرح عمل بھی کرنا ہوتا ہے یہود و نصاریٰ جھوٹے ہیں)

پھر فرمایا ان لوگوں پر تعجب ہے جن کو حکم دیا گیا کہ زاوراہ لے کر سفر پر نکلیں اور وہ بیٹھے ہنس رہے ہیں کیونکہ جس شخص کی سواری رات اور دن ہوں تو وہ سواری اسے لے کر جا رہی ہے اور اس کو پتہ بھی نہیں چلتا۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کو ہر وقت موت کے لیے تیار رہنے کا حکم دیتے اور فرماتے بعض اوقات ہم میں سے ایک شخص موت کے لیے پچاس سال تیار کرتا ہے اور اس کی تیاری صحیح



نہیں ہوتی موت کے لیے تیاری دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنا ہے جس طرح حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے موت کے لیے صبح اور شام ہے اے ملک الموت! جس وقت چاہو میری جان لے لو۔

اس سلسلے میں صوفیاء کرام کے دلائل میں سے ایک دلیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے۔

اغْتَنِمُ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ، شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ  
وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ

(المصدر: للحاکم للمصنفین کتاب الرقاق جلد 4 صفحہ 306 مطبوعہ المطبوعات الاسلامیہ بیروت)

(ترجمہ) پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھو، اپنی جوانی کو اپنے بڑھاپے سے پہلے، اپنی صحت کو اپنی بیماری سے پہلے، اپنی مالداری کو اپنے فقر سے پہلے، اپنی فراغت کو اپنی مشغولیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور اپنے نفس کے لیے بیدار رہو اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## کس کو نصیحت کریں

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ صرف اس شخص کو نصیحت اور وصیت کرتے ہیں جس کے بارے قرآن کے ذریعے معلوم ہو جائے کہ وہ نصیحتوں اور وصیتوں کو قبول کرے گا اور جس کے بارے میں ان کو معلوم ہو جائے کہ جب اس کو نصیحت کریں گے تو وہ حرکت کرے گا یا کوئی اور راستہ اختیار کرے گا تو اس سے اعراض کرنا زیادہ بہتر ہے نیز تاخیر کرنا مناسب ہے حتیٰ کہ ان میں سے کوئی ایک شرعی طریقہ پائے اور اس کے ذریعے اس کو نصیحت پہنچائے۔

حضرت حامد اللقاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی کو نصیحت نہ کرو مگر یہ کہ تمہیں اس سے قبولیت کا علم ہو جائے ورنہ بعض اوقات اس نصیحت کے بعد ایسا ضرر ہوگا جس سے بچنے کی تمہیں طاقت نہیں ہوگی۔ اور اس زمانے میں تمہیں کسی پر حکومت کرنے سے بچنا چاہئے کیونکہ ہر شخص اپنے آپ کو فلاں کا باپ کہلواتا ہے (اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے) اور ہر ایک کی اقتدا کرنے سے بھی بچو کیونکہ خواہشات بہت بھیل گئی ہیں اور اپنے راز دوسروں کو دینے سے بچو کیونکہ امانتداری اٹھ چکی ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں حضرت حامد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح فرمایا ہے مجھے خود ایک واقعہ پیش آیا میں نے اس دور کے مشائخ میں سے کسی ایک شیخ کو نصیحت کی کہ ظالم لوگوں کے گمروں سے نہ کھائے اور یہ بات صرف میرے اور اس کے درمیان تھی تو اس شخص نے سترہ سال تک مجھ سے بات نہ کی اور پھر بڑی مشکل سے صلح کی اور اگر میں اسے لوگوں کے سامنے نصیحت کرتا تو کیا حال ہوتا شاید وہ مجھے قتل کرنے کے درپے ہوتا۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور اپنے زمانے کی پہچان حاصل کرو اور سیاست (حکمت و دانائی) کے ساتھ اپنے بھائیوں کو نصیحت کرو۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## اپنے اعمال کو کم سمجھنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ ان کے اعمال ان کی اپنی نظر میں قلیل ہوتے ہیں کیونکہ وہ ان کے اپنے اعمال ہوتے ہیں اگرچہ جنوں اور انسانوں کے عمل کے برابر ہوں وہ یہ خیال بھی نہیں کرتے کہ انہوں نے اللہ ﷻ کے حقوق میں سے ایک ذرے کے برابر بھی ادائیگی کی ہے۔ رسول کریم ﷺ (عبادت کے لیے) کھڑے ہوئے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک پھول گئے اور ان سے خون جاری ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کرتے ہیں حالانکہ اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کے سبب آپ ﷺ کے تمام اگلے پچھلے لوگوں کے گناہ معاف فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(صحیح بخاری ۱۱۳۰/صحیح مسلم ۲۸۱۹ مطبوعہ بیروت)

أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا

(ترجمہ) کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھتے حتیٰ کہ زیادہ دیر کھڑے رہنے کی وجہ سے ان کی پنڈلیاں پھول جاتیں یہاں تک کہ مجھے ان پر رحم آتا اور میں ان کے پیچھے روتی رہتی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے کچھ لوگوں کو پایا کہ ان میں سے ایک کو اپنے دین اور اپنی عمر کی اس قدر لالچ تھی جتنی تم میں کسی کو اپنے درم اور دینار کی نہیں ہوتی۔

حضرت عمر بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ ہر رات قبرستان کی طرف جاتے اور اس کے مقابل عشاء سے فجر تک نماز پڑھتے رہتے پھر واپس آ کر صبح کی نماز مسجد میں پڑھتے اور جب قبرستان سے آتے تو قبرستان والوں سے کہتے اے میرے بھائیو! تمہارے نامہ ہائے اعمال لپیٹ دیئے گئے ہیں۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ پوری پوری رات ایک ہی سورہ میں گزار دیتے اور وہ اپنا سر نہ اٹھاتے حتیٰ کہ محسوس کرتے کہ اپنے رب کے سامنے بہت زیادہ رونے کی وجہ سے ان کی ہڈی پگھل چکی ہے فرماتے ہیں جب حضرت عتبہ غلام رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ کی تو وہ اچھی طرح کھا سکتے تھے نہ پی سکتے تھے اور نہ سو سکتے تھے حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

فرماتے ہیں جب حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے حج کیا تو وہ اپنا پہلو زمین پر کبھی نہیں رکھتے تھے اور بعض اوقات ان کو بیٹھے بیٹھے ہلکی سی نیند آ جاتی۔

حضرت محماد رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے عبادت گزار لوگوں سے کہتے تھے تم عبادت گزار نہیں ہو

لیکن تمہیں عبادت سے لذت حاصل ہوتی ہے اور ہم نے ایسے لوگوں کو پایا کہ جب ان میں سے ایک چالیس سال کی عمر کو پہنچتا تو مرتے دم تک نیند کا بچھونا پیٹ دیتا۔

حضرت کھمس بن حسن رحمۃ اللہ علیہ ہر روز ایک ہزار رکعات پڑھتے تو ان سے فارغ نہ ہوتے حتیٰ کہ کمزوری کی وجہ سے سرین کے بل اپنے آپ کو گھسیٹتے، اس کے بعد اپنے آپ سے کہتے اے ہر شر کے مرکز اور ٹھکانے! اس دوسری عبادت کے لیے اٹھو جب وہ آخری عمر میں کمزور ہو گئے تو روزانہ پانچ سو رکعات پڑھتے تھے پھر روتے اور فرماتے ہائے! میرے رب کے سامنے میری خرابی، میری نصف عبادت کم ہو گئی۔

حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ پر جب نیند کا غلبہ ہوتا تو ڈرے ہوئے اور سہمے ہوئے جاگ جاتے پھر دعا مانگتے۔ اے اللہ ﷻ! میں بہت سونے والی آنکھ سے، نفس لوامہ سے اور ایسے پیٹ سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو سیر نہ ہو۔<sup>۱</sup>

حضرت ابن جویریہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں کچھ لوگوں کے ساتھ رہا جو رات بھر (عبادت میں) مشقت برداشت کرتے تھے تو میں نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کسی کو مشقت برداشت کرنے والا نہیں دیکھا میں ان کے پاس چھ ماہ رہا تو میں نے ان کو کسی رات بھی زمین پر پہلو رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

حضرت ابن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ ایک روایت میں چالیس سال اور ایک روایت میں سینتالیس سال کا ذکر آتا ہے جب کہ ایک روایت میں پچاس سالوں کا ذکر ہے شاید ہر ایک نے اپنے دور کی خبر دی ہے۔

حضرت یوسف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صرف نصف رات عبادت میں گزارتے ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک قوم کے پاس سے گزرے تو ان کو سنا وہ کہہ رہے تھے یہ (حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) پوری رات عبادت میں گزارتے ہیں اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا پس آپ رحمۃ اللہ علیہ نے (اپنے آپ سے) کہا میرا خیال ہے مجھے اس عمل کے ساتھ مصروف قرار دیا جا رہا ہے جو میں نہیں کرتا اس وقت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوری رات کا قیام شروع کر دیا حتیٰ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔

حضرت ابو مطیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں رات کا بچھونا نہیں تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے بیٹھے تھوڑا سا اونگھ لیتے تھے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ

۱۔ نفس کی تین حالتیں ہیں (۱) نفس امارہ، (۲) نفس لوامہ (۳) نفس مطمئنہ۔ نفس امارہ گناہوں پر آمادہ کرتا ہے۔ نفس لوامہ ملامت کرتا ہے اور نفس مطمئنہ مطمئن ہوتا ہے تو حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نفس مطمئنہ چاہتے تھے۔

پر ہیزگار اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر عبادت گزار نہیں دیکھا۔

حضرت ابو مسہر رحمۃ اللہ علیہ رات اور دن میں کسی بھی وقت اپنا پہلو زمین پر نہیں رکھتے تھے کیونکہ وہ ہمیشہ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تکیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھٹنے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ ظہر اور عصر کے درمیان تھوڑی دیر کے لیے آرام کرتے تھے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں جب بھی سویا مجھے یہ ڈر ہوا کہ کہیں مجھ پر عذاب نازل نہ ہو اور میں سویا ہوا ہوں اور اگر میں نہ سونے پر قادر ہوتا تو کبھی نہ سوتا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے اصحاب بدر میں سے ستر حضرات کو پایا اگر وہ تم لوگوں کو دیکھتے تو فرماتے یہ لوگ مجنون ہیں اور اگر وہ دیکھتے کہ آج کل لوگ کیا عمل کر رہے ہیں تو کہتے یہ لوگ یوم حساب پر ایمان نہیں رکھتے یا ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور ان میں سے ایک اپنے گھر سے صرف وضو یا مسجد میں باجماعت نماز کے لیے نکلتا تھا۔

حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو ایک رات اس طرح دیکھا کہ وہ مجھے نہیں دیکھ رہے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عشاء کے بعد وضو کیا پھر نماز کے ارادے سے کھڑے ہوئے تو داڑھی کو مٹھی میں لے کر روتے رہے اور فجر تک گڑ گڑاتے رہے اور رکوع کرنے پر ذرہ برابر بھی قادر نہ ہو سکے۔

اور ان حضرات میں سے ایک رات کے آنے پر خوش ہوتا تا کہ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں خلوت حاصل کرے اور دن کے آنے پر لوگوں کے خوف سے پریشان ہوتا کہ وہ اس کو اپنے رب کی عبادت سے ہٹا کر دوسری طرف مشغول کر دیں گے اور یہ لوگ عبادت کے انتہائی درجہ پر پہنچ چکے تھے کہ اگر ان میں سے کسی ایک سے کہا جاتا کہ کل قیامت ہوگی تو وہ جس عبادت میں ہوتے اس میں کوئی اضافہ نہ کرتے۔

حضرت ابراہیم بن ادلم رحمۃ اللہ علیہ اکثر عشاء کی نماز پڑھ کر صبح تک لیٹ جاتے اور فرماتے جہنم کے خوف کی وجہ سے نہ میں اس رات سو سکتا ہوں نہ نماز پڑھ سکتا ہوں اور نہ بات کر سکتا ہوں پھر صبح کی نماز کے لیے عشاء کے وضو کے ساتھ کھڑے ہوتے۔

اور حضرت شداد بن اوس رحمۃ اللہ علیہ کی حالت یہ تھی کہ گویا وہ کڑا ہی میں گندم کا دانہ ہیں (جسے بھونا جا رہا ہے) صبح تک یہی حالت ہوتی اور وہ فرماتے تھے بے شک اس رات جہنم کا خوف مجھے سونے اور نماز حتیٰ کہ کلام کرنے سے بھی روکتا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ اکابر جہنم سے اس لیے ڈرتے تھے کہ جہنم اللہ ﷻ سے حجاب ہے جہنم کی ذات کی وجہ سے نہیں ڈرتے تھے کیونکہ وہ لوگ صرف اللہ ﷻ سے ڈرتے تھے جس طرح جنت

سے محبت کرنے والے اکابر اس کی نعمتیں کھانے کی غرض سے اس سے محبت نہیں کرتے تھے وہ اس سے صرف اس لیے محبت کرتے تھے کہ یہ مشاہدہ کا گھر ہے اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے کچھ لوگوں کو پایا کہ ان میں سے ایک نماز پڑھتا حتیٰ کہ وہ اپنے بستر پر گھسیٹ کر آتا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر عبادت پر بندہ ہوتی تو نماز روزہ اس کے پر ہوتے۔ اور وہ سردیوں میں بھی چھت کے اوپر سوتے تھے اور وہ پتلے کپڑے پہنتے یہاں تک کہ کوئی ایک اس طرح سونے کا ارادہ نہ کرتا۔

حضرت فاطمہ بنت ملک رحمۃ اللہ علیہا فرماتی تھیں میرے علم کے مطابق حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب سے خلیفہ بنے ہیں انہوں نے جنابت کی وجہ سے غسل نہیں کیا۔

حضرت اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سخت گرمی میں روزہ رکھتے حتیٰ کہ بعض اوقات ان کا جسم زرد اور اور بعض اوقات سبز رنگ کا ہو جاتا ان سے پوچھا گیا آپ کب تک اپنے جسم کو عذاب دیتے رہیں گے؟ فرمایا میں اس کی راحت اور آسائش تلاش کر رہا ہوں۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر میں قبر کھود رکھی تھی اور آپ ہر رات اس میں اتر کر صبح تک نماز پڑھتے تھے۔

راوی فرماتے ہیں جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلافت سونپی گئی تو آپ صلاہ دن میں سوتے نہ رات کو اور فرماتے اگر میں رات کے وقت سو گیا تو اپنے نفس کو ضائع کر دوں گا اور اگر دن کے وقت سو گیا تو اپنی رعایا کو ضائع کر دوں گا اور مجھ سے ان دونوں کے بارے میں سوال ہوگا۔

تو اے بھائی! اپنی حالت کو دیکھ اور اس جماعت کے قول پر غور کر جو اس زمانے میں ظاہر ہوئے اور وہ حرام اور شبہ والی چیزیں کھاتے ہیں اور منکبرانہ انداز کا لباس پہنتے ہیں اور ان میں سے ایک (یعنی سب) کی زبان پر یہ بات جاری ہوتی ہے کہ اللہ ﷻ کا بہت وسیع فضل ہے یعنی ہم نے حرام کھایا لیکن ہمارے مقام میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور اپنے نفس کا جائزہ لو اگر تم نصیحتیں قبول کرتے ہو اور تمام تعزیریں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## علم و عمل میں آفات آجانے کا خوف

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے علم اور عمل میں آفات کے داخل ہو جانے سے بہت ڈرتے ہیں اسی طرح امت کی دنیوی اور دینی اصلاح کے لیے ان کی رہنمائی میں آفات

آجانے کا خوف بھی رکھتے ہیں۔

تو اے بھائی! تو یہ خیال نہ کر کہ ان میں سے کوئی ایک امور دنیا میں سے کسی امر (معاہدہ) میں آگے بڑھنے کو پسند کرتا ہے بلکہ وہ لوگ فتویٰ دینے کو بھی ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

إِنَّ الْمُفْتِيَّ يَدْخُلُ لِيَمَّا بَيْنَ اللَّهِ وَبَيْنَ عِبَادِهِ

(ترجمہ) بے شک مفتی اللہ ﷻ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتا ہے (یعنی احکام شرع میں)۔

اور حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے رسول اکرم ﷺ کے ایک سو بیس صحابہ کرام ﷺ کو پایا تو ان میں سے کوئی بھی محدث نہ تھا وہ اس بات کو پسند کرتے کہ ان کا بھائی (دوسرے صحابی) حدیث میں ان کی طرف سے کفایت کرے اور فتویٰ بھی نہیں دیتے تھے بلکہ اس بات کو پسند کرتے کہ ان کا دوسرا بھائی فتویٰ میں ان کی طرف سے کفایت کرے۔

حضرت یزید بن ابی حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دین میں عالم کے فتنہ (آزمائش) میں سے یہ بات بھی ہے کہ اسے خاموشی اور سننے کے مقابلے میں کلام کرنا زیادہ پسند ہو۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ فلاں شخص بہت زیادہ عبادت کرتا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے لیکن وہ ایک ہفتہ میں پورے مہینہ کا کلام کرتا ہے دوسری روایت میں ایک دن کا ذکر ہے۔  
حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے حضرت ابراہیم تمیمی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوری کوشش کی کہ وہ مسجد میں بیٹھ کر لوگوں کو حدیث سنائیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور آپ جب مسجد میں داخل ہوتے تو کسی ستون یا دیوار کے ساتھ تکیہ نہ لگاتے۔

اور حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ علم کے باوجود فتویٰ نہیں دیتے تھے آپ فرماتے تھے جو شخص زیادہ علم کے بغیر فتویٰ دے تو امام کو حق پہنچتا ہے کہ اسے سزا دے کیونکہ مفتی جہنم کے کنارے پر ہوتا ہے۔  
میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں عام علماء کرام فتویٰ دینے سے احتیاط کے طور پر بچتے تھے۔  
حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں پر دینار خرچ کرنا میرے نزدیک ان کو حدیث سنانے سے زیادہ پسند اور آسان ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مردوں کے گرد جوتے کی آواز کے ساتھ ہمارے جیسے بیوقوف لوگوں کے دل بہت کم قائم و ثابت رہتے ہیں فرماتے ہیں ایک دن حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو لوگ آپ کے پیچھے چل رہے تھے آپ نے فرمایا اللہ ﷻ کی قسم! اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ جب میں دروازہ بند کر دیتا ہوں تو کیا کرتا ہوں یعنی اللہ ﷻ سے غافل ہو جاتا ہوں اور بچوں میں مشغول ہو جاتا ہوں تو تم میں سے ایک آدمی بھی میرے پیچھے نہ آتا۔

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور لوگ ان کے گرد تھے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے درہ باند کیا اور فرمایا یہ (طریقہ) مقبوع (جو آگے چلتا ہے) کے لیے فتنہ اور پیچھے چلنے والے کے لیے ذلت کا باعث ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو اپنے پیچھے چلتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے اور میرے لیے بری ہے اگر تم چاہو تو مجھے چھوڑ کر واپس چلے جاؤ۔  
جب کوئی شخص حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے چلتا تو فرماتے اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر مجھے تمہاری باتوں کا خوف نہ ہوتا تو میں تم سے حدیث بیان نہ کرتا۔

آپ سے کہا گیا اے محمد! رحمۃ اللہ علیہ شاید اللہ تعالیٰ آپ سے اور آپ کے علم سے لوگوں کو نفع پہنچائے۔ انہوں نے فرمایا یہ بہت دور کی بات ہے جب میں خود اپنے علم سے نفع حاصل نہیں کر سکتا تو اس سے کوئی دوسرا کیسے نفع حاصل کرے گا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ تم اس کے پاس بیٹھو تو تم اس کے پاس نہ بیٹھو جس طرح کسی شخص کو یہ بات پسند ہو کہ تم اس کے لیے کھڑے ہو تو تم اس کے لیے کھڑے نہ ہو۔  
حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی ایک حدیث بیان کرنے کو اچھا سمجھے تو بیان نہ کرے (مطلب یہ کہ اس طرح ریاکاری ہوتی ہے)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے ایک قوم کو پایا کہ جب ان میں سے کسی کے لیے کلمہ حکمت ظاہر ہوتا تو وہ اس کو خواہش کے ڈر سے چھپاتا اور اگر وہ اسے بیان کرتا تو اس سے خود بھی نفع اٹھاتا اور اس کے ساتھی بھی نفع اٹھاتے اور جب لوگ جمع ہوتے تو یہ لوگ اس بات کو نا پسند کرتے کہ ان کے پاس جو عمدہ کلام ہے اسے ظاہر کریں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے اللہ تعالیٰ کے ہر بندے ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے خوف نے خاموش کر رکھا ہے حالانکہ وہ وضاحت کے زیور سے آراستہ ہیں۔  
حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مسجد میں دعویٰ شخص بیٹھتا ہے جو دنیا کو جمع کرنے والا ہے (مطلب یہ کہ اس طرح لوگ معوجہ ہو جاتے ہیں)

ایک دن حضرت اسماعیل بن خلف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میں دیکھتا ہوں جب آپ لوگوں سے پیچھے بیان کرتے ہیں تو بہت خوش ہوتے ہیں اور آپ کی آواز بلند ہو جاتی ہے اور جب بیان نہیں کرتے تو میں آپ کو میت کی طرح دیکھتا ہوں۔

انہوں نے ان سے فرمایا اے بھائی! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کلام فتنہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی قسم! میرے

پاس تین آدمیوں سے زیادہ بیٹھ جائیں تو میں اپنے آپ کو ناپسند کرنے لگتا ہوں۔

حضرت انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بیوقوف لوگوں کا مقصود روایت کرنا اور علماء کا مقصود

سمجھنا ہے۔

حضرت ابراہیم الخثعمی رحمۃ اللہ علیہ قصہ گوئی یعنی وعظ کرنا ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے ہمیں یہ

بات پہنچی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مسجد کوفہ میں داخل ہوئے تو کسی واعظ کو وعظ کرتے ہوئے دیکھا

پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ایک شخص بیان کر رہا ہے انہوں نے فرمایا یہ شخص کہہ رہا ہے کہ مجھے پہچانو میں

فلاں ہوں۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ پر گزرے اور بہت بڑا ہجوم

دیکھا تو فرمایا اگر یہ ہجوم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتا تو وہ عاجز ہو جاتے حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ

تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے اسی دن بیٹھنا چھوڑ دیا۔

اور جب حضرت عیسیٰ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ مکہ شریف کی طرف آئے تو مسجد حرام میں لوگوں نے ان

کو گھیر لیا اور ان پر ہجوم کر دیا حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے گزرے تو ان کے قریب ہو کر فرمایا

اے بھائی! اپنے دل کو دیکھو شاید وہ تمہارے پاس ہجوم کی وجہ سے بدل گیا ہو۔ حضرت عیسیٰ بن

یونس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نفس کی طرف تھوڑی دیر دیکھا تو فوراً کھڑے ہو گئے اور اسی دن سے مجلس چھوڑ دی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم ایسے عالم بن سکو کہ لوگ تمہیں نہ پہچانیں تو ایسا

کرو، کیونکہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ تمہارے دل میں کیا ہے تو تمہارا گوشت کھا جائیں۔

لوگوں نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے مطالبہ کیا کہ وہ مجلس قائم کر کے ان سے

(احادیث) بیان کریں تو انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا میں بیان کرنے کا اہل نہیں اور تم سننے کے اہل نہیں میری

اور تمہاری مثال اس طرح ہے جس طرح کسی کہنے والے نے کہا ”آپس میں ایک دوسرے کی برائی

کھل گئی تو آپس میں صلح کر لی“۔

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ مجلس قائم کر کے لوگوں سے بیان نہیں کرتے اس پر آپ

کو اجر ملے گا انہوں نے فرمایا کیا بیان کرنے والا اس بات پر راضی نہیں کہ وہ پوری پوری نجات حاصل کرے

نہ اس کے لیے کچھ ہو اور نہ اس کے ذمہ کچھ ہو۔

فرماتے ہیں جب حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کرنے کے لیے بیٹھنا چھوڑ دیا تو لوگوں نے

ان سے کہا جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ سے فرمائے گا کہ آپ نے میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لوگوں

کے سامنے بیان کرنا کیوں ترک کر دیں تو آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟ انہوں نے فرمایا میں کہوں گا



اے میرے رب! تو نے اس سلسلے میں اخلاص کا حکم دیا تھا اور میں نے اسے اپنے اندر نہیں پایا۔  
حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (احادیث) بیان کرتے تھے جب وہ اپنے کلام کے حسن اور لوگوں کا حلقہ زیادہ ہونے کی وجہ سے اپنے دل میں لذت پاتے تو گھبرا کر خوفزدہ حالت میں کھڑے ہو جاتے اور حدیث بیان کرنا چھوڑ دیتے اور فرماتے العیاذ باللہ! ہم پکڑے گئے اور ہمیں پتہ بھی نہ چلا۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قصہ گو اور واعظ، تین باتوں میں سے کسی ایک سے خالی نہیں ہوتا (1) یا تو وہ دین کو کمزور کر کے اپنے کلام کو موٹا تازہ کرے گا، (2) یا اپنی بات پر خود پسندی کا شکار ہوگا اور (3) ایسی بات کہے گا جس پر عمل نہیں کرتا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ بات غالب حالات پر محمول ہے ورنہ عارف سے تو یہ بات مطلوب ہے کہ وہ اپنے کلام کو قوی کرے اور اس پر اس لیے خوش ہو کہ دوسرے کے لیے ایک راستہ بن رہا ہے اور اپنے نفس کو تہمت لگائے کیونکہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس پر عمل نہیں کر رہا کیونکہ کوئی بھی شخص ملامت سے نہیں کلکتا اگرچہ وہ اپنے عمل میں بہت زیادہ مخلص ہو اور اتنی بات مخلوق سے معاف ہے۔

حضرت ابوسلیمان خولانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دوسرے لوگ ان کے علم کی وجہ سے زندہ ہیں جب کہ خود وہ لوگ اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں یعنی خود پسندی اور تکبر کی وجہ سے۔  
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تھے کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو علماء کے علم کو جمع کرتے ہیں اور خود بیوقوفوں والے کام کرتے ہیں۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں، حضرت ثابت بنانی اور یزید رقاشی رحمہما اللہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے تھے کہ ان سے حدیث سنیں تو وہ ہم سے فرماتے تم لوگ رسول اکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کس قدر مشابہ ہو پھر فرماتے تمہارے بال بھی اور داڑھیاں بھی۔

حضرت عیسیٰ بن یونس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو عالم ہے اور اس (علم) پر عمل نہیں کرتا وہ اس علم کی طرح ہے جس نے چراغ اٹھا رکھا ہے تاکہ دوسرے لوگ اس سے روشنی حاصل کریں۔

حضرت وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر علماء اپنے علم پر عمل نہ کریں تو لوگوں سے کہیں ہم سے ہمارا علم حاصل کرو لیکن نیک اعمال کو چھوڑنے کے سلسلے میں ہماری پیروی نہ کرنا تاکہ تم نجات حاصل کرو تو یہ بات بہتر ہے لیکن انہوں نے لوگوں کو دھوکہ دیا عمل کو چھوڑ دیا اور لوگوں کو اپنے خبیث اعمال کی دعوت دی  
حضرت عیسیٰ بن یونس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر تم اہل علم و اہل حکمت ہو تو اپنے کانوں کو چھلنی نہ بناؤ کہ تم پھوگ (بھوس) روک لو اور آٹا جانے دو۔

حضرت سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم کسی عالم سے مناظرہ کرو اور اسے غصہ آ جائے تو

اس سے نہ ڈرو کیونکہ اس کے پاس دین میں سے اصل مال نہیں رہا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے زمانے کے علماء سے فرماتے تھے تم نے علم کو حقیر جانا اور اس کی قدر کو کھو دیا اللہ ﷻ کی قسم اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے جیسے آدمی کو تم سے گفتگو کرتے ہوئے دیکھتے تو مجھے اور تمہیں سب کو مارتے۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے بیس سال سے اپنے علم میں مخلص عالم نہیں دیکھا علم تو مفلس لوگوں کا پیشہ بن چکا ہے۔

حضرت شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت ہاشم دستوائی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ خلوص کے ساتھ حدیث حاصل کر رہا ہو۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارے اس زمانے کے علماء گفتگو پر راضی ہو گئے اور انہوں نے عمل چھوڑ دیا۔ اور پہلے دور کے بزرگ (علماء و مشائخ) عمل کرتے تھے باتیں نہیں کرتے تھے پھر ان کے بعد والے لوگوں کی حالت یہ ہو گئی کہ وہ باتیں بھی کرتے تھے اور عمل بھی کرتے تھے پھر ایسا دور آیا کہ باتیں کرتے تھے، عمل نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابو عبدالرحمن اسلمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ قرآن مجید دس دس آیات کر کے پکھتے تھے اور دس آیات سے آگے نہیں بڑھتے تھے جب تک ان پر عمل نہ کر لیں۔

ایک مرتبہ حضرت شعسی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا اے عالم! ہمیں فتویٰ دیجئے۔ انہوں نے فرمایا میرے جیسے آدمی کو عالم نہ کہو عالم وہ ہوتا ہے جس کے جسم کے جوڑ اللہ ﷻ کے خوف سے کٹ جائیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عالم دین کا طبیب ہوتا ہے جب تک اپنے علم کے ذریعے دنیا حاصل نہ کرے جب وہ اپنے علم کے ذریعے دنیا حاصل کرے تو اس نے اپنے نفس کی طرف بیماری کو کھینچا اور جب وہ اپنے آپ کی طرف بیماری کو کھینچے گا تو دوسروں کا علاج کیسے کرے گا؟

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے امت، علماء سوء کی وجہ سے ہلاک ہوتی ہے وہ رحمٰن کے راستے میں بیٹھ کر اپنے برے اعمال کے ذریعے اللہ ﷻ کے بندوں کو لوٹتے ہیں۔

حضرت مالک بن مغول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کون سے لوگ برے ہیں فرمایا علماء جب وہ برے ہو جائیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اللہ ﷻ کے لیے علم حاصل کرتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ وہ زہد، تقویٰ، خوف خدا اور لوگوں سے اذیت برداشت کرنے جیسے اخلاق کا حامل ہوتا ہے۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علماء چلے گئے اور ان کے علم میں سے کچھ غبار بچے ہیں

وہ بھی برے برتنوں میں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب عالم زاہد نہ ہو تو وہ اپنے زمانے والوں کے لیے عذاب اور فتنہ ہوتا ہے۔

وہ یہ بھی فرماتے تھے اے علم والو! تمہارے مکان کسریٰ بادشاہوں کے مکانات بن گئے اور تمہارے اخلاق شیطان ہو گئے، محمدیت کہاں ہے؟

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مجھے ڈر ہے کہ مجھے کہا جائے اے عویر تو نے اپنے علم میں کیا عمل کیا؟

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ علم میں راسخ لوگ کون ہیں؟

انہوں نے فرمایا وہ جو اس پر عمل کرتے ہیں اور گزشتہ لوگوں کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت شععی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میں نہیں جانتا۔

لوگوں نے کہا آپ کو یہ کہتے ہوئے کہ میں نہیں جانتا حیا نہیں آتی حالانکہ آپ (پورے) عراق کے

عالم ہیں؟ انہوں نے فرمایا فرشتے مجھ سے زیادہ باادب اور علم والے ہیں اور انہوں نے یہ بات کہنے سے حیا نہیں کیا۔ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (پ البقرہ ۳۶)

(ترجمہ) (اے اللہ!) تو پاک ہے ہمیں علم نہیں مگر وہی جو تو نے ہمیں سکھایا۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے آخری زمانے میں علماء ہوں گے جو امراء کے قرب کے سلسلے

میں ایک دوسرے پر غیرت کھائیں گے جس طرح مرد، عورتوں پر غیرت کھاتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے بہت برے ہوں گے۔

حضرت معمر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے یہ بات کہنے سے بچو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ

کرام شطرنج کھیلتے تھے یا مصلر (زر درنگ کا) لباس پہنتے تھے یا ایسا نیبڈ (پلوں کا رس) پیتے تھے جس کو پکانے سے

دو تہائی چلا جائے یہ بات کہنے سے تم فاسق ہو جاؤ گے ان میں سے کسی نے یہ عمل کیا تو نمکی (مخ ہونے) سے

پہلے کیا تمہارا ان سے کیا مقابلہ ہے؟ اور تم وہ عمل کرتے ہو جو تمہارے رب تعالیٰ کی کتاب اور تمہارے رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے۔

حضرت حاتم اسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص صرف علم کلام پر اکتفا کرے زہد اور فقہ (سمجھ) کو

اختیار نہ کرے وہ زندیق (بے دین) ہے اور جو زہد پر اکتفا کرے فقہ اور علم کلام کو چھوڑ دے وہ بدعتی ہے اور جو

فقہ پر اکتفا کرے زہد اور علم کلام کو چھوڑ دے وہ فاسق ہے اور جو ان سب کو جمع کرے اس نے چھٹکارا پایا۔

۱۔ یعنی جیسے مرد اپنی عورت کو کسی دوسرے کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا اسی طرح ایک عالم حاکم کے پاس کسی دوسرے عالم کو نہیں دیکھ سکے گا بلکہ

کہے گا اس کے ساتھ مجھے بھی ہونا چاہئے۔ (۱۲ ہزاروی)

حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ایسا کلام بیان کرتے تھے جس میں فصاحت نہیں ہوتی تھی فرماتے تھے جب فصاحت آجاتی ہے تو خشوع چلا جاتا ہے پس ہم نے کلام میں فصاحت کو اختیار کیا اور عمل میں غلطی کی۔

حضرت ابو حفص حداد رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے علماء سے فرماتے تھے تم کب تک کا پیاں اور رجسٹر لکھتے رہو گے علم تو ایک آلہ ہے جب دشمن آجائے اور تم آلہ (اسلحہ) جمع کر رہے ہو تو اس سے لڑائی کب کرو گے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب کوئی عالم اس بات کو پسند کرے کہ اس کی علم کے ساتھ شہرت ہو تو وہ ابلیس سے بھی برا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں شاید انہوں نے غیر شرعی شہرت مراد لی ہو۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے علماء سے فرماتے تھے تم میں سے کتنے لوگ ہیں جو اللہ ﷻ کی یاد دلاتے ہیں اور خود اس کو بھولے ہوئے ہیں اور تم میں سے کتنے ہیں جو اللہ ﷻ سے ڈراتے ہیں اور خود اس کی نافرمانی پر جرات کرتے ہیں اور کتنے ہیں جو اللہ ﷻ کے قریب کرنے والے ہیں اور خود اس سے دور ہیں اور کتنے ہیں جو اللہ ﷻ کی طرف بلا تے ہیں اور خود اس سے بھاگنے والے ہیں۔

ایک دن ایک عورت حضرت ابراہیم بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کھڑی ہوئی اور ان کو دیکھنے لگی انہوں نے پوچھا تجھے کوئی کام ہے؟ اس نے کہا نہیں، البتہ یہ کہ تم لوگ کہتے ہو کہ عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے اور میں اسی لیے دیکھ رہی ہوں۔ اس پر حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ رو نے لگے حتیٰ کہ ان کو پھندا لگ گیا پھر فرمایا اس عورت کو میرے بارے میں مغالطہ ہو جن لوگوں کے چہروں کو دیکھنا عبادت ہے وہ چالیس سال ہو گئے قبروں میں مٹی کی تہوں میں چلے گئے جیسے امام احمد بن حنبل، خلف بن ایوب، شفیق بلخی رحمہم اللہ اور ان جیسے دوسرے لوگ پس تم ان کے قبرستان میں جاؤ اور اس بارے میں غور کرو۔

حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے اپنے زمانے میں دیکھا جس کو بھی علم دیا گیا اس نے دین کو کھانے کا ذریعہ بنایا سوائے چار افراد کے اور وہ حضرت ابراہیم بن ادہم، وہیب بن ورد، سلیمان الخواص اور یوسف بن اسباط رحمہم اللہ ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس کو اس کا علم رلا دے وہ عالم ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّ الدِّينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَى عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ۝

(پہا اسراء، ۱۰۹)

(ترجمہ) بیشک وہ لوگ جن کو اس سے پہلے علم دیا گیا جب ان پر تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل

سجدہ کرتے ہیں۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

إِذَا تَعَلَّى عَلَيْهِمْ آيَةُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۝۱۶ (پ ۱۶ مریم ۵۸)

(ترجمہ) جب ان پر رحمن کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے ہیں۔

تو اے بھائی! اپنے نفس کو دیکھو کیا تم نے اپنے علم و عمل کا حق ادا کیا جس طرح ان لوگوں نے کیا یا تو اس سے کنارے پر ہے۔ پس دن رات کثرت سے استغفار کیا کر اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## گرفت کرنا اور خیر خواہی کرنے والے کا شکر یہ ادا کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے اور وہ اپنے ساتھیوں کی زیادہ گرفت کرتے ہیں جب وہ امراء سے میل جول رکھتے ہیں اور جو لوگ ان کی خیر خواہی کرتے ہیں ان کا بہت زیادہ شکر یہ ادا کرتے ہیں اور جب ان کا علم زیادہ ہو تو اپنے بارے میں نافرمانی کا عقیدہ زیادہ رکھتے ہیں اس لیے کہ عام طور پر انسان ہر جانی ہوئی بات پر عمل کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور جب انسان اپنے تمام علم پر عمل نہیں کر سکتا تو جس علم پر اس نے عمل نہیں کیا اس کے حوالے سے اس پر فاسق کا نام جاری ہوگا۔

بے شک علم پر عمل کی ایک صورت امراء سے دور رہنا اور علم کو جال نہ بنانا ہے جس کے ذریعے دنیا اور عہدوں کا شکار کیا جائے اور اپنے حلقہ درس کے بڑا ہونے پر خوش نہ ہونا اور لوگوں کے اس قول سے لذت حاصل نہ کرنا بھی ہے کہ فلاں عالم عامل ہے یا فلاں اس شہر کا سب سے بڑا عالم ہے اور اس طرح کی دیگر باتیں جس طرح علم پر عمل نہ کرنے سے یہ بات ہے کہ ان صفات کے برعکس صفات کے حصول پر عمل نہیں ہوتا ہے۔

سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علم پر عمل نہ ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ نکلی کے ساتھ شہرت کو پسند کرتا ہے اور لوگوں کی اس بات سے خوفزدہ ہوتا ہے کہ فلاں دنیا سے محبت کرتا ہے یا اپنے علم و عمل میں ریا کاری کرتا ہے اور اس طرح کی دیگر باتیں جو ہم (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی کتاب ”المسحور المورود فی الموائق والعہود“ میں لکھی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص ان باتوں پر خوش ہوتا ہے جو ہم نے ذکر کی ہیں یا اس کے خلاف باتوں پر اس کا دل تنگ ہوتا ہے وہ اپنے علم پر عمل نہیں کر رہا اسے اپنے نفس پر رونا چاہئے اور حضور ﷺ سے مروی ہے۔ أَكْثَرُ مَنَالِيْقِي أُمَّتِي قَرَأُوْهَا

(مسند احمد بن حنبل مرویات عبد اللہ ابن عمرو علیہ السلام جلد 2 صفحہ 175 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

۱۔ یہ آیت سجدہ ہے۔ دوران مطالعہ جب اس کو پڑھیں تو سجدہ کریں (محمد اجمل)

(ترجمہ) میری امت کے اکثر منافق قراء (علماء) ہیں۔

حضرت وہب بن معہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل میں فاسق علماء ہوتے تھے اور عنقریب اس امت میں بھی ان کی مثل ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص ظاہر گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوتا ہے وہ اس کے مقابلے زیادہ خفیف (ہلکا) ہے جو ریا کاری اور شہرت چاہنے کی وجہ سے داخل ہوتا ہے۔  
حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ان امور سے اللہ ﷻ کی پناہ مانگو جو دو سال بعد قرأت میں پیدا ہوئے اور جان لو کہ جو شخص فسق کی وجہ سے جہنم میں جائے گا اس کا معاملہ اس سے آسان ہے جو بدعت کی وجہ سے جہنم میں جائے گا اور اس سے ہلکا ہوگا جو اپنے علم و عمل میں ریا کاری کرتے ہوئے عبادت کرتا ہے۔ (مطلب یہ کہ دین میں ایسا کام جاری کرنا جس کی دین میں اصل نہ ہو وہ بدعت ہے اور یہ مذموم ہے جو کام نیا ہو لیکن دین کے مطابق ہو وہ بدعت حسنہ ہے ہر بدعت گمراہی نہیں ہوتی یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے بعض لوگوں نے نفس پرستی کی بنیاد پر مسلمانوں کو بدعتی قرار دے رکھا ہے العیاذ باللہ ۱۲ ہزاروی۔)

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم یہ گمان نہیں کرتے تھے کہ اس زمانے تک زندہ رہیں گے جب شیطان علماء کے ساتھ اس طرح کھیلے گا جس طرح بچے گیند کے ساتھ کھیلتے ہیں۔  
حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے زمانہ جاہلیت کے فساد ہمارے زمانے کے علماء سے زیادہ حیا دار تھے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ جب قیامت کے دن کہا جائے کہ فاسق علماء کہاں ہیں تو کہا جائے یہ بھی ان میں سے ہے اس کو پکڑو۔  
ایک شخص نے حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھے کوئی وصیت فرمائیں انہوں نے فرمایا قراء (اور علماء) کے ناموں کے ساتھ اپنا نام ایک کتاب میں لانے سے بچو۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے (ریا کار بے عمل) علماء سے بچو اور ان کے ساتھ ساتھ مجھ سے بھی بچو کیونکہ اگر میں ان میں سے اکثر کی مخالفت کروں جب وہ انار کے ذریعے مجھ سے دوستی کرتا ہے میں کہتا ہوں یہ کڑوا ہے اور وہ کہتا ہے بلکہ بیٹھا ہے تو میں اس بات سے بے خوف نہیں ہوں کہ وہ ظالم بادشاہ کے ہاں میرے قتل کے لیے کوشش کرے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ میرا گھر (بے عمل) علماء سے دور ہو مجھے ان سے کیا تعلق جب وہ مجھے نعمت کے ساتھ دیکھتے ہیں تو مجھ سے حسد کرتے ہیں اور اگر مجھے خراب حالت میں دیکھتے ہیں تو میری توہین کرتے ہیں۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے (بے عمل) علماء کے قرب سے بچو کیونکہ کبھی وہ تم سے حسد کرتے ہوئے تم پر جھوٹ اور بہتان باندھیں گے اور ان کی طرف سے یہ بات قبول کر لی جائے گی۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عالم کی پرہیزگاری کا کم ہونا کتنا برا ہے اور لوگوں کا یہ قول کتنا برا ہے کہ فلاں عالم فلاں حکمران کے مال پر یا فلاں عورت کے مال پر حج کر کے آیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

سَبَّابِي عَلَى أُمَّتِي زَمَانٌ يَكُونُ سَمَاعُكُمْ بِاسْمِ الرَّجُلِ خَيْرًا مِنْ أَنْ تَلْقَوْهُ، وَلَوْ لَقَيْتُمُوهُ خَيْرًا لَكُمْ مِنْ أَنْ تَجْرِبُوهُ فَإِنَّكُمْ إِنْ جَرِبْتُمُوهُ أَبْغَضْتُمُوهُ وَأَبْغَضْتُمْ عَمَلَهُ

(ترجمہ) عنقریب میری امت پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ تمہارے لیے کسی شخص کا نام سنا اس سے ملاقات کرنے سے بہتر ہوگا اور اگر تم اس سے ملاقات کرو تو یہ بات اس کا تجربہ کرنے سے بہتر ہوگی کیونکہ اگر تم اس کا تجربہ کرو گے تو اس سے نفرت کرو گے اور اس کے عمل سے بھی نفرت کرو گے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تم (بے عمل) علماء کی تعریف کیسے کرتے ہو جب کہ ان کی گردنیں موٹی اور کپڑے باریک ہیں اور وہ گندم کا مغز (میدہ) کھاتے ہیں اللہ ﷻ کی قسم! جو شخص اللہ ﷻ سے ڈرتا ہے اس کے لیے راکھ پھانکنا بھی کافی ہے۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے علماء سے کہا اب دین کے بدلے دنیا کھاؤ۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ انتقال کر چکے ہیں کیونکہ وہ علماء کی بہت زیادہ گرفت کرتے تھے اور ان پر بہت زیادہ اعتراض کرتے تھے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علماء ہمیشہ اللہ ﷻ کے سایہ رحمت میں رہتے ہیں جب تک ان کے قراء، امراء کی طرف محبت کے ساتھ جھکاؤ نہ رکھیں جب وہ ان کی طرف مائل ہوتے ہیں تو اللہ ﷻ ان سے اپنی مدد اٹھا لیتا ہے اور ان پر جاہر لوگوں کو مسلط کر دیتا ہے پس وہ ان کو میرا عذاب چکھاتے ہیں اور ان کے دلوں میں ان کا رعب پڑ جاتا ہے۔

حضرت فرقہ بنی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ چادر پہنتے تھے تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ اس چادر کے ذریعے لوگوں پر تمہیں فضیلت حاصل ہو؟ حالانکہ حدیث کے مطابق اکثر اہل جہنم (ریا کاری کی) چادر والے ہوں گے۔

ایک مرتبہ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ ہم آپ کو نو جوان عابد عالم سے منہ پھیرتے ہوئے دیکھتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا میں اس سے اعراض اس لیے کرتا ہوں کہ میں نے علماء کا تجربہ کیا ہوا ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں عالم کے لیے اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ وہ امراء کے دروازے پر جائے کیونکہ دنیا میں یہ فتنے کے مقامات ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ پچھلے لوگ بادشاہ کے دروازوں سے اجتناب کرنا سیکھتے تھے جس طرح ہم قرآن مجید کی کوئی سورت یا آیت سیکھتے ہیں۔

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم کسی عالم کو دیکھو کہ وہ بادشاہ کے دروازوں پر جاتا ہے تو وہ چور ہے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بادشاہ کی صحبت بہت بڑا خطرہ ہے اگر تم اس کی بات مانو گے تو اپنے دین کو خطرے میں ڈالو گے اور اگر اس کی بات نہیں مانو گے تو اپنے نفس کو خطرے میں ڈالو گے سو سلامتی اسی میں ہے کہ نہ تم اس کو پہچانو اور نہ وہ تمہیں پہچانے۔

فرماتے ہیں جب حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ کا بادشاہ سے میل جول ہوا تو زاہد لوگ ان کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وحشت گناہ کو زائل کر دیا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص صرف فرائض ادا کرے اور بادشاہ کے پاس نہ جائے تو وہ شخص اس شخص سے بہتر ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے، رات کو قیام کرتا ہے، جہاد کرتا اور حج کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ بادشاہ کے پاس جاتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم کسی عالم کو دیکھو کہ وہ قاضی کے پاس کسی حاجت کے بغیر جاتا ہے تو اس کے لیے بھلائی کی گواہی نہ دو اور نہ اسے سلام کرو (بلکہ) اسے دین میں تہمت زدہ قرار دو۔

حضرت ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں رات بھر ایک ایسا کلمہ تلاش کرتا رہا جس سے بادشاہ راضی ہو اور اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو لیکن میں نے (وہ کلمہ) نہیں پایا۔

حضرت اسمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بدترین امراء وہ ہیں جو علماء سے زیادہ دور رہتے ہیں اور بدترین علماء وہ ہیں جو امراء کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔

ہم (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے کچھ احادیث جن میں امراء کے قریب جانے سے ڈرایا گیا ہے۔ اپنی کتاب "العہود والحمدیہ" میں ذکر کی ہیں وہاں دیکھو اور اپنے بارے میں غور کرو کہ کیا تم اچھے اخلاق کے حامل ہو جس طرح پہلے بزرگ (اچھے اخلاق کے مالک) تھے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## عطیات دینے والوں کو پریشان نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جب ان کے پاس مال نہیں ہوتا



اور ان کے (مسلمان) بھائی ان کو لباس دیتے ہیں اور ان پر خرچ کرتے ہیں تو وہ لوگوں کو ان کے عطیات سے زیادہ لباس اور کھانا نہیں دیتے بلکہ ممکن حد تک خود تکلیف برداشت کرتے ہیں کیونکہ وہ لوگ کسی کو ننگا اور بھوکا نہیں چھوڑتے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) اس راستے پر چلا تو مجھے میرے شیخ سیدی محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور میرے شیخ سید نور الدین سنونی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے توبہ کروائی میں نے ان سے کہا میرے سردار! اگر مانگنے والا مجھے اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول کریم ﷺ کی قسم دے تو؟ فرمایا تم اسے نہ دو بلکہ اس کی جگہ یوں کہو جل اللہ العظیم (عظمت والا اللہ بہت بڑا ہے) یا رسول اکرم ﷺ پر رو دو بھیجو کیونکہ بندے پر قسم کو پورا کرنا اس وقت مستحب ہے جب اس کے پاس مال ہو لیکن جس پر دوسرے لوگ خرچ کرتے ہوں اسے قسم پورا کرنے کا حکم صرف شرعی طریقے پر دیا جاتا ہے گویا اس کے عطا کرنے کے راستے میں قسم کو پورا کرنے سے بڑی رکاوٹ کوئی نہیں ہے۔ (قسم کو پورا کرنا اس وقت ضروری ہے جب خود قسم کھائے دوسرے کی قسم کی ذمہ داری نہیں ہوتی)

اور جب میرے (مسلمان) بھائیوں کو علم ہوا کہ میں چوغہ یا کوٹ یا عمامہ دیتا ہوں اور اس میں توقف نہیں کرتا تو مجھے کپڑے دینے والوں میں سے کوئی ایک صرف مجھ پر وقف کی نیت سے دیتا ان میں سے بعض مجھے ادھار کے طور پر دیتے اور بعض تو یہ شرط رکھتے ہیں اگر میں ان کی اجازت کے بغیر کسی کو دوں گا تو ان کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی اس عذر کی وجہ سے تم مجھے بعض اوقات مانگنے والے پر بخیل پاؤ گے اور اگر وہ مجھ سے وہ چیز مانگتا جو میری اپنی ہے تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے کبھی بخل نہ کرنا اگرچہ میرا چوغہ نیا ہوتا یا میرا اونی لباس نیا ہوتا جسے میں نے اسی دن پہنا ہوتا۔

تو اے بھائی! طریقت کے مشائخ میں سے کسی کے بارے میں بدگمانی کرنے میں جلدی کرتے سے بچو کہ جب کوئی ان کے پاس ننگا آئے اور ان کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا مانگے اور وہ نہ دے تو یہ نہ کہے کہ یہ فقرا کے راستے سے لکلنا ہے بلکہ معاملے کی گہرائی تک پہنچے بعض اوقات اس شیخ کو عذر ہوتا ہے جس طرح ہم نے پہلے بیان کیا شیخ نے بخل کی وجہ سے سائل کو دینے سے انکار نہیں کیا اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## کرامات کو چھپانا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ اپنے زمانے کے لوگوں سے ان کرامات کو چھپاتے ہیں جن کو وہ مانعے کیونکہ ان کو ظاہر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں البتہ اگر ان پر کوئی شرعی مصلحت مرتب ہو تو ولی پر اس کو ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) جب اپنی کتاب لکھتے ہوئے اس مقام پر پہنچا تو ایک شخص نے رسول اکرم

ﷺ کو خواب میں دیکھا اور صحیح علامات کے ساتھ آپ ﷺ نے اس شخص کے ذریعے مجھے سلام بھیجا زیارت کرنے والے نے حضور ﷺ سے ایک مسئلہ پوچھا آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا لیکن وہ شخص جواب سمجھ نہ سکا جب حضور ﷺ نے دیکھا کہ وہ شخص اس کو سمجھنے میں توقف کر رہا ہے تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا مصر میں جاؤ اور (امام) شعرانی (رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھو وہ تمہارے لیے اس کی تشریح کریں گے وہ شخص ایک کنارے پر (حجہ مقام میں) رہتا تھا۔ تو جس طرح خواب میں نشانی دیکھی تھی اسی کے مطابق مصر میں آیا اور مجھ سے سوال کیا اس نے مجھ سے کہا مجھے مصر میں صرف یہی کام تھا کہ حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل میں آپ سے ملوں، پھر اس نے مجھ سے مسئلہ کے بارے میں پوچھا تو الحمد للہ ﷻ! میں نے اس کی وضاحت کر دی۔

اور میں نے اس کتاب میں لکھا تھا کہ صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات ہے کہ وہ پانچ نمازیں حضور ﷺ کے پیچھے آپ ﷺ کی قبر شریف میں پڑھتے ہیں اور وہ آپ ﷺ کی طرف سے سلام کا جواب سنتے ہیں جب وہ اپنے تشہد میں "السَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ" پڑھتے ہیں۔ میری اس بات پر میرے بعض طالب علم شاگردوں نے توقف کیا اور کہا کہ ہر کرامت گزشتہ لوگوں سے بطور وراثت ہوتی ہے اور ہم تک یہ بات پہنچی نہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے وصال کے بعد قبر شریف سے کسی صحابی یا تابعی کے سلام کا جواب دیا ہو۔

جب یہ توقف ہوا اور میں نے دیکھا کہ اس مقام تک جو شخص بھی پہنچتا ہے مجاہدہ اور ریاضت کے بعد پہنچتا ہے تو میں نے اس کو کتاب سے نکال دیا کیونکہ ہر عام میں سے کسی بات کو خاص کیا جاسکتا ہے اصول فقہ میں یہ بات ثابت ہے البتہ جس بات کو شریعت مستثنیٰ قرار دے (یعنی اسے خاص نہیں کیا جاسکتا)۔ علامہ ابن زہرہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا کہ کرامت بطور وراثت نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کرامت والے سے پہلے کسی ایک کے لیے واقع ہوتی ہے۔ آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ ملکہ بلقیس کا تخت لے کر آیا لیکن یہ کرامت اس سے پہلے کسی نبی یا کسی دوسرے شخص کے لیے ظاہر نہیں ہوئی۔

میں نے سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کسی شخص کے لیے ولایت محمدیہ کا قدم ثابت نہیں ہوتا جب تک وہ رسول اللہ ﷺ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام کے ساتھ اجتماع اختیار نہ کرے تمام سچے لوگوں نے اس درجہ کو پایا لہذا جو لوگ اس سے محروم ہیں ان کے انکار سے اس میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

سیدی شیخ ابوالعباسی مری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو حضور ﷺ پر سلام بھیجے اور آپ کی طرف سے جواب اپنے کانوں سے سنے وہ کہتے تھے نہیں تاہم ہم میں

۱۔ ان کا حزار اسکندریہ میں امام بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حزار کے قریب واقع ہے اور آپ امام بصری رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد گرامی ہیں (۱۲ ہزاروی)

سے کسی کے لیے یہ بات واقع نہیں ہوئی تو وہ فرماتے اپنے دلوں پر روؤ۔

وہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے پردے میں ہیں پھر فرماتے اللہ ﷻ کی قسم! اگر میں رات یا دن کے تھوڑے سے حصہ میں رسول اکرم ﷺ سے پردے میں ہو جاؤں تو اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہیں کرتا۔ میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں فقیر اور اس شخص کے درمیان جو حضور ﷺ سے حاصل کرتا ہے اور آپ پر سلام پیش کرنے والے کا جواب سنتا ہے ایک لاکھ مقامات ہیں سینتالیس ہزار مقامات اور ننانوے مقامات ہیں پس جو شخص اس کا دعویٰ کرے ہم اس سے ان مقامات کا مطالبہ کرتے ہیں جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ان کی پہچان نہیں رکھتا تو ہم اسے اس کے دعویٰ میں جھٹلاتے ہیں۔

اس دور میں جن لوگوں نے اس مقام کا دعویٰ کیا وہ سیدی علی المرصنی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ایک جماعت تھی انہوں نے ان کو اپنے پاس حاضر ہونے کا حکم دیا جب ان کو دیکھا تو ان سے فرمایا میرا مقصد یہ ہے کہ تم لوگوں نے جن مقامات کا دعویٰ کیا ہے کہ اللہ ﷻ نے تمہیں وہ مقامات خصوصی طور پر عطا فرمائے ہیں میں تم سے ان میں سے بعض مقامات کے بارے میں سننا چاہتا ہوں تو ان میں سے کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کیا کہے۔ انہوں نے اس وقت ان کو ڈانٹا اور اپنے پاس سے نکالنے کا حکم دیا پس وہ نہایت برے حال میں مر گئے۔ والعیاذ باللہ

تو اے بھائی! تم ان مقامات کا دعویٰ کرنے سے بچنا جن تک تم نہیں پہنچے ورنہ تمہیں ان مقامات سے محرومی کی صورت میں سزا ملے گی۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں ہمارے زمانے میں ایک جماعت نے ان مقامات سے مکمل طور پر کنارہ کشی کو اختیار کیا اور انہوں نے پاشا، دفتر دار اور قاضی مسکروغیرہ کے پاس بیٹھنے کو اپنے مقامات کی بلندی قرار دیا ان میں ایک جب کسی مجلس میں ہوتا ہے تو تم دیکھو وہ کہتا ہے میں نے پاشا سے کہا، پاشا نے مجھ سے کہا، دفتر دار نے مجھ سے کہا وغیرہ وغیرہ لیکن بہر حال ان لوگوں کی ضرر رسانی اس شخص سے کم ہے جو کہتا ہے مجھ سے رسول اکرم ﷺ نے یوں فرمایا حالانکہ وہ سچا نہیں ہے۔ پس اے بھائی جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## سرکاری مناصب اختیار نہ کرنے کا مشورہ

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ جو شخص ان کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے وہ قہا یا کسی اور عہدے کے حصول کا مشورہ نہیں دیتے جو امانتوں سے متعلق ہو اور عام طور پر ان عہدوں سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں ہوتی البتہ کسی شرعی طریقے پر ہو تو الگ بات ہے کیونکہ اس قسم کے عہدے لینے سے بچنے کا حکم دیا گیا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس زمانے میں امام، موذن، اور سردار نہ بنو اور فقرا پر تقسیم کرنے کے لیے بھی کسی سے مال نہ لو۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قیامت کے دن جس کو سب سے پہلے حساب کے لیے بلایا جائے گا وہ قاضی ہوں گے پس ان میں سے تھوڑے لوگ نجات پائیں گے اور جو شخص ان کی مدد کرے گا وہ بھی اس سختی میں ان کا شریک ہوگا۔

ایک مرتبہ حضرت حرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ سے قاضی بننے کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے اپنے گرد آگ جلا دی پس لوگوں کو اس دن سے ان کے پاس آنے سے منع کر دیا گیا حتیٰ کہ انہوں نے اپنے آپ کو معزول کر دیا۔

فرماتے ہیں جب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قاضی بننے پر مجبور کیا گیا اور ان کو قید کر دیا گیا تو وہ ان کو قید خانے سے نکال کر مارتے تھے کئی دن اسی طرح ہوا تا کہ آپ قضا کے سلسلے میں ان لوگوں کی بات مان لیں لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا حتیٰ کہ بعض دنوں میں وہ بچوں کی طرح روتے تھے پھر فرمانے لگے، قاضی کتنے ہی حقوق کو باطل کرتا ہے اور کتنے ہی باطل کو حق ثابت کرتا ہے ان کو قید کرنے والا ابن مہرہ وزیر تھا۔

حضرت سفیان ثوری بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے ایک ندادینے والے کو سنا وہ ابو قیس پہاڑ پر آواز دے رہا تھا ہر سیاہ اور سفید کے لیے اللہ ﷻ کی امان ہے سوائے دو آدمیوں کے ایک سفیان اور دوسرا ندیق (آپ نے اپنا نام کس نفسی کے طور پر لیا اور ندیق بدین (کافر) کو کہتے ہیں ۱۲ ہزاروی)

حضرت مسروق اللہ ﷻ کے اس ارشاد گرامی کے بارے میں فرماتے تھے۔

أَكْلُونَ لِلشَّحْبِ ط

(پ المائدہ ۴۲)

(ترجمہ) وہ بہت زیادہ حرام کھانے والے ہیں۔

(فرماتے تھے) اس سے مراد وہ ہدیہ ہے جو قاضی کو دیا جاتا ہے اور جو شخص حکمرانوں کی غلامی سے بچنا چاہتا ہے وہ سر کے اور نمک پر گزارہ کرے۔

اور میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے اس زمانے میں سرکاری عہدے عام طور پر ظلم و ستم کا ذریعہ بن چکے ہیں حتیٰ کہ اگر کوئی شخص انصاف کرنے کا ارادہ کرے تو ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ لوگ اس کے مستحق نہیں رہے۔

حضرت شیخ (علی الخواص) رحمۃ اللہ علیہ کے جاننے والوں میں سے ایک شخص قاضی بن گیا تو آپ نے اسے اس پر ملامت کیا اس نے کہا اے میرے آقا! میں نے یہ عہدہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے لیے حاصل کیا ہے، شیخ نے اس سے فرمایا یہ تو شیطان نے تمہیں دھوکہ دیا ہے تم سے پہلے دور کے قاضیوں سے یہ

نہ ہو سکا حالانکہ ان کا زمانہ خیر خواہی کا زمانہ تھا لیکن اس زمانے میں حکمرانوں میں سے ایک ولایت اور نیکی کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے ہم اولیاء ہیں کیونکہ لوگ ہمارے محتاج ہیں اور ہم ان میں سے کسی کے محتاج نہیں ہیں۔ اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے سنا کہ کسی حکمران کے پاس اس کے زمانہ کے مشائخ میں سے ایک شیخ حاضر ہوا اور کسی کی سفارش کی لیکن اس نے سفارش رد کر دی اور قبول نہ کی پھر وہ حکمران کہنے لگا یہ لوگ جو پارسائی کا دعویٰ کرتے ہیں ہمارے ہاں اپنی شہرت کی خاطر سفارش کرتے ہیں کسی مصلحت یا جس کے لیے سفارش کرتے ہیں اس کی محبت کی خاطر نہیں تو اس کے نفس نے اس کو گمراہ کیا کہ جب وہ سفارش کرے گا اور اس کی سفارش قبول ہوگی تو لوگ کہیں گے آج کل مصر میں فلاں کے علاوہ کوئی نہیں ہے یہی شخص مسلمانوں کے غم باعث اور ان پر شفقت کرتا ہے جب اس بات کے ساتھ مشہور ہو جائے گا تو بادشاہ اور وزراء اس کی بات سنیں گے اور اس کے لیے تنخواہیں اور رزق مقرر کریں گے یہ اس کی شفاعت کا گھٹیا سبب ہے اور اس میں اس کی مصلحت کے ساتھ ساتھ اس بات کا خوف ہے کہ وہ خود پسندی کا شکار ہو جائے جو اس کی دینی ہلاکت کا باعث ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک قاضی کو دیکھا کہ جن دنوں اس کے پاس زیادہ مال نہیں آتا تھا وہ اپنے گھر کا سامان بیچ رہا تھا اور کہتا تھا مجھے ڈر ہے کہ میں جس کے ماتحت ہوں وہ مجھے معزول کر دے حتیٰ کہ وہ دنیا کے سامان سے بھی فقیر ہو گیا۔

میں نے بعض گاؤں کے ایک قاضی سے سنا کہ جب بعض دنوں میں اس کے پاس مال نہیں آتا تو وہ جس کو مالدار دیکھتا ہے اس پر جھوٹے مقدمے بناتا ہے تاکہ اس سے مال حاصل ہو اس قسم کا آدمی کس طرح حق کو حق اور باطل کو باطل قرار دے گا۔

پس اس زمانے میں سلامتی اسی میں ہے کہ آدمی عہدے حاصل نہ کرے البتہ یہ کہ شرعی طریقے پر اس کو عہدہ دیا جائے یا اس سلسلے میں اس پر زبردستی کی جائے اور تمام تعزینیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## اپنے احباب کے حالات معلوم کرتے رہنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ اپنے اصحاب کے بارے میں اکثر پوچھتے رہتے ہیں تاکہ وہ ان باتوں میں ان کی خیر خواہی کریں جن کی ان کو ضرورت ہے مثلاً کھانا، لباس، نقدی، قرضوں کی ادائیگی اور ان کے دکھوں میں شرکت (بلا مقصد معلومات حاصل کرنا مراد نہیں) اس زمانے میں یہ خلق اجنبی ہو گیا کیونکہ آج کل لوگ اس کے خلاف چلتے ہیں بعض اوقات ان میں سے ایک اپنے دوست سے پوچھتا ہے کہ تمہارا کیا حال ہے؟

وہ کہتا ہے اچھا ہے وہ اپنا مال چھپاتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ پوچھنے والے کا دل فارغ ہے اور اس کا حال پوچھنا عادت کے طور پر ہے اس کا نتیجہ کچھ نہیں جس طرح مشاہدہ ہوتا ہے بلکہ اکثر اپنے (مسلمان) بھائی کے پاس سے گزرنے والا پوچھتا ہے کیا حال ہے؟ جواب کا انتظار نہیں کرتا سوال کرنے والا بھی جواب کا انتظار نہیں کرتا اور جس سے پوچھا گیا وہ بھی جواب دینے کی تکلیف نہیں کرتا۔

اسی وجہ سے سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کی خیر خواہی یا اس کے غموں اور اس کے لیے دعا کا پختہ ارادہ نہیں رکھتا تو اسے اس کا حال نہیں پوچھنا چاہئے کیونکہ یہ تو منافقت ہے

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم اپنے ساتھی سے پوچھتے ہو تم نے صبح کیسے کی؟ اور وہ کہتا ہے میں فلاں چیز کا محتاج ہوں تو تم اس کے پاس سے کھسک جاتے ہو اور اس کی حاجت کو پورا نہیں کرتے تو تمہارا اس سے پوچھنا کہ تم نے صبح کیسے کی، اس کے ساتھ مذاق کرنا ہے اور اس زمانے کے لوگوں پر یہی بات غالب ہے۔

میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے لوگ ایک دوسرے سے حالات پوچھتے ہیں تاکہ غافل آدمی اللہ ﷻ کے شکر کے لیے خبردار ہو جائے اور اس کا شکر ادا کرے پس اس سے اسے اور ان لوگوں (سب کو) بھلائی حاصل ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے ایک شخص نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ﷺ نے کیسے صبح کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے ان لوگوں سے اچھی صبح کی جنہوں نے کسی مریض کی عیادت نہیں کی اور کسی جنازے کے ساتھ نہیں چلے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا آپ نے کیسے صبح کی؟ فرمایا میں نے اپنے بزرگ و برتر رب ﷻ کے سامنے حقیر بندے کی طرح صبح کی میں نے اس کے حکم کی تعمیل میں صبح کی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے صبح کیسے کی؟ انہوں نے فرمایا میں نے خالص مسلمان ہونے کی صورت میں صبح کی کہ میں اللہ ﷻ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے صبح کیسے کی؟ فرمایا اس طرح صبح کی کہ مجھے معلوم نہیں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں؟

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے صبح کیسے کی؟ آپ نے فرمایا میں نے یوں صبح کی کہ میں اپنے رب ﷻ کا رزق کھاتا ہوں لیکن اس کا شکر ادا نہیں کرتا۔

حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا آپ نے صبح کیسے کی؟ فرمایا میں نے اس طرح صبح کی کہ میں

جس کی امید رکھتا ہوں اس کے نفع کا مالک نہیں اور جس سے بچتا ہوں اس کو دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور میں اپنے عمل کی بندش میں ہوں میرا تمام معاملہ میرے غیر کے قبضہ میں ہے اور مجھ سے بڑا فقیر کوئی نہیں۔ حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے صبح کیسے کی؟ فرمایا میں نے کمزور گناہ گار کی صورت میں صبح کی اپنے رب کا رزق کھاتا ہوں اور اس کی حکم عدولی بھی کرتا ہوں۔

حضرت ابو درداء رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے صبح کیسے کی؟ فرمایا بھلائی کے ساتھ صبح کی اگر جہنم سے نجات پا گیا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے صبح کیسے کی؟ فرمایا میں نے اس طرح صبح کی کہ میری عمر کم ہو رہی ہے اور گناہ بڑھ رہے ہیں۔

حضرت حامد اللقاف رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے صبح کیسے کی؟ فرمایا سلامتی اور عافیت کے ساتھ، حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا اے حامد! سلامتی اور عافیت پل صراط سے گزرنے اور جنت میں داخل ہونے کے بعد ہوگی تو حضرت حامد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ نے صبح کہا پس اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## ابلیس سے لڑائی میں ہوشیار رہنا

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ شیطان سے جنگ اور اس کے مکرو فریب اور چالوں کو معلوم کرنے سے غافل نہیں رہتے آج کے دور میں عام طور پر لوگ اس خلق سے غافل ہیں تو جس طرح ابلیس ہم سے غافل نہیں ہمیں بھی اس سے غافل نہیں ہونا چاہئے وہ گھات میں ہے اور اس بات کا حریص ہے کہ بندہ اللہ ﷻ کی ناراضگی کا شکار ہو جائے۔

حدیث شریف میں ہے۔

إِنَّ ابْلِيسَ يَضَعُ عَرْضَهُ فِي الْبَحْرِ وَيُرْسِلُ سَرَابِيَاةَ وَجُنُودَهُ فَأَعْظَمُهُمْ جِنَّةَ مَنْزِلَةِ  
أَعْظَمُهُمْ لِقْنَةَ لِلنَّاسِ. (مسند امام احمد بن حنبل مرویات جلد 3 صفحہ 314 مطبوعہ مکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) بے شک ابلیس اپنا تخت سمندر پر رکھتا ہے اور اپنے چھوٹے بڑے لشکر بھیجتا ہے تو ان میں سے وہ اس کے نزدیک بہت عظیم ہوتا ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ فتنے میں جلا کرے۔

حضرت وہب بن معہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ابلیس لعنہ اللہ علیہ کہتا ہے اے رب ﷻ! کیا تو نہیں دیکھتا کہ تیرے بندے تجھ سے محبت کرتے ہیں اور اس کے باوجود تیری نافرمانی کرتے ہیں جب کہ مجھ سے بہت زیادہ نفرت کرنے کے باوجود میری اطاعت زیادہ کرتے ہیں۔

اس پر اللہ ﷻ نے فرشتوں کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے ان بندوں کو ان کی نافرمانی کی کثرت

کے باوجود صرف اس لیے بخش دیا کہ یہ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور چونکہ یہ شیطان سے بہت زیادہ نفرت کرتے ہیں لہذا میں نے ان کی شیطانی اطاعت سے درگزر کیا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب شیطان بندے سے تین باتوں میں سے ایک میں کامیابی حاصل کر لیتا ہے تو کہتا ہے میں اس سے ان باتوں کے علاوہ کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتا، (1) خود پسندی (تکبر) کا شکار ہو جانا، (2) اپنے عمل کو زیادہ سمجھنا، (3) اپنے گناہوں کو بھول جانا۔

اور ایک روایت میں ہے چار باتوں میں سے ایک میں کامیابی حاصل کرتا ہے اور چوتھی بات زیادہ سیر ہو کر کھانا ہے اور یہ سب سے بڑی بات ہے کیونکہ باقی تینوں باتیں اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس بات سے بچو کہ ظاہر میں شیطان سے دشمنی کرو اور باطن میں اس کی اطاعت کرو کیونکہ جو شخص اللہ ﷻ کی نافرمانی میں رات گزارتا ہے شیطان اس کے لیے دلہن کی طرح رات گزارتا ہے۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ رات کے اندھیرے میں مسجد کی طرف جاتے تھے تو ایک مرتبہ شیطان انسانی صورت میں چراغ لیے ان کے آگے جانے لگا اور یہ رات ٹھنڈی اور تاریک تھی تو ایک عورت نے کھڑکی میں سے جھانک کر کہا اس نوجوان کا دل کتنا سخت ہے جو اس بزرگ کو اس رات میں چراغ اٹھانے کی تکلیف دے رہا ہے۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات سنی تو اس عورت سے فرمایا اس بد بخت کو چھوڑ دے اللہ ﷻ نے اس کو بد بخت بنایا ہے ابلیس کو معلوم ہو گیا کہ انہوں نے اس کو پہچان لیا تو وہ چراغ بھاگ کر بھاگ گیا۔ اور میں یہ بات پہنچی ہے کہ ابلیس اللہ ﷻ اس پر لعنت کرے، انسانی صورت میں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اس پر پیوند لگے کپڑے تھے اور گردن میں تسبیح تھی اور کمر میں مشائخ کے خدام کی طرح پٹکا باندھا ہوا تھا اس نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا

اے میرے آقا! میں آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کی برکت حاصل کر سکوں۔ وہ آپ کے پاس ٹھہر گیا آپ کی خدمت کرنا اور آپ کے وضو کے لیے پانی وغیرہ تیار کرنا بیس سال تک یہ صورت رہی۔ لیکن اس نے کسی وقت بھی آپ تک رسائی کا کوئی طریقہ نہ پایا جب واپس جانے لگا تو پوچھا آپ نے مجھے پہچان لیا؟

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں جب تم میرے پاس آئے تھے تو میں نے اسی وقت تمہیں پہچان لیا تھا تم ابو مرہ ابلیس ہو، ابلیس نے ان سے کہا اے ابوالقاسم! میں نے آپ کے نقش قدم پر کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا اے ملعون! میرے پاس سے دور ہو جا تو چاہتا ہے کہ



جاتے جاتے میرے دین کو ضائع کر دے اور وہ میرا تکبر کرنا ہے (یعنی مجھے تکبر میں ڈال کر میرا دین ضائع کرنا چاہتا ہے)

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ ہر دن صبح کے بعد دعا مانگتے:

اے اللہ ﷻ! تو نے ہم پر ہمارے دشمن کو مسلط کر دیا وہ ہمارے عیبوں کو دیکھتا ہے، ہماری شرمگاہوں کو وہ اور اس کا قبیلہ دیکھتا ہے اس طرح کہ ہم اسے نہیں دیکھ سکتے یا اللہ ﷻ! اسے ہم سے مایوس کر دے جس طرح تو نے اسے اپنی رحمت سے مایوس کیا اور اسے ہم سے ناامید کر دے جس طرح تو نے اسے معافی سے ناامید کیا ہمارے اور اس کے درمیان دوری کر دے جس طرح تو نے اس کے اور اپنی بخشش اور جنت کے درمیان دوری پیدا کر دی بے شک تو ہر چاہنے پر قادر ہے۔

فرماتے ہیں ایک دن ابلیس (انسانی شکل میں) ان کے سامنے آیا اور ان سے کہا اے محمد! یہ دعا کسی اور کو نہ سکھانا اور میں برائی پہچاننے کے لیے آپ کے پاس دوبارہ کبھی نہیں آؤں گا۔ حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ ﷻ کی قسم! میں یہ دعا کسی سے نہیں روکوں گا تو جو چاہے کرے۔

فرماتے ہیں ایک دن شیطان حضرت عیسیٰ ﷺ کے سامنے آیا اور آپ سے کہا اے روح اللہ! لا الہ الا اللہ کہیں حضرت عیسیٰ ﷺ نے فرمایا یہ کلمہ حق ہے میں اسے پڑھتا ہوں لیکن تیرے کہنے پر لا الہ الا اللہ نہیں کہتا۔

سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے شیطان کا مقصود کلمہ توحید میں حضرت عیسیٰ ﷺ کو اپنا شاگرد بنانا تھا اور حضرت عیسیٰ ﷺ نے یہ کام نہ کیا آپ کی عصمت (محموم ہونے) نے آپ کو روک دیا۔

حضرت کعب اخبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے شیطان کے پہلو میں اللہ ﷻ کا ذکر اس طرح ہے جس طرح انسان کے پہلو میں خارش۔<sup>۱</sup>

حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے سات حج کئے اور قرب خداوندی کے بہت سے اعمال کئے اس کے باوجود جب بھی اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہوں تو اس میں شیطان کا حصہ اپنے رب ﷻ کے حصے سے زیادہ پاتا ہوں کاش میں دنیا سے پورے حساب کے ساتھ جاتا نہ میرے ذمہ کچھ ہوتا اور نہ میرے لیے کچھ ہوتا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے فقر کے خوف سے بچو کیونکہ شیطان کے پاس انسان سے لڑنے کے لیے خوف فقر سے بڑا ہتھیار کوئی نہیں کیونکہ جب آدمی کو فقر کا خوف ہوتا ہے تو وہ باطل میں پڑ جاتا ہے اور حق سے روکتا ہے خواہش کے ساتھ گفتگو کرتا اور اپنے رب ﷻ کے بارے میں بُرا گمان رکھتا ہے

۱۔ اس سے جو مفہوم سمجھ آتا ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح انسان کے پہلو میں خارش تکلیف دہ ہوتی ہے اسی طرح شیطان کو ذکر الہی سے تکلیف پہنچتی ہے واللہ اعلم بالصواب ۱۱ ہزاروی

اور یوں ہر برائی کو پاتا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کے مجھ پر جو انعامات ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں فقر سے کبھی نہیں بھاگتا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اچھا عمل اخلاص کے ساتھ کرتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی بھی شیطان کی پیٹھ کو نہیں توڑتا ارشاد خداوندی ہے۔

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيْكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (پ۲۹ الملک ۲)  
(ترجمہ) جس نے زندگی اور موت کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون زیادہ اخلاص کے ساتھ عمل کرتا ہے۔

تو اللہ ﷻ نے زیادہ عمل کا ذکر نہیں کیا (اخلاص کا ذکر فرمایا) اور آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جب بندہ چالیس سال کا ہو جائے اور تمام نافرمانیوں اور گناہوں سے توبہ نہ کرے شیطان اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ پھیرتا ہے اور کہتا ہے میں اس چہرے پر قربان جاؤں جو کامیابی نہیں پائے گا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس کی تائید اس مرفوع حدیث سے ہوتی ہے جسے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً وَلَمْ يَغْلِبْ خَيْرُهُ شَرَّهُ فَلْيَتَّبِعْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (ترجمہ) جو شخص چالیس سال کی عمر کو پہنچ جائے اور اس کی بھلائی اس کی برائی پر غالب نہ آئے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مصیبت اور گناہ کے وقت میرے پاس شیطان کی پیٹھ کو توڑنے کے لیے لا الہ الا اللہ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں کیونکہ جب تم اس پر لعنت بھیجو گے تو وہ اس سے متاثر نہیں ہوتا وہ کہتا ہے تم نے اس پر لعنت کی جو پہلے سے مسلسل ملعون ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے شیطان کے پاس تین سوسات چیک (کانڈ) ہیں جن میں اس کے ان دھوکوں اور مکاریوں کا ذکر ہے جو وہ انسان کے ساتھ کرتا ہے تو وہ ہر روز ان کے دلوں پر ایک ایک کر کے پیش کرتا ہے۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے شیطان کا سب سے بڑا کمر یہ ہے کہ انسان دوسرے بھائیوں کے مقابلے میں اپنے آپ کو دیکھے پس جب وہ مرتا ہے تو اسی حالت پر مرتا ہے اور اس کا رب ﷻ اس سے ناراض ہوتا ہے اور اسے اس کا کوئی عمل فائدہ نہیں دیتا۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سب سے بڑا دشمن وہ دشمن ہے جسے تم نہیں دیکھتے

کہ اس کے خلاف تدبیر کر سکو۔

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر اللہ ﷻ مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کے فرمائے میرے پاس صرف ایک سجدہ ایسا لاؤ جس میں تمہارے نفس یا شیطان کا کوئی حصہ نہ ہو تو میں تمہیں جنت میں داخل کر دوں گا تو میں کہوں گا اے میرے رب ایسا سجدہ میرے پاس نہیں ہے۔

تو اے بھائی! خبردار ہو جا، اور اس خیال سے اپنے آپ کو بچا کہ شیطان تجھ سے الگ ہو گیا جب تو اپنے آپ کو مسلسل عبادت کرتے ہوئے دیکھے بلکہ اس میں غور کر اور پوری طرح چھان بین کر اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## تکبر والے کاموں کو ترک کر دینا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جن کاموں میں اپنے بھائیوں پر تکبر کی بو بھی پائی جائے ان کو چھوڑ دیتے ہیں جس طرح ان کے بچوں کے جنازوں میں شریک نہ ہونا یا ان کے غلاموں اور خدام کے جنازوں میں شریک نہ ہونا جب وہ بیمار ہوں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرنا کیونکہ نقرانے لوگوں کی سیادت دونوں جہانوں میں اسی صورت میں اختیار کی کہ وہ ان کے سامنے جھک گئے پھر جب ان میں سے کوئی ایک کسی جنازے میں شریک ہوتا ہے تو وہ غمگین ہوتا ہے اور اس بات پر نادم ہوتا ہے کہ اس نے اللہ ﷻ کے حقوق میں کوتاہی کی۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔

كَفَى بِالْمَوْتِ وَاعْظَا

(مجمع الزوائد باب ذکر الموت جلد 10 صفحہ 308 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) موت نصیحت کرنے میں کافی ہے۔

اور ان میں کوئی جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے راستے میں دنیوی گفتگو نہیں کرنا اور وہ جائز گفتگو سے بھی اجتناب کرنا ہے قابل مذمت بات تو ایک طرف رہی۔ اس زمانے میں یہ اخلاق لوگوں میں ناپید ہو گیا ہے پس ان میں اکثر جنازے کی موجودگی کا اعتبار نہیں کرتے عبرت نہیں لیتے اور اگر فرض کیا جائے کہ وہ حاضر ہوتا ہے تو وہ قصہ بیان کرتا ہے بلکہ بعض اوقات میت کی چار پائی کے پاس ایسے قصے بیان کرتا ہے جن سے ہنسی آتی ہے جیسا کہ میں نے خود ایک اونی عمامہ باندھے ہوئے شیخ کو ایسا کرتے دیکھا ہے پس اللہ ﷻ ہمیں بھی اور اسے بھی بخش دے۔

وہ لوگ جنازے کے ساتھ کام کاج کے (ہرانے) کپڑوں میں نکلنے سے کیونکہ یہ (نماز جنازہ) میت کے لیے سفارش ہے اور جس قدر یہ عاجزی کے قریب ہوگا اسی قدر قبولیت کے زیادہ قریب ہوگا جس طرح نماز استسقاء اور مصیبت کو دور کرنے کے سلسلے میں (نماز کے لیے) ایسے کپڑوں میں نکلنے ہیں۔

پس عمدہ کپڑوں سے بچنا چاہئے خاں شور پر جب وہ خوشبو لگے ہوئے ہوں پس معلوم ہوا کہ جو فقیر جنازے کے ساتھ جائے اور اس نے عمدہ کپڑے کسی اچھی نیت کے بغیر پہنے ہوئے ہوں تو وہ قوم کے احوال سے دور اور موت کو یاد کرنے سے غافل ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے۔

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ الدُّنْيَا

(مسند احمد بن حنبل مرویات عبداللہ بن مسعود جلد 1 صفحہ 387 مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)

(ترجمہ) جو شخص آخرت کا ارادہ کرتا ہے وہ دنیا کو ترک کرتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے۔

عُودُوا الْمَرِيضَ وَابْعُوا الْجَنَائِزَ تَذَكَّرْكُمْ الْآخِرَةَ

(مجمع الرواؤد 29/3۔ مسند احمد 23/3 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) مریض کی عیادت کرو اور جنازوں کے ساتھ جاؤ اس سے تمہیں آخرت یاد آئے گی یعنی جب تم آخرت کو یاد کرو گے تو دنیا کی لذتوں سے بچ جاؤ گے۔

وہ لوگ (ہمارے اسلاف) جب کسی جنازے میں حاضر ہوتے تو موت کی یاد میں غور و فکر کے سمندر میں ڈوب جاتے اور قبروں میں لوگوں کے حالات پر غور کرتے حتیٰ کہ ان میں سے ایک مسلسل کئی دن تک غمگین رہتا اور لوگوں کو اس کے چہرے سے غم کا پتہ چلتا۔

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ جب کسی جنازے کے ساتھ جاتے تو لوگ ان کو چار پائی پر لاتے وہ چلنے یا سوار ہونے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور کئی دن تک ان کے شدت خوف کی وجہ سے کوئی شخص ان سے بات نہیں کر سکتا تھا۔

اور پہلے زمانے کے لوگ جنازے کے پاس پست آواز کو پسند کرتے تھے اور جو شخص آواز بلند کرتا اسے جھڑکتے اور فرماتے تم بہت متکبر ہو کیا تم موت کو دیکھ کر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں علماء کرام نے جنازے کے ساتھ اللہ ﷻ کے ذکر اور نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجنے کے مسئلے میں سکوت اختیار کیا۔ صحابہ کرام ﷺ سے مروی نہ ہونے کے باوجود۔ حتیٰ کہ انہوں نے دیکھا کہ لوگ جنازے کے ساتھ بہت شور شرابا کرتے ہیں تو انہوں نے خیال ظاہر کیا کہ دنیوی باتوں سے جو ظلم وغیرہ کے بارے میں ہوتی ہیں، اللہ ﷻ کا ذکر زیادہ بہتر ہے کیونکہ اللہ ﷻ کا ذکر بہر حال دنیاوی باتوں سے بہتر ہے کیونکہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ جب دو ظلم اکٹھے ہو جائیں تو اخفاء ظلم کو اختیار کیا جائے۔<sup>۱</sup>

۱۔ یہاں دو ظلم اس طرح ہے کہ ذکر یا درود شریف وغیرہ جنازہ کے ساتھ پڑھنا صحابہ سے مروی نہیں ہے تو بدعت ہے اور دنیوی بات کرنا بھی درست نہیں ہے لیکن ذکر اور صلوة کو تو بدعت حسنہ میں شمار کیا جاسکتا ہے بخلاف دنیوی باتوں کے۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جنازے کے ساتھ ہنس رہا تھا تو آپ نے اس کو جھڑک دیا اور کئی دن تک اس کو چھوڑ دیا (اس کے ساتھ بات نہ کی) اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قبرستان میں (کچھ) کھا رہا ہے تو آپ نے اس کو جھڑک دیا اور فرمایا تو منافق ہے۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم جنازوں کے ساتھ حاضر ہوتے تو لوگوں کے زیادہ اور عمومی غم اور رونے کی وجہ سے یہ معلوم نہ ہوتا کہ کس کے ساتھ تعزیت کریں۔ (یعنی لوگ دکھ میں شریک ہوتے تھے) یعنی کچھ میت کے غم میں اور کچھ عبرت کے غم میں تو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ میت والے کی تعزیت کی جائے یا عبرت والے کی۔ حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ جب کسی کو جنازے کے ساتھ روتے ہوئے دیکھتے تو اس سے فرماتے اے بھائی! اپنے آپ پر روؤ اور اپنے اوپر رحم کرو کیونکہ اس میت نے تین باتوں سے نجات حاصل کر لی، اس نے موت کے فرشتے کو دیکھ لیا، موت کی گرمی کو چمک لیا اور برے خاتمے سے محفوظ ہو گیا، بخلاف تمہارے عنقریب اس سلسلے میں مزید گفتگو ہوگی اور تمام تعزیتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## ہر شخص کو اس کے مقام پر رکھنا

صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ ہر شخص کو ایمان اور منافقت میں اس کے اپنے مقام پر رکھتے ہیں پس ان کے ہاں منافق کے لیے ایک مقام ہے جو محفوظ مومن کے مقام سے کم ہے۔ اگر کہا جائے کہ وہ منافق کو کس طرح پہچانتے ہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ وہ اپنی ان علامات کے ساتھ پہچانا جاتا ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَلَامَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا أُتْمِنَ خَانَ

(مجمع الزوائد، باب فی الخفاق جلد 1 صفحہ 108 مطبوعہ دارالکتب بیروت)

(ترجمہ) منافق کی تین علامات ہیں جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب جھگڑتا ہے تو گالی گلوچ کرتا ہے اور جس طرح فرمایا۔

إِنَّ لِلْمُنَافِقِينَ عَلَامَاتٍ فَاذْعُوهُمْ بِهَا

(مجمع الزوائد، باب فی الخفاق وعلاماتہ جلد 1 صفحہ 107 مطبوعہ دارالکتب بیروت)

(ترجمہ) منافق کی کئی علامات ہیں پس ان کو ان کے ساتھ پکارو۔

(مسند امام احمد میں ہے ان علامات کے ساتھ پہچانے جاتے ہیں) وہ مسجد میں کبھی کبھی آتے ہیں، نماز میں تاخیر

کرتے ہیں، نہ محبت کرتے ہیں اور نہ ان سے محبت کی جاتی ہے، وہ تکبر کرتے ہیں رات کو مردار (کی طرح) اور

دن کو نکلے کی طرح ہوتے ہیں اس قسم کی دیگر احادیث بھی آئی ہیں۔

حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے منافق کی علامت یہ ہے کہ وہ باتیں زیادہ اور عمل کم کرتا ہے۔  
حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے منافق کی علامت یہ ہے کہ وہ اس صفت پر تعریف چاہتا ہے جو اس میں پائی نہیں جاتی اور اس برائی پر مذمت کو ناپسند کرتا ہے جو اس میں پائی جاتی ہے جو شخص اس کے عیب پر تنبیہ کرے تو اس سے نفرت کرتا ہے اور جب اپنے ہم عصر لوگوں میں سے کسی کے عیب کے بارے میں سنے تو خوش ہوتا ہے۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی منافق کو دیکھنا چاہے تو وہ مجھے دیکھے ان سے کہا گیا وہ کس طرح؟ فرمایا میں ایک سوا چھی خصلتوں کو شمار کرتا ہوں تو مجھ میں ان میں سے ایک بھی نہیں پائی جاتی اور بری خصلتوں کا شمار کرتا ہوں تو ان تمام کو اپنے اندر پاتا ہوں تو ہائے قیامت کے دن میری رسوائی! (تواضع اور کس نفسی کی وجہ سے یہ بات فرمائی)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب نیک لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو ہم کنارے پر ہوتے ہیں اور جب برے لوگوں کا ذکر ہوتا ہے تو ہم منزل کے اندر ہوتے ہیں۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے منافق کی علامت یہ ہے کہ وہ کل کے لیے رزق چھپا کر رکھتا ہے اور دوسروں سے دنیا پر جھگڑتا ہے اور صرف اپنی شہرت کو پسند کرتا ہے  
ایک روایت میں ہے منافق کی علامت سے یہ بات ہے کہ وہ لوگوں سے حسد کرتا ہے اور جو اس کو اذیت پہنچائے یا جو مرتبہ میں زائد ہو اس سے دل میں کینہ اور بغض رکھتا ہے۔

تو اے بھائی! اپنے دل کو ٹٹو لو اور اس کو منافقت سے پاک رکھو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## سیر ہو کر کھانے سے بچنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ سیر ہو کر کھانے سے بچتے ہیں جو دل کی سختی کا باعث ہے اور یہ اس لیے کرتے ہیں تاکہ نماز میں خشوع و خضوع اختیار کریں کیونکہ جو شخص سیر ہو کر کھاتا ہے اور پھر نماز میں خشوع طلب کرتا ہے وہ راستے سے بھٹکا ہوا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کئی کئی دن اور راتیں بھوکے رہتے اور بھوک کی وجہ سے بطن مبارک پر پتھر باندھتے تھے اور جب نماز پڑھتے تو آپ ﷺ کے پیٹ مبارک سے اس ہنڈیا کی طرح آواز آتی ہے جو آگ پر رکھی ہو۔ جس طرح حدیث میں آیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے نفلکرو تدبر کے ساتھ دو رکعتیں پڑھنا پوری رات قیام کرنے

سے بہتر ہے جب دل اپنے رب سے غافل ہو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہاں تفکر سے مراد بندے کا ان آداب میں غور و فکر کرنا ہے جو نماز اور بارگاہ خداوندی میں حاضری سے متعلق ہیں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں احکام کے استنباط کے لیے تفکر مراد نہیں جیسا کہ وہم کیا جاتا ہے کیونکہ نماز اس تفکر کا محل نہیں۔

اس وجہ سے بعض علماء کرام نے اس تفکر کے مکروہ ہونے کی صراحت کی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ایسے ہوتے گویا ایک نیچے پڑا ہوا کپڑا ہو اور جب گھروالے کہتے باتیں نہ کرو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ یہ بات سن کر فرماتے جو دل چاہے باتیں کرو جب میں نماز میں ہوتا ہوں تو تمہاری باتیں نہیں سنتا۔

حضرت حکم بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص دائیں بائیں دیکھے اس کی نماز (کامل) نہیں (اور عمل کثیر ہو تو نماز ٹوٹ جائے) کی اسی طرح جب سینہ قبلہ سے پھر جائے (۱۳ ہزاروی)

حضرت ابراہیم خلیل اللہ رضی اللہ عنہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ رضی اللہ عنہ کے دل کی دھڑکن دو میلوں سے سنی جاتی۔ (آپ کا مجروح تھا یا مبالغہ کے طور پر فرمایا)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص اپنی نماز میں حاضر نہ ہو وہ مطلقاً (قول میں کی کرنے والوں) میں سے ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ اللہ رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔<sup>۱</sup> تو بے شک نماز کا ماپ تول ہے جو اسے پورا کرے گا پورا اجر پائے گا۔

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت یعقوب قاری رحمۃ اللہ علیہ نماز میں تھے کہ ان کے کاندھے سے چادر چوری ہو گئی لوگوں نے چور سے چادر لے لی اور اس کو تھمڑا اور اس کو برا بھلا کہا پھر چادر حضرت یعقوب قاری رحمۃ اللہ علیہ کے کاندھے پر رکھ دی یہ سب کچھ ہوا لیکن انہیں کچھ پتہ نہ چلا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں ہمارے دور میں حضرت سید محمد بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اسی طرح ہوا جب وہ جامع البحر میں نماز پڑھ رہے تھے تو ان کے کاندھے سے چادر چوری کر لی گئی چور کو پکڑا گیا اس کو تھمڑا گیا اور برا بھلا کہہ کر بھگا دیا گیا اور بہت بڑا شور مچا لیکن اس سب کچھ کے باوجود ان کو کچھ پتہ نہ چلا اور یہ آخری شخص تھے جن کو ہم نے اہل خشوع سے پایا اللہ رضی اللہ عنہ ان سے راضی ہو۔

حضرت سعید تنوخی رحمۃ اللہ علیہ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو ان کے آنسو بارش کی طرح جاری ہوتے۔ حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کی آنکھ میں لکڑی داخل ہو گئی (بنا وغیرہ) اور آپ نماز پڑھ رہی تھیں

۱۔ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ویل للمطفئین" ماپ تول میں کی کرنے والوں کے لیے خرابی ہے۔ (پ سورت مطفئین آیت ۱)

آپ کو نماز سے سلام پھیرنے تک کچھ پتہ نہ چلا اس کے بعد انہوں نے کہا دیکھو میری آنکھ میں کوئی سخت چیز ہے تو سخت مشقت کے بعد وہ لکڑی ان کی آنکھ سے نکالنا ممکن ہوئی۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے علماء کو اس طرح پایا کہ ان میں سے ایک جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا تو رخن سے ڈرتا حتیٰ کہ وہ کسی چیز کی طرف نظر نہ اٹھا سکتا اور اپنے نفس سے کوئی دنیوی بات بھی نہ کر سکتا۔

ایک مرتبہ جامع مسجد گرگئی اور حضرت مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ اس میں نماز پڑھ رہے تھے جو لوگ مسجد میں تھے سب بازار کی طرف چلے گئے اور بہت شور و غوغا ہوا لیکن مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ نہ چل سکا۔ حضرت خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے تھے اور مکھی بار بار آپ کی آنکھ پر بیٹھتی تو آپ اس کو اپنے آپ سے دور نہیں کرتے تھے ایک دن آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ فاسق لوگ حاکم کے کوڑے برداشت کرتے ہیں جب وہ ان کو مارتے ہیں تاکہ کہا جائے کہ فلاں شخص بہت صبر کرنے والا ہے اور وہ اس پر فخر کرتے ہیں اور میں اپنے رب سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں میں مکھی کی وجہ سے حرکت کروں؟

حضرت سمیط بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تم میں سے کوئی ایک کیسے دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نماز میں اپنے رب ﷻ کے سامنے حاضر ہے حالانکہ جب اسے کوئی پھوکاٹتا ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے اللہ ﷻ کی قسم ان لوگوں کو نیزے مارے گئے لیکن ان کو پتہ نہ چلا حتیٰ کہ خون نکلنے کی وجہ سے ان کی جان نکل گئی اور وہ زمین پر گر پڑے۔

جب نماز کا وقت ہوتا تو امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا رنگ بدل جاتا اور آپ کانپ جاتے اس سلسلے میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ یہ اس امانت کا وقت ہے جو اللہ ﷻ نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر ڈالی تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اسے میں نے اٹھایا تو معلوم نہیں کہ میں نے جو کچھ اٹھایا اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا یا نہیں؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا سے محبت کرنے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھو اسلاف میں سے کسی کو جب یہ بات پہنچتی کہ کوئی شخص نماز میں ادھر ادھر دیکھتا ہے تو وہ اس کے پاس جاتے اگر وہ اپنے گھر میں ہوتا تو اس سے اس کی وجہ پوچھتے، یہ اس لیے کہ وہ لوگ عظمت خداوندی کی معرفت رکھتے تھے اللہ ﷻ ان سے راضی ہو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ امام کے پیچھے نماز پڑھی تو اس کو لحن (قرأت میں غلطی) کرتے ہوئے سنا آپ نے اس سے فرمایا اگر جماعت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں تمہارے پیچھے نماز نہ پڑھتا تم علماء سے عربی کیوں نہیں سیکھتے؟



حضرت فضل ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے میں دیکھتا ہوں جب میرا بچہ فوت ہوتا ہے تو ایک ہزار سے زیادہ لوگ مجھ سے تعزیت کرتے ہیں اور جب مجھ سے نماز باجماعت چھوٹ جاتی ہے تو اس پر کوئی بھی مجھ سے تعزیت نہیں کرتا۔

اور اللہ ﷻ کی قسم! میرے نزدیک جماعت کے ساتھ نماز کا فوت ہو جانا میرے بالغ، عاقل، عالم اور صالح بیٹے کے فوت ہونے سے بڑا نقصان ہے۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے مجھے دنیا میں دو چیزوں کی خواہش ہے اللہ ﷻ کی راہ میں نیک بھائی جو مجھے سیدھا کر دے جب میں ٹیڑھا ہو جاؤں اور دوسری بات یہ کہ جب تک میں زندہ رہوں مجھ سے باجماعت نماز نہ چھوٹے۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے جان لو! شیطان ملعون کو انسان پر صرف دو باتوں سے غصہ آتا ہے ایک یہ کہ وہ اس کے دوسوں کی پرواہ نہ کرے اور دوسرا جب وہ اللہ ﷻ کی ذات کے بارے میں غور نہیں کرتا (اللہ ﷻ کے بارے میں سوچ بچار سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے اس لیے شیطان چاہتا ہے کہ انسان یہ کام کرے ۱۲ ہزاروی)

تو اے بھائی! دیکھ اور اپنے بارے میں سوچ و بچار کر کیا تو نماز میں کسی بھی وقت اس طرح عاجزی اختیار کرتا ہے جس طرح وہ لوگ کرتے تھے یا تو اس کے الٹ چلتا ہے دن اور رات میں استغفار کی کثرت کیا کر اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔



## تیسرا باب

## کچھ دیگر اخلاق

## برے خاتمہ سے بہت ڈرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ برے خاتمے سے بہت ڈرتے ہیں (اللہ ﷻ محفوظ فرمائے) اگرچہ ان میں سے ایک جنوں اور انسانوں کے برابر عبادت کرے کیونکہ اللہ ﷻ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور کوئی بھی شخص اپنے خاتمے کے بارے میں قطعی علم نہیں رکھتا زیادہ سے زیادہ آدمی موجودہ حالت میں اپنے رب ﷻ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہے اسے علم نہیں ہوتا کہ وہ کلمہ شہادت کے ساتھ ہمیشہ رہے گا حتیٰ کہ اسی حالت شہادت میں اس کی روح پرواز کرے گی۔ حدیث شریف میں ہے۔

إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّىٰ مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُوهَا.

(صحیح مسلم۔ کتاب القدر جلد 2 صفحہ 332 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی۔)

مسند امام احمد بن حنبل، مرویات عبداللہ بن مسعود جلد 1 صفحہ 412 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) تم میں سے ایک شخص جنتیوں والے اعمال کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر تقدیر سبقت کرتی ہے تو وہ جہنمیوں والے کام کر کے جہنم میں چلا جاتا ہے (اسی طرح جہنمیوں والے کام کرنے والے شخص کے بارے میں بھی فرمایا گیا ہے)

حضرت حبیب عمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس شخص کا خاتمہ لا الہ الا اللہ (کلمہ توحید) پر ہوتا ہے وہ جنت میں داخل ہوتا ہے پھر رونے لگے اور فرمایا کون میرے لیے ضمانت دیتا ہے کہ میرا خاتمہ لا الہ الا اللہ پر ہوگا۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم مقام ”امواز“ میں ایک شخص کے پاس گئے اور وہ حالت نزع میں تھا ہم اسے کہنے لگے ”لا الہ الا اللہ“ پڑھو اس نے کہا ”وہ یا زدہ (دس گیارہ) یعنی بیع مناسب وقت پر ہوتی ہے خریدی گئی چیز بہت اچھی ہے اور تو یہ اچھا ٹکڑا ہے کیونکہ عام طور پر یہ کام حالت صحت میں ہوتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک شخص ایک ہزار سال بعد جہنم سے نکلے گا پھر فرمایا کاش وہ شخص میں ہوتا کیونکہ اس کا کلنا یقینی ہے۔

تو اے بھائی! اپنے نفس کو دنیوی امور میں صرف ضرورت شرعیہ کے مطابق مشغول رکھ ہو سکتا ہے  
تجھے غفلت کی حالت میں موت آجائے تو دونوں جہانوں میں نقصان ہوگا والعیاذ باللہ۔  
اے بھائی! اس بات کو جان لو اور غور کرو تمہاری ہدایت اللہ ﷻ کے اختیار میں ہے۔

## مریض کی شفا کیلئے دعا میں جلدی نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ کسی مریض کے پاس جاتے  
ہیں تو دعا کرنے میں جلدی نہیں کرتے بلکہ وہ انتظار کرتے ہیں حتیٰ کہ اس مریض کے مرض کا سبب اور اس کی  
انتہا معلوم ہو جائے پھر اس کے بعد دعا کرتے ہیں کیونکہ بعض اوقات بیماری، درجات کی بلندی کے لیے ہوتی  
ہے پس ان درجات کے اٹھنے کی دعا نہیں کرنا چاہئے اسی طرح جب وہ سزا کے طور پر ہو تو بہتر یہ ہے کہ عابد  
مبرا کرے حتیٰ کہ سزا اپنی حد کو پہنچ جائے یہ اللہ ﷻ کے ساتھ ادب کا تقاضا ہے اور اگر کسی کو اللہ ﷻ کے ساتھ  
خاص حال حاصل ہے تو اس کو چاہئے کہ اللہ ﷻ سے اس کے فضل و احسان کی بنیاد پر شفا کا سوال کرے۔  
اے بھائی! اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## مسجد کے قریب رہائش کی چاہت

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ لوگ رہائش کے لیے ان جگہوں کو  
اختیار کرتے ہیں جو مسجد سے ملی ہوئی ہوں تاکہ زیادہ وقت مسجد میں بیٹھنا آسان ہو۔ جب کہ آداب مسجد کا  
خیال رکھیں کیونکہ مرفوع حدیث میں آیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْمَسَاجِدُ بُيُوتُ الْمُتَّقِينَ  
(ترجمہ) مسجدیں نیکوں کے گھر ہیں۔  
(مصنف ابن شیبہ 114/7 مجم الاوسط 158/7 مطبوعہ بیروت)

اور جس شخص کا گھر مسجد ہو اللہ ﷻ اسے راحت و آرام اور پل صراط سے گزرنے کی ضمانت دیتا  
ہے۔

حضرت ابو صادق ازوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مساجد میں بیٹھنا اختیار کرو کیونکہ مجھے یہ بات پہنچی  
ہے کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بیٹھنے کی جگہیں ہیں۔

حضرت حکم بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مساجد کو اپنے گھر بناؤ۔  
حضرت ابو اوریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مساجد ان لوگوں کے گھر ہیں جو اللہ ﷻ کے ہاں  
سب لوگوں سے زیادہ معزز ہیں اور ان کے بیٹھنے کی جگہ ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

الْمَسْجِدُ بَيْتٌ كُلِّ نَقِيٍّ  
(مجمع الرواۃ 2/1022 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) مسجد ہر متقی کا گھر ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کو مساجد میں زیادہ بیٹھنے سے منع کرتے تھے جو مساجد کے آداب نہیں جانتے۔ آپ علیہ السلام نے ایک دفعہ مسجد میں کچھ لوگوں کو بیٹھا ہوا دیکھا جو لغو باتیں کر رہے تھے تو اپنی چادر لپیٹ کر ان کو مارا اور وہاں سے نکال دیا اور فرمایا تم نے اللہ ﷻ کے گھروں کو دنیا کے بازار بنا رکھا ہے حالانکہ یہ تو آخرت کے بازار ہیں۔

حضرت عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک مسجد کو گھر بنائے رکھا (اس سے مراد آداب کا خیال رکھ کر وہاں ٹھہرنا ہے)۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر پیشاب کا معاملہ نہ ہوتا تو میں رات اور دن میں کسی وقت بھی مسجد سے باہر نہ جاتا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا میں اپنے بندوں کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہوں پھر میں مساجد کو آباد کرنے والوں، قرآن مجید پڑھنے والوں اور اسلام کے بیٹوں (مسلمانوں) کو دیکھتا ہوں تو میرا جلال ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

حضرت خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مسجد میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس آپ کا غلام آیا اور دنیوی ضرورتوں میں سے کسی حاجت کا سوال کیا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور مسجد سے باہر نکل کر اسے جواب دیا پھر واپس تشریف لائے اور فرمایا میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ میں مسجد میں دنیوی کلام کروں۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب مسجد میں بلند آواز سنتے تو اس شخص کو درے سے مارتے اور فرماتے جانتے ہو تم کہاں ہو؟ جو شخص مسجد میں بیٹھتا ہے وہ اپنے رب ﷻ کے پاس بیٹھتا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے نماز جنازہ پڑھنا یا مسجد میں بیٹھنا؟ فرمایا مجھے مسجد میں بیٹھنا زیادہ پسند ہے کیونکہ جب تک میں مسجد میں رہوں گا فرشتے میرے لیے بخشش کی دعا مانگتے رہیں گے اور یہ بات ایک قیراط یا دو یا تین قیراط (سونا) اجر حاصل ہونے سے افضل ہے جس اجر کا نماز جنازہ پڑھنے والے کے لیے حدیث میں ذکر ہوا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ جب تک وہ مسجد میں بیٹھے ہوتے ایک دوسرے سے دنیوی گفتگو نہیں کرتے تھے

تو اے بھائی جو کچھ میں نے تمہارے لیے ذکر کیا اس میں غور کرو اور جب تک مسجد میں ہو سوائے اچھی نیت کے گفتگو نہ کرو سلامت رہو گے اور اجر پاؤ گے۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## ملاقات نہ کرنے پر دوستوں کو اچھی نیت سے تنبیہ

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ ان کے بھائیوں (احباب) میں سے جو

فخص ان کی ملاقات کے لیے نہ آتا تو ان کو اس وجہ سے جھڑکتے ہیں کہ وہ اس ثواب سے محروم رہا جس کا نفع اسے حاصل ہوتا اس وجہ سے نہ جھڑکتے کہ ان کے حقوق میں کوتاہی کی گئی جس طرح وہم کیا جاتا ہے اس سے قطع نظر کہ اس کا فائدہ ان کو پہنچتا ہے اس لیے کہ یہ لوگ تو اپنے (دینی) بھائیوں کے فائدے کی کوشش کرتے ہیں صرف اپنے ذاتی فائدے کے لیے نہیں۔

یہ خلق ہے کہ میں نے اپنے زمانے کے لوگوں میں صرف چند لوگوں کو اس پر عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## تجارت کرنے سے پہلے احکام شریعت سے آگاہی

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ یہ لوگ بازار میں خرید و فروخت کے لیے اس وقت تک نہ بیٹھتے جب تک معاملات کے بارے میں احکام شریعت کی پہچان حاصل نہ کر لیتے اور ان کا غالب گمان یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی شخص اس تجارت کی وجہ سے اعمال آخرت سے غافل نہیں کیونکہ جو شخص اللہ ﷻ سے غافل ہو جائے وہ دنیا اور آخرت میں اپنے ساتھی کے لیے نحوست کا باعث ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بازار میں داخل ہوتے تو یوں دعا کرتے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ السُّوقِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفُسُوقِ

(کنز العمال حدیث نمبر 1804 جلد 2 صفحہ 77 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت۔)

اتحاف السادة المتعلمين، الباب الخامس في الادوية المأثورة من كل ما حدث من المحاور جلد 2 صفحہ 102 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) یا اللہ! میں تجھ سے اس بازار کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور کفر و فسوق سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بازاری لوگوں کی مجلسوں سے بچو یہ کھیل کود اور لغو کاموں میں مشغول کر دیتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تاجروں اور حکمرانوں کے کارندوں (یا بازاری لوگوں) کے لباس کو نہ دیکھو کیونکہ اندر سے نقصان پہنچانے والے بھیڑیے ہیں۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بازار مال کی کثرت اور دین کے فساد کا باعث ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مالدار لوگوں، امراء کے قاریوں اور بازاری لوگوں

سے بچو۔

حضرت ابن سناک رحمۃ اللہ علیہ جب بازار میں داخل ہوتے تو فرماتے اے بازار والو! تمہارا بازار

گھائے کا سودا ہے تمہارے بہترین لوگ حاسد ہیں اور تمہاری بیعت فاسد ہے پس اپنے فائدے کے لیے بیدار رہو

حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تاجر کبھی محتاج نہیں ہوتا البتہ ان باتوں کی وجہ سے محتاج

ہو جاتا ہے، فضول باتیں، جھوٹ، قسم اٹھانا، کینہ، خیانت، حسد، باجماعت نماز کا فوت ہونا، مجالس علم کا فوت ہونا اور دنیوی خواہشات کی اتباع۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امراء کو حکم دیتے تو وہ تاجروں اور بازاری لوگوں کو جمع کر کے آپ کے سامنے پیش کرتے جب آپ ان میں سے کسی ایک کو یوں پاتے کہ وہ احکام معاملات کو نہیں سمجھتا اور حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتا تو اسے بازار سے اٹھا دیتے اور فرماتے خرید و فروخت کے احکام سیکھو پھر بازار میں بیٹھو کیونکہ جو شخص علم نہیں رکھتا وہ سود کھاتا ہے چاہے یا نہ چاہے۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تاجر کی سلامتی پر حیرانگی ہے حالانکہ وہ دن کو (جموٹی) قسمیں کھاتا ہے اور رات کے وقت حساب کرتا رہتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بہترین تاجر وہ ہے جس سے دنیا ناراض اور آخرت راضی ہو اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ابلیس ملعون نے کہا اے میرے رب! میں اپنا گھر کہاں بناؤں؟ فرمایا حمام میں، اس نے پوچھا میرے شکار کرنے کے جال کہاں ہیں؟ فرمایا عورتیں، پوچھا میرے حرامیر (گانے بجانے کے آلات) کیا ہیں؟ فرمایا (برے) اشعار، اس نے کہا پس میری مجلس کہاں ہوگی؟ فرمایا بازاروں میں۔

تو اے بھائی! اس بات کو دیکھ اور تاجر کی تعریف نہ کر حتیٰ کہ اسے ان آفات اور شبہات سے محفوظ دیکھے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## بہت زیادہ بردباری اختیار کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ جو شخص ان کے خلاف جرم کرے اس سے بہت زیادہ بردباری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور غصے کو پی جاتے ہیں اس طرح وہ حضور ﷺ کے اخلاق پر عمل کرتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ کو اپنی ذات کے لیے غصہ نہیں آتا تھا بلکہ آپ کو اس وقت غصہ آتا جب اللہ ﷻ کے حرمت کی توہین کی جاتی (حرام کاموں کو کیا جاتا) جیسا کہ (آ۷) آئے گا۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے جو شخص مجرم کے جرم پر بردباری اختیار کرتا ہے اس کو سب سے پہلے جو اجر ملتا ہے وہ یہ ہے کہ تمام لوگ اس کے مددگار بن جاتے ہیں۔

ابلیس ملعون نے حضرت یحییٰ الطیثیؑ سے کہا میرا سب سے بڑا جال غصہ ہے میں اس کے ذریعے لوگوں کو قید کرتا ہوں اور ان کو جنت کے راستے سے دور کرتا ہوں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے جب کہا جاتا کہ فلاں شخص آپ کی عزت کے درپے ہے وہ فرماتے اللہ ﷻ کی قسم میں اس کو غصہ دلاؤں گا جس نے اس کو اس بات کا حکم دیا یعنی شیطان (کو غصہ دلاؤں گا)۔

پھر فرماتے یا اللہ ﷻ! اگر وہ سچا ہے تو مجھے بخش دے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اسے بخش دے۔

ایک شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ ابو ہریرہ ہیں؟ فرمایا ہاں اس نے کہا آپ ملی چوری کرتے ہیں اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ! مجھے اور میرے اس بھائی کو بخش دے پھر فرمایا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہی حکم دیا ہے کہ جو ہم پر ظلم کرے ہم اس کے لیے بخشش طلب کریں۔

ایک شخص نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ وہی ہیں جن کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف نکال دیا تھا (ملک بدر کر دیا تھا) اگر آپ میں بھلائی ہوتی تو وہ آپ کو ملک بدر نہ کرتے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بھائی! میرے سامنے ایک سیاہ گرماٹی ہے اگر میں نے اس سے نجات پائی تو جو کچھ تم نے میرے بارے میں کہا اس سے مجھے کوئی نقصان نہیں ہوگا اور اگر مجھے نجات حاصل نہ ہوئی تو میں اس سے بھی برا ہوں جو کچھ تم نے کہا۔

ایک عورت نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے ریاکار! تو آپ نے اس سے فرمایا اے خاتون! تم نے میرے لقب کو پہچان لیا جس سے اہل بصرہ غافل رہے اور پہچان نہ سکے۔  
حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص بیوقوفی کا ایک کلمہ برداشت کرے اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے جب کوئی بیوقوفی کا کلمہ سنو تو اس سے اعراض کرو اور جواب نہ دو کیونکہ جس نے یہ کلمہ کہا ہے اس کے پاس ایسے بے شمار کلمات ہیں جن کے ذریعے وہ تمہیں جواب دے گا۔

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنے برتنوں کے ٹوٹنے پر غصے میں نہ آؤ ان کا بھی ایک وقت مقرر ہے جس طرح تمہارے لیے وقت مقرر ہے۔<sup>۱</sup>

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص گدھے یا بلی پر اپنا غصہ اتارتا ہے وہ برو بار نہیں اور وہ فرماتے تھے بیوقوف آدمی کے لیے جواب نہ دینا اور اثر کو ظاہر نہ کرنا بہت سخت ہوتا ہے۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو جب کوئی شخص گالی دیتا تو آپ اس سے فرماتے اے بھائی! اگر تمہاری بات سچی ہے تو عنقریب اللہ ﷻ تمہیں اس کا بدلہ دے گا اور اگر جھوٹ ہے تو میری نسبت اللہ ﷻ کا بدلہ سخت ہے ایک دفعہ کسی شخص نے آپ کے چہرے پر تھپڑ مارا تو آپ کو غصہ نہ آیا بلکہ فرمایا یہ کس کی تقدیر سے ہے؟ کہا اللہ ﷻ کی تقدیر سے، آپ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے میں قضا کو رد کر سکتا ہوں؟

حضرت ابن مقفع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے معذرت کرنے کی ذلت کے مقابلے میں غصہ پی جانا بہتر

۱۔ اس کی اصل وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا برتنوں کے ٹوٹنے پر اپنی لوٹریوں کو نہ مارو کیونکہ ان کا بھی ایک وقت مقرر ہے جس طرح لوگوں کے لیے (موت کا) وقت مقرر ہے۔

ہے ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا حزن اور غضب میں کیا فرق ہے؟ آپ نے فرمایا جو شخص تم سے بڑا ہو اور تمہاری خواہش کے خلاف کرے تو اس صورت میں حزن (دکھ) ہوتا ہے اور اگر تم سے چھوٹا تمہاری مرضی کے خلاف کرے تو اس پر غصہ آتا ہے۔

حضرت ابو معاویہ اسود رحمۃ اللہ علیہ کو جس سے تکلیف پہنچتی تھی اس کے لیے دعا کرتے تھے۔ ایک شخص نے بکر بن عبد اللہ مرنی رحمۃ اللہ علیہ کو خوب گالی دی لیکن آپ خاموش رہے آپ سے کہا گیا کیا آپ اس کو گالی نہیں دیتے جس طرح وہ آپ کو گالی دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا میں اس میں کوئی برائی نہیں دیکھتا کہ برا کہوں اور یہ بات میرے لیے جائز نہیں کہ میں اس کے بارے میں جھوٹی بات کہوں۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کان نے کہا اگر مجھے اس بات کا ڈرنہ ہوتا کہ میں سمٹ کر بند ہو جاؤں تو میں بھی زبان کی طرح لمبا ہو جاتا۔

ایک شخص نے حضرت ثور ابن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے قدری! اے رافضی! تو انہوں نے اس سے فرمایا اگر میں ایسا ہی ہوں جس طرح تم نے مجھے کہا ہے تو میں برا آدمی ہوں اور اگر میں اس کے خلاف ہوں تو میری طرف سے تم بری الذمہ ہو۔

حضرت کھول دمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آدمی کی بردباری اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب اس پر جاہل لوگ مسلط ہو جائیں۔

ایک شخص نے ایک مرتبہ حضرت سالم بن عبد اللہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے میرے شیخ! حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا اے بھائی! میں خیال نہیں کرتا کہ تو نے کوئی (عقل سے) بعید بات کہی ہے۔ ایک روایت میں کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

اے میرے بیٹے! اگر تو کسی کو اپنا بھائی بنانا چاہتا ہے تو اس کو غصہ دلا اگر وہ غصے کی حالت میں تجھ سے انصاف کرے تو اس کے ساتھ بھائی چارہ قائم کر ورنہ اس سے اپنے آپ کو بچا۔

ایک مرتبہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ بردباری کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا تم کس بردباری کی بات کرتے ہو؟ کیونکہ بردباری کی پانچ قسمیں ہیں۔

1- ایک بردباری طبعی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے لیے عطیہ ہے جو اس پر قلم کرتا ہے وہ اس کو معاف کر دیتا ہے جو اس کو محروم کرتا ہے اس کو عطا کرتا ہے اور اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے اگرچہ اس سے قطع تعلق کیا جائے۔

2- اپنے طور پر بردباری اختیار کرنا یعنی بندہ غصے کو ثواب کی امید پر پی جائے جب کہ دل سے اس



بات کو ناپسند کرتا ہو۔

3- مذموم بردباری جو شخص بندے کے خلاف کسی جرم کا مرتکب ہو اس سے بردباری محض دکھاوے کے لیے اختیار کرے یعنی اہل مجلس کو بردباری دکھائے اور دل میں کینہ ہو اور خاموش رہے۔

4- تکبر کے طور پر بردباری یعنی اپنے مخالف کو جواب کے قابل نہ سمجھے۔

5- تواضع اور عاجزی کے ساتھ بردباری جان لو کہ یہ (پانچویں قسم) نفیس ہے

اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## خواب میں دیکھی گئی بات سے نصیحت حاصل کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ لوگ جو کچھ خواب میں دیکھتے ہیں یا ان کو دکھایا جاتا ہے اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اور یہ نہیں کہتے کہ یہ پریشان خیالات ہیں جس طرح آج کل کے بعض خود ساختہ صوفی کرتے ہیں کہ ان خوابوں کی طرف توجہ نہیں دیتے

بلکہ بعض اوقات ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں یہ خواب دیکھنے والے کے لیے ہیں جو اس کو دکھایا گیا ان کے لیے نہیں اور یہ جہالت کی بات ہے کیونکہ خواب، مومن کی وحی ہے جسے الہام والا فرشتہ اس کے پاس لے کر آتا ہے تاکہ اس کو وہ حالت یاد دلائے جس سے بیداری کی حالت میں بے خبر تھا۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی کسی دوسری کتاب میں تجربہ کے حوالے سے بیان کیا کہ اللہ ﷻ نے خواب کے ذریعے مجھے ایسی صورت سے خبردار کیا جس میں کچھ نقائص تھے جن کو میں سمجھ نہ سکا تھا اور جن کو میں نے سمجھ لیا اس میں خواب کا محتاج نہیں بلکہ اس میں شارع ﷺ کی ممانعت اور جس سزا سے ڈرایا گیا وہی کافی ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا تو میں نے کہا اللہ ﷻ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے مجھ سے فرمایا اللہ ﷻ کی قسم میں نے بہت ہولناک مناظر اور سختیاں دیکھیں۔

حضرت ابراہیم تمیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت موسیٰ بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا اللہ ﷻ نے آپ سے کیا سلوک کیا انہوں نے فرمایا میں جب سے فوت ہوا ہوں مجھ سے امراء کا کھانا کھانے کا حساب ہو رہا ہے۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ میں نے حضرت حسن بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے ایک سال بعد دیکھا تو ان سے پوچھا اللہ ﷻ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟

انہوں نے فرمایا میں ایک سوئی کی وجہ سے قید میں ہوں جو میں نے ادھار لے کر واپس نہیں کی تھی۔

میں نے ان سے پوچھا اے بھائی! کس قبر میں روشنی زیادہ ہوتی ہے؟ فرمایا ان لوگوں کی قبروں میں جو دنیا میں زیادہ مصیبتیں برداشت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بعض اوقات ان میں سے کچھ لوگوں کو نیک شخص کے بارے میں برا خواب دکھایا جاتا تا کہ اس کے ذریعے ان میں زیادہ خستی پیدا ہو اور بعض اوقات ان میں سے بعض کو کسی برے آدمی کے بارے میں اچھا خواب دکھایا جاتا تا کہ وہ اس کے ذریعے اپنے درجات میں ترقی کرے۔

جس طرح بعض حضرات نے حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا گویا آپ اہل جہنم میں سے ہیں، فرماتے ہیں میں نے اس کے بعد حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ کو رات بالکل نہیں سوتے دیکھا۔ اور وہ فرماتے تھے جہنم کے خوف نے میری نیند چھین لی ہے۔

ایک شخص نے حضرت علاء بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میں نے گزشتہ رات دیکھا کہ آپ جنت میں ہاتھ اوپر نیچے کرتے ہوئے (یعنی ٹپلتے ہوئے خوش خوش) جا رہے ہیں انہوں نے فرمایا کیا ابلیس کو میرے علاوہ کوئی نہ ملا جس سے وہ مذاق کرتا۔ اور اس کی نظر میں تجھ سے زیادہ حقیر کوئی نہ تھا کہ اس نے تجھے اپنا قاصد بنایا۔

حضرت فرقد نجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ میں صابرین میں سے ہو چکا ہوں تو اسی رات میں نے کسی کو کہتے ہوئے دیکھا کہ تو صبر کرنے والوں میں سے نہیں ہو گا جب تک تیری نگاہ میں تیرے اعمال کم نہ نظر آئیں اور تجھے ان کے رد اور فاسد ہونے کا ڈر نہ ہو۔

حضرت خوشب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میں نے دیکھا گویا آسمان کی طرف سے کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے؟ اے زمین والو! کوچ کرو کوچ کرو تو میں نے حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی کو کوچ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ فرماتے ہیں حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔

حضرت فرقد نجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے ایک منادی کو سنا وہ آسمان کی جانب سے آواز دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے یہودیوں جیسے لوگو! اگر تمہیں عطا کیا جائے تو تم شکر نہیں کرتے اور اگر تمہیں آزمایا جائے تو تم صبر نہیں کرتے اس کے باوجود تمہارا خیال یہ ہے کہ تم نیک لوگوں میں سے ہو تو اپنے رب کے عذاب سے متنبہ رہو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اصحاب نے دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور منادی اعلان کر رہا ہے کہ فلاں بن فلاں کہاں ہے؟ اب لوگوں کا حساب ہو رہا ہے پھر ان کو جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ پھر منادی اعلان کرتا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کہاں ہیں؟ تو ان کو لا کر ان کا حساب کیا گیا پھر انہوں نے نجات پائی اور ان کو جنت میں لے جانے کا حکم دیا گیا۔

راوی کہتے ہیں جب قصہ بیان کرنے والے نے یہ واقعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بیان کیا اور اس بات تک پہنچا کہ عمر کہاں ہیں؟ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو کر گر پڑے وہ شخص آپ کے کان میں آواز دینے لگا اللہ ﷻ کی قسم! میں نے دیکھا کہ آپ نے نجات پائی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (بے ہوشی کی وجہ سے) اس کی بات سن ہی نہ سکے۔

تو اے بھائی! اپنے نفس کا جائزہ لو دوسروں کے مقابلے میں تم خود اس کو بہتر جانتے ہو اور ان لوگوں کی طرف توجہ نہ دو جو کہتے ہیں ہم نے آپ کو گزشتہ رات جنت میں دیکھا ہے ہاں اپنے افعال، احوال اور عقائد کو کتاب وسنت کے مطابق پاؤ تو ٹھیک ہے۔

اے بھائی! اس بات کو جان لو اور دھوکے میں نہ آؤ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## کسی کے لیے دعا میں جلدی نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ جو شخص ان سے اپنے لیے دعا کا مطالبہ کرتا ہے تو وہ اس کے لیے دعا میں جلدی نہیں کرتے مگر یہ کہ معلوم ہو جائے کہ اللہ ﷻ ان سے راضی ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ وہ اپنے اعمال کو قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں اگر ان میں مخالفت دیکھتے ہیں تو ادب کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ پہلے وہ اپنے لیے معافی مانگتے ہیں اس کے بعد جس کے لیے چاہیں دعا مانگتے ہیں۔ یہ وہ خلق ہے جس سے آج کل کے اکثر فخر اعاقل ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حقیقت میں دعا، گناہوں کو چھوڑنے کا نام ہے پس جو شخص گناہوں کو ترک کر دیتا ہے اللہ ﷻ کسی سوال کے بغیر اس کے ساتھ وہ سلوک کرتا ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے۔ حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے بعض آسمانی کتب میں دیکھا کہ اللہ ﷻ فرماتا ہے تم کس طرح مجھے پکارتے ہو جبکہ تمہارے دل مجھ سے پھرے ہوئے ہیں۔

اور اللہ ﷻ نے حضرت عیسیٰ ﷺ کی طرف وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل سے فرمائیں میرے گھروں میں سے کسی گھر میں پاک دلوں اور ڈرنے والے نفوس، جھکنے والی آنکھوں اور بے حیائی سے پاک اعضاء کے بغیر داخل نہ ہوں جو شخص میرے گھر میں داخل ہو اور وہ گناہوں سے لہترا ہوا ہو تو میں اس پر لعنت کرتا ہوں اور میں ان لوگوں کو خبر دیتا ہوں کہ میں تم میں سے کسی ایک کی دعا قبول نہیں کرتا اور جس کے ذمہ لوگوں کے حقوق ہوں یا اس کے پیٹ میں حرام کا ایک لقمہ ہو اس کی دعا بھی قبول نہیں کرتا۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آدمی کا خلوت میں دعا مانگنا لوگوں کی مجلس میں دعا مانگنے سے افضل ہے۔

ایک شخص نے زیاد بن ظہیان رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اللہ ﷻ میں آپ جیسے لوگوں کی کثرت فرمائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا تم نے اللہ ﷻ سے ناحق بات کا سوال کیا اور لوگوں کے لیے سوال کیا کہ وہ برے لوگوں میں سے ہو جائیں۔

ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اللہ ﷻ آپ کی عمر دراز کرے انہوں نے فرمایا اس بات سے فراغت ہو چکی ہے میرے لیے نیکی کا سوال کرو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں جو شخص اپنے بھائی کے لیے لمبی عمر کی دعا کرتا ہے اسے چاہئے کہ دل میں یہ نیت کرے کہ اگر یہ اس کے لیے بہتر ہے یہ اس کی مثال ہے جو اس شخص کے بارے میں مروی ہے جس کے فتنے میں پڑنے کا خوف ہے ورنہ بعض اوقات عمر کا زیادہ ہونا اس شخص کے لئے برا ہوتا ہے جب وہ گناہوں اور اللہ ﷻ کی حکم عدولی وغیرہ میں پڑتا ہے اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

ایک شخص نے حضرت عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اللہ ﷻ سے میرے لیے دعا مانگیں۔ انہوں نے فرمایا اللہ ﷻ کی قسم! مجھے اللہ ﷻ سے حیا آتی ہے کہ میں اللہ ﷻ سے ایسی چیز کا سوال کروں جس سے مجھے خوشی حاصل ہو تو میں کسی دوسرے کے لیے کیسے سوال کروں تم پر افسوس! یہ شفاعت ہے اور شفاعت وہی کر سکتا ہے جو مقررین میں سے ہو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو اس زمانے میں مقام قرب حاصل ہے اسے چاہئے کہ دوسروں کی شفاعت کے لیے جلدی نہ کرے مگر یہ کہ اس کو علم ہو کہ اللہ ﷻ نے اسے (دعا کرنے والے کو) معاف کر دیا اور اس کے پیٹ میں شبہ (کے مال) سے ایک لقمہ بھی نہیں اگر وہ کسی کے لیے سوال کرے اور خود اس سے محفوظ نہ ہو تو اب سوال کرنے کی صورت میں وہ اللہ ﷻ سے انتہائی حیا اور شرمندگی کے مقام پر ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## جتنا زیادہ قرب اتنا زیادہ خوف

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ جب وہ نیکی کرتے ہیں اور اللہ ﷻ ان کو اپنا قرب عطا کرتا ہے تو ان کے خوف میں اضافہ ہو جاتا ہے جس طرح بادشاہوں کے درباروں میں ہوتا ہے اور اللہ ﷻ کے لیے بلند مثال ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو پایا کہ جب ان میں سے کسی کو زیادہ نعمت اور قرب حاصل ہوتا ہے اس وقت ان کا خوف بھی بڑھتا جاتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عام لوگوں کے لیے (اللہ ﷻ کا) خوف اسی قدر کافی ہے کہ جن کاموں سے اللہ ﷻ نے روکا ہے وہ اس سے رک جائیں پھر فرماتے کاش میں بھی ان (عام لوگوں) میں

سے ہوتا۔

حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اپنے قدموں پر تیار ہو کر بیٹھتے جب ان سے اس کی وجہ پوچھی جاتی تو فرماتے مطمئن ہو کر وہ شخص بیٹھتا ہے جو اللہ ﷻ کے عذاب سے بے خوف ہو اور اللہ ﷻ کی قسم میں رات اور دن میں کسی وقت اس بات سے بے خوف نہیں ہوتا کہ آسمان سے آگ اتر کر مجھے جلا دے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ بعض اوقات غافل ہو جانے والوں پر رحم فرماتا ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو یہ لوگ اللہ ﷻ کے خوف سے مر جاتے۔

حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تھا کہ جب ہوا چلتی تو وہ کھڑے ہو جاتے، پھر بیٹھ جاتے، باہر نکلتے، اندر آ جاتے، اپنے پیٹ کے چمڑے کو پکڑتے، گویا وہ عورت ہیں جس کو دروزہ (بچے کی پیدائش کے وقت کی تکلیف) نے پکڑ رکھا ہے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب امید، خوف پر غالب آ جائے تو دل خراب ہو جاتا ہے جس طرح ہمارے جیسے یہ قوف لوگوں کا حال ہے۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ سے ڈرو حتیٰ کہ تمہارے پاس امن آ جائے کیونکہ (خوف) تمہارے لیے اس امید سے زیادہ پسندیدہ ہے جس کے بعد خوف آ جائے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ میں سب سے پہلا آدمی نہ ہو جاؤں جس کو قیامت کے دن چہرے کے بل گھسیٹا جائے گا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ پر خوف اس قدر غالب آ گیا کہ ان کے پیشاب میں خون آتا تھا لوگ ان کے پاس ایک یہودی طبیب کو لائے جب اس نے آپ کے پیٹ کو ہاتھ سے ٹولا تو کہا میں نے خالص دین میں ایسا شخص نہیں دیکھا اور وہ یہودی روتے ہوئے کہنے لگا اس شخص نے اللہ ﷻ کے خوف سے اپنا جگر کاٹ ڈالا ہے اور میرے پاس اس کا علاج نہیں ہے۔

حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر آگ جلا کر کھا جائے کہ جو شخص اپنے آپ کو اس میں ڈالے گا وہ ناجیز ہو جائے گا (ختم ہو جائے گا) اور وہ بڑی آگ (جہنم) میں نہیں جائے گا تو میں اپنے آپ کو اس میں ڈال دیتا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر مجھے جنت اور جہنم کے درمیان کھڑا کر دیں اور مجھے اختیار دیں کہ راکھ بن جاؤں یا مجھے صبر کرنے کی اجازت دیں حتیٰ کہ مجھے اپنا ٹھکانہ معلوم ہو جائے تو میں راکھ بننے کو ترجیح دوں گا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے یہ بات پسند ہے کہ اللہ ﷻ مجھے اپنے سامنے

کھڑا کرے اور فرمائے اے مالک! میں تجھ سے راضی ہو گیا اس کے بعد میں مٹی ہو جاؤں۔

حضرت علی بن بکار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ شدت خوف سے چالیس سال تک اپنے بستر پر شل پڑے رہے آپ کی بیمار پرسی کی جاتی تھی کسی عبادت گزار کو یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا چالیس سال کی کیا حیثیت ہے۔ اللہ ﷻ کی قسم! اگر وہ اپنے سر کے بالوں کے برابر ہزاروں سال اللہ ﷻ کی عبادت کرے تو اس ایک گناہ کے مقابلے میں یہ کم ہوتی جس کا ارتکاب بندہ کرتا ہے۔

حضرت فاطمہ بنت عبد الملک رحمۃ اللہ علیہا فرماتی تھیں میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کسی کو اللہ ﷻ سے ڈرنے والا نہیں دیکھا جب وہ ہمستری کے لیے بیٹھتے تو کانپ جاتے اور ذبح شدہ پرندے کی طرح گر جاتے۔

جب وہ خلافت پر متمکن ہوئے تو ہمیں اور اپنی لونڈیوں کو بلایا اور فرمایا میں ایک ایسے کام کا ذمہ دار ہو گیا ہوں کہ تمہاری بجائے اس میں قیامت کے حساب تک مشغول ہو گیا ہوں پس تم میں سے جو میرے پاس ٹھہرنا چاہے اور مجھ سے کوئی مطالبہ نہ کرے تو وہ ایسا کرے اور جو فراق چاہے وہ الگ ہو جائے پھر اپنے گھر والوں کے قریب جانا ترک کر دیا حتیٰ کہ انتقال فرمایا۔

حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ رات کا اکثر حصہ اپنے ہاتھ سے جسم کے چمڑے کو پکڑتے اس ڈر سے کہ کہیں بدل نہ گیا ہو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی حال تھا۔

حضرت اسحاق بن خلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ڈرنے والا وہ نہیں جو روتا ہے اور اپنی آنکھیں ملتا ہے ڈرنے والا وہ ہے جو اپنے رب کے خوف سے گناہوں کو ترک کر دیتا ہے۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے (اللہ ﷻ سے) ڈرنے والا وہ نہیں جس پر (مثلاً) تلاوت قرآن کے وقت رقت طاری ہو جائے بے شک ڈرنے والا وہ ہے جو کھانا پینا ترک کر دے اور نیند کو طلاق دے دے حتیٰ کہ جان لے کہ اس کا حال کہاں تک پہنچا ہے۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت علی بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ وصال تک سورہ القارعہ کی قرأت سننے پر قادر نہ ہوئے۔ ایک مرتبہ انہوں نے غفلت میں یہ سورت سن لی تو تین دن رات ان کو کچھ یاد نہ رہا۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ یہ اشعار پڑھتے تھے۔

اذا ما الليل اظلم كابدوه      فيسفر عنهم وهم ركوع  
اطار الخوف لومهم فقاموا      واهل الامن في الدنيا هجوع  
(ترجمہ) جب رات تاریک ہوتی ہے تو وہ اس کی مشقت برداشت کرتے ہیں جب صبح ہوتی ہے تو وہ

حالت رکوع میں ہوتے ہیں خوف نے ان کی نیند اڑا دی اور وہ کھڑے ہو گئے اور بے خوف لوگ دنیا میں سوتے رہے۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلو محفوظ رہو گے اور تمام تعزیریں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## کو تا ہی پر غمگین ہونا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے حق میں کو تا ہی ہو تو وہ اس پر بہت غمگین ہوتے ہیں اگرچہ تمام جنوں اور انسانوں کے برابر عبادت کریں وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ انہوں نے اپنے رب ﷻ کا وہ حق ادا کر دیا جو ان کے ذمہ ہے اور اس میں عارف کامل اور مبتدی میں کوئی فرق نہیں۔ بخلاف اس زمانے کے بعض ”خود ساختہ صوفیاء“ کے وہ کہتے ہیں مبتدی کو یہ خوف لاحق ہوتا ہے عارف کو کوئی غم فکر نہیں ہوتا ایسی سوچ جہالت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

جہاں تک اکابر کا تعلق ہے تو وہ مسلسل غم میں رہتے ہیں حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو جاتا ہے لیکن اکابر میں سے جس نے یہ کہا کہ عارف کو کوئی غم نہیں ہوتا تو اسے امور دنیا کے فوت ہونے کے خوف پر محمول کیا جائے گا جہاں تک آخرت کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں ان کا خوف کو ترک کرنا قابل مذمت ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُحِبُّ كُلَّ قَلْبٍ حَزِينٍ

(المصدر: للحاکم للمصنفین کتاب الرقاق جلد 4 صفحہ 315 مطبوعہ محمد امین بیروت)

(ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ ہر غمگین دل کو پسند کرتا ہے۔

یعنی وہ جو آخرت میں سے اپنے حصے کے فوت ہونے پر غمگین ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نیک عمل کو بار آور کرنے کا وسیلہ غم ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دل میں غم نہ ہو تو وہ ویران ہوتا ہے جس طرح گھر

میں کوئی رہائش پذیر نہ ہو تو وہ خراب اور ویران ہوتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! مومن کے لیے دنیا میں غم کے بغیر کوئی

گنجائش نہیں۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے وہ شخص دنیا میں کس طرح غمگین نہیں ہوگا جو ہر گھڑی

مصائب یعنی گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے۔

جب حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آج زمین

سے انتہائی درجہ کا غم اٹھ گیا (یعنی غم میں جلا رہنے والا)

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے تو تم کہتے اللہ ﷻ نے تمام دنیا کے غم ان پر ڈالے ہیں کیونکہ ان کے آنسو ہر وقت بہتے اور اپنے آپ پر روتے رہتے حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مومن سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بھی غمگین نہیں کیونکہ وہ زندگی کے مسائل میں لوگوں کے ساتھ شریک ہوتا ہے اور آخرت کے معاملات کا مزید اہتمام کرتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو جو بھی دیکھتا یہ خیال کرتا کہ ان کی مصیبت کا زمانہ قریب ہے کیونکہ آپ اور آپ کے ساتھی بہت غمگین رہتے تھے۔

حضرت ہرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ مہینہ بھر بلکہ زندگی بھر پریشان رہے جب ان سے اس بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے اس غم کا مجھ سے زیادہ کون حق دار ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ میرا ٹھکانہ کیا ہوگا؟ تو اے بھائی! تم پر غم لازم ہے حتیٰ کہ تجھے دنیوی خواہشات کے سلسلے میں فراغت نہ ملے ورنہ تم دھوکے میں ہو گے۔ اے بھائی! بیدار رہو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## اللہ ﷻ کی رحمت سے دھوکہ نہ کھانا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ اللہ ﷻ کی ذات سے دھوکے میں نہیں ہوتے یعنی ان میں سے کوئی اللہ ﷻ کے معاف کرنے پر اعتماد کر کے اعمالِ صالحہ کو ترک نہیں کرتا بلکہ وہ عبادت میں خوب کوشش کرتے تھے اس کے بعد اللہ ﷻ کے فضل پر اعتماد کرتے اپنے اعمال پر نہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

الْكَفَّيْسُ مَنْ ذَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللَّهِ الْأَمَانِي (مسند احمد بن حنبل، مرویات شداد بن اوس، جلد 4 صفحہ 124 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت) (ترجمہ) سمجھدار آدمی وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کے لیے عمل کرتا ہے اور عاجز وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگاتا ہے اور اللہ ﷻ سے آرزوئیں کرتا ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اللہ ﷻ کے بارے میں دھوکے میں ہونے کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا بندہ گناہوں میں پڑا رہے اور پھر اللہ ﷻ سے مغفرت کی تمنا کرے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بے شک ایک قوم اس دنیا سے اس طرح نکلی کہ ان کے پاس نیکیاں نہیں تھیں کیونکہ مغفرت کی خواہشات نے ان کو بہت زیادہ غافل رکھا اور ان میں سے ایک کہتا اپنے رب کے بارے میں مجھے اچھا لگنا ہے پس میں پرواہ نہیں کرتا کہ میرے اعمال زیادہ ہوں یا کم، اور وہ اس سلسلے میں جھوٹا ہے کیونکہ اپنے رب ﷻ کے بارے میں حقیقتاً حسن ظن ہوتا تو وہ اچھے کام کرتا۔



ارشاد خداوندی ہے:

وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (پہلے سجدہ ۲۳)

(ترجمہ) اور یہ ہے تمہارا گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا اور اس نے تمہیں ہلاک کر دیا اور رہ گئے ہارے ہوؤں میں۔

حضرت میسرہ عابد رحمۃ اللہ علیہ کی پسلیاں زیادہ عبادت کی وجہ سے باہر نکل آئی تھیں اور جب اس سلسلے میں ان سے بات کی جاتی کہ اللہ ﷻ کی رحمت بہت وسیع ہے تو وہ بات کرنے والے کو جھڑک دیتے اور فرماتے یہ بات صحیح ہے اگر اس کی رحمت وسیع نہ ہو تو وہ عبادت کے اندر ہی ہمارے گناہوں (یعنی ریاکاری وغیرہ) پر ہمیں ہلاک کر دیتا تا فرمائی کا معاملہ تو الگ ہے۔

حضرت حذیفہ بن قنادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر کوئی شخص مجھ سے کہے اللہ ﷻ کی قسم! تمہارے اعمال اس شخص کے اعمال کی طرح ہیں جو حساب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا تو میں اس سے کہوں گا تم نے سچ کہا تجھے اپنی قسم کا کفارہ دینے کی ضرورت نہیں۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہاتھ پانچ درم (احناف کے نزدیک دس درم) کی چوری پر کاٹا جاتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ تمہارا سب سے چھوٹا گناہ پانچ درم کی چوری سے زیادہ سچ ہے پس تیرے ہر گناہ کے بدلے آخرت میں تیرا ایک عضو کاٹا جائے گا۔

حضرت حذیفہ مرثی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تجھے یہ خوف نہ ہو کہ اللہ ﷻ تجھے تیری بہترین عبادت پر اس لیے عذاب دے گا کہ اس میں نقص ہوگا تو تو ہلاک ہو گیا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں کہ اللہ ﷻ اس کا ایک گناہ بخش دے گا پس ہم۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے نفس پر زیادہ خوف رکھتا ہے اسے نجات کی سب سے زیادہ امید ہوتی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب یونس علیہ السلام نے یہ خیال کیا کہ اللہ ﷻ ان کی قوم کے خلاف ان کی دعا پر گرفت نہیں کرے گا تو فوری طور پر محلّی کے پیٹ میں بند کرنے کے ذریعے ان کا مواخذہ ہوا۔ تو اے بھائی! تمہ پر شرعی طریقے سے خوف لازم ہے اور تیرے لیے یہ زیادہ بہتر ہے تو ہرگز (مض) نیک اعمال کی وجہ سے بخشش حاصل نہیں کرے گا استغفار کی کثرت اختیار کر اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ﷻ ہے۔

## مصائب اور آزمائشوں پر بہت صبر کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ آزمائشوں اور مصیبتوں پر بہت زیادہ

صبر کرتے ہیں اور جو کچھ اللہ ﷻ نے ان کے مقدر میں لکھا ہے اس پر ناراض نہیں ہوتے اور وہ کہتے ہیں جسے صبر نہ آتا ہو وہ صبر کرنے کی کوشش کرے حدیث شریف میں ہے۔

وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللَّهُ تَعَالَى

(مسند امام احمد بن حنبل، مرویات سعید الخدری، جلد 3 صفحہ 12 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) اور جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے اللہ ﷻ اسے صبر عطا کرتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جو شخص دنیا کے فضول کاموں (ضرورت سے زیادہ) کھانے، سونے اور جماع وغیرہ سے صبر نہ کرے قیامت کے دن فرشتے اسے یہ نہیں کہیں گے۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ

(پ ۱۳ الرعد ۲۳)

(ترجمہ) صبر کرنے کی وجہ سے تم پر سلامتی ہو۔

بلکہ وہ اس دن غم، پریشانی اور خوف میں ہوگا بخلاف اس کے جس کو فرشتے سلام کریں گے وہ امن میں ہوگا اور اس سے پریشانی اور غم زائل ہو جائے گا اور وہ فرحت، سرور اور امن میں ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ط

(پ ۲ البقرہ ۱۷۷)

(ترجمہ) اور سختی و تکلیف میں اور جہاد کے وقت صبر کرنے والے سے

فقر اور بیماری مراد ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہما فرماتے تھے صبر کے ساتھ وہی شخص موصوف ہوتا ہے جو لوگوں کی طرف سے کچھنے والی تکلیف پر صبر کرتا ہے اور پوشیدہ طور پر یا ظاہری طور پر ان کو بدلہ نہیں دیتا حتیٰ کہ ان کے خلاف دعا (بدعا) بھی نہیں کرتا اور اس سلسلے میں اللہ ﷻ کی طرف متوجہ ہوتا ہے نیز سب سے بڑا صبر ان چیزوں سے صبر کرنا ہے جن سے اللہ ﷻ نے روکا اور جن کو کرنے کا حکم دیا (یعنی منہیات سے رکنا اور مامورات پر عمل کرنا)

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ اپنے مومن بندے کو مسلسل آزمائش میں

ڈالتا ہے اور اس پر مصائب کا مسلسل نزول ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ چلتا ہے اور اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

حضرت فتح الموصلی کی زوجہ (رحمۃ اللہ علیہا) ایک مرتبہ پھسل گئیں تو ان کا ناخن ٹوٹ گیا وہ ہنس پڑیں

ان سے پوچھا گیا کیا آپ کو ناخن کی تکلیف نہیں ہوئی انہوں نے فرمایا ہاں (تکلیف ہوئی ہے) لیکن اس کے ثواب نے مجھے تکلیف میں مشغولیت سے غافل کر دیا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر فقر، بیماری اور موت نہ ہوتی تو انسان تکبر کی وجہ سے

اپنا سر نہ جھکاتا اس کے باوجود وہ اللہ ﷻ کی نافرمانیوں میں کود پڑتا ہے۔

حضرت اخف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چچا سے اپنی داڑھ میں تکلیف کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا اے اخف! میں دیکھتا ہوں کہ تو ایک رات میں داڑھ کی تکلیف کی شکایت کرتا ہے اللہ ﷻ کی قسم! مجھے تیس سال سے یہ تکلیف ہے لیکن میرے خیال میں تیرے علاوہ کسی کو اس کا علم نہیں ہوا۔

حضرت سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت موسیٰ ﷺ ایک دن ایک شخص کے پاس سے گزرے جس کے پیٹ کو درد نے پھاڑ دیا تھا اور اس کا گوشت نوج لیا تھا حضرت موسیٰ ﷺ نے اس کو پہچان لیا اور کہا اے میرے رب! یہ تو تیرا اطاعت گزار تھا، میں کیا دیکھ رہا ہوں؟

اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ ﷺ کی طرف وحی بھیجی۔ اے موسیٰ ﷺ اس شخص نے مجھ سے ایسے درجہ کا سوال کیا جس تک یہ اپنے اعمال سے نہ پہنچ سکا تو میں نے اس کو اس میں جلا کیا تاکہ اس درجہ تک پہنچ جائے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص اپنے اوپر نازل ہونے والی مصیبت کی اللہ ﷻ کے غیر سے شکایت کرتا ہے اسے اس شکایت کے بعد جب تک توبہ نہ کرے عبادت میں چاشنی حاصل نہیں ہوتی۔ حضرت وہب بن معہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے حضرت عزیر رضی اللہ عنہ کی طرف وحی فرمائی کہ جب آپ ﷺ پر کوئی مصیبت نازل ہو تو میری مخلوق کے سامنے میری شکایت کرنے سے بچیں اور مجھ سے وہ معاملہ کریں جو میں آپ سے کرتا ہوں جس طرح میں فرشتوں کے سامنے آپ ﷺ کے نامناسب کاموں کی شکایت نہیں کرتا اسی طرح آپ ﷺ کے لیے بھی مناسب نہیں کہ آپ ﷺ میری مخلوق سے شکایت کریں جب آپ ﷺ پر کوئی مصیبت نازل ہو۔ (لوگوں کی تعلیم کے لیے ہے) نبی ﷺ سے ایسا کوئی عمل سرزد نہیں ہوتا جو نامناسب ہو۔

اور مجھے (حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ کو) یہ بات پہنچی ہے کہ جب اللہ ﷻ نے حضرت ایوب رضی اللہ عنہ کا تمام مال ہلاک کر دیا تو آپ ﷺ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور اپنے کپڑے اتار دیئے اور فرمایا اس طرح میں دنیا کی طرف آیا تھا اور اب اسی طرح اس سے نکل رہا ہوں (لباس کے بغیر پیدا ہوا تھا)۔

اللہ ﷻ نے حضرت داؤد رضی اللہ عنہ کی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد رضی اللہ عنہ! مشقت پر صبر کریں اللہ ﷻ کی طرف سے آپ کے پاس مدد آئے گی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر دنیا کسی تکلیف کے بغیر نعمت ہوتی تو یہی جنت ہوتی اور ہم اس سے نخل ہونے کے محتاج نہ ہوتے۔

حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے شکوہ کرنے سے بچو وہ تمہارے دشمن کو خوش کرتا اور تمہارے دوست کو غمگین کرتا ہے۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور صبر کرنے والے بنو فائدہ حاصل کرو گے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## حکم خداوندی کی تعمیل اور قضا پر راضی ہونا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ اللہ ﷻ کے حکم کے سامنے بہت زیادہ سر تسلیم خم کرتے ہیں اور جب ان کی اولاد یا بھائی یا گھر والوں اور رشتہ داروں میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے تو اللہ ﷻ کے فیصلے پر راضی ہوتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام کا بیٹا فوت ہو گیا تو آپ علیہ السلام کو اس پر سخت دکھ ہوا آپ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ علیہ السلام کے نزدیک اس بچے کی کیا حیثیت تھی؟

فرمایا سونے سے بھری ہوئی زمین جسے میں اللہ ﷻ کے راستے میں خرچ کروں تو اللہ ﷻ نے وحی فرمائی کہ آپ علیہ السلام کے لیے اس کی مثل اجر ہے۔

حضرت بکر مرنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے والد کی موت نئی ملکیت کا سبب ہے (وراث ملتی ہے) بھائی کی موت سے بازو ٹوٹ جاتا ہے اور اولاد کی موت دل کا زخم ہے جو کبھی بھرتا نہیں۔

حضرت مورق البکلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ فلاں کی موت پر مجھے اجر ملے گا تو میں اس کی موت کو پسند کروں گا۔

حضرت ابن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے موت کے بعد رونے پینے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اس سے فوت شدہ واپس نہیں آتا۔

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم مصیبت زدہ کو دیکھو کہ اس نے اپنے کپڑے پھاڑ دیئے اور رونا پینا ظاہر کیا اس سے تعزیت نہ کرو وہ گناہ گار ہے پس جو اس سے تعزیت کرے گا وہ گناہ میں اس کا شریک ہوگا۔ بلکہ اس کو اس (عمل) سے روکنا واجب ہے۔

حضرت ابو سعید بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ اپنے کپڑے پھاڑے اور اپنے چہرے پر مارے تو وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے نیزہ لیا اور وہ اپنے رب ﷻ سے لڑ رہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے پہلے دن وہی کام کرنا چاہئے جو پانچویں دن کرنا ہے یعنی مسکرانا اور کھانا وغیرہ (مطلب یہ کہ صبر کرے)

حدیث شریف میں ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

مِنْ سَعَادَةِ الْعَبْدِ رِضَاةُ بِقَضَاءِ اللَّهِ تَعَالَى

(مسند احمد بن حنبل، مرویات سعد بن ابی وقاص علیہ السلام جلد 1 صفحہ 168 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) بندے کی خوش قسمتی میں سے یہ بات بھی ہے کہ اللہ ﷻ کے فیصلے پر راضی رہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے اللہ ﷻ نے لوح محفوظ میں سب سے پہلے جو بات لکھی ہے وہ یہ ہے۔

بے شک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں محمد میرے رسول ہیں جو شخص میرے فیصلے کو تسلیم نہ کرے، میری آزمائش پر صبر نہ کرے اور میری نعمتوں کا شکر ادا نہ کرے وہ اپنے لیے میرے سوا کسی اور کو رب تلاش کرے اور جو میرے فیصلے کو تسلیم کرے میری آزمائش پر صبر کرے اور میری نعمتوں کا شکر ادا کرے میں اس کو صدیق لکھوں گا اور اسے صدیقین کے ساتھ اٹھاؤں گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ایمان کی کوہان (بلندی) رب ﷻ کے سامنے جھکتا ہے۔ حضرت وہب بن منہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی دوسرے کے پاس موجود چیز کو دیکھ کر غمگین ہو یعنی اپنے بھائی کے رزق پر اس سے حسد کرے وہ اپنے رب ﷻ کے فیصلے پر ناراض ہوا۔ اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد علیک السلام اگر تو میرے ارادے کے سامنے سر تسلیم خم کر دے تو میں اس کام میں تجھے کفایت کروں گا جس کا تو ارادہ کرتا ہے اور اگر تو میرے ارادے کے سامنے نہ جھکے تو میں تجھے تیرے ارادے میں تھکاؤں گا پھر وہی کچھ ہوگا جو میں چاہتا ہوں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا آپ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں وہی کچھ چاہتا ہوں جو حق ﷻ چاہتا ہے اگرچہ میرا نفس مان فرمائی کہنا پسند کرتا ہے حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص (اللہ ﷻ کے) فیصلے پر راضی نہیں رہتا اس کی بیوقوفی کا کوئی علاج نہیں۔

حضرت عبدالعزیز بن ابی رزہ اور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جبہ، قبہ پہننے سر کہ اور جو کھانے میں شان نہیں بندے کی شان اپنے رب ﷻ سے راضی رہنے میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے تھے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ایک نبی اللہ ﷻ نے اپنے رب ﷻ کی بارہ گاہ میں اس تکلیف کی شکایت کی جو ان کو پہنچی تو اللہ ﷻ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ آپ ﷻ کب تک میرے ہاں شکایت کرتے رہیں گے میں خالق شکوہ و شکایت نہیں ہوں۔ عالم غیب میں آپ کی شان اسی طرح ظاہر ہوئی پس میرے فیصلے کی اچھائی پر ناراض نہ ہوں کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کی خاطر دنیا کو بدل دوں اور آپ کے سبب سے لوح محفوظ کو بدل دوں اور آپ کے لیے وہ فیصلہ کروں جو آپ چاہتے ہیں اور میں نہیں چاہتا اور وہ کام ہو جو آپ پسند کرتے ہیں وہ نہ ہو جو میں چاہتا ہوں مجھے اپنی عزت کی قسم! اگر یہ بات دوبارہ آپ کے دل میں آئی تو میں آپ سے نبوت چھین لوں گا اور آپ کو جہنم میں ڈال

دوں گا اور میں اس کی پرواہ نہیں کروں گا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں علماء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ معصوم (یعنی انبیاء کرام) سے نبوت چھین لینا صحیح نہیں لہذا جو کچھ یہاں ذکر کیا گیا وہ فرض اور تقدیر کی صورت ہے اور اللہ ﷻ جن باتوں سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے ان کا وقوع ہونا ضروری نہیں۔ اس بات پر غور کرو اور اللہ ﷻ کو خوب جانتا ہے۔

حضرت محمد بن شفیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک مرتبہ میں نے اپنی والدہ کے لیے خربوزہ خریدا لیکن انہیں پسند نہ آیا اور وہ ناراض ہو گئی میں نے کہا امی جان! آپ کس پر ناراض ہیں بیچنے والے پر یا خریدنے والے پر یا اس کے خالق پر؟ اللہ ﷻ کی قسم اس کو پیدا کرنے والا سب سے بہترین خالق ہے اور اسے بیچنے اور خریدنے والے نے آپ کو وہی دیا جو ازل میں آپ کے حصے میں رکھا گیا تھا، فرماتے ہیں (یہ سن کر) میری ماں نے بخشش طلب کی اور توبہ کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے تھے میں اپنی زبان پر انکار رکھوں تو یہ مجھے اس بات سے پسند ہے کہ میں کسی ایسے کام کے بارے میں جو واقع ہوا، یہ کہوں کہ یہ کیوں واقع ہوا۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کا جو بھی فعل ہو بندے پر اپنے رب ﷻ کا شکر واجب ہے کیونکہ وہ حکمت والا جاننے والا ہے اور جہاں تک بندے کے کسب کا تعلق ہے تو اگر وہ مذموم ہے تو اس پر راضی نہ ہونا واجب ہے اور یہ اپنے رب کی تعظیم کے طور پر ہے۔

ایک دفعہ حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں میں شدید زخم ہو گیا ان کے ساتھیوں میں سے ایک نے کہا اللہ ﷻ کی قسم! مجھے اس وجہ سے آپ پر ترس آتا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اے بھائی اگر تو مجھ سے محبت کرتا ہے تو میرے ساتھ اللہ ﷻ کا شکر ادا کر جس نے یہ زخم میری زبان یا میری آنکھ یا میرے کان یا میرے سینے یا میری بغل کے نیچے یا میری شرمگاہ میں پیدا نہیں کیا۔

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کے دانت گر گئے تو انہوں نے کہا اللہ ﷻ کا شکر ہے کہ وہ میری سماعت و بصارت کو نہیں لے گیا۔

حضرت یونس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن انہوں نے حضرت جبرئیل رضی اللہ عنہ سے فرمایا مجھے زمین میں سب سے بڑے عبادت گزار کے بارے میں بتائیے انہوں نے ایک آدمی کے بارے میں بتایا جس کے ہاتھ اور پاؤں کوڑھ کی مرض کی وجہ سے کٹ چکے تھے اور اس کی بینائی، قوت سماعت اور بال بھی ختم ہو چکے تھے حضرت یونس رضی اللہ عنہ اس کے قریب ہوئے اور اس سے سنا وہ کہہ رہا تھا یا اللہ ﷻ! تو نے جس طرح چاہا واپس لے لیا اور میرے لیے اپنے بارے میں خیر کی امید کو باقی رکھا تو یہ تیرا مجھ پر فضل ہے۔

۱۔ جس طرح ارشاد خداوندی ہے ”لنحبطن عملک“ اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے عمل ضائع ہو جائیں گے۔ یہ بات حضور ﷺ کے لیے نہیں بلکہ امت کی تعلیم کے لیے ہے۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مجھے اپنی سیاحت کے دوران ایک شخص کے ساتھ اتفاق ہوا جو کوڑھ کا مریض تھا جس پر سفید داغ تھے اندھا بھی تھا اور پاگل بھی، اور وہ دھوپ میں پڑا ہوا تھا جو میں اس کا گوشت کھا رہی تھیں فرماتے ہیں میں نے اس کا سراٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا۔

جب اسے افاقہ ہوا تو کہنے لگا یہ کون فضول آدمی ہے جو میرے اور میرے رب ﷻ کے درمیان حائل ہے؟ پس مجھے اس کی عزت و جلال کی قسم! اگر وہ میرا ایک ایک عضو کاٹ دے تو اس (فصل) سے اس کی محبت مزید بڑھ جائے گی۔

مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو اندھا تھا، سفید داغ والا، لولہا تھا، کوڑھ کی وجہ سے اس کے دونوں پہلو مارے گئے تھے اور فالج کا شکار تھا اور کوڑھ کی وجہ سے اس کا گوشت جھڑچکا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے قریب ہو کر سنا تو وہ کہہ رہا تھا۔ اللہ ﷻ کا شکر ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے بچایا جس میں اپنی مخلوق میں سے بے شمار لوگوں کو مبتلا کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تجھ سے کون سی مصیبت کو دور رکھا، اس نے آپ سے کہا کہ اللہ ﷻ نے مجھ سے جہالت کو پھیر دیا اور مجھے معرفت کا جوڑا پہنایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا تم نے سچ کہا اپنا ہاتھ آگے کر آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس کی تمام بیماری دور ہو گئی اور وہ لوگوں میں سے خوبصورت ترین چہرے والا ہو گیا اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحبت اختیار کی وہ اللہ ﷻ کی عبادت کرتا تھا حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھالیا گیا۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ پر راضی رہنا اور لوگوں سے رحمت کا سلوک کرنا مرسلین عظام کے اخلاق میں سے ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی رضا پر راضی رہنا دنیا میں زہد اختیار کرنے سے بہتر ہے کیونکہ جو شخص اپنے رب ﷻ سے راضی ہوتا ہے وہ اس سے اوپر کے درجہ کی تمنا نہیں کرتا۔

حضرت سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر اللہ ﷻ مجھے جہنم میں داخل کرے تو میں اس پر راضی ہوں۔

حضرت سلیمان الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کہے اے میرے رب! مجھ سے راضی ہو جاؤ وہ اپنے رب سے راضی نہیں ہے۔

حضرت ابو عبد اللہ الباجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا کے بندے اپنے آقاؤں کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ ﷻ کے بندے اللہ ﷻ کی رضا چاہتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں کو راضی کرنا ایک ایسی منزل ہے جہاں تک رسائی نہیں ہو سکتی۔

تو اے بھائی! ہم نے جس خلق کا ذکر کیا ہے اگر تو اپنے نفس میں صبر کو ملاحظہ کرے تو اپنے رب ﷻ کا شکر ادا کرور نہ اس سے بخشش طلب کر اور تو یہ کر اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## شکر کرنے کے باوجود اسے کم سمجھنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے نفسوں کے بارے میں گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے اپنے رب ﷻ کے شکر سے ایک ذرہ بھی ادا نہیں کیا کیونکہ وہ جس قدر شکر ادا کرتے ہیں ان کی نظر میں وہ سب شکر بھی اللہ ﷻ کے انعام سے ہے اور اللہ ﷻ کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہوں گی اور کوئی شخص ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا (شکر بھی ایک نعمت ہے)۔

حضرت بکر بن عبد اللہ المزنی رحمۃ اللہ فرماتے تھے بندہ جب بھی ”الحمد للہ“ کہتا ہے اس سے اس پر ایک شکر واجب ہو جاتا ہے (کیونکہ الحمد للہ کہنا بھی اللہ ﷻ کا انعام ہے)۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم اللہ ﷻ کا شکر ادا کرتے ہو تو یہ بھی اللہ ﷻ کا انعام اور اس کی نعمت ہے تو حقیقتاً وہاں شکر نہیں ہے۔

شکر یہ ہے کہ تم اس بات کا اعتراف کرو کہ اللہ ﷻ نے تم پر بے شمار انعامات کئے ہیں اور تمہارے لیے اللہ ﷻ کی پوری طرح ثناء ممکن نہیں۔

حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کا شکر ادا کرنا یہ ہے کہ تم اس کی عطا کردہ نعمت میں اس کی نافرمانی نہ کرو تمہارے تمام اعضاء اس کی نعمتوں میں سے ہیں پس تم ان کے ذریعے اس کی نافرمانی نہ کرو۔

حضرت مجاہد اور حضرت کھول رحمہما اللہ دونوں اللہ ﷻ کے اس قول کے بارے میں فرماتے ہیں ارشاد خداوندی ہے۔

ثُمَّ لَعَسَلَنْ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝

(پہلا احوال ۸)

(ترجمہ) پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور ضرور پوچھا جائے گا۔

(فرماتے ہیں) اس سے ٹھنڈا پانی، گھروں کے سائے، پیٹوں کا بھر جانا، اعضاء میں اعتدال اور نیند کی لذت مراد ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے قالوذج (ایک قسم کا حلوہ فالودہ) کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ بڑی بڑی نعمتوں میں سے ہے؟ انہوں نے فرمایا ٹھنڈے میٹھے پانی (یعنی جب شریں ٹھنڈا پانی اعظم نعمت ہے تو قالوذج



تو ہوگا) ہی کی صورت میں اللہ ﷻ کی ہم پر بہت بڑی نعمت ہے (یعنی جب ٹھنڈا پانی نعمت ہے تو فالوؤں ج تو لازماً ہوگا)۔  
حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن ایک بہرے، گونگے اور مصیبت زدہ شخص کے پاس سے گزرے تو ایک شخص نے پوچھا کیا اس شخص پر کوئی نعمت باقی ہے؟ حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں جو کچھ یہ کھاتا اور پیتا ہے اس کا آسانی کے ساتھ حلق سے اترتا اور اس کی آسانی یعنی جب یہ پیشاب کے ذریعے نکل جائے تو یہ ان ظاہری نعمتوں سے بڑی نعمت ہے جو اس سے فوت ہو گئیں (یعنی سننے اور بولنے کی نعمت سے)۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر لوگ کسی آزمائش کو اس سے بڑی آزمائش کے تناظر میں دیکھیں تو بعض آزمائشیں راحت نظر آئیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب کھانا رکھا جاتا تو فرماتے اللہ ﷻ کا شکر ہے جس نے مجھے اس کا خواہش مند بنایا کتنے ہی لوگ ہیں جو اس پر قادر ہیں لیکن ان کو اس کی خواہش نہیں یعنی سخت بیماری اور درد کی وجہ سے (ان کو بھوک نہیں لگتی)۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے جب کوئی پولیس والا گزرتا تو آپ سجدے میں پڑ جاتے اور فرماتے اللہ ﷻ کا شکر ہے جس نے مجھے پولیس والا اور ٹیکس لینے والا نہیں بنایا پھر اپنے ساتھیوں سے فرماتے اگر تم میں سے کسی کے پاس سے کوئی ایسا شخص گزرے جو کسی آزمائش میں ہو اور اس پر اس کو ثواب ملتا ہو تو اپنے رب سے عافیت کا سوال کرتے رہو اور اگر تمہارے پاس سے یہ ظالم لوگ گزریں جو اپنی آزمائش میں گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں تو اللہ ﷻ سے عافیت کا سوال نہیں کرتے۔

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تو رات میں لکھا ہے کہ عافیت ایک پوشیدہ بادشاہت ہے۔  
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جس شخص کی بیوی، مکان، سواری اور خادم ہو وہ بادشاہوں میں سے ہے۔

حضرت جعفر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

(پ ۱۱ لقمان ۲۰)

وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ط

(ترجمہ) اس نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں اٹھیل دیں۔

تو ظاہری نعمتوں سے مراد اسلام، عقیقتی حسن اور تمہارا رزق مراد ہے اور باطنی نعمت سے مراد یہ ہے کہ اس نے لوگوں سے تمہارے عیبوں اور گناہوں کو چھپایا یہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کی ہے۔

حضرت عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے بندوں پر انعام اپنے حسن و کرم کے معیار سے کیا اور ان سے شکر کا مطالبہ ان کے حال کے اندازے پر کیا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، ارشاد خداوندی

(پہلے العادیات ۶)

إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ۝

(ترجمہ) بے شک انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

کے بارے میں فرماتے تھے کہ وہ مصیبتوں کو گنتا ہے اور نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔

حضرت عون بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد خداوندی۔

(پہلے النمل ۸۳)

يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا

(ترجمہ) وہ اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں پھر ان کا انکار کر دیتے ہیں۔

کے بارے میں فرماتے تھے کہ وہ لوگ نعمتوں کو اللہ ﷻ کی طرف سے دیکھتے پھر ان کو مخلوق کی

طرف منسوب کر دیتے اور وہ اللہ ﷻ سے غفلت اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں اگر فلاں نہ ہوتا تو یہ نعمتیں ہم تک نہ پہنچتیں۔

حضرت بشیر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اللہ ﷻ کا شکر اپنی زبان سے ادا کرے اور اس کے

باقی اعضاء شکر نہ کریں اس کا شکر کم ہوتا ہے کیونکہ

آنکھ کا شکر یہ ہے کہ اگر بھلائی دیکھے تو اسے یاد رکھے اور برائی دیکھے تو اس پر پردہ ڈال دے۔

کان کا شکر یہ ہے کہ بھلائی سنے تو اس کو یاد رکھے اور اگر برائی سنے تو اس کو بھول جائے۔

ہاتھوں کا شکر یہ ہے کہ ان کے ساتھ صرف حق کو پکڑے اور حق ہی دے۔

پیٹ کا شکر یہ ہے کہ وہ علم اور بردباری سے بھرا ہوا ہو۔

شرمگاہ کا شکر یہ ہے کہ اس کے ساتھ صرف وہ عمل کرے جو اس کے لیے جائز ہے۔

پاؤں کا شکر یہ ہے کہ ان کے ذریعے صرف نیکی کے کاموں کے لیے جائے جو شخص یہ کام کرے گا

وہ سچے شکر گزار لوگوں میں سے ہوگا۔

تو اے بھائی! اپنے نفس کا جائزہ لو اور دیکھو کیا تم نے اپنے رب کا شکر ادا کیا جس طرح ان لوگوں

نے شکر ادا کیا یا تم نے کوتاہی کی پس اللہ ﷻ سے مغفرت طلب کرو اور تمام تعزیریں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو

تمام جہانوں کا رب ﷻ ہے۔

## تقویٰ اختیار کرنا اور اس کا دعویٰ نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ تقویٰ کے سلسلے میں بہت گہرائی میں

جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی حقیقی متقی ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ بعض اوقات اللہ ﷻ بندے پر ذرے

کے برابر اعمال کو بھی شمار کرتا ہے۔

اور یہ خلق بھی اس زمانے میں ناپید ہے بلکہ اکثر لوگ اپنے نفس کو تکلیف دینے بغیر تقویٰ کا دعویٰ

کرتے ہیں اور صرغ صبح و شام اللہ ﷻ کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں اور اپنے نفس پر کسی قول، فعل، کھانے پینے اور لباس میں اعتراض نہیں کرتے بلکہ حرام پر بے قابو مگر چھ کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں۔

جبکہ اس کے عمامہ اور اس کے شملے کی شکل شیخ کی صورت میں ہوتی ہے اور اس کے اقوال و افعال فاسقوں اور منافقین کی شکل میں ہوتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کوئی شخص تقویٰ کے مقام پر نہیں پہنچتا جب تک اس کے افعال و اقوال دنیا اور آخرت کی شرمندگی سے محفوظ نہ ہوں ایک مرتبہ ان سے ایک شخص نے کہا بندہ تقویٰ کی کوہان (بلندی) تک کب پہنچتا ہے؟

فرمایا جب اپنے دل کے تمام خیالات کو ایک تھال میں رکھ کر بازار میں چکر لگائے اور ان میں سے کسی کی وجہ سے اسے شرمندگی اٹھانا نہ پڑے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایمان ننگا ہے اور اس کا لباس تقویٰ ہے۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے تقویٰ کے ساتھ عمل کم نہیں ہوتا بلکہ وہ مقبول ہوتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تقویٰ دن کو روزہ رکھنے اور رات کو قیام کرنے کا نام نہیں جب اس کے درمیان گناہ کرتا رہے تقویٰ یہ ہے کہ اس چیز کو چھوڑ دے جس کو اللہ ﷻ نے حرام قرار دیا ہے اور جو کچھ اللہ ﷻ نے فرض قرار دیا ہے اس کو ادا کرے جس جو اس سے زائد ہو گا وہ خیر کے ساتھ خیر کا ملنا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے متقی کی علامت یہ ہے کہ (خود کو) گفتگو سے لگام ڈالے جس طرح محرم حالت احرام میں لگام ڈالتا ہے اور متقی اس بات کا محتاج ہے کہ تمام شریعت کا عالم ہو ورنہ تقویٰ سے نکل جائے گا اور اس کو اس بات کا علم دینا چاہیے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کمال تقویٰ میں سے یہ بات ہے کہ بندہ ڈرہ بنا کر (خود کو) اپنے رب ﷻ سے ڈرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تقویٰ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ کائناتوں سے ہے اور راستہ ہے اس پر چلنے والے کو بہت زیادہ صبر کی ضرورت ہوتی ہے۔

اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو یوں پایا کہ وہ اس شخص سے محبت کرتے تھے جو ان میں سے کسی ایک سے کہتا تھا اللہ ﷻ سے ڈرو اور اب یہ کہنے سے دل میں کدورت پیدا ہونے لگی۔

ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے عمر! اللہ ﷻ سے ڈرو تو آپ اللہ ﷻ کی ہیبت سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

ایک شخص نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے کہا تم کس شہر میں میرا ٹھہرنا پسند کرتے ہو؟ انہوں نے اس سے فرمایا تیرے اور کسی شہر کے درمیان کوئی نسبتی رشتہ نہیں بلکہ بہترین شہر وہ ہے جو تمہیں تقویٰ کی ترغیب دے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر ہم میں سے کوئی شخص اپنے رب سے ڈرے تو اس کی زندگی (بظاہر) خوشگوار نہ ہو اور نہ ہی اسے نیند آئے تو اے بھائی! اپنے آپ کو ٹٹو لو کہ کیا تم اللہ ﷻ سے اس طرح ڈرتے ہو۔ جس طرح یہ بزرگ ڈرتے تھے یا تم اپنے اسلاف کے مقابلے میں کوتاہی کر رہے ہو اپنے رب ﷻ سے بخشش طلب کرو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## مسلمان بھائیوں کی پردہ پوشی

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کی بہت زیادہ پردہ پوشی کرتے ہیں اور تقویٰ کے مقام پر اپنے آپ پر بہت زیادہ اعتراض کرتے ہیں وہ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ کسی کے سامنے پردہ ظاہر نہ ہو اور یہ بزرگ اقوال، افعال اور کھانے پینے کے معاملات میں اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے تھے اور جو کام اللہ ﷻ نے حرام کئے ان میں مبتلا ہونے سے اپنے تمام اعضاء بالخصوص زبان، پیٹ، شرمگاہ اور آنکھ کو روکتے تھے۔

ہم (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اس خلق کو اپنی کتاب ”المنہج المبین“ میں تفصیل سے بیان کیا۔

حدیث شریف میں ہے: **إِنَّهُ عَمَّا نَهَاكَ اللَّهُ عَنْهُ تَكُنُّ أَوْزَعَ النَّاسِ**

(ترجمہ) اللہ نے جن کاموں سے روکا ہے ان سے رک جاؤ تمام لوگوں سے زیادہ پرہیزگار ہو گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے اگر تم روزہ رکھتے رہو حتیٰ کہ نانت کی طرح (دبے پتلے) ہو جاؤ اور نماز پڑھتے رہو حتیٰ کہ کبڑے ہو جاؤ تو یہ کام تمہیں نفع نہیں دے گا جب تک تم سچے پرہیزگار نہ بنو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے قیامت کے دن اللہ ﷻ کی بارگاہ میں بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے جو تقویٰ اور زہد والے ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس فقہ میں کوئی خیر نہیں جس میں پرہیزگاری نہ ہو، جیسے اس نماز میں کوئی بھلائی نہیں جس میں خشوع نہ ہو اور اس مال میں کوئی خیر نہیں جس میں سخاوت نہ ہو۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ شبہ سے لکلے، اور قدم قدم پر نفس کا محاسبہ کرے جس کو یہ حالت حاصل نہ ہو وہ متقی نہیں۔

حضرت ابو عبد اللہ انطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے چھوٹی سی بات میں بھی پرہیزگاری کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ اس کو معمولی سمجھنا زیادہ باتوں میں تقویٰ کو چھوڑنے کی سیرمی ہے۔

حضرت ابن سہل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص عمل کے بغیر علم حاصل کرے اس کا پیشوا ابلیس ہے جو حکمرانی تلاش کرے اس کا مقتدا فرعون ہے۔ اور جو پرہیزگاری تلاش کرے اس کے پیشوا انبیاء کرام علیہم السلام اور صوفیاء عظام رحمہم اللہ ہیں۔

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ وہ تقویٰ سیکھتے تھے اور اسے سیکھنے کے لیے تین مہینے یا زیادہ مدت کا سفر کرتے تھے اور آج کے دور میں لوگ اسے سیکھتے ہیں نہ اس پر عمل پیرا ہیں اگرچہ ان کو اس سے خبردار کیا جائے۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ جب کسی چیز میں کچھ شبہ دیکھتے تو اس کو مکمل طور پر چھوڑ دیتے چاہے سارا بیت المال ہی کیوں نہ ہو۔

امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم حرام میں پڑنے کے خوف سے دس میں سے نو حصے چھوڑ دیتے تھے۔

پہلے بزرگوں کا طریقہ تھا کہ اگر ان میں سے کسی کا ایک دینار کسی جگہ رہ گیا پھر ان کو یاد آیا اور وہ وہاں واپس گئے اور اس کو دیکھا تو اسے لیتے نہیں تھے اور فرماتے تھے اس بات کا احتمال ہے کہ یہ کسی اور کا دینار گرا ہوا اور میرا دینار کسی نے اٹھالیا ہو۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو مال غنیمت میں کستوری تقسیم کرتے ہوئے اپنے ناک کو ڈھانپ دیتا ہے کہ اس میں کوئی حرج ہے۔ انہوں نے فرمایا میں اس بارے میں کچھ نہیں کہتا۔

حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ پرہیزگاری کی طرح ہے لیکن میں لفظ کا ادب کرتے ہوئے اسے پرہیزگاری نہیں کہتا۔

حضرت ریاح بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا آپ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ دیکھا ہے اس میں سے کچھ ہمیں بتائیے انہوں نے فرمایا ایک رات حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں کھانے کی دعوت دی اس دوران کہ ہم کھا رہے تھے انہوں نے فرمایا ٹھہر جاؤ اس چراغ میں تیل عام لوگوں کا ہے اس کے ذریعے ان کے دیوان (قائیں) دیکھتا ہوں۔

حضرت طلحہ بن مصرف رحمۃ اللہ علیہ جب دیوار یا کانوں کا مکان (چیمبر) بناتے تو دیوار کو اپنی طرف مائل کر کے بناتے تاکہ تعمیر میں جو گارا استعمال ہو رہا ہے وہ راستے کی طرف نہ گرے۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ وہ اللہ ﷻ کی بزرگی کے پیش نظر جب بھی کسی ایسی چیز کو دیکھتے جو ان کو اچھی لگتی تو ”سبحان اللہ“ کہنے سے پرہیز کرتے۔ (کیونکہ کراہی بلا سبب ہونا چاہئے)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا بچہ جب مال غنیمت میں سے سب لیتا تو اس کے منہ سے سختی کے ساتھ نکال لیتے اور فرماتے میں اللہ ﷻ کے خوف سے اس کو نکالتا ہوں گویا میں اس کو اپنے دل سے نکال رہا ہوں اور ہمیں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ اپنے ایک مقروض کے پاس قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرنے تشریف لے گئے اور اس شخص کے دروازے پر ایک درخت تھا آپ دھوپ میں کھڑے ہو کر مطالبہ کرنے لگے عرض کیا گیا آپ درخت کے سائے میں کھڑے نہیں ہوتے؟ فرمایا نہیں، کیونکہ اس درخت کے مالک پر میرا قرض ہے اور حدیث شریف میں ہے۔

كُلُّ قَرْضٍ جَوْنَفَعًا فَهُوَ رَبًّا

(کنز العمال حدیث 15515 جلد 6 صفحہ 238 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

(ترجمہ) جو قرض نفع کھینچے وہ سود ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رحمۃ اللہ علیہ جب بازاروں میں پھیری والے سے کوئی چیز خریدتے تو اس کو راستے سے ہٹا کر خریدتے آپ چلنے والوں کے لیے رکاوٹ پیدا ہونے کا خوف محسوس فرماتے۔

حضرت قاضی بکار بن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ سے چادر ادھار لی اس میں روٹیاں رکھیں تو آپ کے ساتھیوں میں سے کسی ایک نے راستے میں ان سے گفتگو کرنا شروع کر دی تو آپ اس کے لیے نہ ٹھہرے اس نے کہا آپ مجھ سے گفتگو کیوں نہیں کرتے؟

انہوں نے فرمایا اے بھائی! میں نے یہ چادر روٹیوں کے لیے ادھار لی ہے اس لیے نہیں کہ میں کسی کے ساتھ راستے میں کھڑا ہو جاؤں اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم مجھ سے گفتگو کرو گے تو میں اپنی والدہ سے اس بات کی بھی اجازت لے لیتا۔

حضرت بکر بن عبداللہ المونی رحمۃ اللہ علیہ اس ڈر سے اپنے گھر کا پرنا لہ اپنے گھر کی طرف کرتے تھے سڑک کی طرف نہیں کرتے تھے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

ان کے ہاں بلی مرگئی تو انہوں نے اپنے گھر میں گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا اور کوڑے کے ڈھیر پر نہ پھینکا کہ اس کی بو سے لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کوئی شہہ والی چیز لے کر مکہ مکرمہ کی طرف سفر نہ کرو حرام یا شہہ کا ایک دانق (درم کا چمنا حصہ) واہس کر دینا ایسے پانچ سو حج کرنے سے افضل ہے جن میں شہہ (کمال) ہو۔

حضرت یزید بن درتج رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کے فوت ہونے کے بعد ان کا مال چھوڑ دیا تھا اور فرمایا مجھے ان کی کمائی میں شک ہے کیونکہ وہ دلالوں کے ذریعے خرید و فروخت کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنے غلام کی کمائی سے نہیں کھاتے تھے جب وہ حضور ﷺ پر

درویش شریف پڑھ کر کوئی چیز بیچتا آپ فرماتے تھے تم نے درویش شریف کے ذریعے اپنے سامان کو قابل تعریف بنایا تاکہ لوگ اسے خریدیں۔ اس کام سے بچو، یا تم خریدار سے یہ کہو کہ یہ سستا ہے یا عمدہ ہے بلکہ تم خاموشی کے ساتھ بیچو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ بازار میں داخل ہوئے تاکہ اپنے بچوں کے لیے روٹی خریدیں آپ نے دیکھا کہ روٹی بیچنے والا سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ کا ورد کر رہا ہے اور درویش شریف پڑھ رہا ہے اور روٹی بھی بیچ رہا ہے تو حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے روٹی خریدنے سے انکار کر دیا اور صبح تک بھوکے رہے صبح ایک روٹی بیچنے والے کو دیکھا جب خاموشی سے بیچ رہا تھا (تو اس سے خریدی)۔

آپ سے کہا گیا اے ابوعلی! یہ آسان معاملہ ہے فرمایا تمہارے اس آسان معاملے سے مجھے جہنم میں جانے کا خطرہ ہے۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ چادریں اور لباس بیچا کرتے تھے جس دن بادل ہوتے اس دن آپ نہ بیچتے اور نہ ہی بازاروں کی طرف جاتے اس سلسلے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا بعض اوقات خریدار کو بادلوں کی وجہ سے وہ چیز اچھی نظر آتی ہے حالانکہ اس میں عیب ہوتا ہے۔

حضرت اسمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص فقہاء سے مشتمحات میں رخصت چاہتا ہے تو اس کا علم جہنم کا ایندھن ہے۔<sup>۱</sup>

حضرت ابوعلی النخوری رحمۃ اللہ علیہ نے قمیض خریدی اور اس کو پہن لیا ایک شخص نے ان سے کہا میں نے اس کی پٹری کو خرید لیا تھا اور اس میں ایک درم شبہ کا تھا یہ سن کر حضرت ابوعلی رحمۃ اللہ علیہ پانی میں داخل ہو گئے اور قمیض اتار کر فرمایا کون ہے جو مجھے ایک کپڑا بطور صدقہ دے حتیٰ کہ میں پانی سے نکل جاؤں تو لوگوں نے ان کی طرف کپڑا پھینک دیا۔

تو اے بھائی! اس خلق کو دیکھ اور اپنے نفس کا جائزہ لے اور تقویٰ کے سلسلے میں اپنے بندگوں کی اتباع کر اور نیکی کا دعویٰ چھوڑ دے جب تو نیکی نہیں کر رہا کیونکہ جو شخص پرہیزگار نہ ہو وہ پرہیزگار لوگوں کے نزدیک فاسقوں میں سے ہوتا ہے ان کے مقام سے اس کے لیے کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ﷻ ہے۔

## سکون اور وقار اختیار کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ ان لوگوں میں ٹھہراؤ، سکون اور وقار

۱۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان شبہ والی چیزیں پس جو شخص شبہات سے بچتا ہے وہ اپنی عزت اور دین کو بچا لیتا ہے لہذا شبہ والی چیزوں سے بچنا چاہئے نہ کہ ان کی معلومات حاصل کرنے کو اپنا یا جائے ۱۲ ہزاروی

ہوتا ہے اور وہ گفتگو بہت کم کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کی عقل کامل ہوتی ہے اور ان کو اپنے زمانے کے لوگوں کا تجربہ زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے کلام میں سے یہ بات ہے کہ بندے کا قد بائیس سال کی عمر میں انتہا کو پہنچ جاتا ہے اس کی عقل اٹھائیس سال کی عمر میں انتہا کو پہنچتی ہے اس کے بعد آخر عمر تک تجربہ بات ہوتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ جس شخص کی عقل میں کمی ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کو خراب کرنے والی چیز اصلاح کرنے والی چیز سے زیادہ ہے حدیث شریف میں ہے۔

كَرَمُ الرَّجُلِ دِينُهُ وَمَرْوَةٌ عَقْلُهُ وَحَسْبُهُ خُلُقُهُ

(مسند احمد 2/365۔ حاکم 1/123۔ بیہقی 10/1963۔ بحوالہ تنبیہ المفترین مطبوعہ دار البیضاء)

(ترجمہ) انسان کی عزت، اس کا دین، اس کی مردانگی، اس کی عقل اور اس کا نسب اس کے اخلاق ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مرد تین قسم کے ہوتے ہیں۔

کامل مرد، آدھا مرد، اور نہ ہونے کے برابر مرد (لاشئ)۔

کامل مرد وہ ہے جس کے پاس عقل اور رائے ہو جس سے فائدہ حاصل کیا جاسکے۔

آدھا مرد وہ ہے جو عقلمند لوگوں سے مشورہ کرتا ہے اور پھر ان کی رائے پر عمل کرتا ہے۔

اور جو مرد نہ ہونے کے برابر ہے وہ وہ ہے جو عقل اور رائے سے خالی ہو اور کسی سے مشورہ بھی نہ کرے

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سب سے چالاک جانور آواز سے بے نیاز نہیں ہو

سکتا۔ سب سے عقلمند عورت خاوند سے بے نیاز نہیں ہو سکتی اور سب سے زیادہ عقلمند مرد وہ ہے جو اصحاب رائے سے مشورہ لینے سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جو شخص گفتگو کرنے سے پہلے غور و فکر کرے وہ سب سے زیادہ

عقلمند ہے۔

حضرت مطرف بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے انسان کی عقل اپنے زمانے کے حساب سے ہوتی

ہے۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا گیا کہ عقل کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا ”دل

میں“ پوچھا گیا رحمت کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا ”جگر میں“ پوچھا گیا شفقت کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا ”تلی

میں“ پوچھا گیا نفس کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا ”پھیپھڑے میں“۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص عقل کا دعویٰ کرے اور آخرت کا قصد نہ کرے



وہ جھوٹا ہے۔

حضرت محمد بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آدمی کی عقل پوری نہیں ہوتی حتیٰ کہ اپنے دوست سے بھی ڈرے۔

حضرت ہشام دستواہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی بے عقل قوم کو دیکھنا چاہے وہ ہمیں دیکھ لے (تواضع کے طور پر فرمایا)۔

حضرت زیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے وہ شخص عقلمند نہیں جو کسی کام میں مبتلا ہونے کے بعد اس کے لیے تدبیر کرے عقلمند وہ ہے جو کسی کام سے پہلے اس کے لیے حلیہ و تدبیر اختیار کرے رائے کا خمیرہ ہو جانا اس کے خمیرہ نہ ہونے سے بہتر ہے۔ (کیونکہ رائے کا خمیرہ اس کی روٹی سے بہتر ہے)۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور اپنے پاکیزہ بزرگوں کی اتباع کرو آرام پاؤ گے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہالوں کا رب ہے۔

## زیادہ خاموش رہنا اور حکمت بھری گفتگو کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ زیادہ خاموش رہتے ہیں اور طالب کی آسانی کے لیے حکمت بھری گفتگو کرتے ہیں اس کی مثال حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

أَعْطَيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَأَخْتَصِرَ لِي الْكَلَامَ اخْتِصَارًا

(ترجمہ) کلام کا پہلا حصہ اعطیہ جوامع الکلم۔ مجھے جامع کلمات دیئے گئے اور میرے کلام کو بہت مختصر کیا گیا۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 412 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

حضرت ابوالحسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حکمت چار خصلتوں سے حرکت میں آتی ہے گناہوں سے ندامت، موت کے لیے تیاری، پیٹ کا خالی ہونا اور دنیا سے بے رغبتی اور لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ عبادت میں مشغول ہوئے تو ان کو حکمت کی وراثت ملی اور ہم علم لکھنے میں مصروف ہوئے تو ہمیں جھگڑے ملے (مناظرات وغیرہ مراد ہیں)۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حکمت آسمان سے اترتی ہے پس یہ اس دل پر نہیں اترتی جس میں چار خصلتیں ہوں۔ (1) دنیا کی طرف میلان، (2) کل آنے والے دن کے لیے پریشان ہونا۔ (3) اپنے (مسلمان) بھائی سے حسد کرنا، (4) لوگوں پر شرف حاصل کرنے کی خواہش کرنا پس جس شخص میں ان میں سے کوئی خصلت پائی جائے اس کے دل میں حکمت داخل نہیں ہوتی۔

1۔ کیونکہ جب تک آپ کا خمیرہ کی شکل میں ہے تو اس سے کوئی بھی چیز تیار ہو سکتی ہے لیکن جب روٹی بن گئی تو اب دوسری صورتیں جاتیں رہیں۔ اس طرح کسی کام سے پہلے سوچنا ہے کیونکہ کام ہو جانے کے بعد سوچنا بلا فائدہ ہے۔ علامہ جلال رضا

ان لوگوں کی حکمت بھری باتوں میں سے حضرت حاتم اسم رحمۃ اللہ کا یہ قول بھی ہے فرماتے ہیں:

لَا تَنْظُرَ إِلَى مَنْ قَالَ وَانظُرْ إِلَى مَا قَالَ

(ترجمہ) اس بات کو نہ دیکھ کہ کس نے کہا یہ دیکھ کہ کیا کہا

اور حکمت حاصل کرو جہاں سے پاؤ کیونکہ یہ مومن کی گمشدہ میراث ہے جب اس کو پاؤ تو قید کر لو  
(یاد کر لو) پھر دوسری گمشدہ کے پیچھے پڑو (تلاش کرو)

ان اقوال حکمت میں سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی ہے جو شخص اپنی قدر سے کم پر  
راضی ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کی انتہا سے بھی اوپر لے جاتا ہے

حکمت اختیار کرو یہ انسان کو بادشاہوں کی مجالس میں بٹھاتی ہے۔

ان حکمت بھری باتوں میں سے حضرت ائم بن مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی ہے کہ  
لوگوں سے دور دور رہنا دشمنی پیدا کرتا ہے اور ان کے ساتھ کھل مل جانا بری صحبت کو کھینچتا ہے پس  
دور رہنے والے اور بہت قریب ہونے والے کے درمیان میں رہو۔

حکمت بھرے اقوال میں سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ بہت حسد کرنے والے  
اور بہت کینہ پروردنیا میں بہت کم آرام پاتے ہیں۔

ایک شخص نے حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے احنف! میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی آنکھ  
میں کچھ خرابی ہے تو آپ کی قوم نے آپ کو اپنا سردار کیسے تسلیم کر لیا؟  
انہوں نے فرمایا اس لیے کہ میں صرف بامقصد کاموں میں مشغول ہوتا ہوں جس طرح تو بے  
مقصد کاموں میں مشغول ہے۔

سوال: اگر کہا جائے بے مقصد کام کے سلسلے میں ضابطہ کیا ہے؟

جواب: اس کا ضابطہ یہ ہے کہ جو کام کسی دینی یا دنیوی مقصد کیلئے نہ ہو وہ لایعنی ہوتا ہے (بے مقصد  
ہوتا ہے، فضول ہوتا ہے)۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا بندے سے علم، حلم (بردباری) اور حکمت کب  
رخصت ہوتی ہے؟ فرمایا جب ان تینوں باتوں میں سے کسی ایک کے ذریعے دنیا طلب کرے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے جب دنیا دار لوگ تمہاری مذمت کریں یا تمہاری تعریف کریں تو ا  
خراقات میں شمار کر کیونکہ ان کی بصیرت کی آنکھیں بے نور ہو چکی ہیں۔

اور جان لو کہ آدمی کا مال کمانا جو دنیا سے بے رغبتی کی طرف لے جائے اس زہد سے بہتر ہے جو مال  
کمانے کی طرف لے جائے۔

اور آپ یہ بھی فرماتے تھے مریدین کی خلوت شیطانوں کا غم ہے اور لوگوں کو دکھانا ریاکاروں کی خوشی ہے۔

اور آپ یہ بھی فرماتے تھے جو شخص تیرے گناہوں کو تمھ سے چھپائے اور تجھے ذلیل و رسوا نہ کرے وہ تمام مخلوق سے زیادہ تمہارے قریب ہے کیونکہ تم اپنے اور اللہ ﷻ کے درمیان ایک ہزار گناہ کرتے ہو تو وہ ان پر پردہ ڈالتا ہے اور اگر لوگ تمہارے ایک عیب پر مطلع ہوں تو وہ تمہیں بندوں کے درمیان رسوا کر دیں۔ ان ہی حکمت بھرے اقوال میں سے حضرت ابو محمد رذا ماری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی ہے کہ جب تم مال جمع کرو تو تم وکیل ہو اور جب تم خرچ کرو تو تم پہنچانے والے ہو۔ پس وکیل خیانت نہیں کرتا اور نمائندہ احسان نہیں جتاتا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں وکیل کا خیانت نہ کرنا یہ ہے کہ وہ بخل کی وجہ سے کسی سے مال نہ روکے بلکہ اس طرح خرچ کرے جس طرح اللہ ﷻ نے اس کو حکم دیا اور کسی حکمت کے تحت منع کرے۔ بس طرح اللہ ﷻ نے منع کیا اور قاصد کا احسان نہ کرنا یہ ہے کہ وہ دینے والے کا فضل سمجھے اور دینے میں اپنی فضیلت نہ سمجھے ہاں اللہ ﷻ کا شکر ادا کرنے کے طریقے پر ہو۔ واللہ اعلم۔

ان اقوال حکمت میں سے حضرت ابو معاویہ اسود رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی ہے کہ جو شخص اللہ ﷻ سے زیادہ بھلائی طلب کرتا ہے وہ رات کو سوتا ہے نہ دن کو قیلولہ کرتا ہے۔

ان کا یہ قول بھی ہے کہ جو شخص کمینے لوگوں سے فضیلت طلب کرتا ہے جب اس کی توہین کی جائے تو وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرنے۔

اقوال حکمت میں سے ہمارے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے سب سے بڑا ظالم وہ شخص ہے جو اس کے لیے تواضع کرے جو اس کی عزت نہیں کرتا اور اس کی محبت میں رغبت رکھے جو اس کو نفع نہیں پہنچاتا اور اس کی طرف سے تعریف قبول کرے جس کو وہ پہنچاتا نہیں۔

ان ہی کا ایک حکمت بھرا قول یہ ہے کہ جو شخص تیرے لیے چٹلی کھاتا ہے وہ تیری چٹلی بھی کھا سکتا ہے اور جو (دوسروں کی بات) تم تک پہنچاتا ہے وہ تیری بات بھی پہنچا سکتا ہے اور جس شخص کو تو راضی کرے گا وہ تیرے بارے میں وہ بات (تعریفی کلمات) کہے گا جو تمھ میں نہیں اسی طرح جب تو اسے غصہ دلاتے گا تو وہ تیرے بارے میں وہ (نقائص) بیان کرے گا جو تمھ میں نہیں ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ آدمی جب نکاح کر لیتا ہے تو وہ سمندر میں سوار ہو جاتا ہے اور اگر اس کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو اس کی سواری ٹوٹ جاتی ہے (یعنی شادی کرنا ایسے ہے جیسے سمندری سفر کیونکہ اس میں خطرات ہوتے ہیں اور اولاد ہونا ایسے ہے جیسے کہ کشتی بھی ٹوٹ گئی اور مشکلات آئیں)۔

اور ان کا یہ قول بھی ہے مردانگی والے لوگوں کے لیے دنیا میں آرام صحیح نہیں یہ لوگ ہر وقت تھکے رہتے ہیں (مخت کرتے ہیں)۔

آپ نے یہ بھی فرمایا جب تمہارا (مسلمان) بھائی کسی منصب پر فائز ہو جائے تو اس سے اس محبت کے دسویں حصے پر راضی ہو جا جو اس سے پہلے تجھ سے تھی۔

ابو امامہ رحمۃ اللہ علیہ کا حکمت بھرا قول ہے جو شخص بلا سبب لوگوں کو اذیت پہنچائے اس ذلت پر صبر کرنا چاہئے۔

ان ہی کا قول ہے کہ جو شخص برے سلوک پر صبر کرتا ہے وہ احسان کے لیے جگہ بناتا ہے۔ نیز فرمایا جو شخص اپنی زندگی میں تجھ سے نیکی نہ کرے اس کی وفات پر تیری آنکھیں نہیں روئیں گی۔

ان کا یہ قول بھی ہے کہ جب چرواہا بھیڑیے کے عمل پر راضی ہو جائے تو کتا کسی اجنبی پر نہیں بھونکتا ان کا ایک حکمت بھرا قول یہ ہے خوب ناز و نعمت میں رہنا کسب معاش کو برباد کرتا ہے اور معزز لوگ ہمیشہ حاشیہ نشینوں کی جانب سے آزمائش میں مبتلا رہے۔

حکمت بھرے اقوال میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی ہے کہ یا اللہ ﷻ! مجھ پر دنیا کو وسیع کر دے اور اس میں مجھے زہد عطا فرما اور اس کی کمی کر کے مجھے رغبت نہ دینا۔

وہ فرماتے ہیں یا اللہ ﷻ! مجھے آج اس میں مشغول کر دے جس کے بارے میں کل مجھ سے سوال کیا جائے گا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ تواضع خیس انسان کو بلندی عطا کرتی ہے اور تکبر نفس آدمی کو ذلیل کرتا ہے اور جو شخص حکومت طلب کرتا ہے وہ اس کو تھکا دیتی ہے اور جو اس سے بھاگتا ہے وہ اس کے پیچھے آتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں اولاد کی کثرت پر خوش نہ ہو یہ مال کے لیے کیڑا اور مردوں کے لیے شرمندگی کا باعث ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا حکمت بھرا قول ہے کہ جو شخص زیادہ جھڑکتا ہے اس کے دوست کم ہوتے ہیں اور جو کسی فاجر کو کچھ عطا کرتا ہے وہ گناہ پر اس کی مدد کرتا ہے جو کسی کینے سے مانگتا ہے وہ اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے جو شخص کسی بے عمل سے عمل حاصل کرتا ہے اس کی جہالت بڑھتی ہے جو کسی بیوقوف کو تعلیم دیتا ہے وہ کسی فائدہ کے بغیر اپنی زندگی کو ضائع کر رہا ہے اور جو ناشکرے آدمی کے ساتھ نیکی کرتا ہے وہ نعمت کو ضائع کرتا ہے۔

ان اقوال میں سے حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی ہے کہ حرام کاموں سے روکنے میں رب کی رضا ہے اور معیبتوں کے نزول کے وقت صبر کے حقائق ظاہر ہوتے ہیں، دیر تک غائب رہنے

سے بھائیوں کی خیر خواہی حاصل ہوتی ہے، ادب کے ذریعے علم کی سمجھ حاصل ہوتی ہے، طمع کو چھوڑنے سے بھائی چارہ ثابت ہوتا ہے، اچھی نیت سے نیک لوگوں کی صحبت ہمیشہ حاصل رہتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جس شخص کی قید (جھکڑی) قرآن مجید ہو (یعنی جو قرآن مجید کی تلاوت و تدبر میں پھنستا ہے) اس کی رہائی موت ہے۔ (یعنی مرتے دم تک قرآن مجید سے رابطہ رہے) جس کو عبادت رنجیدہ کرے اسے کامیاب زندگی عطا کرتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی ہے کہ جو شخص بردباری اختیار کرتا ہے وہ اپنے ہم عصر لوگوں پر سرداری حاصل کرتا ہے اور جو اپنے غصہ کو بروئے کار لاتا ہے وہ اپنی ذلت کے سمندر میں غوطہ زن ہوتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں باہم مل کر رہنے سے جو تنگی خاطر پیدا ہوتی ہے وہ جدائی کی صاف دلی سے بہتر ہے۔ جب قریبی شخص دشمن ہو تو وہ بعید ہوتا ہے اور جب دور والا محبت کرنے والا ہو تو وہ قریب ہوتا ہے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا حکمت بھرا قول ہے کہ جب نوافل، فرائض میں خلل کا باعث ہوں تو نوافل کو چھوڑ دو۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہی قول ہے کہ جو اچھی چیز کو اچھا نہیں سمجھتا وہ قبیح چیز کو قبیح نہیں سمجھتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اختلاف کی صورت میں الفت و محبت نہیں ہوتی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں جو تکلیف اور سزا ملی وہ نعمتوں کی وجہ سے نہیں ملی بلکہ ان پر شکر کم کرنے کی وجہ سے ملی، جس طرح ہمیں عمل کی قلت نہیں ملی ہمیں اس میں سچائی کم ملی، جس طرح ہمیں گناہوں کی کثرت نہیں دی گئی ہمیں قلت حیا ملی، جس طرح ہمیں استغفار کی قلت نہیں دی گئی وفا کی قلت حاصل ہوئی، گناہوں کی طرف بلا سزا پائے ہم لوٹ گئے اور اگر فوراً سزا ملتی تو سارے گناہوں سے یک لخت رک جاتے۔

تو اے بھائی اس بات کو جان لے اور اپنے اندر کو دنیا کی محبت اور اس کی خواہشات سے پاک کر دے اللہ ﷻ کا ذکر زیادہ کر جب تیرا اندر روشن اور صاف ہو جائے گا اللہ ﷻ تیری زبان پر حکمت بھری باتیں جاری کر دے گا اور تو اپنے زمانے کا دانا ہو جائے گا لیکن دنیا کی محبت کے ساتھ یہ چیز تجھ سے دور رہے گی اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## کسی مسلمان سے حسد نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ کسی مسلمان سے حسد نہیں کرتے اور ہر مسلمان کو شرعی طریقے سے نصیحت کرتے ہیں اسی لیے وہ لوگوں کے سردار ہیں اگر وہ کسی سے حسد یا بغض رکھتے تو ان کو سیادت حاصل نہ ہوتی۔ اور بادشاہ ان کے قدموں کو بوسہ نہ دیتے اور اے بھائی! اگر تو بھی یہ چیز طلب کرتا ہے اور ایسا ہونا چاہتا ہے تو پورے اخلاص کے ساتھ ان کے طریقے پر چل ورنہ اللہ ﷻ بعض

اوقات جعل ساز آدمی کے کاموں پر لوگوں کو مطلع کر دیتا ہے پس اس کا کام اسے راحت نہیں پہنچاتا۔  
 میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے شیخ سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے جو شخص  
 خالص اللہ ﷻ کے لیے عمل کرتا ہے اللہ ﷻ لوگوں کے دلوں کو اس کی محبت کے لیے خالص کر دیتا ہے لیکن جو  
 شخص اپنے دین میں دھوکہ بازی کرے اللہ ﷻ اپنے بعض اولیاء کرام رحمہم اللہ کو اس کے باطن پر مطلع کر دیتا  
 ہے پس ان میں سے کسی کا دل اس کی محبت کے لیے خالص نہیں ہوتا۔ حدیث شریف میں ہے:

إِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ

(الترغیب والترہیب کتاب الادب، جلد 3 صفحہ 547 مطبوعہ المعطوفی البابی حلبی مصر)

(ترجمہ) بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو جلا دیتی ہے اور جب  
 بندے کی نیکیاں فنا ہو جاتی ہیں تو اس کی سیادت بھی چلی جاتی ہے

کیونکہ وہ یا تو برائیوں والا ہو جاتا ہے یا اس کا معاملہ موقوف ہو جاتا ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ  
 سیادت و تعظیم اس شخص کے لیے ہے جو اچھے اعمال اور اچھے اخلاق میں لوگوں پر فوقیت رکھتا ہو۔  
 حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی حاسد کو آرام اور کسی بد اخلاق کو سیادت نہیں مل  
 سکتی۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جس شخص کو بھی نعمتیں حاصل ہیں ان نعمتوں پر  
 اس کے حاسد ہوتے ہیں۔

حضرت فرقد سخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حسد کو ترک کرنے کا علاج دنیا میں زہد اختیار کرنا ہے اور  
 جس شخص کو دنیا سے رغبت ہو حسد اس کو لازم ہے چاہے یا نہ چاہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حسد سے فہم ختم ہو جاتا ہے جو شخص فہم میں عمدگی چاہتا  
 ہے وہ کسی سے حسد نہیں کرتا اور میں بعض اوقات نئے کپڑے اس خوف سے نہیں پہنتا کہ میرے پڑوسی یا کسی  
 دوسرے کے دل میں حسد انگڑائی لے گا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے محسود (جس پر حسد کیا گیا) کے پاس جو نعمت ہے اس کی وجہ  
 سے وہ اس شخص سے بہتر ہے جس کے پاس نعمت نہیں جس پر حسد کیا جائے پس اس کو اس نعمت پر اللہ ﷻ کا  
 شکر ادا کرنا چاہئے اور حاسدین کو معذور سمجھے۔

حضرت وہب بن منہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حسد سے بچو یہ پہلا گناہ ہے جس کے ذریعے آسمان  
 میں اللہ ﷻ کی نافرمانی کی گئی (شیطان نے آدم علیہ السلام پر حسد کیا اور اللہ ﷻ کے حکم پر سجدہ نہ کیا ۱۲ ہزاروی) اور یہی پہلا گناہ  
 ہے جس کے ذریعے زمین پر اللہ ﷻ کی نافرمانی کی گئی (غالباً ہابیل قاتل کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے)۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم چاہتے ہو کہ اس شخص کے شر سے بچ جاؤ جو تم سے حسد کرتا ہے تو اپنے کاموں کو اس سے پوشیدہ رکھو۔

حضرت مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے صوفیاء کرام رحمہم اللہ نے اپنے مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کو ان پر شفقت کے پیش نظر ترجیح دی اور آج کل کسی کو نصیحت کرنا دشمنی کی طرح ہے اور میں نے جس کو نصیحت کی وہ میرا عیب تلاش کرنے لگا اور میری نصیحت پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے کسی شخص سے اس کے دین یا دنیا کے حوالے سے حسد نہیں کیا اور یہ اللہ تعالیٰ کی مجھ پر بہت بڑی نعمت ہے۔

حضرت ابو ایوب السخّیانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے (مسلمان) بھائیوں کو سب نصیحت کرنے والوں سے زیادہ نصیحت کرتے تھے کیونکہ ان کو ان لوگوں کے دین میں نقصان کا خوف تھا وہ فرماتے تھے میں ان لوگوں پر رحم کرتا ہوں جو نافرمان اور اپنے رب سے غافل ہیں اور جب مسلمانوں پر کوئی پریشانی یا مصیبت نازل ہوتی تو اس وجہ سے وہ بیمار ہو جاتے اور جس طرح بیماروں کی بیمار پرسی کی جاتی ہے ان کی عیادت بھی کی جاتی اور جب وہ غم دور ہو جاتا تو آپ اسی وقت ٹھیک ہو جاتے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں جس شخص کے لیے یہ مقام صحیح ہو جائے اس کو کسی طبیب سے علاج کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ یہ ان کے بس کی بات نہیں واللہ اعلم۔

عبدالملک بن مروان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن حجاج بن یوسف سے کہا اے حجاج! ہر شخص اپنے عیبوں کو جانتا ہے قریب نہیں کہ ان میں سے کوئی چیز اس پر پوشیدہ ہو اے حجاج! تو اپنے عیب مجھے بتا، حجاج نے کہا اے امیر المؤمنین! مجھے اس سے معاف رکھیں۔

عبدالملک نے کہا میں تمہیں قسم دیتا ہوں تجھے ضرور بتانا ہوگا حجاج نے کہا میرا عیب یہ ہے کہ میں سخت جھگڑاؤں، بہت زیادہ حاسد اور بہت زیادہ کینہ پرور ہوں۔ عبدالملک نے اس سے کہا اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے جو کچھ تم نے کہا اس سے زیادہ شر تو شیطان میں بھی نہیں۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں قراء (اور علماء) کی شہادت دوسرے لوگوں کے خلاف جائز قرار دیتا ہوں لیکن ان کی آپس میں شہادت کو جائز قرار نہیں دیتا کیونکہ یہ لوگ حسد کرنے والے ہیں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرح فرماتے تھے۔

حضرت اوس بن خارجہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تم لوگوں کا سردار کون ہے؟ انہوں نے فرمایا حاتم طائی رحمۃ اللہ علیہ پوچھا گیا ان کے مقابلے میں آپ کا مقام کیا ہے؟ فرمایا میں ان کا خادم بھی نہیں بن سکتا۔

حضرت حاتم طائی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تم لوگوں کی قیادت کس کے پاس ہے کہا حضرت اوس بن خارجہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس، پوچھا گیا ان کے مقابلے میں آپ کا کیا مقام ہے؟ کہا میں ان کا غلام بننے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتا۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اس معاملے میں ہمارے فقہاء (علماء) کہاں ہیں؟ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن کسی قبیلہ کے ایک شخص سے پوچھا اے فلاں! تمہارا سردار کون ہے اس نے کہا اے امیر المومنین! میں ہوں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم نے جھوٹ کہا اگر تم سردار ہوتے تو یہ بات نہ کہتے۔

حضرت ابن سناک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حاسد کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ وہ طمع کی وجہ سے تمہارے قریب ہوگا اور اس کی بری طبیعت اسے تجھ سے دور کر دے گی اور لوگوں میں سے سب سے بڑا حاسد قریبی لوگ اور پڑوسی ہوتے ہیں کیونکہ وہ اس نعمت کو دیکھتے ہیں جس کی وجہ سے حسد کرتے ہیں بخلاف دور والوں کے۔

اسی لیے امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ قرابت دار لوگوں کو کہہ وہ ایک دوسرے کی ملاقات کریں لیکن پڑوسی نہ بنیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا جان لو! اگر تم لوگوں کو نصیحت کرو حتیٰ کہ وہ دین میں تمہارے جیسے ہو جائیں تب بھی تم نے نصیحت کا حق ادا نہیں کیا اور تم کس طرح ان کی نصیحت کا حق ادا کر سکتے ہو جب کہ وہ تمہارے حال تک نہیں پہنچے۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تمہارے اندر کوئی ایسی خصلت ہے جس سے تیرا دشمن ڈرتا ہے تو تیرے اندر بھلائی نہیں۔ تو کیسے ہوگی (بھلائی)؟ جب تمہارے اندر ایسی خصلت ہو جس سے تمہارا دوست خوف محسوس کرے اور جان لو! جو شخص دوسروں کی برائیوں کے پیچھے پڑتا ہے وہ اپنے نفس کو ہلاکت کے لیے پیش کرتا ہے اور جس سے لوگ محفوظ رہیں وہ بھی لوگوں سے محفوظ رہتا ہے اور جو لوگوں کی چغلی کھاتا ہے وہ دنیا اور دین میں محتاج ہو جاتا ہے اور شیطان کے خادموں میں سے ہو جاتا ہے۔

تو اے بھائی! اپنے نفس کا جائزہ لو اور دیکھو کیا تم اپنے مسلمان بھائیوں سے ان نعمتوں پر حسد کرنے سے محفوظ ہو جو اللہ ﷻ نے ان کو عطا کی ہیں اور کیا تم نے حکم خداوندی کے مطابق ان کو نصیحت کی ہے یا تم اس کے خلاف چل رہے ہو۔

اللہ ﷻ سے بخشش کا سوال کرو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## زیادہ بھوکا رہنا اور سیر ہو کر نہ کھانا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ زیادہ بھوکے رہتے ہیں اور سیر ہو کر



نہیں کھاتے تاکہ وہ زیادہ خاموش رہیں اور زیادہ کلام اور فضول باتوں سے محفوظ رہیں جس طرح باعمل علماء کی شان ہے کیونکہ جو شخص سیر ہو کر کھاتا ہے وہ لازماً بے مقصد گفتگو زیادہ کرتا ہے۔

حضرت محمد راحمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے پیٹ میں ضرورت سے زیادہ کھانا داخل کرتا ہے وہ اپنی زبان سے فضول کلام نکالتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں کا تیر پھینکنا زبان کے ذریعے اذیت پہنچانے سے زیادہ آسان ہے کیونکہ زبان خطا نہیں کرتی اور اگر وہ (تیر) تجھ سے نکل جائے تو وہ تیرا مالک ہو جاتا ہے تو اس کا مالک نہیں ہوتا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ میرے لیے کس چیز کا زیادہ خوف محسوس فرماتے ہیں آپ نے اپنی مبارک زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس کا (یعنی زبان کا خطرہ زیادہ ہے)۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص غور و فکر کرتا ہے وہ تمام اہل مجلس سے زیادہ شرف والا ہوتا ہے اور سب سے زیادہ ہیبت اس کی ہوتی ہے جو زیادہ خاموش رہتا ہے کیونکہ خاموشی عالم کے لیے زینت اور جاہل کے لیے پردہ ہے۔

حضرت وہب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عافیت کے دس اجزاء ہیں ان میں سے نو خاموشی اور ایک لوگوں سے دور رہنے میں ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ منصور بن معتمر رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک نماز عشاء کے بعد کوئی لغو کلام نہیں کیا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے انسان پر تعجب ہے! اس کے دو فرشتے اس کے دانتوں پر ہیں، اس کی زبان ان کا قلم ہے، اس کا تھوک ان کی سیاہی ہے اور یہ اس کے درمیان بے مقصد گفتگو کرتا ہے۔ حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے پہلے بیس سال تک دنیا داری سے متعلق گفتگو نہیں کی۔

حضرت حسان بن سنان رحمۃ اللہ علیہ کے منہ سے ایک لغوبات نکل گئی تو انہوں نے اپنے نفس کو ایک سال روزہ رکھنے کی سزا دی۔

حضرت حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ جب کوئی بے مقصد بات کر لیتے تو اس کے بعد پڑھتے ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ پھر فرماتے ہمارے بزرگ کسی مجلس میں دنیوی کلام کو ناپسند کرتے تھے جب تک اس میں بھلائی کا کلمہ شامل نہ ہو۔

حضرت مورق عجمی رحمۃ اللہ علیہ بیس سال تک خاموش رہنا سیکھتے رہے (تجربہ کرتے رہے) حتیٰ کہ یہ

بات پوری ہوگئی۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندہ بے مقصد گفتگو کرتا ہے تو اللہ ﷻ کی طرف سے اس کے لیے ذلت کا سامان ہوتا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آدمی کا بے مقصد گفتگو کرنا دل کو سخت اور بدن کو کمزور کر دیتا ہے نیز اس پر اسباب رزق تنگ ہو جاتے ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے زبان کے ذریعے سر کی حفاظت کی جاتی ہے۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ بہت کم گفتگو کرتے تھے اور اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے دیکھو تم اپنے نامہ اعمال میں کیا لکھواتے ہو یہ تمہارے رب کے سامنے پڑھا جائے گا تو اس شخص پر افسوس ہے جو میری باتیں کرے اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو ایسا کلام لکھوائے جس میں قبیح باتیں ہوں تو یہ اس کے حیا کی کمی کی وجہ سے ہے۔ تو اپنے رب ﷻ کے ساتھ ایسا معاملہ کتنا برا ہوگا (یعنی جب نامہ اعمال میں ایسی باتیں ہوں)۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ صبح کے وقت کاغذ اور قلم رکھ لیتے اور اس دن جو گفتگو کرتے اور اس میں کوئی فضول بات ہوتی تو غروب آفتاب کے وقت اس پر اپنے نفس کا محاسبہ کرتے تھے اور فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے منہ میں پتھر رکھتے تھے آپ نے کئی سال تک عمل کیا حتیٰ کہ گفتگو کم کرنے کی عادت ہوگئی آپ کھانے اور نماز کے وقت پتھر نکالتے تھے اور یہ سارا عمل اس ڈر سے کرتے تھے کہ بے مقصد گفتگو نہ ہو جائے پھر جب ان کے وصال کا وقت ہوا تو اپنی زبان کو نکال کر فرمایا یہ زبان مجھے ہلاکت کے مقامات پر لے جاتی تھی۔ (تقویٰ کی بنیاد پر ایسا فرماتے تھے)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب کسی شخص کو زیادہ گفتگو کرتے ہوئے دیکھتے تو اس سے فرماتے اپنا کچھ کلام روک لو۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لغو کلام کو چھوڑنا نفس پر ایک مہینے کے روزوں سے زیادہ سخت ہوتا ہے کیونکہ بعض اوقات آدمی سخت گرمی کے دن روزہ برداشت کر لیتا ہے لیکن فضول بات کو چھوڑنا برداشت نہیں کرتا۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور اپنے نفس کا جائزہ لو کیا تم نے اس بات پر مکمل عمل کیا یا کوتاہی کی ہے اور دن اور رات کی گھڑیوں میں زیادہ استغفار کرو۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## مجالس میں غیبت نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ لوگوں کی مجالس میں غیبت کا دروازہ

بندر کھتے ہیں تاکہ ان کی مجلس، گناہ کی مجلس نہ بن جائے اور شاید جو کچھ انہوں نے حدیث وغیرہ پڑھی یا کوئی گفتگو کی یا وظیفہ وغیرہ کیا وہ غیبت کے قائم مقام نہ ہو جائے اور قیامت کے دن اس کی سزا ملے۔

میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے) بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نیک اعمال زیادہ کرتا ہوں تاکہ قیامت کے دن میرے پاس اعمال میں سے کچھ نہ کچھ ہو، جو میرے مخالفین کو دیا جائے جن کا میرے ذمہ مال یا عزت وغیرہ کا کچھ تقاضا ہو۔

ایک مرتبہ میں نے اپنے شیخ سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا اے میرے آقا! کیا آپ اپنے مریدین سے یہ وعدہ نہیں لیتے کہ وہ آپ کی مجلس میں کسی کی غیبت نہ کریں۔ انہوں نے فرمایا اس بات پر وعدہ لینا اللہ ﷻ اور اس کی مخلوق کی بے ادبی ہے کیونکہ مرید سے جو اعمال و اقوال صادر ہوتے ہیں وہ اللہ ﷻ کی تخلیق ہے۔ تو میں کسی شخص سے اس بات پر عہد کیسے لوں جو اس کے اختیار میں نہیں بلکہ اس کی مرضی کے خلاف اللہ ﷻ پیدا کرتا ہے۔

میں نے کہا اے میرے آقا! رسول کریم ﷺ نے سننے، ماننے اور ان کاموں کو چھوڑنے پر صحابہ کرام سے بیعت لی جو وہ کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا نبی اکرم ﷺ یہ کام اللہ ﷻ کی طرف سے آنے والی وحی کی وجہ سے کرتے تھے جب کہ ہمارا معاملہ اس کے خلاف ہے۔

تو اے شیخ! تمہ پر لازم ہے کہ اپنے مریدین کو غیبت اور جنہل وغیرہ سے ڈانٹ ڈپٹ کر اس سے خاموشی اختیار کرتے ہوئے چشم پوشی سے کام نہ لے ورنہ تو اس گناہ میں ان کے ساتھ شریک ہوگا اور تمام کے تمام فاسق ہو جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔

میں نے معراج کی رات جہنم کی طرف دیکھا تو وہاں ایک جماعت مردار کھا رہی تھی میں نے پوچھا اے جبرئیل ﷺ! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں۔

(صحیح بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں بدبودار ہوا چلی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس ہوا کی بو کتنی سخت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کچھ منافقین نے کچھ مسلمانوں کی غیبت کی ہے اس لیے یہ خراب ہوا چلی ہے۔

حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے غیبت دل کو ہدایت اور بھلائی سے محروم کر دیتی ہے۔

حضرت ابو عوف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک دن میں حضرت محمد بن سرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا تو میں نے ان کے پاس حجاج بن یوسف کے بارے میں کچھ کہا انہوں نے مجھ سے فرمایا:

اے ابو عوف! بے شک اللہ ﷻ عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے والا ہے تو جس طرح تم حجاج سے

بدلہ لیتے ہو اسی طرح حجاج کے لیے بھی بدلہ لیا جائے گا اور جب تو اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو تو نے جو چھوٹا سا عمل بھی کیا ہو گا وہ تجھ پر زیادہ سخت ہو گا اور حجاج کے سب سے بڑے عمل سے بھی بڑا ہو گا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ کسی شخص نے ان کی غیبت کی ہے تو آپ اس کی طرف ہدیہ بھیجتے اور قاصد کے ہاتھ پیغام بھیجتے کہ اے بھائی! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو نے میری طرف اپنی نیکیوں کا تحفہ بھیجا ہے اور یقیناً وہ میرے اس تحفے سے زیادہ بڑا ہے۔

سیدی حضرت عبدالعزیز درینی رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ بات پہنچی کہ کسی شخص نے ان کی غیبت کی ہے تو اس کے پاس اس کے گھر تشریف لے جاتے اور فرماتے اے بھائی! تجھے کیا ہوا کہ تو نے عبدالعزیز کے گناہ اٹھالیے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس آدمی کا مقابلہ کرنے سے بچو جو گالی گلوچ یا کسی اور درجہ سے تم پر ظلم کرتا ہے کیونکہ اس نے تم پر ایک بار ظلم کیا اور تم جب بھی اس کا ذکر کرو گے اس پر لعنت بھیجو گے اور اس کو گالی دو گے حتیٰ کہ تم اس کے ذریعے اپنا حق پورا کرو گے اور اس کے بعد اس کا حق تم پر ہو جائے گا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس زمانے میں قراء (علماء) غیبت کا پھل کھاتے ہیں اور ایک دوسرے میں نقص نکالتے ہیں انہیں یہ ڈر ہوتا ہے کہ ان کے ہم عصر لوگوں کی شان بڑھ نہ جائے اور ان کی بجائے وہ (دوسرے) علم، زہد اور پرہیزگاری میں مشہور نہ ہو جائیں اور بعض حضرات غیبت کو کھانے کا سالن بناتے ہیں ان کا گناہ دوسروں کے مقابلے میں ہلکا ہے۔ (سالن بنانے کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ غیبت تو نہیں کرتے لیکن کبھی کبھی کر لیا کرتے ہیں چکنے کے طور پر)۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ غیبت کرنے والوں کو سب سے زیادہ ڈانٹتے تھے ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کو کھانے کی دعوت دی جب آپ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ کسی شخص کا برائی کے ساتھ ذکر کر رہا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا ہمارے زمانے میں لوگ روٹی، گوشت سے پہلے کھاتے تھے اور تم روٹی سے پہلے گوشت کھاتے ہو پھر تشریف لے گئے اور اس کا کھانا نہ کھایا۔

حضرت وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! میرے نزدیک غیبت کو ترک کرنا سونے کا پہاڑ صدقہ کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنے بھائی سے جب غائب ہو تو اس کا ذکر اسی طرح کرو جس طرح تم اس سے غائب ہونے کی صورت میں اپنا ذکر پسند کرتے ہو۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ نیک نہ ہو اور پھر مجالس میں بیٹھ کر نیک لوگوں کی عزت کے درپے ہو۔

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے غیبت کی حد کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا جو بات تم (مسلمان) بھائی کے سامنے کہنا پسند کرتے ہو وہ غیبت ہے۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ ایک رات اپنا وظیفہ پڑھے بغیر سو گئے تو ان کی بیوی نے ان پر ناراضگی کا اظہار کیا انہوں نے فرمایا گھر میں آج رات وظیفہ پڑھے بغیر سو گیا تو مجھ پر ناراض نہ ہو۔ کیونکہ بلخ کے اکثر علماء اور زاہدین میرے (ثواب کے) لیے نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں اور دیگر نیکی کے کام کرتے ہیں۔

ان کی بیوی نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا ان میں سے ایک رات بھر نماز پڑھتا ہے اور صبح ہوتی ہے تو وہ دن بھر روزہ رکھتا ہے پھر شفیق کی عزت کے درپے ہوتا ہے اور اس کا گوشت کھاتا ہے پس ان کی تمام نیکیاں شفیق کے پلڑے میں ہوتی ہیں (اپنے بارے میں فرمایا)۔

حضرت ابو امامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندے کو قیامت کے دن اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا تو وہ اس میں ایسی نیکیاں دیکھے گا جو اس نے نہیں کیں وہ کہے گا اے میرے رب! یہ میرے لیے کہاں سے آگئیں؟ تو اس سے کہا جائے گا یہ وہ نیکیاں ہیں جو لوگوں نے تمہاری فیبت کی اور تمہیں اس کا پتہ نہیں چلا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر میں کسی کی غیبت کروں تو اپنے والدین کی غیبت کروں کیونکہ دوسروں کی نسبت وہ میری نیکیوں کے زیادہ مستحق ہیں۔

حضرت محمد بن علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی عزت کے درپے ہوتا ہے تو گویا اس نے اپنی نیکیوں کے لیے اس کو اپنے آپ سے مقدم کیا اور اپنے مقابلے میں اس سے زیادہ محبت کی۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس (محدود) کے لیے اس پر (ماسد) غضبناک ہونا مناسب نہیں بلکہ اس سے محبت کرے کہ اس کی وجہ سے اس کو ثواب حاصل ہو رہا ہے اگرچہ اس نے اس بات کا قصد نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اس آدمی پر غضبناک ہو جس کی نیکیاں اس تک پہنچ رہی ہیں وہ بیوقوف ہے البتہ کسی شرعی وجہ سے غضبناک ہونا صحیح ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندہ بے شمار نیکیاں کرتا ہے جب ان کو اپنے نامہ اعمال میں نہیں دیکھے گا تو کہے گا اے میرے رب! میری نیکیاں کہاں چلی گئیں؟ اس سے کہا جائے گا تو لوگوں کی غیبت کرتا تھا تو اس وجہ سے وہ (ان کے حق میں) چلی گئیں اور وہ بھی نہیں جانتے۔

حضرت منصور بن معتمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر بادشاہ ظلم کرے تو اس پر ناراض ہونے کی بجائے اس کے لیے زیادہ بخشش طلب کرو کیونکہ اس نے تم پر جو ظلم کیا وہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے کیا۔

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا جو شخص حضرت صدیق اکبر ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ

کی شان میں گستاخی کرتا ہے اس کی برائی بیان کر سکتے ہیں فرمایا ہاں۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حرام غیبت میں سے یہ بات بھی ہے جس کو اکثر لوگ نہیں جانتے کہ فلاں شخص، فلاں سے زیادہ علم والا ہے کیونکہ جس پر فضیلت دی گئی ہے وہ اس سے پریشان ہوتا ہے اور غیبت کی تعریف معلوم ہے کہ اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔

اور کہا گیا ہے کہ دو یہودی طبیب ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے جب وہ دونوں چلے گئے تو آپ نے فرمایا اگر مجھے غیبت کا خوف نہ ہوتا تو میں کہتا کہ ان میں سے ایک، دوسرے کے مقابلے میں زیادہ اچھا طبیب ہے۔

میرے بھائی حضرت شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ سے جب کسی عالم دین کے مقام کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے میرے علاوہ کسی سے پوچھو میں لوگوں کو کمال اور بہتری کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور میرے پاس کشف نہیں جس کے ذریعے میں ان کے ان مقامات کو معلوم کر سکوں جو اللہ ﷻ کے ہاں ہیں۔

اور حدیث شریف میں ہے۔ **الظَّنُّ اكْذَابُ الْحَدِيثِ**

(صحیح البخاری، کتاب الوصا جلد 1 صفحہ 314 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(ترجمہ) بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما جب کسی قوم کے پاس سے گزرتے جو کسی کی غیبت کر رہے ہوتے تو فرماتے اٹھو اور وضو کرو کیونکہ تم نے جو گفتگو کی ہے اس میں سے بعض بے وضو ہونے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ حضرت ابو تراب نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے غیبت (علماء اور) قراء کا پھل ہے جب کہ اولیاء کرام رحمہم اللہ کے لیے کوڑے کرکٹ کا ڈھیر ہے۔

حضرت میمون بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک مرتبہ میری مجلس میں ایک شخص کی غیبت کی گئی اور میں خاموش تھا اسی رات خواب میں ایک بدبودار مردار میرے سامنے پیش کیا گیا اور مجھ سے کہا گیا اس کو کھاؤ میں نے کہا معاذ اللہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کہا گیا یہ اس کا بدلہ ہے جو آپ کے سامنے غیبت کی گئی اور آپ خاموش رہے۔

حضرت خالد رابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں نے ایک دن مسجد میں ایک شخص کے خلاف گفتگو کی تو میں نے اس پر ان کی مدد کی۔ جب میں اس رات سویا تو خنزیر کے گوشت کا ایک ٹکڑا میرے سامنے پیش کیا گیا اور کہا گیا کھاؤ میں نے کہا اس کے کھانے سے اللہ ﷻ کی پناہ چاہتا ہوں انہوں نے زبردستی میرے منہ میں ڈال دیا میں بیدار ہوا تو میں نے اپنے منہ میں اس کا ذائقہ محسوس کیا اور چالیس دن تک اس کی بو میرے منہ میں رہی اور لوگ اسے سوگتتے رہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص لوگوں کی غیبت کرتا ہے اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اپنی نیکیوں کے لیے منجھتیق نصب کرتا ہے اور ان نیکیوں کو مشرق و مغرب ہر طرف پھینکتا ہے۔  
حضرت عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص تمہاری غیبت کرے اس سے پریشان نہ ہو وہ غیر شعوری طور پر تم سے نیکی کر رہا ہے اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جس کی ایک بار غیبت کی جائے اس کے نصف گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حضرت وہب بن منہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کے ہاں بندے کا نیک ہونا اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک وہ لوگوں کے منہ میں چبانے کا گوند نہ بن جائے۔ (یعنی لوگ اس کے بارے میں بہت برا بھلا کہیں)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے خواہشات اور بدعات اختیار کرنے والوں کا ذکر بھی برائی کے ساتھ نہ کرو البتہ اس آدمی کے سامنے ٹھیک ہے جو ان تک یہ بات پہنچائے اور ان کو جھڑک ہو ورنہ اس شخص کے پاس ان کے ذکر کا کوئی فائدہ نہیں جو ان تک تمہاری بات نہیں پہنچاتا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں بعض اوقات یہ بات کہنے والے کا مقصد حاضرین کے سامنے ان کی صفات کی خرابی ظاہر کرنا ہوتا ہے اور بلاشبہ یہ بات مفید ہے (یعنی ان کی بدعات اور خواہشات کا ذکر نام سے نہ کرے) حدیث شریف میں ہے:

لَا غَيْبَةَ فِي فَاسِقٍ (کشف الخفاء حدیث 3080 جلد 2 صفحہ 334 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)  
(ترجمہ) فاسق کے بارے میں غیبت نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے تھے کہ فاسق لوگوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی غیبت سے بچو۔

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب کسی مجلس میں تین باتیں ہوں تو اس مجلس والوں سے رحمت پھر جاتی ہے۔ وہ تین باتیں یہ ہیں۔ دنیا کا ذکر، زیادہ ہنسنا اور لوگوں کی عزت کے درپے ہونا۔  
اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جھوٹ بولنے والا (قیامت کے دن) جہنم میں کتے کی شکل میں بدل جائے گا۔ حاسد جہنم میں خنزیر کے روپ میں اور غیبت کرنے والا جہنم میں بندر کی شکل میں بدل جائے گا اسی طرح چغل خور بھی۔

حضرت ابو عبداللہ انطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حرام غیبت سے یہ بات بھی ہے کہ تو اپنے بھائی

۱۔ غیبت کسی کا نام لے کر اس کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی بیان کرنا اس سے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان قاسمین میں جو خرابیاں ہیں ان خرابیوں کا ذکر کرو لیکن متعین نہ کرو البتہ وہ ایسے گناہ میں مبتلا ہوں جس کا نقصان دوسروں کو بھی پہنچتا ہے مثلاً چوری وغیرہ تو ان کے بارے میں بتانا چاہئے تاکہ لوگ محفوظ رہیں ۱۲ ہزاروی۔

کے عیب کو دل میں جمالے اور اس خوف سے اس کو نہ بتائے کہ وہ تیرا دشمن ہو جائے گا اور وہ فرماتے تھے جو شخص صراحتاً کسی کی غیبت کی جرأت کرتا ہے تو یہ بات اسے اس بات کی طرف لے جاتی ہے کہ وہ لوگوں کے بارے میں جھوٹ اور بہتان باندھے۔

تو اے بھائی! ان امور کو اپنے سامنے رکھ اور دیکھ کیا ان میں پڑنے سے محفوظ ہے اگر ایسا ہے تو اللہ ﷻ کا شکر ادا کر اور اگر تو ان میں ملوث ہے تو اللہ ﷻ سے بخشش طلب کر

اور اے بھائی نیک اعمال زیادہ کرتا کہ قیامت کے دن ان میں سے حقوق والوں کے حقوق ادا کر سکے اور چونکہ وہ لوگ جو اللہ ﷻ سے پردے میں ہیں تجھے صالحین میں شمار کرتے ہیں لہذا اس نسبت سے تو اپنے آپ کو نافرمانوں میں شمار کر نیک لوگوں میں سے شمار نہ کر۔

صوفیاء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا وہ شخص سب سے بڑا جاہل ہے جو لوگوں کے گمان کی وجہ سے اس یقین کو ترک کر دے جو اسے حاصل ہے اور کونے میں بیٹھنے والے شیخ کے لیے یہ بات نہایت بری ہے کہ مثلاً وہ غیبت اور چغلی کی مجالس میں سے کسی مجلس میں بیٹھے یا کسی کو اس پر برقرار رکھے وہ فاسق ہو جائے گا اور اس بات کو اس زمانے میں لوگوں نے آسان سمجھ رکھا ہے حالانکہ یہ حشیش (بھنگ) بیچنے سے بھی زیادہ برا عمل ہے اس کے باوجود کوئی شخص اسے مکمل طور پر بیچ قرار دینے کے لیے تیار نہیں۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور اس (بری) صفت سے اجتناب کر اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## وضو اور نماز میں وسوسوں سے بچنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ وضو اور نماز میں وسوسوں سے بچتے ہیں اور اس میں قرأت نیز دیگر عبادات میں بھی وسوسوں سے اجتناب کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ انتہائی درجہ کے پرہیزگار ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اصل میں وسوسہ کا حصول دل کی تاریکی سے ہوتا ہے اور دل کی تاریکی اعمال کی تاریکی کی وجہ سے ہوتی ہے اور اعمال کی تاریکی کا باعث حرام اور شبہ والی چیزیں کھانا ہے۔ پس جو شخص حلال کھانے پر مضبوط ہو جائے ابلیس کے لیے اس کے خلاف کوئی راستہ نہیں۔

اور ایک قوم نے ایسے ظالم لوگوں کو جو ٹیکس لینے والے، قاضیوں وغیرہ اور تاجر جو ان پر سودا بیچتے ہیں، ان لوگوں کے کھانے سے کھایا اور اپنی عبادت کے سلسلے میں اللہ ﷻ کے ساتھ حضوری اور خشوع بھی طلب کیا اور جو عمل کیا اور جو ترک کر دیا ان کی معرفت حاصل کرنا چاہی تو یہ بات ان کے لیے صحیح نہ ہو سکی ان لوگوں نے جب نماز کے لیے نیت کی تو ان کو تھکاوٹ اور ہوا میں کودنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا گویا وہ ایسی



چیز کا شکار کر رہے ہیں جو ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔

تم دیکھو گے جب وہ تکبیر کہتا ہے تو کہتا ہے: اک، اک، اک، بار بار، بار، اور جب تشهد پڑھنا چاہتا ہے تو کہتا ہے ات، ات، ات، حیات (یعنی اللہ اکبر، بسم اللہ الرحمن الرحیم اور التحیات وغیرہ صحیح پڑھ نہیں سکتا) اور جب سلام پھیرتا ہے تو کہتا ہے اس، اس، اس وغیرہ جس طرح ان لوگوں کے احوال کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

بعض علماء نے اس صورت میں نماز کے باطل ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور فرمایا کہ یہ قرآن یا ذکر نہیں یہ انسانوں کے کلام میں سے اجنبی کلام ہے اور اس شخص نے بھول کر نہیں قصداً کیا ہے۔

ہمارے شیخ سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ان وسوسہ والوں کو مبتدعہ (بدعتی) کہنا زیادہ مناسب ہے فقہاء نہیں کہنا چاہئے کیونکہ یہ لوگ بعض اوقات صحابہ کرام، تابعین عظام اور آئمہ مجتہدین کی عبادت کے باطل ہونے کا وہم کرتے ہیں اور اگر تم ان میں سے کسی ایک سے کہو کہ اس طرح وضو کرو جس طرح رسول کریم ﷺ یا صحابہ کرام ﷺ نے وضو کیا تو بعض اوقات وہ اس پر راضی نہیں ہوتا اور اس کے صحیح ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتا۔

ہم اللہ ﷻ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ یہ واضح گمراہی ہے اور ہم (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی کتاب "المنن الکبریٰ" کے پندرہویں باب میں اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے اگر ارادہ ہو تو وہاں دیکھیں۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## اسرار کو عام نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اسرار کو چھپاتے ہیں اور جو کچھ کسی کے حق میں سنتے ہیں اس تک نہیں پہنچاتے اور ان حضرات نے فرمایا کہ آزاد لوگوں کے دل اسرار کا قبرستان ہے اگر اللہ ﷻ والے رازوں کو نہیں چھپائیں گے تو کون باقی رہے گا جو ان کو پوشیدہ رکھے گا۔

اس زمانے میں یہ خلق ناپید ہو گیا ہے آج کل عام طور پر جب کوئی شیخ کوئی بات سنتا ہے تو اسے اپنے پاس آنے والے اکثر لوگوں سے ذکر کر دیتا ہے اور بعض اوقات اس وجہ سے گھر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں اور تم دیکھو گے وہ کہتا ہے مجھے یہ بات اولیاء اللہ رحمہم اللہ میں سے ایک شخص نے بتائی ہے جس کے حق میں تہمت لگانا، درست نہیں اس شخص کو اولیاء کرام رحمہم اللہ میں سے ایک ولی کا نام دیتے ہیں حالانکہ یہ شخص چغل خوری اور لوگوں کے درمیان فساد پھیلانے کی وجہ سے فاسق لوگوں میں شمار ہوتا ہے اگر وہ اس کا قصد نہ کرے۔

حدیث شریف میں ہے۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاثٌ (مسند امام احمد بن حنبل۔ جلد 5 صفحہ 382 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) چغل خور آدمی جنت میں (پہلے مرحلے میں) نہیں جائے گا۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

وَأَمْرًا لَهُ طَحْمَالَةَ الْحَطَبِ ۝

(۳۰۔ الصب ۳)

(ترجمہ) اور اب (ابولہب) کی بیوی نے لکڑیوں کا گٹھا اٹھا رکھا تھا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے یہ عورت لوگوں کے درمیان چغل خوری کرتی تھی۔

حضرت انس بن صغی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے چغل خور کی علامت یہ ہے کہ وہ لوگوں میں ذلیل و رسوا ہوتا ہے اسے کبھی بھی معزز نہیں دیکھو گے۔

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے چغل خور، جادوگر سے بدتر ہے اور اس کا کسی کو پتہ نہیں چلتا وہ ایک گھڑی میں وہ کچھ کر جاتا ہے جو جادوگر ایک مہینے میں نہیں کر پاتا۔ کیونکہ چغل خوری کی وجہ سے خون بہہ جاتا ہے، مال چھین لیا جاتا ہے اور بڑے بڑے فتنے پھاہوتے ہیں لوگ اپنے وطنوں سے نکالے جاتے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر کئی مفاسد ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں کے درمیان فساد کی کوشش وہی کرتا ہے جو زنا سے پیدا ہوا کیونکہ وہ (چغلی کے ذریعے) اپنے آپ کو ہلاک کرتا ہے اپنے بھائی کو ہلاک کرتا ہے اور جس تک کلام پہنچاتا ہے اس کو ہلاک کرتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو کسی کی بات تجھ تک پہنچائے گا تیری بات بھی پہنچائے گا جو تیری تعریف ان اوصاف سے کرے گا جو تجھ میں نہیں۔ تو اس سے بے خوف نہ ہو وہ ان باتوں کے ساتھ تیری برائی بھی بیان کرے جو باتیں تجھ میں نہیں ہیں۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس آدمی سے بچو جو سنی ہوئی بات کو بیان کرتے ہوئے اکثر باتوں کو چھپاتا ہے کیونکہ جو شخص بات کو چھپاتا ہے لوگ اس کی بات کی اکثر تصدیق کرتے ہیں کیونکہ وہ اسے جھوٹ سے دور سمجھتے ہیں بعض اوقات ایک شخص ایسی بات کرتا ہے جس کا اس کو امین بنایا گیا پس وہ اس کو بیان کر کے گھروں کو برباد کر دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سنی ہوئی بات کو چھپانے پر وہی قادر ہوتا ہے جس کا نسب صحیح ہو اور زانی، زانیہ کا بیٹا چھپانے پر قادر نہیں ہوتا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ بھائیوں نے ایک زمانے تک ان کی ملاقات کو ترک کیا پھر ملنے کے لیے آئے اور ان کے پاس کچھ لوگوں کے بارے میں باتیں کرنے لگے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ علیہ السلام کی قسم! تمہارا میرے پاس نہ آنا غنیمت تھا تم نے میرے بھائی سے مجھے متنفر کیا اور میرے دل کو مشغول کر دیا کاش تم آج کے دن میرے پاس نہ آئے ہوتے۔

حضرت منصور بن زاذان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! میرے پاس جو بھی بیٹھتا ہے جب تک وہ مجھ سے جدا نہ ہو میں اس کے ساتھ حالت جہاد میں ہوتا ہوں کیونکہ وہ مجھے میرے دوست سے متنفر کرنے سے محفوظ نہیں ہوتا یا جو میری غیبت کرتا ہے یہ اس کی غیبت مجھ تک پہنچاتا ہے اس وجہ سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

حضرت شداد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم اپنے (مسلمان) بھائی کی نیکیاں اس کی برائیوں سے زیادہ دیکھو تو اس کی نیکیاں بیان کرو اور اس کی برائیوں سے درگزر کرو۔

اور آپ فرماتے تھے جس کو لوگوں کے قول کی وجہ سے نفرت پیدا ہو اور لوگوں کے قول کی وجہ سے محبت پیدا ہو اسے اپنے فعل پر ندامت ہوتی ہے کیونکہ اس طرح یہ بات غیبت اور نفسانی خواہشات کی وجہ سے ہوتی ہے۔

حضرت خالد بن صفوان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے چغل خور سے نفرت کرو اگرچہ وہ سچا ہو کیونکہ چغل خوری ایک بات کو روایت کرنا ہے اور اس کو قبول کرنا اس کو اجازت دینا ہے پس قبولیت اس سے بھی بدتر ہے۔ تو اے بھائی! یہ بات جان لو اور اس زمانے میں اپنے بھائیوں اور دوسرے لوگوں کے راز افشاء کرنے سے بچو اور یہ نہ ہو کہ میں نے اس بات کا قصد نہیں کیا تیرے لیے دسویں صدی کے دوسری نصف میں فتنہ باز اور عجیب لوگ ہیں<sup>۱</sup> اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## لوگوں کے بجائے اپنے عیب تلاش کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ لوگوں کے عیب تلاش کرنے کی بجائے اپنے عیب تلاش کرتے ہیں اور اس طرح وہ اس آیت پر عمل کرتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے

(۱۲۱۔ الذاریہ: ۲۱)

وَلِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝

(ترجمہ) اور تمہارے نفسوں میں ہے کیا تم دیکھتے نہیں

اور اس حدیث شریف پر عمل کرتے ہیں۔

طُوْبَى لِمَنْ شَغَلَتْهُ عَيْبَةُ عَنِ عَيْبِ النَّاسِ

(الجامع الصغير حدیث 530 جلد 1 صفحہ 327 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جو لوگوں کے عیبوں کی بجائے اپنے عیب (تلاش کرنے) میں مشغول ہوتا ہے۔

نیز لوگوں کے عیوب پر جھانکنے والا تمام شیطانوں میں شمار ہوتا ہے یعنی اللہ ﷻ کی رحمت سے دور

۱۔ کیونکہ آپ دسویں صدی ہجری کے نصف ثانی میں ہیں جس میں فتنے اور عجیب و غریب امور ہیں۔

لوگوں میں اور اللہ ﷻ والے اپنے نفوس کے بارے میں ایسی بات کو پسند نہیں کرتے۔

حضرت زید قمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے بعض آسمانی کتب میں پڑھا کہ اے ابن آدم! میں نے تمہارے لیے دو تھیلے بنائے ہیں ایک تھیلا تیرے آگے ہے اور دوسرا تھیلا تیرے پیچھے ہے۔ وہ تھیلا جو تیرے پیچھے ہے اس میں تیرے عیب ہیں اور جو تھیلا تیرے آگے ہے اس میں لوگوں کے عیب ہیں اگر تو اس تھیلے کی طرف دیکھے جو تیرے پیچھے ہے تو وہ تجھے آگے والے تھیلے میں دیکھنے سے روک دے گا۔

حضرت زید قمی رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے تھے ایک شخص کو اپنے عیوب کا یقین ہوتا ہے اس کے باوجود ان کو پسند کرتا ہے اور اپنے مسلمان بھائی سے صرف گمان کی بنیاد پر بغض رکھتا ہے پس عقل کہاں ہے؟  
حضرت بکر بن عبداللہ مرنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ لوگوں کے عیبوں کا وکیل بنا ہوا ہے تو جان لو کہ اللہ ﷻ کا دشمن ہے اور اللہ ﷻ کی خفیہ تدبیر کا شکار ہے۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہاں یہ بات بغور سمجھنا چاہئے کہ ظالم کو ظلم کے بدلہ کے لیے اللہ ﷻ کے حوالے نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس سے تو ظالم ہلاک ہی ہو جائے گا بلکہ یہ تو کہیں اس سے بھی خطرناک ہے کہ اس کے ظلم کا بدلہ ظاہری اعتبار سے دیا جاتا چنانچہ ظاہری سزا کو چھوڑ کر اس سے سخت تر کو اپنانا جو باطنی سزا ہے اس لیے نامناسب ہے کہ دشمن کو اللہ ﷻ کے حوالے نہ کرے بلکہ یہ دعا کرے اے اللہ ﷻ اس کی گرفت نہ فرما۔ واللہ اعلم۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں پر تعجب ہے ان میں سے ایک اپنے بھائی کی عزت کے پیچھے پڑا ہوتا ہے حالانکہ وہ غائب ہوتا ہے جب وہ سامنے آتا ہے تو یہ محبت کا اظہار کرتا ہے اور اس کی تعریف کرنے میں جلدی کرتا ہے۔

پس جس شخص کا خیال ہو کہ اللہ ﷻ اس سے محبت کرتا ہے حالانکہ وہ لوگوں کی عزتوں کو کاٹتا ہے تو وہ (اپنے دعویٰ میں) جھوٹا ہے کیونکہ وہ شیطان ہے اور شیطان اللہ ﷻ کا دشمن ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے تھے عقلمند کی عقل سے یہ بات ہے کہ وہ کسی شخص کو اس کے گناہ کی وجہ سے عار نہ دلائے کیونکہ بعض اوقات میں نے کسی ایک کو اس کے گناہ کے سبب عار دلایا تو بیس سال تک میں خود اس میں جہلا ہو گیا۔

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے لوگوں کے عیبوں کو نہ دیکھو گویا کہ تم آقا ہو اور اپنے عیبوں کو دیکھو گویا کہ تم غلام ہو کیونکہ لوگ دو قسم کے ہیں ایک وہ جو جہلا ہیں دوسرے وہ جو محفوظ ہیں۔  
حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی تھیں بندہ جب اللہ ﷻ کی محبت کو چمکے لیتا ہے اللہ ﷻ اسے اس کے برے کاموں پر مطلع کر دیتا ہے پس اس وجہ سے وہ دوسروں کے عیبوں میں مشغول نہیں ہوتا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر پہاڑ کسی دوسرے پہاڑ کے خلاف بغاوت کرے تو ان میں سے بغاوت کرنے والے کو دھماکے سے گرا دیا جائے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اللہ عزوجل اس پر رحم فرمائے جو میرے عیب مجھے بتاتا ہے۔

حضرت عبداللہ التیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کوئی بھی شخص لوگوں کے اسی قدر عیب بیان کرتا ہے جتنے کہ اس کے پاس خود پائے جاتے ہیں۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص لوگوں کے عیب تلاش کرتا ہے وہ کسی دوست کے بغیر رہ جاتا ہے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ لوگ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس ایک ایسے شخص کو لے کر آئے جس پر حد لگانا تھی لوگ اس کے گرد نڈیوں کی طرح تھے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا میں اللہ عزوجل کی قسم دیتا ہوں تم میں سے جو بھی اس حد کا تماشہ دیکھنے آیا ہے وہ سب چلے جائیں تو سب چلے گئے (تا کہ اس شخص کی حتی المقدور ستر پوشی ہو سکے)۔

تو اے بھائی! اپنی زبان کی حفاظت کر کیونکہ جو شخص کسی کی جیب پھاڑتا ہے لوگ اس کی جیب پھاڑتے ہیں اور اپنے نفس کو بھولنے سے بچو جب تم اپنے مسلمان بھائی کے عیب پر مطلع ہو بلکہ تم پر واجب ہے کہ اس عمل کو اپنے عیب کی یاد کا باعث بناؤ کیونکہ مٹی ایک ہے پس جس کام کا وقوع تمہارے غیر سے ممکن ہے تم سے بھی ممکن ہے اور حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتَّىٰ وَيَعْمَلَ ذَاكَ الذَّنْبِ

(الترغیب والترہیب کتاب الحدود وغیرہا حدیث 20 جلد 3 صفحہ 310 مطبوعہ المصطفیٰ البابی حلبي مصر)

(ترجمہ) جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو کسی گناہ کی عار دلاتا ہے وہ مرنے سے پہلے خود اس گناہ کا شکار ہوگا۔ میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں جب اللہ عزوجل تمہیں کشف کے ذریعے کسی ایک کے عیب پر مطلع کرے تو اللہ عزوجل سے بخشش طلب کر کیونکہ یہ شیطانی کشف ہے۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور پوری طرح بچنے کی کوشش کر اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## سخت مزاج لوگوں کے ساتھ بھی اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ خلق بھی ہے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ بھی حسن خلق کا مظاہرہ کرتے ہیں جن کی طبیعت میں سختی ہے اس طرح یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کے اخلاق کریمہ کو اپناتے اور آپ ﷺ کے اس قول پر عمل کرتے ہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

وَ خَالِقِ النَّاسِ بِخُلُقِ حَسَنِ (مسند امام احمد بن حنبل، جلد 5 صفحہ 153 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)  
(ترجمہ) لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ایک شخص میں نو اخلاق اچھے اور ایک برا ہوتا ہے تو وہ ایک خلق ان نو پر غالب آجاتا ہے پس زبان کی لغزشوں سے بچو۔

حضرت بشر بن عمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بد اخلاقی کا نتیجہ دوری ہے۔

حضرت وہب بن منہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بد اخلاقی کی مثال ٹوٹی ہوئی ٹھیکری جیسی ہے نہ اس سے نفع حاصل کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی وہ دوبارہ مٹی بن سکتی ہے۔

حضرت حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بد اخلاق آدمی کا سب سے پہلا جرم بد اخلاقی ہے یہ اپنے موصوف (بد اخلاق) کو عذاب میں مبتلا کرتی ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس حسن خلق کے بارے میں سوال کیا گیا جس کا اس حدیث میں ذکر ہے۔ (حوالہ ترجمہ گزر چکا ہے) آپ نے فرمایا یہ سخاوت، درگزر کرنا اور برداشت کرنا ہے۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا گناہ کے علاوہ ہر بات میں لوگوں کی موافقت کرنا ہے اور آپ فرماتے تھے جس شخص کے غم زیادہ ہوں اس کا بدن بیمار پڑ جاتا ہے اور جس کا تقویٰ کم ہو اس کا دل مرجاتا ہے۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے انسان کی بد اخلاقی میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس جائے اور وہ ہنسی خوشی میں ہوں لیکن اس کے خوف سے بکھر جائیں نیز اس کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس سے بلی بھی بھاگ جائے اور اس کا کتا اس سے ڈر کر دیوار پر چڑھ جائے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی عورت کو مگنی کا پیغام دے اور اسے اپنے بد اخلاق ہونے کا علم ہو تو اس عورت کو متادے ورنہ وہ اس سے دھوکہ کر رہا ہے۔

اس کتاب میں یہ بات تفصیلاً متفرق مقامات پر بیان کی جائے گی کیونکہ یہ سب اچھے اخلاق ہیں اور کسی شخص کے لیے اچھے اخلاق کی قید لگانا اس وقت تک صحیح نہیں جب تک وہ خود تمام اخلاق سے مزین نہ ہو جائے اور یہ بات بہت نادر ہے اور دھوکے سے اس وقت تک نہیں نکل سکتا جب تک اپنے نفس کو برے اخلاق کی تہمت نہ لگائے۔

پھر جو شخص اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والوں میں سمجھتا ہے اس کے لیے بد اخلاق ہونا بہت برا ہے کیونکہ لوگ اس کے شر سے خوف محسوس کرتے ہیں جس طرح یہ ان کے قبعین کے لیے بھی برا ہے ان بزرگوں نے کہا ہے کہ منافق کی ایک علامت یہ ہے کہ لوگ اس کی بد اخلاقی کے خوف سے اس کو چھوڑ

دیں اور مرفوع حدیث میں ہے (رسول کریم ﷺ نے فرمایا)۔

(ابن ابی الدنیا)

شَرُّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ

(ترجمہ) لوگوں میں وہ شخص بدترین ہے جس کو لوگ اس کی بدکلامی کے باعث چھوڑ دیں۔

پس اس بات کو جان لو اور اپنے آپ کو برے اخلاق سے بچاؤ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے

ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## زیادہ سخاوت اور مردانگی کا مظاہرہ

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ بہت زیادہ سخاوت کرتے اور مردانگی اپناتے ہیں کیونکہ رسول کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام، تابعین اور علماء عالمین رحمہم اللہ کا یہی طریقہ تھا کیونکہ جو شخص سخاوت نہ کرے اور اس میں مردانگی نہ ہو اس میں خیر نہیں اگرچہ دونوں مخلوقوں (جنوں اور انسانوں) کے برابر عبادت کرے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی (مردانگی) کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ اس چیز کو چھوڑنا ہے جو اللہ ﷻ اور اس کی مخلوق کے نزدیک عیب شمار ہو۔

صوفیاء کے طریقے میں سخاوت اور مروت کے واجب ہونے پر اسلاف کا اجماع ہے حدیث

شریف میں ہے۔

سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَقْصُرُ فِيهِ الْمَرْوَةُ وَتَدِقُّ فِيهِ الْأَخْلَاقُ وَيَسْتَفْنِي فِيهِ  
الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ وَالنِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ وَإِذَا وُجِدَ فَلْيَنْتَظِرُوا الْعَذَابَ صَبَاحًا وَمَسَاءً .

(ترجمہ) عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں مروت کم ہو جائے گی اور اخلاق کمزور ہو جائیں گے اس زمانے میں مرد، مردوں کے ذریعے اور عورتیں، عورتوں کے ذریعے بے نیازی حاصل کریں گی جب یہ بات پائی جائے تو صبح اور شام عذاب کا انتظار کرنا۔

حضرت عمر بن عامر رضی اللہ عنہما سے مروی کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ اللہ ﷻ کی معرفت اور (مسلمان) بھائیوں سے اچھا سلوک کرنا ہے۔

حضرت سری سلقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مروت، نفس کو میل کچیل سے اور ہر اس چیز سے بچانا ہے جو بندے کو لوگوں کے درمیان عیب ناک کر دے نیز تمام معاملات میں لوگوں سے انصاف کرنا ہے پس جو اس سے زیادہ ہو تو وہ فضیلت کا باعث ہے۔

حضرت ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سفر میں مروت یہ ہے کہ آدمی اپنا زادراہ خرچ کر کے اپنے بھائیوں سے اختلاف کم کرے اور ان سے مزاح نہ کرے۔

ان میں سے بعض کہتے تھے کہ تاجر کا اپنے دوست سے نفع لینا مروت میں سے نہیں ہے۔  
 میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ تاجر میں مروت یہ ہے کہ وہ تھوڑے سے نفع پر راضی ہو  
 جائے۔ مکمل طور پر نفع نہ چھوڑے کیونکہ تجارت دنیوی اور اخروی نفع کے لیے ہوتی ہے لہذا اپنے دوست سے  
 تھوڑا نفع پر اس کے سوا کوئی راضی نہ ہوگا یعنی اس پر صبر نہیں کرتا کیونکہ جو شخص نفع کے بغیر بیچے گا وہ محتاج ہو  
 جائے گا اور اس پر قرض چڑھ جائے گا اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے۔

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن عراق رحمۃ اللہ علیہ سے مروت کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟  
 انہوں نے فرمایا مروت یہ ہے کہ تم ایسا کام نہ کرو جس کے ظاہر ہونے سے دنیا اور آخرت میں شرمندگی ہو۔  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروت کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ فرماتے صبح اور شام کا کھانا  
 گھروں کے محنوں میں کھانا گھروں کے اندر نہیں (تاکہ آنے جانے والوں کو کھلا سکے)۔

حضرت حسن بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر کے دروازے پر لکھا تھا ”اللہ ﷻ اس پر رحم  
 فرمائے جو اندر آئے اور کھائے“

ہمارے اسلاف کا طریقہ تھا کہ جب ان میں سے کوئی شخص ہنڈیا بطور ادھار لیتا کہ اس میں (کھانا)  
 پکائے تو اسے کھانے سے بھرا ہوا واپس لوٹاتا تھا اور بعض اوقات اس کا مالک اسے بھر کر ادھار دیتا اور کہتا کہ  
 مجھے یہ ناپسند ہے کہ میں اپنے بھائی کو یہ ہنڈیا خالی بطور ادھار دوں۔

حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کھانا پیش کرنا،  
 زبان میٹھی رکھنا، مال خرچ کرنا، نامناسب کاموں سے پرہیز اور اذیت روکنا مروت ہے۔  
 تو اے بھائی! تو نے مروت کے بارے میں اپنے اسلاف کی باتیں سنیں پس ان پر عمل کر اور اے  
 بھائی! اگر حقیقی طور پر مروت حاصل نہیں کر سکتا تو مروت والوں کی مشابہت ہی اختیار کر لے اور تمام تعریفیں  
 اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## سخاوت اور غمخواری

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ سخاوت کرتے ہیں مال  
 خرچ کرتے ہیں اور حالت سفر میں اپنے بھائیوں کی غمخواری کرتے ہیں حالت اقامت میں بھی اسی طرح  
 کرتے ہیں اس طرح ان کے درمیان دینی نصرت (مدد) ہوتی ہے جو ان کا مقصود ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

جب تمہارے غنی لوگ سخی ہوں گے، تمہارے امراء تم میں سے بہتر لوگ ہوں گے، تمہارے امور

باہمی مشاورت سے انجام پائیں گے، تو زمین کا ظاہر تمہارے لیے اس کے باطن سے بہتر ہوگا۔



اور جب تمہارے امراء تمہارے برے لوگ ہوں گے اور تمہارے مالدار لوگ تم میں سے بخیل لوگ ہوں گے اور تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے پاس چلے جائیں گے تو زمین کے اندر (قبر) تمہارے لیے اس کے ظاہر سے بہتر ہوگی۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کسی چیز کا سوال کیا نبی اکرم ﷺ نے چالیس بکریاں عطا کرنے کا حکم دیا جب وہ شخص واپس اپنی قوم کے پاس گیا تو اس نے کہا اے میری قوم! ایمان لاؤ بے شک محمد ﷺ اس قدر عطا کرتے ہیں کہ ان کو محتاجی کا خوف نہیں رہتا۔  
حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے ایک عورت کی شادی کرائی تو اس کے ساتھ ایک سولونڈی بھیجی اور ہر لونڈی کے ساتھ ایک ہزار درہم بھیجا۔

راوی نے کہا، حضرت عبداللہ بن ابی بکرہ صحابی رضی اللہ عنہما ایک دن ایک مجلس میں تشریف لے گئے تو ایک شخص نے ان کو مجلس میں جگہ دی جب آپ نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو اس شخص سے فرمایا، میرے ساتھ میرے مکان پر آؤ وہ آپ کے ساتھ گیا تو آپ نے اسے دس ہزار درہم دیئے۔  
حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کوئی شخص سفر کرتا تو آپ شرط رکھتے کہ آپ ہی اس پر خرچ کریں گے اور آپ اس کے خادم اور موذن ہوں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں جنت نخی لوگوں کا گھر اور جہنم بخیل لوگوں کا گھر ہے۔  
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کریم شخص کی علامت یہ ہے کہ اس کے سر کے اگلے حصے اور داڑھی میں سفیدی ہوتی ہے اور کینے آدمی کی علامت یہ ہے کہ اس کے سفید بال سر کے پچھلے حصے میں ہوتے ہیں اور وہ کسی دوسرے شخص کو نفع نہیں دیتا البتہ یہ کہ اس سے کوئی رغبت یا خوف ہو۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کینے آدمی پر افسوس ہے وہ دنیا (کے مال) کے ساتھ اپنے دوستوں سے بخل کرتا ہے اور اپنے دشمنوں کے لیے جنت کے ذریعے سخاوت کرتا ہے۔  
ہمارے امام حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کینے شخص کی علامت یہ ہے کہ جب اسے کوئی بلند مقام ملتا ہے تو وہ اپنے قرابت داروں پر ظلم کرتا ہے اور اپنی جان پہچان والوں کا انکار کرتا ہے نیز فضیلت و شرف والے لوگوں پر تکبر کرتا ہے۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ پھلوں کی طرح چاندی تھالوں میں رکھ کر بطور تحفہ دیتے تھے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جس کے پاس مال باقی رہتا ہے اور وہ یہ آیت بھی سنتا ہے۔

إِنْ تَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا

(۲۸۔ التغبان ۱۷)

(ترجمہ) اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو تو وہ تمہارے لیے بڑھا دے گا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اللہ ﷻ نے جن اچھے کاموں پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے اگر بندہ ان کاموں پر خرچ کرنے سے اس لیے رک جاتا ہے کہ اللہ ﷻ نے جس اجر اور ثواب کے دوگنا ہونے کا وعدہ کیا ہے وہ اس کی تصدیق نہیں کرتا تو اس کو کوئی عمل فائدہ نہیں دے گا اگرچہ پہاڑوں جیسا ہو، کیونکہ اس عمل کی کوئی بنیاد نہیں ہے کیونکہ مومن کامل کا کمال یہ ہے کہ وہ احکام خداوندی سے پیچھے نہ ہٹے۔

## آگے بڑھنے کا سبب ایمان کا کامل ہونا ہے

اے بھائی! غور کر اگر ایک انسان بیٹھا ہو اور اس کے سامنے سونے سے بھرا ہوا ٹوکرا ہو اور وہ کہے کہ جو شخص فقیر کو ایک درہم دے گا میں اسے ایک دینار (جو دس درہم کے برابر ہوتا ہے) دوں گا تو لوگ کس قدر جلدی کریں گے اور فقرا کو درہم دینے کے لیے دوڑیں گے بخلاف اس کے جب وہ ایک سال کے بعد دینار دینے کا وعدہ کرے۔ اس صورت میں بہت کم لوگ اس کی بات پر لبیک کہیں گے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی تصدیق کرنے میں کمزور ہیں اگر ان کا اعتقاد کامل ہوتا تو وہ تمام اس کی بات مان لیتے کیونکہ کامل ایمان والے کے لیے شرط یہ ہے کہ شارع نے جس پوشیدہ چیز کا وعدہ کیا ہے وہ اسے حاضر کی طرح خیال کرے۔ اسی وجہ سے آگے بڑھ گیا اور پیچھے رہ گیا جو پیچھے رہ گیا واللہ اعلم۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقلند آدمی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جو شخص اپنے مال کو ایسی جگہ رکھتا ہے جہاں سے اسے کیڑے نہیں کھاتے اور نہ اس تک چور پہنچ سکتے ہیں یعنی آسمان میں جمع کرتا ہے (مطلب یہ کہ اللہ ﷻ کے راستے میں خرچ کرتا ہے)۔

کسریٰ کہتا تھا تو اس مال کے لیے ہے جسے تو روک کر رکھتا ہے اور جب تو اس کو خرچ کر دے تو وہ تیرے لیے ہوگا۔

ایک شخص بصرہ میں داخل ہوا تو پوچھا اس شہر کا سردار کون ہے؟ اس سے کہا گیا حضرت حسن بن ابی الحسن البصری رحمۃ اللہ علیہ اس نے پوچھا ان کو ان لوگوں کی سرداری کیسے حاصل ہوئی؟ انہوں نے جواب دیا اس لیے کہ جو کچھ ان لوگوں کے پاس ہے انہوں نے اس سے بے نیازی اختیار فرمائی اور وہ اس چیز کے محتاج ہوتے جو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے یعنی علم اور دین۔

اس شخص نے کہا واہ! واہ! وہ یقیناً ان کے سردار ہیں۔

اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف وحی بھیجی کہ مجھے اپنے بندوں سے چار باتوں کی شکایت

ہے:

(1) میں نے ان کو جو کچھ دیا اس میں سے قرض مانگا تو انہوں نے بخل کیا۔

(2) میں نے ان کو ابلیس سے بچنے کا حکم دیا تو وہ اس سے دور نہ رہے۔

(3) میں نے ان کو جنت کی دعوت دی تو انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔

(4) میں نے ان کو جہنم سے ڈرایا لیکن وہ نہ ڈرے اور جہنم میں لے جانے والے کاموں میں

کوشش کرتے رہے۔

ایک دن ایک عورت حضرت امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک چھوٹا سا برتن لے کر آئی اور اس میں ان سے شہد مانگا اور کہا میرا خاوند بیمار ہے۔ آپ نے اس کو شہد سے بھرا ہوا مشکیزہ دینے کا حکم دیا آپ سے کہا گیا کہ اس نے ایک چھوٹا پیالہ مانگا تھا؟ فرمایا اس نے اپنے حساب سے مانگا تھا میں نے اپنی قدر کے مطابق دیا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اے انسان! تجھ پر تعجب ہے تو اپنی خواہشات پر ضرورت سے زیادہ اور جلدی کرتے ہوئے خرچ کرتا ہے اور اپنے رب کی مرضی پر ایک درہم خرچ کرتے ہوئے یعنی بخل سے کام لیتا ہے۔ اے نادان! کل (قیامت کے دن) اللہ ﷻ کے ہاں اپنے مقام کو جان لے گا۔

اور آپ فرماتے تھے شعراء اور زبان دراز لوگوں کو (مال) دو کیونکہ جس نے اپنے بارے میں شکوہ شکایت کی پرواہ نہیں کی اس نے اپنے آپ پر گھٹیا پن اور بے مروتی کا حکم خود لگا لیا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر شعراء کو انعامات نہ دیئے جائیں تو ہجو کے اشعار لکھ کر اس کی تشہیر کر دیں گے۔

اور آپ فرماتے تھے کسی بخیل سے حاجت کا سوال کرنے سے بچو جو شخص اس سے حاجت طلب کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خشک مقامات اور چٹیل میدان میں مچھلی کا شکار کرنا چاہتا ہے۔  
حضرت ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ سے لوگ جو بھی سوال کرتے آپ انکار نہ کرتے اور فرماتے میں رسول اکرم ﷺ کے اخلاق اپناتا ہوں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اللہ ﷻ کے اسم مبارک میں سے ایک اسم مبارک ”المانع“ ہے اللہ ﷻ سوال کرنے والے کی حاجت کو (بعض اوقات) کسی حکمت کے تحت منع کرتا ہے بخل کی وجہ سے نہیں اللہ ﷻ اس سے بلند ہے تو بعض بزرگوں سے جو مقول ہے کہ انہوں نے سائل کا سوال پورا نہ کیا تو یہ بھی حکمت کے تحت ہوا بخل کی وجہ سے نہیں کہ انہوں نے اللہ ﷻ کے اخلاق پر عمل کیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک دن ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک لاکھ درہم بھیجے تو انہوں نے اسی وقت تقسیم کر دیئے اور اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات کے

۱۔ آپ کا حزر بھی قاہرہ میں واقع ہے اور راقم نے زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ ۱۲ ہزاروی

کھانے کی قیمت بھی نہ رہی۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے ایک لاکھ درہم تقسیم کئے اور خود بیٹھے ہوئے چادر کا ایک کنارہ سی رہے تھے اور اس میں پیوند لگا رہے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے میں نے رسول اکرم ﷺ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑا سخی کسی کو نہیں دیکھا ان کی ملاقات حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو فرمایا رسول اکرم ﷺ کے نواسے کو خوش آمدید پھر ان کے لیے تین لاکھ درہموں کا حکم دیا پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو ان کے لیے ایک لاکھ درہموں کا حکم دیا۔

حضرت حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان شریف کی ہر رات پچاس آدمیوں کو اپنے دسترخوان پر بلاتے جو ان کے ساتھ افطار کرتے تھے اور جب عید کا دن ہوتا تو ان میں سے ہر ایک کو لباس پہناتے اور ایک سو درہم دیتے اور جو استاذان کے بچے کو قرآن مجید پڑھاتا تھا اسے ہر مہینے میں دینا دیتے تھے ایک مرتبہ ان کے کپڑے کا بٹن ٹوٹ گیا اور درزی نے اسے ٹھیک کر دیا تو آپ نے اسے تیس درہم عطا فرمائے اور معذرت بھی کی۔

آپ فرماتے تھے اگر محتاج لوگ مجھ سے سوال نہ کرتے تو میں کسی چیز میں بھی تجارت نہ کر سکتا۔ (گویا ان کی تجارت صرف فخر پر خرچ کرنے کے لیے ہوتی تھی) اور آپ جب کسی خوبصورت عورت کو دیکھتے کہ وہ لوگوں سے سوال کر رہی ہے تو آپ اس کی عزت کرتے اور اس کو درہم اور کپڑے عطا فرماتے اور فرماتے تھے یہ کام اس لیے کر رہا ہوں تاکہ لوگ اس کے ساتھ نکاح کرنے میں رغبت رکھیں کیونکہ مجھے اس پر فتنے کا خوف ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن ابی بکرہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے چاروں طرف چالیس چالیس پڑوسیوں پر خرچ کرتے تھے اور خود روٹی کے ایک گلڑے سے افطار کرتے اور آپ عیدوں کے موقع پر ان کے لیے قربانی کے جانور اور کپڑے بھیجتے تھے نیز آپ ہر سال عید الفطر کے موقع پر ایک سو غلاموں کو آزاد کرتے۔

حضرت عبداللہ بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں میں سے کوئی غلام جب ان کے ہنہنہ لگاتا تو اس کو آزاد کر دیتے اور جب وہ کسی اور کا غلام ہوتا تو اسے اس کے مالک سے خریدتے اور آزاد کر دیتے۔

جب امام عبداللہ بن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو حضرت امام لیث رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی زیارت کی ان کو دیکھا تو وہ رورہے تھے پوچھا اے عبداللہ! آپ کیوں رورہے ہیں؟ فرمایا مجھ پر ایک ہزار دینار قرض ہے (یہ سن کر) حضرت امام عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادم کو بھیجا وہ ایک ہزار دینار لایا جو قرض کی ادائیگی میں دے دیئے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ولیمہ میں دعوت دی گئی تو وہ کسی مجبوری کے تحت تشریف نہ

لے جاسکے لیکن انہوں نے ولیمہ والے کی طرف پانچ سو دینار بھیج دیئے اور معذرت بھی کی اور اس سے درخواست کی کہ ان کی غیر حاضری سے چشم پوشی کرے۔

ایک شخص حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کسی چیز کا سوال کیا آپ نے اس کے لیے مطلق پانچ سو کا حکم دیا آپ کے غلام نے آپ سے پوچھا دینار یا درہم؟ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے تو صرف درہموں کا ارادہ کیا تھا لیکن تم نے پوچھا ہے تو ان کو دیناروں میں بدل دو۔ وہ شخص (مانگنے والا) بیٹھ گیا اور رونے لگا۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیوں رورہے ہو؟ اس نے کہا میں اس بات پر روتا ہوں کہ آپ جیسے لوگ زمین کے نیچے جاتے ہیں اور مٹی ان کو کھا جاتی ہے (مطلب یہ تھا کہ آپ جیسے لوگوں کو زندہ رہنا چاہئے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی ۱۲ ہزاروی)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ دعا مانگتے تھے یا اللہ تعالیٰ! مجھے مال عطا فرما کہ میں سخاوت کروں کیونکہ مال کے بغیر عمل نہیں ہوتا پھر یہ شعر پڑھتے۔

أری نفسی تنوق الی فعال لیقصر دون مبلغن مالی  
فلا نفسی تطاو غنی بیخل ولا مالی یبلغنی فغالی  
(ترجمہ) میرا نفس کچھ عمل کرنا چاہتا ہے لیکن ان افعال تک پہنچنے میں میرا مال رکاوٹ بنتا ہے پس میرا نفس بخل کے لیے میری بات نہیں مانتا اور میرا مال میرے کاموں تک نہیں پہنچتا۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور اس بات سے بچ کہ تو بزرگی ظاہر کرے جب کہ ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق، کرم، سخاوت، جود اور غمخواری جیسی باتیں تجھ میں نہ ہوں وہ لوگ بہت زیادہ مال دیتے تھے اور پھر بھی کسی شخص سے اپنے آپ کو افضل نہیں سمجھتے تھے ان میں سے ایک اپنی چادر کو دو حصوں میں بھاڑ کر نصف اپنے بھائی کو دیتا تھا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ مسلمان کا مسلمان پر کیا حق ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ اپنے بھائی کو بھوکا چھوڑ کر خود سیر ہو کر نہ کھائے، اپنے بھائی کو کپڑوں کے بغیر چھوڑ کر خود لباس نہ پہنے اور اس پر کسی درہم اور دینار کے حوالے سے بخل نہ کرے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے ساتھ درہم اور دینار کا بخل کس طرح کرتا ہے حالانکہ جب وہ مر جائے گا تو اس پر خوب روئے گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کو تحفہ بھیجتا تو وہ صحابی یہ تحفہ دوسرے صحابی کی طرف بھیج دیتے پس یہ تحفہ ان کے درمیان پھرتا رہتا حتیٰ کہ سب سے پہلے ہدیہ دینے والے کی طرف لوٹ آتا حالانکہ وہ

سب اس کے محتاج ہوتے تھے لیکن وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے اور جب ان میں سے ایک شادی کرتا اور وہ فقیر ہوتا تو وہ اس کی طرف سے مہر ادا کرتے تھے اور اس کو ایک سال کا خرچہ بھی دیتے تھے تاکہ اس کو خوشی حاصل ہو اور اس کو حصول معیشت میں جو پریشانی ہو سکتی ہے وہ دور ہو جائے کیونکہ عام طور پر شادی کرنے والے کو یہ مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔

حضرت امام حسن بن علی رحمۃ اللہ علیہ کسی سائل کو رو نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے اس کو ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا اس شخص نے عرض کیا کہ میرے پاس ان کو اٹھانے کے لیے کوئی چیز نہیں تو آپ نے اپنی چادر عطا فرمادی۔

حضرت بکر بن عبد اللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میرا سب سے پسندیدہ مال وہ ہے جو میں اپنے بھائیوں تک پہنچاتا ہوں اور سب سے برا مال وہ ہے جسے میں اپنے پیچھے رکھتا ہوں۔

ان اسلاف کا طریقہ تھا کہ جب ان کے پاس کوئی مانگنے والا آتا تو اس پر خوش ہوتے اور آنے والے کو خوش آمدید کہتے اور فرماتے یہ شخص ہمارا مال کسی اجرت کے بغیر آخرت کی طرف لے جا رہا ہے اور ہم سے اس چیز کو کم کر رہا ہے جو ہمارے رب ﷻ کی عبادت میں ہمارے لیے رکاوٹ ہے۔

ان میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کی طرف ایک ہزار دینار بھیجتا اور کہتا اس کو محتاجوں پر خرچ کرو اور ان کی نسبت میری طرف نہ کرنا۔

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ارشاد خداوندی ہے۔

(پ۔ یوسف ۳۶)

إِنَّا نُرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝

(ترجمہ) بے شک ہم آپ کو نیکی کرنے والوں میں سے دیکھتے ہیں۔

وہ فرماتے تھے حضرت یوسف علیہ السلام کی نیکی یہ تھی کہ قید خانے میں جب کوئی بیمار ہو جاتا تو آپ اس کی حصار داری کرتے جو محتاج ہوتا اس کی مدد کرتے اور جب آپ اپنے پاس کوئی چیز نہ پاتے جو فقیر کو دیں تو دروازوں پر جا کر لوگوں سے اس کے لیے سوال کرتے۔

اسلاف کا طریقہ تھا کہ جب ان میں سے کسی کا خادم مر جاتا تو اس کی جگہ خادم بھیجتے اور وہ خاموشی سے قبول کر لیتا اور اس کو اپنے بھائی پر فضیلت کا سبب نہ سمجھتا اور جب ان کو یہ خبر پہنچتی کہ ان کے بھائیوں میں سے کسی پر قرض ہے تو اس سے مشورہ کئے بغیر اس کی طرف سے ادا کر دیتے اور قرض دار کو جب اس بات کا علم ہوتا تو وہ بھی خاموش ہو جاتا گویا ادا کرنے والے نے اسی (قرض دار) کے مال سے ادا کیا ہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کے بھائی کے لیے یہ بات پسندیدہ ہے۔

حضرت ربیع بن خثیم، ابراہیم نخعی اور عطاء اسلمی رحمہم اللہ کا گزر ان زندگی دوسرے بھائیوں کے عطیات

پر موقوف تھا ان میں سے کسی کی کھیتی باڑی اور دودھ (دینے والا جانور) نہیں تھا نہ کوئی اور آمدن کا ذریعہ تھا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں بزرگوں کی طرف سے جو یہ بات آئی ہے کہ انہوں نے عمل کو چھوڑنے اور لوگوں کے کھانے سے کھانے کی مذمت کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی ان پر احسان جتائے یا ان کے دین کی وجہ سے ان کو کھلائے، جب ان میں سے ایک اپنے بھائیوں سے سوال کرتا کہ وہ اس کا قرض ادا کر دیں تو وہ کہتے ہائے افسوس ہم نے اپنے بھائی کا حال پوچھنے میں کوتاہی کی حتیٰ کہ ہم نے اسے سوال کرنے پر مجبور کر دیا۔

حضرت ابن مقفع رحمۃ اللہ علیہ تک یہ بات پہنچی کہ ان کے پڑوسی نے قرض کی ادائیگی کے لیے اپنا مکان بیچنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اس کی طرف مکان کی رقم بھیج دی اور فرمایا اس کو نہ بچو کیونکہ آپ نے اس سے اس قدر نفع نہیں اٹھایا جس قدر نفع ہم نے اٹھایا ہم کتنا عرصہ اس کے سائے میں بیٹھے۔

حضرت ابراہیم تمیمی رحمۃ اللہ علیہ فقرا کی ہر چھوٹی جماعت کو جمع کر کے ان کے ساتھ مسجد میں بیٹھتے اور ان سے فرماتے عبادت کرو میں تمہاری خدمت کے لیے کھڑا ہوں۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی احسان کے بغیر اپنے بھائیوں کی رضا چاہتا ہے وہ راستے سے غلطی کر گیا ایک روایت میں ہے کہ وہ قبرستان والوں سے مل جائے۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے مسلمانوں میں سے وہ شخص سب سے بہتر ہے جو ان کی مدد کرے اور ان کو نفع پہنچائے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے وہ چیز زیادہ حاصل کرو جس کو آگ اور مٹی نہ کھائے لوگ پوچھتے وہ کیا ہے؟ تو فرماتے ”نیکی“ پس اگر تجھے اس کی دوستی کے دن فائدہ نہ دیں تو تیرا اس سے کیا تعلق؟ قریب ہو یادور۔

تو اے بھائی! اپنے دل میں غور کرو اور اپنے ان اسلاف کی اتباع کرو جن کے تم خلفاء ہونے کا دعویٰ کرتے ہو اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## مسلمان بھائیوں سے حسن سلوک کی چاہت

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ (مسلمان) بھائیوں سے حسن سلوک کو بہت پسند کرتے ہیں اور ان کے لیے بچہ جانا اور ایک دوسرے کو خوشی پہنچانا چاہتے ہیں نیز وہ ان بھائیوں کو اپنے آپ سے مقدم کرتے ہیں اور وہ اپنے بھائیوں کے استحقاق میں کوئی توقف اور سوچ و بچار

نہیں کرتے اور کہتے ہیں اگر ہمارا بھائی اچھے سلوک کا اہل نہیں تو ہم اس کے اہل ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے نیکی کرو اگرچہ اس شخص سے کرو جو اس کی ناشکری کرتا ہے کیونکہ یہ ترازو میں اس سے زیادہ وزنی ہوگی جس کا وہ شکر یہ ادا کرتا ہے۔

حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نیکی کرنے والا گرتا نہیں اور اگر گرجائے تو ٹوٹتا نہیں۔

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے سود کو اس لیے حرام قرار دیا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کرنے سے رک نہ جائیں۔

حضرت معمرؓ فرماتے تھے آج کل نیکی اور احسان برائی کی سیرمی بن گئے ہیں لوگ کہتے ہیں ”اس شخص کے شر سے بچو جو تم سے نیکی کرتا ہے“

یہ تمام باتیں اس لیے ہیں کہ قرب قیامت کی وجہ سے تمام کام اپنے موضوعات سے (یعنی جن مقاصد کے لیے بنائے گئے ان سے) باہر نکل گئے ہیں۔

اور وہ فرماتے تھے سب سے بری نیکی یہ ہے کہ مانگنے والا سوال کرنے پر مجبور ہو جائے اور وہ تم سے شرمندہ ہو تو تمہاری نیکی اس کی شرمندگی کے برابر نہیں ہو سکتی سب سے بہتر بات یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے حالات معلوم کرو اور اس کے پاس وہ چیز بھیجو جس کا وہ محتاج ہے اس کو سوال کرنے پر مجبور نہ کرو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم قرض کو نیکی میں شمار نہیں کرتے کیونکہ قرض دینے والا مقابلہ کا (واپس کا) مطالبہ کرتا ہے نیکی یہ ہے کہ لوگ تم سے دنیا اور آخرت میں جو چیز مانگیں اس میں چشم پوشی اختیار کرو۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نیکی چلی گئی اور تجارت باقی رہ گئی ان میں سے ایک شخص دوسرے کو کوئی چیز اس لیے دیتا ہے کہ وہ اسے اس کا بدلہ دے گا۔

حضرت وہب بن منہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نیکی صرف تین باتوں سے مکمل ہوتی ہے۔ (1) اس میں جلدی کرنا، (2) دینے والے کی نظر میں اس کا حقیر ہونا اور (3) لوگوں سے چھپا کر کرنا۔

حضرت مہلب بن ابی صفیرہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی اولاد سے فرماتے تھے تم جس فقیر کو صبح اور شام اپنے دروازے پر دیکھو تو جان لو کہ وہ محتاج ہے پس اسے کچھ دو اور اسے سوال کرنے پر مجبور نہ کرو، اس کا صبح و شام آنا ہی سوال کی جگہ کفایت کرتا ہے۔



حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو یوں پایا کہ ان میں سے ایک اپنے بھائی کے پاس جاتا اور وہ وہاں نہ ہوتا وہ دیکھتا کہ ٹوکری پھل سے بھری ہوئی ہے تو وہ اس کی اجازت کے بغیر خود بھی کھاتا اور تقسیم بھی کرتا اور جب اس کا وہ بھائی آتا اور یہ اسے واقعہ بتاتا تو وہ خوش ہوتا۔<sup>۱</sup>

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نچر تھی جو دروازے پر بندھی رہتی تھی جو شخص اس پر سواری کی ضرورت سمجھتا اسے بغیر اجازت پکڑتا اور سوار ہو جاتا کیونکہ اسے معلوم ہوتا کہ آپ اس پر خوش ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس کے باوجود کہ بہت بڑے متقی شخص تھے کسی اجازت کے بغیر اپنے بھائیوں کی دوات سے لکھتے تھے۔

حضرت مسلم بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ولیمہ کی دعوت دی گئی تو ان سے تاخیر ہو گئی پھر تشریف لے گئے صاحب ولیمہ نے آپ کو دیکھا تو کہا آپ کو دیر ہو گئی اور لوگ کھانا کھا کر چلے گئے اور کچھ بھی باقی نہیں رہا۔

حضرت مسلم بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شاید پیالوں کے ساتھ کچھ لگا ہو گا میں اسے چاٹ لیتا ہوں اس نے کہا ہم نے ان کو بھی دھو ڈالا ہے انہوں نے فرمایا شاید روٹی کا ایک ٹکڑا ہو گا اس نے کہا ہمارے پاس کچھ باقی نہیں رہا بلکہ ایک لقمہ بھی نہیں اس وقت حضرت مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تبسم فرمایا اور واپس تشریف لے گئے۔

لوگوں نے عرض کیا آپ کبیدہ خاطر نہ ہوئے بلکہ ہم نے دیکھا کہ آپ نے تبسم فرمایا انہوں نے فرمایا اس شخص نے ہمیں اچھی نیت سے دعوت دی تھی اور ہمیں واپس اسی اچھی نیت سے کیا تو ہم کس بات پر کبیدہ خاطر ہوتے۔

ایک جماعت حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے گھر آئی اور آپ موجود نہ تھے انہوں نے کھانے کا سامان لیا اور بیٹھ کر کھانے لگے اور ساتھ ساتھ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی نیکی کے بارے میں باتیں بھی کرنے لگے اسی دوران حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ان کو اس حالت میں دیکھا تو رو پڑے انہوں نے پوچھا آپ کیوں رورہے ہیں؟

فرمایا میں کیوں نہ روؤں تم نے پہلے نیک بزرگوں کی طرح میرا ذکر کیا اور مجھ سے صالحین کے اخلاق والا معاملہ کیا جب کہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں۔

۱۔ ان لوگوں کا باہمی تعلق اس قدر مضبوط تھا کہ اس طرح کے معاملات کی ایک دوسرے کو اجازت تھی اس لئے وہ اس طرح کرتے تھے۔ اگر ایسی صورت نہ ہو تو کسی شخص کا مال اس کی اجازت کے بغیر لینا شرعاً جائز نہیں۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت بقیہ بن ولید رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوست کی عدم موجودگی میں اس کے گھر تشریف لے گئے اور آگ پر رکھی ہوئی ہانڈی اٹھا کر اسے گھر کے دروازے پر رکھا اور اس میں سے کھانے لگے اور ساتھ ساتھ فقرا اور مساکین پر تقسیم بھی کر رہے تھے جب ان کا بھائی (دوست) آیا تو اس پر خوش ہوا اور کہا آپ جیسے نیک بھائی کو اللہ ﷻ جزائے خیر عطا کرے۔ ہماری آخرت کا سامان ہمارے لئے آگے بھیج دیا۔

حضرت جعفر بن محمد ﷺ فرماتے تھے وہ بھائی بُرا ہے جس کا دوسرا (مسلمان) بھائی اس کی عدم موجودگی میں اس کی تھیلی کھول کر اس کی اجازت کے بغیر ضرورت کے مطابق نہ لے سکے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں بعض اوقات ان میں سے ایک اس عمل کو چھوڑ دیتا تھا اس لئے نہیں کہ وہ اپنے بھائی پر بلکہ اپنے اوپر قیاس کرتا تھا (کہ تہمت ہو تو مجھ پر ہو) واللہ اعلم۔

حضرت حامد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم ہمیں یہ گمان نہ تھا کہ ہم اس زمانے تک زندہ رہیں گے کہ کوئی بھائی دوسرے بھائی کو کوئی چیز دے کر اسے اپنے دل میں بڑی بات سمجھے گا۔ پس جب تیرا بھائی تیری محبت کا اظہار کرے تو اس کی تصدیق کرنے میں جلدی نہ کر کیونکہ آج کل بھائیوں میں بہت جلدی تبدیلی آ جاتی ہے پس جب کوئی شخص تیرے قریب ہو تو اس سے بچتا رہ۔

حضرت عبداللہ ﷺ فرماتے تھے جو شخص اپنے بھائیوں کو خوشی پہنچائے وہ قیامت کے دن اللہ ﷻ کے عذاب سے بچنے والا ہوگا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ ان میں سے ایک اپنے آپ کو ذاتی سامان کا دوسرے بھائی کے مقابلے زیادہ حق دار نہیں سمجھتا تھا البتہ یہ کہ اس بھائی سے زیادہ محتاج ہو۔

حضرت معین بن زائدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے کبھی کسی سوال کرنے والے کے سوال کو رد نہیں کیا اور اگر کبھی رد بھی کیا تو بعد میں معلوم ہوا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس ﷺ فرماتے تھے مجھے اپنے ساتھی سے حیا آتی ہے کہ وہ تین مرتبہ میری ملاقات کے لئے آئے اور میں اسے کچھ نہ دوں۔

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تمہیں اپنے بھائی کے ہاں کوئی حاجت ہو تو اس کے پاس اس کے گھر جاؤ کیونکہ یہ بات حاجت کو زیادہ پورا کرنے والی ہے۔

ایک دن ایک شخص نے حضرت اوس بن خارجہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں ایک چھوٹے سے کام کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں انہوں نے فرمایا اس کے لئے کسی چھوٹے آدمی کو تلاش کرو۔

حضرت حسن بن علی ﷺ سے جب کسی حاجت کا سوال کیا جاتا تو اس طرف جلدی کرتے اور

فرماتے مجھے ڈر ہے کہ میں اس میں تاخیر کروں اور میرے بھائی کی حاجت ختم ہو جائے تو مجھ سے ثواب رہ جائے۔

حضرت مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس شخص کو میرے ہاں حاجت ہے وہ ایک کاغذ پر لکھ کر میری طرف بھیج دے میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں مسلمان کے چہرے پر سوال کی ذلت دیکھوں کیونکہ سوال اس عطیہ سے بھاری و ثقیل اگرچہ وہ عطیہ کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو۔ (مطلب یہ کہ سوال بڑا جرم ہے)

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے یہ نیکی کی بات ہے کہ جب تمہارا بھائی تم سے کوئی چیز لے تو تم اپنے اوپر اس کا احسان سمجھو کیونکہ اگر وہ نہ ہوتا تو تمہیں ثواب نہ ملتا نیز اس نے سوال کے لئے تمہارا انتخاب کیا اور دوسروں کی بجائے تم سے امید رکھی۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ جب کسی سے حاجت کا سوال کرتے تو فرماتے ہم نے اس کا معاملہ اللہ ﷻ کی طرف اٹھا دیا ہے اگر وہ تیرے ہاتھوں اس کو پورا کرے گا تو ہم اس کی حمد کریں گے اور تمہارا شکر یہ ادا کریں گے اور اگر تیرے ذریعے پورا نہیں کرے گا تو اللہ ﷻ کی حمد کریں گے اور تجھے صاحب عذر سمجھیں گے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تجھے کسی سے کوئی حاجت ہو تو قاصد کے ہاتھ تحفہ بھیج۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں تحفہ حاجت کے پورا ہونے کی چابی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے رات کے وقت کسی سے حاجت کا سوال نہ کرو کیونکہ حیا آنکھوں میں ہوتی ہے (اس لئے رات کو انکار کیا جاسکتا ہے)۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے جو شخص رات کو بستر پر کروٹیں بدلتا رہے جب مجھ پر کوئی مصیبت یا غم نازل ہو تو میں اس کا بدلہ نہیں دے سکتا کیونکہ اس نے اپنے رب ﷻ کے ہاں مجھے اپنی حاجت بنا لیا۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں ایک شخص سے حدیث سنتا ہوں اور میں اس کو پہلے سے جانتا ہوں اور اس سے کئی بار سن چکا ہوں لیکن میں اس کی طرف اس طرح کان لگاتا ہوں جس طرح اس شخص کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جیسے اس کے علاوہ کسی سے نہیں سنی اس کی وجہ میرا یہ خوف ہے کہ اگر میں نے اس سے سبقت کی تو اسے شرمندگی ہوگی۔ (اگر میں نے کہا یہ تو میں سن چکا ہوں)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے ہر آنے والے کو کوئی خدشہ ہوتا ہے پس تم اسے کشادہ دلی کے ساتھ ملو اور سلام کے ساتھ ابتدا کرو۔ حدیث شریف میں ہے:

لَا تَنْزِلُوا حَوْلَ بَعْضِكُمْ بِمَنْ لَا يَشْتَهِي لِقَاءَ هَا

(ترجمہ) اپنی حاجات ان لوگوں کے سامنے پیش نہ کرو جو ان کو پورا کرنا نہیں چاہتے۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے مانگنے والے کو روٹی کا ایک ٹکڑا یا کوئی ٹوٹی چیز یا پرانا کپڑا نہیں دیتے تھے اور فرماتے تھے مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ اللہ ﷻ کے ہاں میرا نامہ اعمال پڑھا جائے اور اس میں گھٹیا چیزیں ہوں جو میں نے اللہ ﷻ کے لئے دی ہوں۔

تو اے بھائی! اپنے دل کا جائزہ لو کیا تم ان باتوں میں جو تم نے سنی ہیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر ہو یا تم نے ان کی مخالفت کی اور صالحین میں سے ہونے کا دعویٰ کرنے سے پرہیز کرو۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## بھائی چارہ قائم کرنے میں جلدی نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ اللہ ﷻ کی رضا جوئی کے لئے بھائی چارہ قائم کرنے میں جلدی نہیں کرتے بلکہ ان میں سے ایک سال بھر یا اس سے زیادہ مدت انتظار کرتا ہے۔ (ان کا یہ عمل) اللہ ﷻ کے ساتھ ادب کی وجہ سے ہوتا کہ کسی شخص کو بھائی یا دوست بنا لیں اور اللہ ﷻ کے حقوق کو پورا کرنے اور اس کو دنیا اور آخرت کے امور میں اپنی ذات کی طرح قرار دینے کی معرفت حاصل نہ ہو۔ اس خلق سے بے شمار لوگ خالی ہیں ان سے جو شخص بھائی چارہ یا دوستی قائم کرنے کا مطالبہ کرتا ہے وہ اس میں جلدی کرتے ہیں پھر ایک عرصہ کے بعد قطع تعلق کر لیتے ہیں۔

عظمت لوگوں نے کہا ہے کہ آخر میں پیدا ہونے والا فساد ابتدا کا فساد ہوتا۔ (یعنی پہلی اینٹ ٹیڑھی ہوتی دیوار آخر تک ٹیڑھی ہوتی ہے)

حدیث شریف میں ہے:

لَا تَوَادُّ الْاِنَانَ لِيُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا اِلَّا بِذَنْبٍ يُحَدِّثُهُ أَحَدُهُمَا

(مسند امام احمد 68/2، الترغیب 128/3 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) دو شخص آپس میں محبت کرتے ہیں پھر ان میں جدائی ہو جائے تو اس کی وجہ ان میں سے کسی ایک کا گناہ ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ إِخْوَانُ الْعَلَائِيَّةِ أَعْدَاءُ السَّرِيَّةِ

(مسند احمد بن حنبل، جلد 5 صفحہ 225 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) آخری زمانے میں ایک قوم ہوگی جو ظاہر میں بھائی اور باطنی طور پر دشمن ہوں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کیسے ہوگا؟ فرمایا ”يَتَوَاحِشُونَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً“ وہ کسی رغبت یا خوف کی وجہ سے بھائی بنیں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مواخات (بھائی چارہ) قائم کرتے تو ان میں سے ایک جب تک اپنے بھائی سے ملاقات نہ کر لیتا اس پر رات طویل ہو جاتی۔

اور ان سب کا یہ معاملہ تھا کہ جب وہ اپنے بھائی سے تین دن غائب رہتے تو ہر ایک اپنے آپ کو کوستا تھا۔

حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی کو اپنا بھائی (دوست) نہ بناؤ مگر یہ کہ تم اس سے راز نہ چھپاؤ ورنہ وہ تم سے اجنبی ہوگا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ ایک دوسرے سے خیر خواہی کرتے تھے اور اپنے بھائی سے یہ نہیں پوچھتے تھے کہ وہ کسی بات میں خیر خواہی کا محتاج ہے یا نہیں لیکن آج کے زمانے میں تم ان کو دیکھو گے کہ ایک دوسرے سے حالات پوچھتے ہیں پھر ان میں سے کوئی ایک دوسرے بھائی کو ایک درم دینے کا روادار نہیں ہوتا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی شخص کے لئے مناسب نہیں کہ اپنے بھائی سے کہے میں تجھ سے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبت کرنا ہوں بلکہ پہلے اپنے نفس کا جائزہ لے کہ وہ اس سے جو کچھ مانگے گا اس سے انکار تو نہیں کرے گا اگرچہ وہ یہ مطالبہ کرے کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دو تا کہ میں اس سے نکاح کر لوں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھائی چارہ قائم کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا یہ ایسا راستہ ہے جس میں کانٹے اُگ گئے ہیں پس اس پر کوئی شخص چل نہیں سکتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جس شخص کے بھائی کے جسم پر کسی بیٹھے اور وہ اس پر گراں نہ گزرے تو وہ (حقیقتاً) بھائی نہیں ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب دوست زیادہ ہوں گے تو قیامت کے دن اس پر حقوق زیادہ ہوں گے اور جو شخص اپنے بھائیوں سے مقدور بھر چیز میں غنخواری نہ کرے تو وہ اسی مقدار میں محبت کم کر دیتے ہیں جس قدر وہ اس میں کمی کرتا ہے۔

حضرت علی بن بکار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے اپنے زمانے میں کسی شخص کو بھائی چارے کا حق قائم کرنے میں حضرت ابراہیم بن ادم رحمۃ اللہ علیہ کی مثل نہیں دیکھا۔ آپ درم یا پھل اور منقی اپنے اور اپنے بھائی کے درمیان تقسیم فرماتے اور اگر وہ موجود نہ ہوتا تو اس کے آنے تک اس (کے حصے) کی حفاظت فرماتے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کیا وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں دوست آپ سے جدا نہیں ہوتے؟ انہوں نے فرمایا اس لئے کہ جب میں دیکھتا ہوں کہ میرا بھائی کسی چیز کو پسند کرتا ہے تو میں اس کو دے دیتا ہوں اور میں اس پر اپنے نفس کو ترجیح نہیں دیتا۔

ہمارے امام حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے وہ شخص تیرا بھائی نہیں جس کی خاطر مدارات اور اس سے معذرت کی تمہیں ضرورت پیش آئے۔<sup>۱</sup>

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا فوت ہو گیا اور ابن عوف رحمۃ اللہ علیہ نے تعزیت نہ کی تو ان سے کہا گیا کہ فلاں نے آپ کے بیٹے کی تعزیت نہیں کی۔ انہوں نے فرمایا جب ہم کسی شخص کی دوستی پر یقین رکھتے ہیں تو ان کے نہ آنے سے ہمیں کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

حضرت حامد اللقاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے دشمنوں سے بھی اچھا سلوک کرتے تھے اور اب ہم ان کو دیکھتے ہیں کہ نہ دشمنوں سے نیکی کرتے ہیں اور نہ دوستوں سے۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ ان میں سے ایک کئی دن تک اپنے بھائی سے ملاقات نہ کرتا پھر جب ان کی ملاقات ہوتی تو صرف اتنی بات کہتے ”آپ کیسے ہیں؟“ آپ کا حال کیا ہے؟ اور اگر وہ اس سے اس کا نصف مال طلب کرتا تو وہ اسے دے دیتا۔

پھر آج کل لوگوں کی حالت یہ ہے کہ ان میں سے ایک اپنے بھائی سے ہر روز یا ہر گھڑی ملاقات کرتا ہے تو اس سے پوچھتا ہے تمہارا کیا حال ہے؟ تم کیسے ہو؟ اور اس سے ہر چیز کے بارے میں حتیٰ کہ گھر میں موجود مرغی کے بارے میں بھی پوچھتا ہے اور اگر وہ اس سے ایک درہم کا سوال کرے تو وہ نہیں دیتا۔

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میں آپ سے اللہ ﷻ کے لئے محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا تم جو کچھ کہہ رہے ہو سچ نہیں ہے جبکہ تمہارا گدھا تمہارے نزدیک مجھ سے زیادہ اہم ہے کہ رات کے کھانے کے وقت اس کو یاد کرتے ہو تو میری محبت کا دعویٰ کس طرح کرتے ہو۔

ایک شخص نے حضرت بشر بن صالح رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میں آپ سے اللہ ﷻ کے لئے محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا تم جھوٹ کس وجہ سے بول رہے ہو پھر فرمایا تم مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور حال یہ ہے کہ تمہارے گدھے کی پیٹھ پر ڈالا جانے والا کبل میری دستار اور میرے کپڑوں سے زیادہ قیمتی ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ ﷻ کے لئے اخوت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ اخوت اس طرح ہے کہ تم اپنا تمام مال چھوڑ دو جس طرح حضرت صدیق اکبر ﷺ نے اپنا تمام مال

۱۔ یعنی کوئی ایسا کام ہی نہ کرے کہ کسی کی دل آزاری ہو اور مسلسل احسان کرتا رہے تاکہ معذرت یا معافی چاہنے کی نوبت نہ آئے۔

رسول اللہ ﷺ کے لئے چھوڑ دیا تھا۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کسی دوسرے شخص سے محبت کرتا ہے لیکن بعض اوقات دنیا کے بعض منافع اس کے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں تو کہا ایسا شخص اپنی محبت میں سچا ہے؟ فرمایا ہاں (سچا ہے) لیکن اس کے درجہ کمال میں کمی ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی ذات کے لئے باہم محبت کرنے والوں کی ایک علامت یہ ہے کہ جب وہ ایک دوسرے سے ناراض ہوں تو ان میں سے ہر ایک دوسرے ساتھی کو راضی کرنے کی کوشش کرتا ہے، ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں پایا جو اپنے بھائیوں کے ہاں محبوب ہو اور وہ ان کی غمخواری نہ کرے جس طرح ہم سخت غصے والے کو خوش اور کسی حریص کو غمی نہیں پاتے۔ (یعنی دو متضاد باتیں اکٹھی نہیں ہوتیں)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے ہم میں سے ایک اس چیز کی طرف دیکھتا ہے جو بیت الخلاء میں اس سے نکلتی ہے لیکن اس کے کسی حصے سے اپنی نگاہ نہیں پھیرتا ہے۔ انہوں نے فرمایا اس لئے کہ فرشتہ اس سے کہتا ہے جس سے اپنی نگاہ نہیں پھیرتا ہے اس چیز کو دیکھ جسے اپنے بھائی کو دینے سے تو نے بخل کیا وہ کیا بن گئی ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آج کے زمانے میں لوگوں کا بھائی چارہ باورچی کے اس شوربے کی طرح ہو گیا ہے جس کی خوشبو اچھی ہو اور ذائقہ نہ ہو۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بھائی چارے کی صداقت میں سے یہ بات ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی حالت فقر میں اس سے زیادہ عزت کرے جتنی اس کی مالداری کی صورت میں کرتا ہے۔ کیونکہ فقر، غنا سے افضل ہے اور اس کا بھائی (درست) اپنے اعتبار سے زیادہ عزت کے لائق ہے، فقر کی وجہ سے نہیں۔

حضرت ابو مطیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو یوں پایا کہ وہ اپنے غلاموں کی گھوڑوں (گھوڑوں) مکانات اور مال سے بھرے ہوئے تھا لوں کا تھوہ دیتے تھے اور آج کل صرف روٹی اور کھانے کا تھوہ دیتے ہیں اور عنقریب لوگ اس کو بھی چھوڑ دیں گے اور اپنے بزرگوں کی سنت کو بالکل مٹا دیں گے۔

اور اگر ان لوگوں میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو اس کے جنازے سے واپسی کے بعد دوسرا (مسلمان) بھائی اس کے بچوں کے بالغ اور سمجھدار ہونے تک ان کی دیکھ بھال کرتا تھا اور آج کے زمانے میں لوگوں نے اپنے بھائیوں کے بچوں اور اہل خانہ کو بھلا دیا ہے۔

حضرت ابراہیم تمیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آدمی اپنے بھائیوں کے بغیر اس طرح ہوتا ہے جس طرح دایاں ہاتھ، بائیں ہاتھ کے بغیر ہو۔

حضرت ابو معاویہ اسود رحمۃ اللہ علیہ پتھروں کو گھڑتے تھے اور اس کے ذریعے روزی حاصل کرتے تھے جب عمر زیادہ ہو گئی تو لوگوں نے عرض کیا آپ بوڑھے ہو گئے ہیں اور اس کام سے عاجز ہو چکے ہیں انہوں نے فرمایا اللہ علیہ السلام کی قسم میرے لئے پتھروں کو گھڑنا، لوگوں سے سوال کرنے کے مقابلے میں زیادہ آسان ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے سامنے سونے اور چاندی کا ڈھیر لگاتے اور فرماتے اگر یہ نہ ہوتا تو لوگ ہمیں ناک و منہ صاف کرنے کا رومال بنا لیتے (یعنی ذلیل کر دیتے) یعنی اپنی ضرورت کیلئے مال جمع کرنے کو اچھا سمجھتے تھے۔ اور اگر میں اپنے پیچھے تیس ہزار دینار چھوڑوں جس کے بارے میں قیامت کے دن مجھ سے پوچھا جائے تو یہ بات میرے لئے اس سے بہتر ہے کہ میں کسی شخص کے دروازے پر کھڑا ہو کر حاجت کا سوال کروں۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس شخص کے نزدیک سب لوگ ایک جیسے ہوں اس کا کوئی دوست نہیں اور جو شخص صبح تمہاری حالت دریافت نہ کرے اور شام کو صلہ رحمی نہ کرے اس کو مردوں میں سے شمار کرو اور جو شخص تیری بیماری کے دوران تیری بیمار پرسی نہ کرے اور جب تو محتاج ہو تو تیری طرف تھم نہ بھیجے اور جب تو اس سے ملاقات نہ کر سکے تو وہ تجھ سے ملاقات نہ کرے تو وہ راہ چلتے دوستوں میں سے ہے۔

(یعنی حقیقی دوست نہیں)

وَبَادِرِجَالَهُ وَبَقِيَ الْغُثَاءُ	الْأَذْهَبِ التَّلْمُومُ وَالْوَفَاءُ
كَأَنَّهِمُ الذِّئَابُ لَهُمْ عَوَاءُ	وَأَسْلَمْنِي الزَّمَانُ إِلَى النَّاسِ
كَأَلِي أَجْرِبِ الْأَعْضَاءُ دَاءُ	إِذَا مَا جَتَّهُمْ يَتَدَاوَعُونِي
وَأَعْدَاءُ إِذَا نَزَلَ الْبَلَاءُ	إِخْلَاءُ إِذَا اسْتَفْنَيْتَ عَنْهُمْ
عَلَى الْإِخْوَانِ كُلِّهِمُ الْعَفَاءُ	الْقَوْلُ وَلَا الْإِمَّ عَلَى مَقَالِي

(ترجمہ اشعار) احساس ذمہ داری اور وفارخصت ہو گئی اس پر عمل کرنے والے مرد چلے گئے اور بھوسہ رہ گیا۔ اور زمانے نے مجھے ایسے لوگوں کے سپرد کر دیا کہ گویا وہ بھیڑیے ہیں جو بھوکتے ہیں۔ جب میں ان کے پاس آتا ہوں مجھ پر ٹوٹ پڑتے ہیں گویا میں خارش کی بیماری میں مبتلا ہوں۔ جب تجھے ان کی ضرورت نہ ہو تو وہ دوست ہوتے ہیں اور جب (تجھ پر) مصیبت نازل ہو تو دشمن بن جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اور مجھے میری بات پر ملامت نہ کیا جائے کہ وہ تمام بھائیوں کے لئے بردباری اور ہلاکت ہیں۔

تو اے بھائی! اپنا جائزہ لو کیا تم نے کبھی اپنے بھائیوں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کیا ہے یا جہالت اور بخل کی وجہ سے اس میں کمی کی ہے تو صالحین میں سے ہونے کا دعویٰ نہ کر اگرچہ ان جیسے کام کرو۔

اے بھائی اس بات کو سمجھو اور تمام تعریفیں اللہ علیہ السلام کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔



## مہمانوں کی عزت اور خدمت کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ مہمانوں کی عزت اور خود ان کی خدمت کرتے ہیں ہاں کوئی عذر شرعی ہو تو الگ بات ہے پھر بھی وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے پاس ٹھہرنے ہمارے بارے میں اچھا گمان رکھنے اور ہمیں بخیل نہ سمجھتے ہوئے ہمیں اس مقصد کے لئے منتخب کیا ہے تو ہم اس کھانے کے ذریعے اس کا بدلہ نہیں دے سکتے۔

رسول اکرم ﷺ بنفس نفیس مہمانوں کی خدمت کرتے تھے صحابہ کرام و تابعین ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

جب نجاشی بادشاہ کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے علاوہ کسی کو ان کی خدمت پر مامور نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا انہوں نے ہمارے ساتھیوں کی عزت کی ہے اور میں ان کو بدلہ دینا چاہتا ہوں۔

پہلے بزرگ مہمان کی رات کو عید کی رات کی طرح سمجھتے تھے کیونکہ اس رات ان کو خوشی حاصل ہوتی تھی امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے مجھے اپنے دوستوں کو کھانے کے دسترخوان پر جمع کرنا ایک غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت انس بن مالک ﷺ فرماتے تھے مکان کی زکوٰۃ یہ ہے کہ اس میں ایک مہمان خانہ بنایا جائے۔ حضرت بکر بن عبداللہ المزنی رحمۃ اللہ علیہ مہمان کو کھانا کھلاتے اور جب وہ واپس جانے کا ارادہ کرتا تو اسے لباس بھی عطا فرماتے اور فرماتے اس کا میرے کھانے کو قبول کرنا اس سے افضل ہے جو کچھ میں نے اس کے ساتھ (حسن سلوک) کیا۔

حضرت ابراہیم الخلیلؑ کی کنیت ابوالضریحان (مہمانوں والے) تھی۔ آپ دو میل تک تشریف لے جاتے تاکہ مہمان کو اپنے ساتھ گھر لائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں مہمانوں کے کھانے میں فراوانی فضول خرچی نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

(پ۔ الذاریات ۲۳)

ضَيْفِ اٰتِيهِمُ الْمُكْرَمٰتِ ۝

(ترجمہ) حضرت ابراہیم کے معزز مہمان۔

اس کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ وہ لوگ اس لئے معزز تھے کہ حضرت ابراہیم

ﷺ خود ان کی مہمان نوازی کرتے تھے۔

۱- یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس میں فرشتے انسان کی شکل میں مہمان بن کر آئے تھے اور آپ ﷺ نے ان کیلئے چھرا ذبح کیا

حضرت عبدالواحد بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو شخص بھی آتا آپ اس کو کھلاتے پلاتے پھر اس سے معذرت کرتے کہ اس کے حق میں کوتاہی ہوئی ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں جن لوگوں کو ہم نے اس مقام پر پایا ان میں سیدی شیخ محمد بن عنان، شیخ ابوالحسن النمری، شیخ عبدالحکیم بن مصلح، شیخ محمد شناوی، شیخ ابو بکر حدیدی اور دیگر بزرگ رحمہم اللہ شامل ہیں۔ یہ لوگ مہمان کے لئے اس ڈر سے تکلیف نہیں کرتے تھے کہ اس کے دوبارہ آنے پر وہ پریشان نہ ہو جائیں وہ کہتے تھے جو شخص مہمان کو وہ چیز پیش کرے جو اس کو میسر ہے تو مہمان جس وقت بھی آئے اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اگر مہمان اپنے غیر کے لئے کھانا لے جائے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا اگر اپنے بعض ساتھیوں کے لئے لے جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن کسی اجنبی کے لئے لے جانا درست نہیں۔

حضرت بکر بن عبداللہ مہزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ اپنے ساتھ کسی اور کو بھی لے جائے تو ایک تھپڑ کا مستحق ہے اگر اس سے کہا جائے یہاں بیٹھو اور وہ کہے نہیں وہاں بیٹھوں گا تو دو تھپڑوں کا مستحق ہو گیا اور اگر گھر والے سے کہے تم بھی ہمارے ساتھ کھاؤ تو تین تھپڑوں کا مستحق ہو گا کیونکہ اس نے تین فضول کام کئے ہیں۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کوشش کرتے تھے کہ مہمان کو وہ چیز کھلائیں جو اس مہمان کے پاس بلکہ اس کے شہر میں بھی نہ ہو۔

حضرت خالد بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور میرے ساتھ میرے کچھ ساتھی بھی تھے انہوں نے ہمارے سامنے شہد رکھا اور فرمایا اس قسم کا شہد تمہارے پاس نہیں ہے ہم نے کہا جی ہاں۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص مہمان کو کھانا کھلائے لیکن کھجور پیش نہ کرے یا کوئی میٹھی چیز نہ کھلائے تو یہ اسی طرح ہے جیسے نماز عشاء پڑھے اور وتر نہ پڑھے۔

جان لو! میزبان پر لازم ہے کہ مہمان کو حلال مال سے کھلائے اور اسے نمازوں کے اوقات سے آگاہ کرے اور اچھا کھانا اور چربی (گھی نمبر ۱) جو اس کے بس میں ہو اس میں کوتاہی نہ کرے اور مہمان پر واجب ہے کہ جہاں وہ (میزبان) بٹھائے اور جو کچھ اس کے سامنے رکھے اس پر راضی ہو جائے اور اس کی اجازت کے بغیر باہر نہ جائے۔

۱۔ سیاق سے ایسا لگتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ مہمان، میزبان کے دسترخوان سے کوئی چیز اٹھا کر کسی بھکاری یا سائل کو نہ دے لیکن آپس میں ایک دوسرے کو دیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت اوس بن خارجہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے جب بھی کچھ لوگوں کو اپنے ہاں کھانے پر بلایا اور انہوں نے وہ کھایا تو میں نے اپنے احسان کے مقابلے میں ان کے احسان کو افضل قرار دیا۔

حضرت حامد اللقاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نام نہاد زاہد کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ کسی کا مہمان ہوتا ہے تو اس کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا ذکر کرتا ہے اور جب اس کے پاس کوئی مہمان آئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زہد کا ذکر کرتا ہے۔

حضرت اسمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب بخیل تجھے مہمان بنائے تو اس کی طرف جلدی کر اسے کرم کرنے کی باتیں سکھا اور اس کے ہاں کھانا نہ کھا۔ اور اپنے جانور کے لئے چارہ لے جانا نہ بھولنا پھر بعض اوقات وہ رات کے چارے میں کوتاہی کرتا ہے۔

(مطلب یہ کہ جب سواری کے لئے ساتھ کچھ نہ لے جائیں اور بخیل بھی اسے ندے تو جانور بھوکا مرے گا)

وہ فرماتے تھے میں جب بھی کسی بخیل کے ہاں مہمان ہوا میرا جانور بھوک کی وجہ سے چلانے لگا میں بیت الخلاء سے بے نیاز ہو گیا اور بد بھنسی سے بچ گیا۔

شیخ الاسلام کمال الدین طویل رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بخیل کے بارے میں کچھ اشعار سنائے جو اس طرح ہیں:

وَإِذَا ارْتَدَّ إِخْتِـاءَهُ	فَارْطَع بِمِـنْكَ مِنْ طَعَامِهِ
فَالْمَوْتُ أَهْوَىٰ عِنْتَهُ	مِنْ مَضْغِ ضَيْفٍ وَالْعُقَامِ
سِيَانٌ كَسْرٌ رَغِيْفُهُ	أَوْ كَسْرٌ ضَيٌّ مِنْ عِظَامِهِ
وَإِذَا مَرَّتْ بِبَابِهِ	فَاحْفَظْ رَغِيْفَكَ مِنْ غَلَامِهِ

(ترجمہ اشعار) جب تو اس (بخیل) سے بھائی چارہ چاہتا ہے تو اس کے کھانے سے ہاتھ اٹھالے۔

اس کے نزدیک مہمان کے (کھانے) چبانے اور لقمہ بنانے سے موت زیادہ آسان ہے۔

اس کی روٹی کا کلڑا توڑنا یا اس کی ہڈی میں سے کوئی چیز توڑنا دونوں اس کے لئے برابر ہیں۔

جب تم اس کے دروازے سے گزرو تو اس کے غلام سے اپنی روٹی کی حفاظت کرو۔

تو اے بھائی! اپنے نفس کا جائزہ لے کیا میرے اندر یہ اخلاق ہیں یا تو نے ان میں کوتاہی کی اور تو

نے یہ کہا کہ کھانا کھلانا ہمارے طریقے سے نہیں ہے اور نہ ہی ہمارے شیخ کا طریقہ ہے۔ جس طرح بعض ایسے

لوگوں نے یہ بات کہی جو طریقت کے جموٹے دعویٰ دار ہیں۔ اس طرح کے لوگ کہتے ہیں کہ ہر صوفی کے ہاں

دستر خوان بنایا گیا گویا اس کے مکان کو بیکار لوگوں کا اڈہ بنا دیا۔

تو اے بھائی! اس قسم کی باتوں سے اپنے آپ کو بچا۔ حدیث شریف میں ہے:

مَا جُبِلَ وَلِيُّ اللَّهِ إِلَّا عَلَى السَّخَاءِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ

(الترغیب الترمیب جلد 3 صفحہ 383 مطبوعہ المصطفیٰ البابی علی مصر)

(ترجمہ) سخاوت اور حسن اخلاق اولیاء اللہ کی فطرت میں رکھا گیا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں میں نے اب مصر میں شیخ سلیمان خضیری اور شیخ جمال الدین جو شیخ شاہین کے خلیفہ ہیں سے زیادہ معزز اور کریم کسی کو نہیں دیکھا اللہ ﷻ مسلمانوں میں ان دونوں جیسے لوگ بکثرت پیدا فرمائے ان کی برکت سے ہمیں نفع عطا فرمائے اور ان کو مزید فضل عطا فرمائے۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## مشتبہ مال والوں کی دعوت قبول نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ان لوگوں کی دعوت قبول نہیں کرتے جن کے مال میں شبہ ہو مثلاً امیر، افسر (ڈائریکٹر) قاضی، جاسوس، شیخ عرب، شہر کا شیخ اور تاجر جو ظالموں کے ساتھ لین دین کرتا ہے اور اس قسم کے بے شمار دوسرے لوگوں سے۔

اور جان لو کہ کھانے میں شبہ کی علامت یہ ہے کہ اس کے ہاں قسم قسم کے کھانے ہوں کیونکہ اگر وہ حلال رزق کے پیچھے جاتا تو حلال سے اس قدر رزق نہ پاتا کہ کھانے کو مختلف اقسام پر تقسیم کرتا۔ (زیادہ ڈشیں نہ ہوتیں) اسی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے فخر کرنے والے لوگوں کے کھانے سے منع فرمایا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے صرف متقی پرہیزگار آدمی کے کھانے سے کھاؤ اور اپنا کھانا بھی متقی لوگوں کو کھلاؤ۔ اور آپ اسی ولیمہ کی دعوت اس وقت قبول کرتے جب اس شخص کے دین کا کامل یقین ہو جاتا۔

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ اس وقت ولیمہ کی دعوت قبول کرتے جب آپ کو اس بات کا علم ہو جاتا کہ وہاں کوئی ایسی چیز نہیں جس سے اللہ ﷻ نے منع فرمایا ہے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ جب کسی ولیمہ میں جاتے اور گھر میں پردے دیکھتے تو واپس آ جاتے اور فرماتے گھروں پر (بلا ضرورت) وہی شخص پردے ڈالتا ہے جو دنیا دار اور ظالم ہو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ایک ولیمہ کی دعوت دی گئی انہوں نے وہاں عجی لوگوں کا کوئی لباس دیکھا تو جلدی جلدی واپس آ گئے۔ اور فرمایا جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان ہی میں سے ہوتا ہے۔ اور جو شخص کسی قوم کے عمل پر راضی ہوتا ہے وہ اس میں شریک ہوتا ہے۔ (یعنی گناہ میں)

حضرت محمد بن سلام سکندری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ولیمے کے بارے میں سنت طریقہ ختم ہو گیا بڑے

بڑے ٹب کھانے سے بھر کر مسجد میں لے جاتے تھے اور وہاں جو بھی موجود ہوتا وہ ان میں سے کھاتا وہ مالدار ہوتا یا فقیر، شریف ہوتا یا حقیر۔ اور جب ولیمہ کی دعوت کرنے والا صرف مالدار لوگوں کو دعوت دیتا تو لوگ اس کا کھانا نہ کھاتے اور کہتے تھے یہ سب برا کھانا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک شخص کے لئے میرے دل میں جگہ (عزت) ہوتی ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ کھانے میں وسعت اختیار کرتا ہے تو اس کے تقویٰ میں کمی کے باعث وہ میری نگاہوں سے گر جاتا ہے۔

حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے! ولیموں میں جانے سے بچو کیونکہ ان سے تمہیں دنیا اور اس کی خواہشات یاد آئیں گی۔ (اگر غیر شرعی امور پر مشتمل ہو ورنہ دعوت قبول کرنا سنت سے ثابت ہے۔) حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندہ اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک اس میں دو خصلتیں نہ ہوں جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بچنا اور ان کی طرف سے اذیت برداشت کرنا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو جب کسی ولیمہ کی طرف بلایا جاتا اور آپ وہاں ظالم حکمرانوں میں سے کسی کو دیکھتے تو جلدی جلدی واپس آ جاتے اور فرماتے ہم ظالم لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھتے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے محبت کے ساتھ کھانے سے کھانا ہضم ہو جاتا ہے اور دشمنوں کے ساتھ کھانے سے بد ہضمی ہو جاتی ہے۔

حضرت شقیق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس زمانے میں ولیمہ سنت کے مطابق نہیں رہا اور مجھے ولیمہ کی دعوت قبول کرنے پر شرمندگی ہوتی ہے۔

حضرت شفیق ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے تم پر لازم ہے کہ جس حد تک ممکن ہو ولیموں سے بچو البتہ جو بدعت (نئے غیر شرعی طریقے) سے محفوظ ہو کیونکہ جو شخص کسی کے پیالے سے کھاتا ہے وہ اس کے سامنے ذلیل ہوتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما ولیموں میں حاضری کو قبول نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے ہمیں ڈر ہے کہ کھانا فخر کے طور پر ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے تھے جو شخص کھانے میں ہمارے سامنے تکبر اور ریا کاری ظاہر کرتا ہے یا جس کے گھر میں خانہ کعبہ کے خلاف کی بجائے پردے ہوں ہمیں اس کے کھانے سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آج کے زمانے میں کسی شخص کی خدمت کرنا اس کی تعریف کرنا ہے کیونکہ وہ اس کی خدمت ان ہی باتوں کے ساتھ کرتے ہیں جن کو ان کے نفس پسند نہیں کرتے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے نہیں بلکہ ہوائے نفس پر مبنی ہے)

حضرت موسیٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عبدالملک بن مروان نے میری طرف چاندی کے تین تھال بھیجے اور پیغام بھیجا کہ ان کو فقرا پر تقسیم کر دو میں نے ان کو قبول کیا پھر ان میں سے کچھ بٹوا کر ابو رزین عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھیجے اور وہ محنت کش تھے تو گویا میں نے ان پر بچھو ڈال دیئے انہوں نے وہ چاندی واپس کر دی اور رات بھوک سے گزاری۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے غلام کے ہاتھ مال بھیجا اور اس سے کہا اگر انہوں نے قبول کر لیا تو تم آزاد ہو۔ جب غلام ان کے پاس گیا تو انہوں نے قبول نہ کیا غلام نے کہا اے میرے سردار آپ اس کو قبول کر لیں گے تو مجھے آزادی مل جائے گی حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرے لئے اس میں آزادی ہے لیکن میرے لئے غلامی ہے۔

تو اس بات کو جان لو اور اپنا جائزہ لو کیا تم بھی کبھی ان لوگوں کی طرح اس مال سے بچے ہو یا جب بھی دعوت دی گئی تم نے کھالیا اور تم نے کہا اصل میں یہ حلال ہے اور تم نے اپنے نفس کو ضائع کر دیا اور تیری پیروی کرنے والے نے بھی، جس نے پہلے یہ بات کہی کہ یہ حلال ہے اس سے میرے شیخ نے کھایا ہے۔ جب تو اس سے بچتا نہیں تو تجھے نیک ہونے کا دعویٰ کرنے سے بچنا چاہئے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں۔ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## زائد مال صدقہ کر دینا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنی ضرورت سے بچ جانے والا مال رات اور دن صدقہ کرتے ہیں پوشیدہ بھی اور ظاہر بھی۔ اور ان میں سے جسے صدقہ کرنے کے لئے مال اور کھانا حاصل نہیں ہوتا وہ لوگوں کو تکلیف نہ پہنچانے کے ذریعے صدقہ کرتا ہے نیز ان کی طرف سے پہنچنے والی اذیت برداشت کرتا ہے۔

گذشتہ زمانے میں مالدار لوگوں کے مقابلے میں فقرا زیادہ صدقہ کرتے تھے کیونکہ وہ مال اور کھانا جمع نہیں کرتے تھے جب کہ مالدار لوگ جمع کرتے تھے۔

اور یہ بات یقینی ہے کہ مالدار لوگوں کے مقابلے میں فقرا دل کی خوشی سے صدقہ کرتے ہیں کیونکہ ان کا ایمان اور یقین کامل ہوتا ہے اور وہ محتاج لوگوں کو مال دینے میں بخل نہیں کرتے۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ دعا مانگتے تھے:

”یا اللہ ﷻ ہم میں سے نیک لوگوں کو اپنا فضل عطا فرماتا کہ وہ ہم میں سے حاجتمند لوگوں کی طرف

لوٹادیں۔“

ان حضرات میں سے کوئی اپنے بھائی کے پاس روٹی یا کھجور یا جوتا بھیجتا اور کہتا ہمیں معلوم ہے کہ آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے لیکن ہم نے آپ کو یہ بات بتانے کا ارادہ کیا ہے کہ آپ ہماری یاد میں ہیں۔ حضرت عبدالعزیز بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نماز تھے نصف راستے تک پہنچاتی ہے روزہ تھے بادشاہ کے دروازے تک پہنچاتا ہے اور صدقہ تھے بادشاہ (اللہ ﷻ) کے دربار تک پہنچاتا ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ ہمارے مال ہمارے پاس نیک کاموں پر خرچ کرنے کے لئے بطور امانت ہیں۔

حضرت ابراہیم بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ مال جمع کرتے اور فرماتے ہیں اس کو بھوکے پیٹوں اورنگی پیٹھوں کے لئے جمع کرتا ہوں پانی اور گارے (عمارتوں کی تعمیر) کے لئے جمع نہیں کرتا۔

لوگوں نے ان سے مسجد کی تعمیر کے لئے کچھ مانگا تو انہوں نے انکار کر دیا اور ان کو کچھ نہ دیا اور فرمایا بھوکا آدمی اس کا زیادہ حق دار ہے۔

حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا جب تم سے کوئی غلطی ہو جائے تو صدقہ کرو اگرچہ ایک روٹی ہو۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جو شخص اپنے مال کے ذریعے سخاوت نہیں کرتا اس کا مال کو جمع نہ کرنا زیادہ بہتر ہے۔

حضرت حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تم میں سے کوئی شخص اچھی کمائی کے علاوہ مال سے صدقہ نہ کرے جو شخص فقیر کو خبیث (حرام) مال سے صدقہ دیتا ہے تاکہ اس فقیر پر تم کرے وہ مغرور ہے اس فقیر سے جو کچھ لیا (لوٹ مار کی) وہ واپس کر دینا اور یوں اس پر رحم کرنا زیادہ بہتر ہے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو اپنے حاجت مند رشتہ دار کو چھوڑ کر غیر پر صدقہ کرے اللہ ﷻ اس شخص کا صدقہ قبول نہیں کرتا۔

حضرت محمد بن سرین رحمۃ اللہ علیہ صدقہ فطر چھان کر اور صاف سترا کر کے دیتے تھے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب انسان کا عقیدہ یہ ہو کہ وہ جس قدر مال دے رہا ہے اس کا مالک اللہ ﷻ ہے تو اس پر کوئی حرج نہیں اور نہ اسے ضرر ہوگا۔ جب اس میں عیب ہو (یعنی اچھا مال نہ ہو اور جوڑی مال موجود ہو اس سے صدقہ کرے تو کوئی حرج نہیں)۔

حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے صدقہ دینے کے لئے اچھے مال کا انتخاب کرو بے شک اللہ ﷻ پاک ہے اور وہ پاک مال ہی قبول کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تم میں سے ایک شخص فلاں کی بیٹی کا فلاں سے زیادہ مال کے بدلے نکاح کرتا ہے لیکن ایک لقمہ یا ایک کھجور یا خوشبو یا پٹے پرانے کپڑوں کا ٹکڑا خرچ کر کے خورین سے

شادی نہیں کرتا یہ عجیب بات ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کٹر شکر صدقہ کرتے تھے اور فرماتے تھے میں اسے پسند کرتا ہوں اور اللہ ﷻ نے فرمایا:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۗ  
(ترجمہ) تم ہرگز نیکی (کا ثواب) نہیں پاسکتے جب تک اپنی پسندیدہ چیز خرچ نہ کرو۔  
(پ۔ آل عمران ۹۲)

حضرت امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص مجھ سے صدقہ یا تحفہ قبول کرے اس کا مجھ پر اس سے زیادہ حق ہے جتنا میرا حق اس پر ہے کیونکہ اس نے مجھ سے وہ چیز قبول کی جو قرب خداوندی کا ذریعہ ہے۔ حضرت معاذ نسلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے نفس کو اپنے صدقہ کے ثواب کا اس سے زیادہ محتاج نہ سمجھے جس قدر فقیر اس کے صدقہ کا محتاج ہے تو اس شخص نے احسان کر کے اپنے صدقہ کو باطل کر دیا کیونکہ اس نے فقیر پر اپنے آپ کو ترجیح دی اور اس صورت میں یہ صدقہ اس کے منہ پر مارا جائے گا۔

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص ایک سو درہم میں سے ایک درہم دے اور اس کے نزدیک یہ ایک درہم باقی رہنے والے درہموں سے زیادہ عظمت والا اور محبوب نہ ہو تو اس کا صدقہ رد کر دیا جائے گا اور اس کے منہ پر مارا جائے گا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں صدقہ میں سے کسی چیز کو حقیر نہ جانو کیونکہ اس میں سے ایک دانہ قیامت کے دن ثواب کے پہاڑوں کے ساتھ تو لایا جائے گا۔

آپ نے ایک فقیر کو انگور کا ایک دانہ دیا تو اس نے واپس کر دیا گویا اس کی نگاہ میں وہ کم تھا ام المؤمنین نے فرمایا کیا تو نے اللہ ﷻ کا یہ قول نہیں پڑھا۔

لَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۗ  
(ترجمہ) جو شخص ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا۔ (ثواب پائے گا)

تو ذرہ مقابلے میں یہ انگور کس قدر ہے؟ (یہ سن کر) اس شخص نے اللہ ﷻ سے بخشش مانگی۔  
تو اے بھائی! اپنے زائد مال کا صدقہ نہ کرنے پر اپنے نفس کا جائزہ لو اور اپنے آپ کو صوفیاء کرام رحمہم اللہ کی جماعت میں شامل نہ کرو مگر یہ کہ ان کے اخلاق کی پیروی کرو۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اس مقام پر آخر میں جن لوگوں کو پایا وہ سیدی شیخ محمد شناوی، شیخ محمد منیر، شیخ عبدالحلیم بن مصلح، شیخ محمد بن داؤد، شیخ محمد العدل اور دیگر اکابر رحمہم اللہ تھے ان میں سے ہر ایک کے نزدیک ایک ہزار درہم ایک پیسے کے برابر ہوتا تھا۔ اس بات کو سمجھو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔



## سائل کے سامنے خوشی کا اظہار کرنا

### اور اسے جھڑکنے سے باز رہنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ سائل کے ساتھ خندہ روئی سے پیش آتے ہیں ان کو جھڑکتے نہیں اور وہ ان کے سوال کو ضرورت کے تحت خیال کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے جو شخص مانگنے والے کو خالی ہاتھ لوٹاتا ہے فرشتے سات دن تک اس کے گھر کو (رحمت کے ساتھ) نہیں ڈھانپتے۔

حدیث شریف میں ہے:

لَوْ لَا أَنَّ بَعْضَ الْمَسَاكِينِ يَكْذِبُ مَا أَلْفَحَ مَنْ رَدَّهُ

(الکامل فی ضعفاء الرجال ابن عدی عمر بن موسیٰ بن دحیہ الوجیبی جلد 5 صفحہ 1670 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ بعض مساکین جھوٹ بولتے ہیں تو اس کو رد کرنے والا فلاح نہ پاتا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ اپنے بندے کو نعمتیں عطا فرما کر اس کا امتحان لیتا ہے کہ وہ اس میں اللہ ﷻ کے بندوں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے اگر وہ ان کے سوال کو پورا کرتا ہے تو ٹھیک ورنہ وہ نعمت اس سے لے لیتا ہے۔

اسی طرح اسلاف اپنے اصحاب (مریدین) سے پکا وعدہ لیتے اور ان پر اس معاملے میں سختی کرتے کہ جو کچھ انہوں نے دیا ہے وہ واپس نہ لیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سب سے پہلے جو شخص غفلت کی نیند سے بیدار ہوا وہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ تھے وہ اس طرح کہ ایک دن ان کو مچھلی کی خواہش ہوئی جب اسے لے کر گھر آئے اور ہنڈیا میں رکھ دیا تو ایک سائل آیا آپ نے اس کو خالی ہاتھ لوٹا دیا تو اللہ ﷻ نے اس مچھلی کو خون میں بدل دیا۔ اس واقعہ سے انہوں نے نصیحت حاصل کی اور اپنا تمام مال صدقہ کر دیا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے دروازے پر سائل کو دیکھتے تو اس کے لئے اپنا سینہ کشادہ کر دیتے اور فرماتے اس شخص کو خوش آمدید جو میرے گناہوں کو دھونے کے لئے آیا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مانگنے والے کتنے اچھے ہیں کہ وہ ہمارے بوجھوں کو کسی اجرت کے بغیر اٹھاتے ہیں حتیٰ کہ وہ ان کو اللہ ﷻ کے سامنے میزان میں رکھ دیں گے۔

حضرت ابراہیم بن ادعم رحمۃ اللہ علیہ کا زہد اختیار کرنے سے پہلے یہ طریقہ تھا کہ جب ان کے پاس مانگنے والا آتا تو گھر والوں کے پاس جا کر فرماتے تمہارے پاس قبرستان سے نمائندہ آیا ہے تو کیا تم اپنے فوت

شدہ لوگوں کے لئے صدقہ بھیجتے ہو؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بنی اسرائیل کے زمانے میں مسجد میں ایک سائل آیا اور اس نے سوال کیا لوگوں نے اس کی پرواہ نہ کی وہ مر گیا تو انہوں نے اس کو کفن پہنایا اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کو دفن کر دیا۔ جب مسجد کی طرف واپس آئے تو کفن کو محراب میں رکھا ہوا پایا اس پر لکھا ہوا تھا ”یہ کفن تمہاری طرف لوٹایا جاتا ہے اور تمہارا رب تم سے ناراض ہے۔“

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کے ناپسندیدہ لوگ وہ ہیں جو مساجد میں سوال کرتے ہیں کہ وہ اللہ ﷻ کے گھر میں اس کے غیر سے مانگتے ہیں۔ اور جو کچھ ان سے مانگتے ہیں اگر وہ نہیں دیتے تو یہ (مانگنے والے) ان کے عذاب کا سبب بنتے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ فقر اور مساکین کی کثرت ہے وہ سوال کرتے ہیں تو ہم ان میں کس کو دیں۔ فرمایا اسے دو جس کے لئے اپنے دل میں نرمی پاتے ہو۔

حضرت اسود دؤلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر ہم ہر سائل کی بات مانیں تو اس سے برے حال والے ہو جائیں (یعنی پورا مال خرچ ہو جائے گا اور خود مانگنا شروع کر دیں گے)۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں صدقہ کرنے والے کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس اور اپنے گھر والوں کے لئے بھی کوئی چیز رکھے جو کچھ ان کی ضرورت سے زائد ہو وہ صدقہ کرے۔

ایک دن حضرت سالم بن عبداللہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ حرم شریف میں داخل ہوئے تو ہشام بن عبدالملک کو دیکھا اس نے کہا اے سالم! مجھ سے اپنی حاجت کا سوال کریں انہوں نے فرمایا اے امیر المؤمنین! مجھے اللہ ﷻ کے گھر میں اس کے غیر سے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب کوئی سائل آتا تو اسے عطا فرماتے اور پھر کہتے یا اللہ ﷻ! اس شخص نے ہم سے رزق کا سوال کیا اور ہم تجھ سے بخشش کا سوال کرتے ہیں اور ہم نے جو عطیہ دیا ہے اس کے مقابلے میں تو بخشش کے ساتھ زیادہ جو د کرنے والا ہے۔

ایک دن ایک سائل حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا تو آپ نے اس کو دینے کے لئے جوتوں کے سوا کچھ نہ پایا تو وہی عطا فرمادیئے پھر اس کے بعد آپ کو یہ خبر پہنچی کہ اس شخص نے جو تاج کر اس کی قیمت سے پھل خریدا ہے۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا الحمد للہ ﷻ! شاید وہ پھل کھانے کا خواہش مند تھا تو ہم نے اس کی قیمت کے ساتھ اس کی غنچواری کی۔

حضرت سالم بن عبداللہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے نو ذوالحجہ کے دن ایک شخص کو سوال کرتے ہوئے دیکھا تو اس کو جھڑک دیا اور فرمایا کیا تمہیں اللہ ﷻ سے حیا نہیں آتی آج کے دن (حج کے دن) اور اس قسم کی جگہ (عرفات میں) غیر اللہ سے سوال کرتے ہو۔

تو اے بھائی! یہ بات جان لو اور جو کچھ تم نے گذشتہ دنوں میں فقرا کو دیا ہے اس کے بارے میں اپنے نفس کا جائزہ لو تو کبھی تم نے احسان کیا ہوگا اگرچہ تمہارے دل میں ہی یہ بات ہو تو تمہارا اجر ضائع ہو گیا اور کبھی تم نے سائل کو جھڑکا ہوگا اور جو کچھ تم نے دیا اس کے مقابلہ میں جھڑک زیادہ ہوگی تو یہ اذیت پہنچانا ہے اس سے پرہیز کر۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## دوستی کا معیار

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ کسی کو بھائی (دوست) نہیں بناتے تھے مگر جس کے بارے میں جان لیتے کہ وہ اس کا حق ادا کر سکیں گے کیونکہ جب تم اپنے بھائی کا حق ادا نہیں کرو گے تو اس کا دل تم سے فارغ ہوگا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اپنی اولاد کو وہ چیز اچھے طریقے سے دو جس کا وہ سوال کریں اور تم ان پر تالے نہ بن جاؤ ورنہ وہ تمہاری موت کی تمنا کریں گے اور تمہاری زندگی سے تنگ آ جائیں گے۔  
امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے اپنے بھائیوں کا خیال رکھو وہ دنیا اور آخرت میں تمہاری جماعت ہیں کیا تم نے جہنمیوں کا قول نہیں سنا۔

فَمَا لَنَا مِنْ شَالِعِينَ ۝ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ۝  
(پ۱۱۱- الشعراء آیت ۱۰۱، ۱۰۰)  
(ترجمہ) پس ہمارے لئے سفارش کرنے والے اور کوئی گہرا دوست نہیں ہے۔  
حدیث شریف میں ہے:

مَا أَخَذَتْ عَبْدًا أَخَاهُ فِي اللَّهِ إِلَّا أَخَذَتْ اللَّهُ لَهُ كَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ

(اتحاف السادة السعیدین فضیلة اللاتمة والاخرة جلد 6 صفحہ ۱۷۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) جو بندہ اللہ ﷻ کی رضا کے لئے کسی کو بھائی بناتا ہے اللہ ﷻ اس کے لئے جنت میں ایک درجہ بناتا ہے۔

حضرت مہلب بن ابی صفرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دوست اس کاٹنے والی تلوار سے زیادہ عزیز ہوتا ہے جو اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ ایک روایت میں آدمی کی ہتھیلی میں ہوتی ہے۔

بے شک دوستی قرابت کی محتاج نہیں ہوتی قرابت دوستی کی محتاج ہوتی ہے اور سچے بھائی کے حق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنی حاجات کے بارے میں جس قدر زیادہ سوال کرے تو اس میں کوتاہی نہ کر اور تو کہے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی چیز نہیں اس کا مال میرا مال اور میرا مال اس کا مال ہے جس طرح اکثر جاہل لوگ کرتے ہیں کیونکہ انسان کی فطرت میں بخل اور محتاجی کا ڈر پایا جاتا ہے (الا ماشاء اللہ)

اور گائے کے بچے پھڑے میں غور کر جب اپنی ماں کے تھنوں کو زیادہ بوس لیتا ہے حتیٰ کہ اسے تھکا

دیتا ہے تو وہ کس طرح اسے سینگوں اور لاتوں سے مارتی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر اس دنیا میں دوستوں سے بات چیت اور سحری کے وقت تہجد کی نماز نہ ہوتی تو میں یہاں باقی رہنا پسند نہ کرتا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص دنیا میں تجھ سے زیادہ مالی وسعت رکھتا ہو اس کے ساتھ سفر پر نہ جا کیونکہ اگر تو اس کے ساتھ برابری کرنا چاہے گا تو تیری جان کے لئے نقصان دہ ہوگا اور اگر اس سے کمی میں رہے گا تو لوگوں کے درمیان تجھے ذلت اٹھانا پڑے گی۔

حضرت سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تو کسی مالدار سے دوستی لگائے تو اس سے سوال کرنے سے پرہیز کرنا اگر تو اس کے ہاں اپنے مقام کی حفاظت چاہتا ہے کیونکہ سوال کرنا، سوال کرنے والے کے چہرے کی خواہش ہے اور جو کچھ اس کو دیا گیا اگر اسے واپس کرے گا تو دینے والے کے دل میں اس کے خلاف غصے کی آگ بھڑک اٹھے گی۔

حضرت مہلب بن ابی صفرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عقلمند کو تین آدمیوں سے دوستی لگانے سے پرہیز کرنا چاہئے بیوقوف، جھوٹے اور تاجر سے۔ جہاں تک بیوقوف کا تعلق ہے تو وہ تجھے بھلائی کا مشورہ نہیں دے گا اور اس سے برائی کو پھیرنے کی امید نہیں کی جاسکتی۔ اس کی خاموشی اس کے بولنے سے اور اس کی دوری اس کے قرب سے بہتر ہے۔

جہاں تک جھوٹے آدمی کا تعلق ہے تو اس کے ساتھ تیری زندگی خوشگوار نہیں گزرے گی وہ تیری باتیں دوسروں تک پہنچائے گا اور تیرے اور لوگوں کے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرے گا۔ اور تاجر تیرے لئے اپنے کاموں کو اچھا کر کے پیش کرے گا اور تیرے دینی معاملات میں تیری مدد نہیں کرے گا۔

حضرت ابراہیم بن زید عدوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے چار چیزیں دل کو فرحت پہنچاتی ہیں (1) سحری کے وقت تہجد، (2) نیک خوبصورت عورت، (3) حسب ضرورت رزق اور (4) مومن دوست۔

تو اے بھائی اس بات کو جان اور اپنے نفس کا جائزہ لے اور دیکھ کیا تو نے اپنے بھائیوں (دوستوں) کے حقوق ادا کئے؟ اور کیا تو ان سے زبان حال یا زبان قال یا اشارے کے ذریعے سے سوال کرنے سے بچا؟ کیا تو نے ان کی صحبت اللہ ﷻ کے لئے اختیار کی یا نفسانی غرض تھی؟ کیونکہ جو کام اللہ ﷻ کے لئے نہ ہو وہ بندے پر دنیا اور آخرت میں وبال ہے تو اے بھائی! اپنے نفس سے دوستوں کے حقوق کا مطالبہ کر اور ان سے اپنے حق مطالبہ کا ظاہری طور پر کرنے باطنی طور پر۔

ہمارے امام حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اشعار پڑھے:

صديق ليس ينفع يوم باس  
ولا يبغى الصديق بكل عصر  
غمرت الناس ملتمسا بجهدى  
تنكرت البلاد على حتى  
قريب من عدو فى القياس  
ولا الاخوان الا لتاسى  
اخا نقة فاكداه التماسى  
كان اناسها ليسوا ابناس

(ترجمہ اشعار) جو دوست تکلیف کے دن نفع نہ دے وہ عقل و قیاس میں دشمن کے قریب ہے۔

ہرزمانے میں دوست اور بھائی غمخواری کے لئے ہوتے ہیں۔

میں نے قابل اعتماد بھائی کی تلاش میں لوگوں کی چھان بین کی لیکن میری تلاش ناکام ہو گئی۔

شہروں کی پہچان نہ رہی گویا ان کے لوگ (درحقیقت) لوگ ہی نہیں۔

اور آپ اکثر یہ شعر پڑھتے تھے:

وليس كثيرا الف خيل لواحد  
وان عدوا واحدا لكثير

(ترجمہ شعر) ایک شخص کے لئے ایک ہزار دوست زیادہ نہیں جب کہ ایک دشمن کافی ہے۔

اور ہمارے شیخ، شیخ الاسلام زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے یہ شعر سنایا

صاد الصديق و كاف الكيمياء معا  
لا يوجدان لدع عن نفسك الطمعا

(ترجمہ شعر) صدیق کا صاد اور کیمیا کا کاف دونوں اکٹھے پائے نہیں جاتے پس اپنے نفس سے طمع کو چھوڑ دے

(مطلب یہ کہ تخلص دوست بہت کم ملتے ہیں جس طرح کیمیا (سونا بنانا) بہت کم نصیب ہوتا ہے)

تو اے بھائی! اپنے نفس کو بیدار کر اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## لوگوں سے دشمنی نہ کرنا اور ان کی خاطر داری کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ لوگوں سے دشمنی کو ترک کرتے ہیں

ان کی خاطر مدارت بہت زیادہ کرتے ہیں اور ان میں سے کسی سے برائی کے ساتھ مقابلہ نہیں کرتے۔ لوگ ان

سے دشمنی کرتے ہیں اور وہ کسی سے دشمنی نہیں کرتے اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے

بیٹے سے فرمایا:

”اے بیٹے! ایک دشمن کو کم نہ سمجھ اور اگر ایک ہزار دوست بھی ہوں تو ان کو زیادہ نہ سمجھ۔“

یہی بات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نظم کی صورت میں فرمائی جو ابھی (چند سطور پہلے) گزر چکی ہے آپ

نے فرمایا

وليس كثيرا الف خيل لواحد  
وان عدوا واحدا لكثير

حضرت وہب بن منہر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنے بھائی کی مصیبت پر خوش نہ ہو یہ دشمنی کا عنوان ہے اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيُعَافِيَهُ اللَّهُ وَيَتَلَبَّسَ

(جامع الترمذی۔ کتاب حفة القیلة حدیث 2514 جلد 4 صفحہ 227 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) اپنے بھائی کی مصیبت پر خوش نہ ہو ورنہ اللہ ﷻ سے عافیت عطا فرمائے گا اور تجھے بتلا کر دے گا۔  
حضرت وہیب بن ودر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص لوگوں کی دل جوئی نہیں کرتا وہ ایمان کی مٹھاس نہیں پاتا۔

حضرت محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ اپنے دشمنوں کو ساتھ بٹھاتے ان سے نرم گفتگو کرتے اور ان کو قسم دیتے کہ وہ ان کے ساتھ (کھانا) کھائیں اس سلسلے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ ان کی دشمنی کی آگ ٹھنڈی ہو جائے۔

حضرت صفوان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکان کے دروازے پر لکھا:

اللہ ﷻ اس پر رحم فرمائے جو ہمیں نہیں پہچانتا اور ہم اسے نہیں پہچانتے کیونکہ ہمیں تکلیف اپنے بھائیوں کی طرف سے پہنچتی ہے جو ہمیں پہچانتے ہیں اور ہم ان کو پہچانتے ہیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ کو آزمائش کے دنوں میں کس چیز سے زیادہ ضرر پہنچا؟ فرمایا دشمنوں کے مجھ پر خوش ہونے سے اس سلسلے میں بعض حضرات نے یہ شعر کہے ہیں

جميع فوائد الدنيا غرور فلابقى لمسرور سرور

فقل للشامتین بنا استعدوا فان نواب الدنيا تدور

(ترجمہ شعر) دنیا کے تمام فوائد دھوکہ ہیں بس کسی خوش ہونے والے کے لئے خوشی باقی نہیں رہتی۔

دوسروں کی مصیبت پر خوش ہونے والوں سے کہو کہ تم بھی تیار ہو جاؤ کیونکہ دنیا کی مصیبتیں گھومتی رہتی ہیں (یعنی تمہاری باری بھی آسکتی ہے)

جب یزید بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بیماری کے دوران خبر ملی کہ عمام کو ان کے مرض سے خوشی ہوئی اور اس نے ان کی موت کی تمنا کی ہے تو انہوں نے یہ شعر پڑھے

تمنى رجال ان اموت و ان امت فتلک سبیل لست فیها باوحد

فقل للذی یبغی خلاف الذی هضی تہیا لاخیری مثلها فکانی قد

(ترجمہ شعر) کچھ لوگ میری موت کی تمنا کرتے ہیں اور اگر میں مر جاؤں تو اس راستے میں، میں اکیلا نہیں ہوں اس شخص سے کہو جو زندگی کے خلاف تلاش کرتا ہے تو اس کی مثل دوسرے کے لئے تیار ہو جاؤ میں مر چکا ہوں

اسی طرح ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ہمارے امام، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر لوگوں نے جب ان کی موت کی تمنا کی تو آپ نے بھی یہی شعر پڑھے۔

حضرت محمد بن کدام رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے سے فرماتے تھے اے میرے بیٹے زمانے والوں کے ساتھ زندگی گزار اور ان کی اقتدانہ کر پھر فرماتے یہ زندگی زندوں کے ساتھ گزارنا اور مردوں کی اقتدا کرنا کس قدر برا ہے۔ اور فرماتے تھے کسی سے دشمنی نہ کرو جب تک اس کے عمل کو دیکھ نہ لو۔ اگر اس کا عمل اچھا ہے تو اللہ ﷻ اسے تمہارے حوالے نہیں کرے گا اور اس کا عمل برا ہو تو اس کے گناہ ہی اس کے لئے کافی ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک آدمی کی دشمنی کے بدلے ایک ہزار آدمی کی محبت نہ خریدو۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں کے ساتھ دشمنی کرنے سے بچو میں کسی دوست کی خواہش کی مخالفت نہیں کرتا ورنہ مجھے ڈر ہوتا ہے کہ وہ مجھے قتل کرنے کی کوشش کرے گا اور اگر مجھے قتل کرنے کی کوشش نہیں کرے گا تو لوگوں کے سامنے میرے عیب ظاہر ہونے کی تمنا کرے گا۔

حضرت محمد بن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص تم سے حسن سلوک کرتا ہے اس کے شر سے بچو اور جس بات میں اپنے نفس کو معذور سمجھتا ہے اپنے بھائی کو بھی معذور سمجھو پھر فرماتے تھے:

و تَعْلَمُ نَفْسُكَ لِمَا سَاءَتْ      وَغَيْرُكَ بِالْعَدْلِ لَا تَعْلَمُ  
و تبصر فی العین منه القلبدی      ولی عینک الجذع لا تبصر

(ترجمہ شعر) تیرا نفس برائی کرے تو تو اس کو معذور سمجھتا ہے اور اپنے غیر کے عذر کو قبول نہیں کرتا۔

اس کی آنکھ میں تنکا بھی دیکھ لیتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نہیں دیکھ سکتا۔

تو اے بھائی اس بات کو جان اور لوگوں کے ساتھ دشمنی کرنے سے بچ۔ خاص طور پر بھٹکے ہوئے لوگ اور وہ جو تیرے شہر میں صرف اپنی شہرت چاہتے ہیں یہ لوگ تیری زندگی کو ناگوار کر دیں گے اگرچہ تو اکابر اولیاء میں سے ہو کیونکہ تیرے اندر جو بشری جز ہے وہ نرم ہو جاتا ہے ٹوٹا نہیں۔

اکابر بزرگوں نے کہا ہے جو شخص لوگوں کی دشمنی کو معمولی سمجھتا ہے تو یہ اس کی عقل کے ناقص ہونے کی دلیل ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ اگر سب سے زیادہ کامل انسان کو عوام کے ساتھ آزما یا جائے اور وہ اس پر جھوٹ اور بہتان باندھیں تو اس کے دل کو پریشان کر دیں گے اور اس کی حالت یہ ہوگی کہ وہ ربانی اور شیطانی خیالات میں فرق نہیں کر سکے گا۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک بھائی کو دیکھا کہ وہ اپنے زمانے کے مشائخ میں سے کسی شیخ کے ساتھ دشمنی کو معمولی سمجھتا تھا اور بعض امراء اس شیخ کے معتقد تھے شیخ نے امیر سے ذکر کیا اور اس نے بادشاہ کو

لکھ دیا تو اس شخص کو معرے نکالنے کا حکم آ گیا اور اسے ملک بدر کر دیا گیا۔ پس جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## دور دراز کے ساتھیوں کو پند و نصائح لکھتے رہنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب ان میں سے بعض دور دراز کے علاقوں میں ہوں تو وہ ان کو نصیحت سے بھرپور خط لکھتے ہیں اور جس کو نصیحت کی گئی وہ اس نصیحت کو قبول کر کے ناصح کا شکر یہ ادا کرتا ہے اور اس کی فضیلت کا اقرار کرتا ہے بخلاف آج کے زمانے کے کہ اگر تم کسی کی طرف ناصحانہ کلمات لکھو گے تو وہ تمہارے عیب تلاش کرے گا تا کہ ان کے ذریعے تمہاری مذمت کرے۔

اور میں نے اس وصف پر سب سے آخر میں جس کو دیکھا وہ سیدی علی الکا زوانی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو مکہ مکرمہ میں تھے اور سیدی محمد بن عراق رحمۃ اللہ علیہ ان کو ایسے خطوط بھیجتے جن کو پہاڑ بھی نہ اٹھا سکیں پس وہ ان خطوط پر خوش ہوتے اور فرماتے تھے:

سید محمد بن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے بارے میں سچ فرمایا اللہ ﷻ ان کو ہماری طرف سے اچھی جزا عطا فرمائے۔

حضرت عبداللہ اطا کی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض ساتھیوں کی طرف لکھا آپ نے فرمایا: اے میرے بھائی! تو کب تک اس چیز پر خوش ہوتا رہے گا جو تجھے فتنے میں ڈالتی ہے، ضرر دیتی ہے اور غمگین کرتی ہے یعنی دنیا اور اس کے منافع کم ہو رہے ہیں اور تو اس چیز کو چھوڑ رہا ہے جو تیرے لئے نفع بخش ہے۔

حضرت حذیفہ مرثی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا سلام کے بعد! اے بھائی! جان لے جس شخص کے نزدیک گناہوں کو چھوڑنے کی نسبت فضائل کی اہمیت زیادہ ہو وہ دھوکے میں ہے اور جس شخص کے پاس قرآن مجید کا علم ہو اور وہ اس کے احکام کی مخالفت کرے اس نے قرآن مجید کا مذاق اڑایا۔

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کھول رحمۃ اللہ علیہ کی طرف لکھا آپ نے فرمایا: اے بھائی! اپنے نفس کے بارے میں یہ خیال کرنے سے بچو کہ تمہیں اپنے اعمال کی وجہ سے اللہ ﷻ کے ہاں بہت بڑا مقام حاصل ہے کیونکہ جو شخص یہ خیال کرتا ہے وہ قیامت کے دن نیکیوں سے خالی ہاتھ کے ساتھ ہوگا۔ بعض اوقات لوگ تیرے نیک اعمال کی وجہ سے تیری تعظیم کرتے ہیں تو تو نے اس کا ثواب جلدی لے لیا۔



حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک بھائی کو لکھا:

سلام کے بعد! اے بھائی! اپنے نفس کو وصیت کرنے والا ہو جا اور اس بات کا انتظار نہ کر کہ تیرا کوئی دوست تجھے تیری کوتاہی سے منع کرے گا کیونکہ یہ بات رخصت ہو چکی ہے۔ والسلام۔

حضرت عبداللہ بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بکر بن عبداللہ المزنی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھ کر ان سے اپنے لئے دعا کا مطالبہ کیا۔ اس کے جواب میں حضرت بکر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو لکھا سلام کے بعد!

اے بھائی جان لو! اس شخص کی دعا قبول ہوتی ہے جو گناہوں میں ملوث نہ ہو اور میرے گناہ اس قدر ہیں جن کا شمار اللہ ﷻ کے سوا کسی کو نہیں۔ اللہ ﷻ کی قسم! مجھے اللہ ﷻ سے حیا آتی ہے کہ میں اس سے اپنے نفس کے لئے دعا مانگوں تو میں دوسروں کے لئے دعا مانگتے ہوئے اس سے حیا کس طرح نہیں کروں گا۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا آپ نے فرمایا سلام کے بعد! اے بھائی! جانوروں کی طرح ہونے سے بچتے رہنا جانور جب سر سبز و شاداب زمین کو دیکھتا ہے تو اس کے ذریعے موٹا ہونے کی خاطر چرتا ہے اسی موٹاپے میں اس کی ہلاکت ہے اور وہ ذبح ہو جاتا ہے۔ والسلام

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور سب سے پہلے اپنے نفس کو نصیحت کر پھر اپنے دوست احباب کو ان کے سامنے بھی اور خط و کتابت کے ذریعے بھی نصیحت کر اور منہ بسورنا جہنمیوں کی علامت ہے اللہ ﷻ کی پناہ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔



## چوتھا باب

## کچھ دیگر اخلاق

## لوگوں سے دور رہنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ اکثر لوگوں سے دور رہتے ہیں اور ان کے ساتھ میل جول صرف شرعی مصلحت کے تحت رکھتے ہیں ہمارے پہلے بزرگوں کا یہی طریقہ تھا جس دن وہ کسی کے ساتھ اکٹھے نہ ہوتے اس دن کو ”عید کا دن“ شمار کرتے۔ پس جو شخص لوگوں کے ساتھ زیادہ میل جول رکھتا ہے وہ اپنے اسلاف کے راستے سے نکل جاتا ہے اور وہ نفع سے محروم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس شخص کو لوگ زیادہ دیکھتے ہیں وہ ان کی نگاہوں میں ہلکا ہو جاتا ہے اور اس کا مقام گر جاتا ہے اور لوگ اسے کمزور اخلاق اور اللہ ﷻ سے غفلت میں اپنی طرح دیکھتے ہیں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں مجھے یاد نہیں کہ میں نے اس زمانے کے مشائخ میں سے کسی سے ملاقات کی ہو اور میرا اس کے ساتھ بیٹھنا غیبت سے محفوظ رہا ہو، ایسا بہت کم ہوا اسی لئے میں نے اپنے دین اور ان کے دین پر خوف کھاتے ہوئے ان سے ملاقات کم کر دی ان کے حق میں سستی نہیں کی۔

جب بزرگوں کی مجلس کا یہ حکم ہے تو دوسروں کی مجلس کا کیا حال ہو گا تو اے بھائی! اس زمانے میں جب کسی شخص سے ملاقات کرے تو اپنے نفس کی مکمل حفاظت کر اور اس میں سستی نہ کر۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے گوشہ نشینی سے اپنا حصہ حاصل کرو۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص چاہتا ہے کہ لوگوں کو اس کے عیبوں سے کم آگاہی حاصل ہو تو وہ اپنے گھر میں بیٹھ جائے جو لوگوں سے میل ملاپ رکھے گا تو اس کا دین چلا جائے گا اور اس کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ اپنے گھر کا دروازہ بند کر دوں اور باہر نہ نکلوں حتیٰ کہ مجھے موت آجائے۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کی مجلس میں زندگی بھر نہیں بیٹھے ایک مرتبہ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ان پر ایک پتھر گرا جس سے ان کا سر زخمی ہو گیا انہیں پتہ نہ چلا کہ کس نے مارا ہے وہ اٹھے اور کہنے لگے اے ربیع! اب تمہیں نصیحت آگئی اس کے بعد فوت ہونے تک کسی ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نہیں نکلے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص راستے میں بیٹھے وہ اس کا حق ادا کرے اور حق یہ ہے کہ سلام کا جواب دے، مظلوم کی مدد کرے، ظالم کے خلاف گواہی دے اور ہر ضرورت مند کی مدد کرے۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے بھائی سے زیادہ مجلس اختیار کرتا ہے تو ان میں سے ایک سے ایسی بات نکلتی ہے جو دوسرے کو ناپسند ہوتی ہے لہذا دونوں بھائیوں (یعنی دوستوں) کو چاہئے کہ کبھی کبھی ملاقات کیا کریں۔

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان کی بادشاہی قتل اور ظلم کے بغیر نہیں ہوگی، مالداری تکبر اور بخل سے خالی نہ ہوگی اور لوگوں کے ساتھ مجلس خواہش کے بغیر نہ ہوگی۔ پس جو شخص وہ زمانہ پائے وہ صبر کرے اور اپنے نفس کی حفاظت کرے اللہ تعالیٰ اسے پچاس صدیقین جیسا ثواب عطا کرے گا۔

اور آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ آخری زمانے میں لوگوں کو اس بات سے آرام حاصل ہوگا کہ لوگوں کے درمیان گناہ ہوں۔ (یعنی گناہی میں آرام ہوگا)

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ملی کہ ان کے صاحبزادے حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ میں اس جگہ رہوں جہاں سے میں لوگوں کو دیکھوں لیکن لوگ مجھے نہ دیکھیں۔

ان کے والد نے فرمایا انہوں نے پوری بات کیوں نہیں کی؟ پھر فرمایا پوری بات یہ ہے کہ نہ وہ مجھے دیکھیں اور نہ میں ان کو دیکھوں۔

حضرت وحیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے آج کے دن تک پچاس سال لوگوں کے ساتھ میل جول رکھا تو میں نے کسی کو نہ پایا جس نے میری لغزش کو معاف کیا ہو اور نہ ہی میں اس سے بے خوف ہو جب اسے مجھ پر غصہ آیا۔

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں کو آگ کی طرح سمجھو پس ضرورت کے وقت ہی ان کے قریب جاؤ اور جب ان کے قریب جاؤ تو اس طرح بچو جس طرح آگ سے بچا جاتا ہے جب آگ کے قریب جایا جائے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص لوگوں سے میل ملاپ رکھتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ اس پر اس کے دل کو خراب کر دیں۔

حضرت جعفر بن حمید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حق یہ ہے کہ لوگوں میں رہنا تمہارے لئے بھی ضروری ہے اور ان کے لئے بھی لیکن تم میں سے ہر ایک کو ایک دوسرے سے بچتے رہنا چاہئے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک سفر میں تھے جب اس سے واپس تشریف لائے تو لوگوں نے

حضرت سلیمان الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کیا آپ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات نہیں کرتے؟ انہوں نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ میں ملاقات کے وقت ان کے لئے مزین کلام کروں گا تو یہ ان کے لئے ہلاکت کا باعث ہوگا۔

حضرت حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ دور سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور باہم ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی شخص کے لئے مناسب نہیں کہ وہ عبادت کے لئے گوشہ نشینی اختیار کرے مگر دین میں سمجھ اختیار کرنے کے بعد۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دین کی سمجھ اختیار کرو پھر لوگوں سے الگ گوشہ نشینی اختیار کرو۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے آدمی کے بیٹھنے کی بہترین جگہ گھر کا اندرونی حصہ ہے کہ وہ کسی کو دیکھے نہ اس کو کوئی دیکھے۔

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم (اب) لوگوں کے لئے گوشہ نشینی جائز ہوگئی ہے میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ واجب ہوگئی ہے جیسے حدیث شریف میں ہے: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت جائز ہوگئی یعنی واجب ہوگئی ("غلت" سے مراد واجب ہے)۔<sup>۱</sup>

حضرت ابوسفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں سے اپنی مشقت کو دور رکھو یہ لوگ عقلوں کے چور ہیں۔ حضرت ابوبکر و زاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ سے محبت کی توقع ہرگز نہ رکھ جب تو لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور اللہ ﷻ کی رضا کی طمع نہ رکھ جب تو ظالموں سے میل جول رکھتا ہے اور یہ طمع نہ کر کہ اللہ ﷻ تجھ سے محبت کرے گا جب کہ تو دنیا سے محبت کرتا ہے اور اپنے دل کے نرم ہونے کی طمع نہ کر جب کہ تو یتیم پر ظلم کرتا ہے۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں سے الگ تھلگ ہونا اسی کے لئے بہتر ہے جو دنیا سے زہد (بے رغبتی) اختیار کرتا ہے لیکن جو دنیا میں رغبت رکھتے ہیں ان کی گوشہ نشینی کا کوئی فائدہ نہیں جو شخص لوگوں سے علیحدگی اختیار کرے اور اللہ ﷻ کو اپنا غمخوار اور قرآن کو محدث (بات کرنے والا) نہ بنائے وہ راستے سے بھٹک گیا اور اس کی گوشہ نشینی درست نہیں۔ (مطلب کہ گوشہ نشینی میں قرآن مجید کی تلاوت کرے)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایسی جگہ پر بیٹھو جہاں تمہاری شخصیت زیادہ پوشیدہ اور

تمہاری آواز زیادہ پست ہو۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اللہ ﷻ حضور ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کی مجلس اختیار نہیں کرتا اس کی گوشہ نشینی نقصان کا باعث ہے آپ سے پوچھا گیا وہ کس طرح؟ فرمایا قرآن مجید پڑھ کر اس میں غور و فکر کرے رسول اکرم ﷺ کے افعال، اقوال اور صحابہ کرام ﷺ کے اقوال و افعال کو دیکھے (پڑھے) جس نے یہ طریقہ اختیار کیا اس نے اللہ ﷻ سے کلام کیا، رسول اکرم ﷺ سے گفتگو کی اور صحابہ کرام ﷺ سے ہم کلام ہوا۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے جب لوگوں سے علیحدگی اختیار کی تو آپ کے ساتھیوں نے اس پر آپ کو ملامت کیا آپ نے فرمایا میں نے یہ طریقہ اس وقت اختیار کیا جب میں نے دیکھا کہ چھوٹا، بڑے کی عزت و احترام نہیں کرتا اور میں نے اپنے بھائی کو دیکھا کہ وہ میرے عیب شمار کرتا ہے تاکہ جب وہ مجھ سے ناراض ہو تو ان کے ذریعے میری برائی بیان کرے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے گوشہ نشینی کا کم از کم فائدہ یہ ہے کہ انسان کوئی ناپسندیدہ بات نہیں دیکھتا جس کو برا سمجھے۔

حضرت بشیر بن منصور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں کے تجھے پہچاننے کا چھوٹے سے چھوٹا نقصان تجھے مشقت میں ڈالتا ہے تم نہیں جانتے کہ تمہیں کس قدر شرمندگی حاصل ہوگی (اللہ ﷻ کی پناہ) پس لوگوں میں سے تجھے پہچاننے والے لوگ کم ہونے چاہئیں۔

حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں نے گوشہ نشینی اختیار کرنے میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب تم کسی کام کے لئے باہر نکلو تو لوگوں کے درمیان بہت کم جگہوں میں چلو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے تھے جن کا نام عبداللہ تھا ان کا ایک تہہ خانہ تھا جس میں بیٹھے رہتے اور صرف نماز کے اوقات میں باہر نکلتے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے یہ زمانہ خاموشی کا زمانہ ہے گھروں میں بیٹھے اور اس قدر روزی پر قناعت کا زمانہ ہے جس سے جسم کی طاقت بحال رہے (مرے دم تک جی صورت رہے)۔

حضرت کھول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر لوگوں کے ساتھ مجلس میں بہتری ہے تو ان سے الگ تھلگ رہنے میں دین زیادہ محفوظ رہتا ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں ابو حبیب بدری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا اے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ! ہم نے صرف اللہ ﷻ کی طرف سے بھلائی دیکھی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم اس ذات کی طرف متوجہ نہ ہوں جس کے علاوہ کسی سے بھلائی نہیں دیکھی۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو شام میں دیکھا تو میں نے ان سے کہا اے ابواسحق! آپ خراسان کو چھوڑ کر یہاں بیٹھ گئے؟ انہوں نے فرمایا ہاں مجھے زندگی اسی مقام پر خوشگوار ملی ہے میں اپنے دین کے ساتھ ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ تک بھاگا جس نے مجھے دیکھا اس نے خیال کیا کہ میں کشتی بان ہوں یا اونٹوں والا ہوں یا جانوروں کو سدھانے والا ہوں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو دیکھا تو وہ دواتھے ان کے ذریعے شفا حاصل کی جاتی تھی اور آج وہ ایسی بیماری بن چکے ہیں جس کا کوئی علاج نہیں۔

حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی تو ان کے پاس ان کے سامنے کتا دیکھا میں نے اس کو بھگانا چاہا تو انہوں نے فرمایا اے حماد! اسے چھوڑ دو یہ اس برے ساتھی سے اچھا ہے جو میرے پاس بیٹھ کر لوگوں کی غیبت کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بصرہ سے بغداد پہنچے تو حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا تو کسی کو ان کا علم نہ تھا حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ ان کی فضیلت میں سے ہے کہ ان کو کوئی نہیں جانتا پس ان کی محبت اور تعظیم بڑھ گئی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک مرتبہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ لوگوں سے الگ تھلک ہے میں نے پوچھا تم لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں رہتے؟ اس نے کہا میں ان سے اہم کام میں مشغول ہوں میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟

اس نے کہا میں ہر صبح نعمت اور گناہ کے درمیان ہوتا ہوں تو میں نعمت کی وجہ سے شکر میں اور گناہ کی وجہ سے استغفار میں مشغول رہتا ہوں میں نے اس سے کہا اے بھائی! تو حسن سے زیادہ فقیہ ہے اکیلا بیٹھا کر۔  
حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے انسان کو جاننے والے زیادہ ہوں تو یہ اس کی عقل کی کمزوری ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں رہتے تاکہ ان کو نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں؟ انہوں نے فرمایا اگر میں لوگوں سے نہیں ملوں گا تو مجھ سے یہ حکم (امر بالمعروف نہی عن المنکر) ساقط ہو جائے گا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھتے؟ فرمایا میں ان کے لئے فارغ نہیں ہوں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اولیاء کرام رحمہم اللہ نے گوشہ نشینی اس لئے اختیار کی کہ اس سے آدمی غفلت کی نیند سے بیدار رہتا ہے اور حالت غیب میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مراقبہ زیادہ ہوتا ہے اور جو

فخص اللہ ﷺ کی عبادت کرتا ہے وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس بات کا کسی کو علم نہ ہو۔

اگر تو یہ طاقت رکھتا ہے کہ تو لوگوں کے لئے چلے اور وہ تیرے لئے نہ چلیں، تو ان سے سوال کرے اور وہ تجھ سے سوال نہ کریں تو ایسا کر لے۔ اللہ ﷺ کی قسم میں کسی فخص سے ملاقات کرتا ہوں اور وہ مجھے سلام نہیں کرتا تو میں اس کے لئے فضیلت دیکھتا ہوں، اسی طرح جب میں بیمار ہو جاؤں اور وہ میری بیمار پرسی نہ کرے تو بھی اس کی فضیلت دیکھتا ہوں۔

ایک مرتبہ ایک فخص آپ کے پاس اچانک آیا تو آپ کھڑے ہو گئے اور گھر اس کے لئے چھوڑ دیا اس فخص نے کہا اے ابوعلی! آپ کو کیا ہوا؟ مجھ پر رحم کھاتے ہوئے آپ کھڑے ہو گئے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیرے بارے میں اور تو میرے بارے میں چکنی چڑی باتیں کرے اللہ ﷺ کی قسم میں اسی وقت لذت پاتا ہوں جب تنہا ہوتا ہوں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ ایسے پتے تھے جن میں کانٹا نہیں ہوتا اور اب کانٹے ہیں جن میں پتہ نہیں۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی زندگی میں اور وصال کے بعد میں نے خواب میں دیکھا مجھے فرمایا لوگوں کی پہچان کے سلسلے میں اپنی معرفت کو کم کرو کیونکہ اس سے چھوٹا مشکل ہو جائے گا اور آدمی ناپسندیدہ بات اسی سے دیکھتا ہے جس کو پہچانتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کیا آپ لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھتے؟ انہوں نے فرمایا (اچھے) لوگ تو مٹی کے طبقات کے نیچے چلے گئے۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور اپنی مشقت کو ان سے دور رکھ اور میں نے دوسری صدی کے لوگوں کی باتیں سنی ہیں اور اب کیا حال ہو گا جب کہ تو دسویں صدی میں ہے۔ (مصنف رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کی بات کر رہے ہیں اور پندرہویں صدی کی حالت تو اس سے بھی بدتر ہے) اس بات سے اپنے آپ کو بچا کہ شیطان تجھ سے کھیلے اور تجھ سے کہے الحمد للہ ﷺ! تو اپنے مقام میں اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ تجھے اپنے رب ﷻ سے کوئی بات غافل نہیں کر سکتی یہ ابلیس کے دوسے ہیں۔

اے بھائی! تو یقیناً ان بزرگوں کے مقام سے بہت نیچے ہے۔ اس بات کو سمجھ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## جس قدر ترقی اسی قدر تواضع

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب ان میں سے کوئی ایک اپنے مقام

میں ترقی کرتا ہے تو اس کی تواضع بڑھ جاتی ہے اور یہ اس شخص کے حال کے برعکس ہے جو چراغ کے قریب ہوتا ہے کیونکہ جو اس کے قریب ہوتا ہے وہ اپنے نفس کو بڑا سمجھتا ہے لیکن یہ لوگ جب اللہ ﷻ کی بارگاہ کا قرب حاصل کرتے ہیں تو اپنے آپ کو مجھ سے بھی زیادہ چھوٹا سمجھتے ہیں کیونکہ وہ اللہ ﷻ کی عظمت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور اسی لئے شیطان کو بارگاہ خداوندی سے دور کیا گیا جب اس نے تکبر کیا اور کہا کہ میں آدم ﷺ سے بہتر ہوں۔

تو اے بھائی! اس بات کو سمجھ اور جس فقیر کو تکبر دیکھے اس سے دور ہو جا کیونکہ وہ اللہ ﷻ کا دشمن ہے جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ ﷺ کی طرف وحی فرمائی:

اے موسیٰ علیک السلام! میری مخلوق میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت وہ شخص ہے جس کے دل میں تکبر ہو، زبان سخت ہو، ہاتھوں میں بخل ہو اور وہ بد اخلاق ہو۔

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تکبر وہی شخص کرتا ہے جو کمینہ ہو، فخر وہی کرتا ہے جو گرا ہوا (ذلیل) ہو اور باطل کے ذریعے تعصب وہی کرتا ہے جو اپنی اصل میں گھٹیا ہو۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تمام لوگ اس بات پر جمع ہو جائیں کہ میں اپنے نفس کو حقیر جاننے سے باز آ جاؤں تو وہ اس بات کی طاقت نہیں رکھتے۔

حضرت ابویوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جن لوگوں نے بلندی کی طلب کی اللہ ﷻ نے ان کے مقام کو کم کر دیا اور جن لوگوں نے تواضع اختیار کر لی اللہ ﷻ نے ان کو بلندی عطا فرمائی۔

جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ رملہ کی طرف تشریف لائے تو حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو پیغام بھیجا کہ ان کے ہاں تشریف لائیں اور ہم سے حدیث بیان کریں۔

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ ان کو پیغام بھیجیں کہ وہ آپ کے پاس آئیں، فرمایا ہاں میں آپ کو ان کی تواضع دکھاتا ہوں پھر حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور ان سے حدیث بیان کی حضرت سلیمان خواص رحمۃ اللہ علیہ کرم اور اچھے اخلاق میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ ﷺ کے مشابہ تھے حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تواضع اختیار کرنا تم پر لازم ہے یہ عظیم نعمت ہے اور اس پر تم سے کوئی شخص حسد نہیں کرے گا۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص ناحق بڑائی کا اظہار کرتا ہے وہ قرآن مجید کو سمجھنے سے محروم ہو جاتا ہے اور جو کسی حق کے بغیر عزت کا متلاشی ہوتا ہے اس کو حقیقتاً ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تواضع کے بغیر زہد اختیار کرنے والا بے پھل درخت کی طرح ہے اور جو شخص اپنے آپ کو خود عاجز نہیں سمجھتا وہ دوسروں کی نگاہ میں بلند نہیں ہو سکتا۔



حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے دسترخوان سے کسی کوڑھ یا برص کے مریض (سفید دانے والے) کو بلکہ کسی بھی تکلیف میں مبتلا شخص کو نہیں روکتے تھے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔

آپ فرماتے تھے تواضع کی اصل یہ ہے کہ تو مجلس کی حقیر ترین جگہ پر بھی بیٹھ جائے لیکن ذاتی خواہش نہ ہو تم میں سے ایک شخص جو توں والی جگہ پر بیٹھتا ہے لیکن اس میں تکبر ہوتا ہے جسے اللہ ﷻ جانتا ہے اور وہ اس مقام پر اس لئے بیٹھا ہے تاکہ لوگ کہیں کہ یہ متواضع ہے۔

آپ فرماتے تھے تیری تواضع کی ایک علامت یہ ہے کہ تو لوگوں کے درمیان نیکی اور تقویٰ کے ساتھ اپنے ذکر کو ناپسند کرے۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے افضل تواضع یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو کسی سے افضل نہ سمجھ اور لوگوں کو اپنے آپ سے افضل سمجھ اپنے ہمعصر لوگوں میں سے جس کو دیکھے اسے اپنے دل میں اپنے آپ سے افضل خیال کر اس کی شفقت کی امید رکھ اور اس سے دعا کا سوال کر اور یہ خیال کر کہ اللہ ﷻ تجھ سے مصیبتوں کو دور فرمائے گا جب تو اس کا وسیلہ اختیار کرے گا یہی سب سے بڑی تواضع ہے۔

ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے لوگوں میں سے عالم دین اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کی خدمت کی جائے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر کوئی مذاق کرنے والا مسجد کے دروازے پر آواز دے کہ تم میں سے جو شخص سب سے برا ہے وہ باہر آئے تو مجھ سے پہلے کوئی نہیں آئے گا ہاں وہ شخص پہلے آئے گا جسے مجھ سے زیادہ قوت حاصل ہوگی۔

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے منکبر آدمی دنیا سے نہیں جائے گا مگر اللہ ﷻ اس کے حقیر ترین خادم اور پڑوسی کی طرف سے ذلت و رسوائی دکھائے گا اور وہ موت سے پہلے اپنے بول و ہوا میں لوٹ پوٹ ہوگا۔

حضرت ابو تراب نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے فقیر کو حقیر جاننا تکبر ہے اسی طرح فقراء کی شان میں گستاخی کرنا کتوں کی عادات سے ہے۔

ایک دن حضرت ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ، عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تو دور کھڑے ہو گئے ان سے پوچھا گیا اے ابوسلیمان آپ دور کیوں کھڑے ہوئے؟ آپ نے فرمایا مجھے دور سے بلایا جانا اس سے زیادہ پسند ہے کہ قریب جاؤں تو مجھے دور کر دیا جائے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے ایک ہزار دینار کا جوڑا پہنتے تھے اور فرماتے اگر یہ سخت نہ ہوتا تو کتنا عمدہ ہے اور جب خلافت حاصل ہوئی تو پانچ درہم کا جوڑا پہنتے اور فرماتے یہ

کتنا نرم اور کتنا عمدہ ہے۔ اس سلسلے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میرا نفس بلندی طلب کرتا تھا جب مجھے خلافت حاصل ہوئی جو لوگوں کی نظر میں بلند ترین مقام ہے تو میرے نفس نے اصل چیز کا مطالبہ کیا جو اللہ ﷻ کے پاس ہے اور وہ دنیا سے بے رغبت ہو گیا۔

لوگ کہتے ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرش پر بیٹھنے کی بجائے مٹی پر بیٹھتے تھے۔

حضرت عبداللہ الرکبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے رکوع اور سجدہ بنیادی طور پر میرے جیسے لوگوں، فرعون، نمرود اور انوشروان جیسے متکبرین پر فرض کیا (اپنا نام بطور تواضع لیا)۔

حضرت یحییٰ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے شریف (معزز) آدمی جب عبادت کرے گا تو تواضع اختیار کرے گا بخلاف کمینے آدمی کے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروان کے زمانے میں مدینہ طیبہ کے امیر تھے آپ سر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھاتے ہوئے جاتے اور فرماتے اپنے امیر کے لئے راستہ بناؤ۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تیز تیز چلا کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ طریقہ تکبر اور خود پسندی سے دور ہے اور ضرورت کو بھی جلدی پورا کیا جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مہمان کی خدمت خود کرتے تھے اور رات کے وقت اس کے لئے چراغ ٹھیک کرتے اور کسی خادم کو جگاتے نہیں تھے۔

حدیث شریف میں ہے حضرت سلیمان علیہ السلام خشوع (عاجزی) کے تحت آسمان کی طرف نگاہ نہیں اٹھاتے تھے حالانکہ آپ کو بادشاہی عطا کی گئی تھی وفات تک یہی طریقہ رہا۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ خادم کے ساتھ کھانا کھاتے اور جب وہ تھک جاتا تو اس کے ساتھ چکی پیتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ بازار سے سامان اٹھا کر گھر لانے میں حیا محسوس نہیں فرماتے تھے آپ ﷺ مالدار اور فقیر سب سے مصافحہ فرماتے تھے۔

اور جب آپ ﷺ حج کے موقع پر کنکریاں ماریں تو آپ کے آگے (لوگوں کو) مارنا پشیمانہ اور ہٹو بچو کی آوازیں نہ تھیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص تمہارے سامنے مال کے ساتھ تکبر کرتا ہے اس کے مقابلے میں تکبر کرنا اللہ ﷻ کے لئے تواضع ہے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیر شام سے حج کے لئے تشریف لے گئے۔

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمارے زمانے کے فقراء، علماء اور قراء کی ظاہری تواضع کو نہ دیکھو کیونکہ یہ اتنے متکبر ہیں جتنے امراء اور بادشاہ بھی نہیں ہیں۔

اس موضوع پر مزید بحث کتاب میں متفرق مقامات پر آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ  
تو اے بھائی! اپنی حالت پر غور کر اور اپنے آپ کو دیکھ بعض اوقات تو بڑے بڑے متکبرین میں سے ہوتا ہے اور تجھے خبر بھی نہیں ہوتی بعض اوقات تو موٹا جبہ یا اس سے گیا گزرا لباس پہنتا ہے لیکن اس کے ساتھ تو باریک کپڑے پہننے والوں سے بڑا متکبر ہوتا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## حضور ﷺ نے جن کاموں کی

### ترغیب دی ان کو معمولی نہ سمجھنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ان فضائل کو معمولی نہیں سمجھتے جن کی ادائیگی کے لئے رسول اکرم ﷺ نے ہمیں ترغیب دی ہے ان کاموں کو زیادہ کرتے اور یہ خیال کرتے کہ اگرچہ ان کی تعداد زیادہ ہے لیکن ان کو اس کی کامل فضیلت کی صورت میں اجر حاصل نہیں ہوگا۔

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بات پہنچے اور وہ اس پر ایمان لاتے ہوئے اس پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اسے اس پر اجر عطا کرتا ہے اگرچہ وہ ایسا نہ ہو۔

ایک شخص نے حضرت ابراہیم بن ادم رحمۃ اللہ علیہ کی کثرت عبادت کو دیکھا تو تمنا کی کہ وہ آپ کی مثل ہو جائے یہ بات حضرت ابراہیم بن ادم رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو آپ نے اس سے فرمایا اے شخص! اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ گھبراہٹ جو تجھے اپنے گھر والوں پر ہوتی ہے میری اس تمام عبادت سے افضل ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ عبادت زیادہ کرتے تھے اور فرماتے ہمارے جیسے لوگوں کے نوافل کی کیا حیثیت ہے نوافل تو ان لوگوں کے ہیں جن کے فرائض مکمل ہوں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے وہ شخص جو زیادہ فضائل حاصل کرتا ہے اور فرائض کو مکمل نہیں کرتا وہ اس تاجر کی طرح ہے جس کو اصل مال میں نقصان ہو گیا اور نفع کا طالب ہے۔

حضرت عیسیٰ بن مریم رضی اللہ عنہ فرماتے تھے قرض خواہ یہ اسی وقت قبول کرتا ہے جب تمام قرض وصول کر لیتا ہے۔

حضرت عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے اپنا پہلو بستر پر رکھے حتیٰ کہ سو جائے تو وہ جاگنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا شمار ہوتا ہے۔

حضرت وہب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنی عبادت پر ثواب طلب کرنے سے بچو وہ قبولیت کی

نسبت رد ہونے کے زیادہ قریب ہے۔ کیا تم حضرت ابراہیم خلیل اللہ ﷺ کو نہیں دیکھتے کہ جب آپ نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کی تو دعا فرمائی اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرما۔ آپ نے عدم قبولیت کے خوف سے یہ دعا فرمائی۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص نوافل کو ہلکا سمجھتا ہے وہ فرائض کو بھی معمولی سمجھتا ہے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ آیات اور اذکار کو شمار کرنا ناپسند کرتے تھے البتہ یہ کہ شریعت میں اس کی تعداد کا ذکر ہو۔

تو اے بھائی! یہ بات جان لے اور نوافل و فضائل کو کثرت سے اختیار کران سے اکتاہٹ محسوس نہ کر۔ اس کے بعد بھی یہ خیال نہ کر کہ تو نے اللہ ﷻ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت کا بھی شکر ادا کر لیا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## دن رات بکثرت توبہ و استغفار کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ رات اور دن میں بہت زیادہ توبہ اور استغفار کرتے ہیں کیونکہ وہ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ وہ کسی فعل میں بھی گناہ سے محفوظ نہیں ہوتے حتیٰ کہ اپنی عبادات میں بھی، پس وہ اس بات پر بخشش طلب کرتے ہیں کہ ان کے خشوع اور مراقبہ میں کمی آگئی۔ پہلے بزرگ اس راستے پر چلے ہیں جب کہ موجودہ دور کے خود ساختہ صوفیوں کی اکثریت اس کے خلاف راستے پر چلتی ہے حتیٰ کہ میں نے ایک مرتبہ ان میں سے کسی سے سنا کہ ہم لوگ بحمد اللہ گناہوں سے بچے ہوئے ہیں میں نے پوچھا وہ کیسے؟

اس نے کہا اس لئے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ ﷻ ہی فاعل ہے ہم نہیں ہیں میں نے کہا اس صورت میں تم پر توبہ اور استغفار واجب ہو چکا ہے کیونکہ تم نے شریعت کے تمام ارکان کو گرا دیا اور اس کی حدود کو باطل کر دیا اللہ ﷻ کی قسم اگر میرے پاس حکومت ہوتی تو میں اس قسم کے آدمی کی گردن مار دیتا۔ کیونکہ انبیاء و رسل علیہم السلام اور تمام اکابرین گواہی دیتے تھے کہ اللہ ﷻ ان کے افعال کا خالق ہے اس کے باوجود وہ مغفرت طلب کرتے اور روتے تھے حتیٰ کہ ان کے آنسوؤں سے گھاس اگتی تھی۔ (مبالغہ کے طور پر گھاس کا ذکر فرمایا)

رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے:

أَلَا أَدُلُّكُمْ أَلَا دَابِّكُمْ وَدَوَابِّكُمْ فَإِنَّ دَاءَ كُمْ الدُّنُوبُ وَدَوَاءُ كُمْ الإِسْتِغْفَارُ

(الترغیب 2/309۔ فردوس 1/136 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) کیا میں تمہیں تمہاری بیماری اور تمہاری دوا کے بارے میں نہ بتاؤں بے شک تمہاری بیماری گناہ ہیں

اور تمہارا علاج بخشش طلب کرنا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے اس شخص پر تعجب ہے جو ناامید ہوتا ہے حالانکہ اس کے پاس نجات ہے جب آپ سے پوچھا جاتا کہ نجات کیا ہے؟ فرماتے کثرت استغفار، حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے گناہوں کا قلع قمع کئے بغیر استغفار جھوٹوں کی توبہ ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ رضی اللہ عنہ سے یوں ہم کلام ہوتے:

”بے شک ابلیس تیرا بھی دشمن ہے اور ہمارا بھی دشمن ہے اسے کوئی چیز غصہ نہیں دلاتی جو تیرے معاف کرنے کے مقابلے میں زیادہ زخمی کرتی ہو پس تو اپنی رحمت کے ساتھ ہمیں معاف کر دے اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔“

حضرت ابو عبد اللہ انطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک گناہ اگر چہ چھوٹا ہو، چھوڑ دینے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید ایک ہزار حج، ایک ہزار جہاد اور ایک ہزار غلام اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد کرنے سے زیادہ ہے ایک روایت میں ہے کہ ایک جھوٹ یا وعدہ خلافی کی امید کثرت نوافل سے زیادہ ہے جب ان کے ساتھ جھوٹ بولا جائے یا حرام نظر کی جائے یا وعدہ کی خلاف ورزی کی جائے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عقلمند آدمی چار باتوں کی پرواہ نہیں کرتا (1) نامرد کا جماع سے بے رغبت ہونا، (2) عورتوں کا زہد، (3) لشکری کی توبہ اور (4) بچوں کی قرأت۔  
حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی تھیں ہمارا استغفار بھی استغفار کا محتاج ہوتا ہے یعنی اس میں سچائی نہیں ہوتی۔

حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے توبہ کرنے والے جہنم پر گزریں گے تو اسے نہیں دیکھیں گے، وہ کہیں گے اے ہمارے رب تعالیٰ کیا تو نے ہم سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ ہم جہنم کے اوپر سے گزریں گے؟ تو ان سے کہا جائے گا تم اس کے اوپر سے گزرے ہو لیکن وہ بھگتی کیونکہ تم نے توبہ کی کیونکہ وہ گناہ کے ارتکاب اور اس پر اصرار سے بھڑکتی ہے۔

اہل سنت کا اجماع ہے کہ ناحق قتل کرنے، کسی کا مال لینے، شراب پینے اور تمام گناہوں سے بندے کی توبہ صحیح (قبول) ہوتی ہے۔

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کیا مومن کے قاتل کی توبہ قبول ہوتی ہے انہوں نے فرمایا

۱۔ دراصل جو شخص کسی کام کا اہل ہو پھر اس کا اعتبار ہوتا ہے نامرد جب جماع نہیں کر سکتا تو اس کی بے رغبتی کی کیا حیثیت ہے عورت گھر میں ہوئی مال کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہوتا زہد اس کا معتبر ہے جس کے پاس دولت ہو اور وہ اس سے دور رہے لشکری (سپاہی) خود مجبور ہے افسر توبہ کرے تو معتبر ہے اسی طرح قرأت بالغ کی ہو تو اعتبار ہے ۲۔ انہواری

میں اس دروازے کو بند نہیں کرتا جس کو اللہ ﷻ نے کھولا ہے۔

حضرت ابوالجوزاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندہ گناہ کر کے اس پر مسلسل نادم رہتا ہے حتیٰ کہ جنت میں چلا جاتا ہے تو شیطان کہتا ہے کاش میں اس کو اس گناہ میں نہ ڈالتا۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو گناہ کے بعد توبہ کرتے ہیں پھر آپ تلاوت فرماتے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ

(پ۔ البقرہ۔ ۲۲۲)

(ترجمہ) بے شک اللہ خوب توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں اللہ ﷻ سے بخشش کا سوال کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں کیوں کہ یہ گناہ اور جھوٹ ہوگا اگر عمل نہ کرے۔

بلکہ وہ یوں کہے یا اللہ ﷻ! مجھے بخشش دے اور میری توبہ قبول فرما۔ ان سے کہا گیا بندے کا ”استغفر اللہ کہنا حدیث شریف میں آیا ہے؟“ فرمایا یہ سچے لوگوں کے حق میں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے مجھے کتاب و سنت سے معلوم نہیں ہوا اور نہ ہی کسی دوسری صورت میں پتہ چلا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا ہو میں گناہ کو نہیں بخشتا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں شاید ان کی مراد یہ ہو کہ خاص یہ لفظ نہیں آیا اور نہ قرآن مجید میں ہے: إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ

(پ۔ النساء۔ ۴۸)

(ترجمہ) بے شک اللہ نہیں بخشتا یہ کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے۔

توان کے کلام کو مسلمانوں کے گناہ پر محمول کیا جائے جس طرح علماء کے لئے اللہ ﷻ کے قول

(پ۔ الزمر۔ ۵۳)

إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ط

(ترجمہ) بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخشتا ہے۔

کو مسلمانوں کے گناہوں پر محمول کیا (جہاں نئی ہے وہاں کفار سے نئی مراد ہے اور جہاں اثبات ہے وہاں مسلمانوں کے لئے ہے) حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام نے لغزش کے بعد جب بھی پانی پیا اس میں آپ کے آنسو شامل ہوتے تھے۔<sup>۱</sup>

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں اپنے بیمار پڑوسی کے ہاں گیا اور وہ گناہ گار شخص تھا میں نے اس سے کہا اے بھائی! اللہ ﷻ سے وعدہ کرو کہ تم توبہ کرو گے اللہ ﷻ سے امید ہے وہ تمہیں بخش دے

۱۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا رونا محض خوف الہی کی وجہ سے تھا آپ گناہوں سے معصوم تھے جس طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام گناہوں سے

معصوم ہیں۔ ۱۲ ہزاروی

گا تو وہ رو پڑا۔

فرماتے ہیں میں نے گھر کے کونے سے کسی کہنے والے کو سنا وہ کہہ رہا تھا اگر اس کا وعدہ بھی تمہارے وعدے کی طرح ہے جو تم نے ہم سے کیا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں تم نے بار بار وعدہ کیا لیکن ہم نے تمہیں جھوٹا پایا۔ کہتے ہیں اس وقت حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔

حضرت طلق بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کے حقوق بندے کی ادائیگی سے کہیں زیادہ عظمت والے ہیں اور اللہ ﷻ کی نعمتیں شمار سے باہر ہیں۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے ہمیں رزق ہماری ضرورت سے زیادہ دیا اور ہمیں عبادات کا مکلف ہماری طاقت سے کم کیا پس ہمیں جو رزق دیا ہم نے اس پر اکتفا نہ کیا اور اپنی قوت کو ان عبادات پر خرچ نہ کیا جن کا ہمیں مکلف بنایا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص ہر صبح اور شام توبہ نہیں کرتا وہ ظالموں میں سے ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو توبہ کر کے توڑ دیتا ہے پھر توبہ کرتا اور پھر توڑ دیتا ہے۔ اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

انہوں نے فرمایا میں اس کو مومن سمجھتا ہوں وہ مومنوں کے طریقے پر عمل کرتا ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ”توبۃ الخسوع“ کی علامت کیا ہے؟ فرمایا چار چیزیں ہیں۔ (1) دنیا کی قلت، (2) نفس کو ذلیل رکھنا، (3) عبادات کے ذریعے اللہ ﷻ کا قرب زیادہ حاصل کرنا (4) اور پھر اس میں قلت اور کمی سمجھنا۔

حضرت بکر بن عبد اللہ معمری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر گناہ گار آدمی تمام مجلسوں اور دروازوں پر جا کر کہے کہ میرے لئے بخشش کا سوال کرو تو اس کے لئے یہ بات لقمہ اور پرانے کپڑے مانگنے وغیرہ سے بہتر ہے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے توبہ کرنے والے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ کون ہے؟ فرمایا وہ شخص جو جوانی میں توبہ کرے اور مرتے دم تک گناہ کو چھوڑ دے بوڑھوں کی توبہ (حیثاً) توبہ نہیں کیونکہ گناہوں کی خواہش کی آگ بجھ چکی ہے۔ اگرچہ اللہ ﷻ نے توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے یہ آیت

(پہلا اسراء، ۲۵)

فَاِنَّ كَانَ لِلَاٰبِیْنِ غُفُوْرًا ۝

(ترجمہ) بے شک وہ بہت توبہ کرنے والاوں کو بخشنے والا ہے۔

اس شخص کے حق میں نازل فرمائی جو گناہ کرنے کے بعد توبہ کرتا ہے پھر اس سے گناہ سرزد ہوتا ہے

پھر توبہ کرتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

”اے داؤد علیہ السلام! گناہ گاروں کو خوش خبری دیں کہ اگر وہ توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول ہوگی اور صدیقین کو اس بات سے ڈرائیں کہ اگر میں نے انصاف سے کام لیا تو میں ان کو عذاب دوں گا۔“

حضرت عبد اللہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم اللہ ﷻ کے عذاب کی طاقت نہیں رکھتے جب تم گناہ کرتے ہو تو پھر شام کو بھی توبہ کرو اور صبح بھی اسی طرح توبہ کرو۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جو شخص گناہ میں پڑے پھر اس کو یاد آئے اور وہ دل میں خوفزدہ ہو جائے تو لوح محفوظ سے اس کا یہ گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ مجاہدین سے فرماتے جب وہ جہاد کے لئے جانے کا ارادہ کرتے کہ تم پر توبہ لازم ہے وہ تم سے اس چیز کو دور کر دے گی جسے تلو اور دور نہیں کر سکتی

وہ فرماتے تھے جب حضرت یونس علیہ السلام کی قوم نے عذاب دیکھا تو ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا اے اللہ ﷻ! میرے گناہ بہت بڑے ہیں اور تیری ذات ان سے عظیم اور بڑی ہے تو ہمارے ساتھ وہ سلوک کر جس کا تو اہل ہے اور وہ سلوک نہ کر جس کے ہم اہل ہیں۔ تو اللہ ﷻ نے ان سے عذاب کو دور کر دیا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ رات کے وقت دعا میں یوں کہتے تھے۔

یا اللہ ﷻ! میری خطا سے مجھے عذاب ملتا ہے اور میری توبہ مجھے پگھلا دیتی ہے پس میری ساری زندگی عذاب اور پگھلنے میں گزر رہی ہے۔

حضرت حبیب بن تمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص گناہ کا ارتکاب کرے پھر اللہ ﷻ سے ڈرے کہ وہ اسے عذاب دے گا تو اللہ ﷻ اسے بخش دیتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جنت کے آٹھ دروازے ہیں تمام دروازے کھلتے ہیں اور بند ہوتے ہیں سوائے توبہ کے دروازے کے اس پر ایک فرشتہ مقرر ہے وہ اسے بند نہیں ہونے دیتا۔ پس اللہ ﷻ سے دعا کرو اور مایوس نہ ہو۔

حضرت عبدالرحمن بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے کافر کے بارے میں گفتگو کی اور یہ کہ اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ تو میں نے کہا مجھے امید ہے کہ مسلمان اللہ ﷻ کے ہاں اس بات کا زیادہ حق دار ہے کیونکہ مسلمان کی توبہ بار بار اسلام لانے کے مترادف ہے۔ یعنی کلمہ شہادت کا تکرار ہے۔

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں تم سے جو کچھ بیان کرتا ہوں وہ اتاری گئی کتاب اور بیجے گئے رسول ﷺ کی طرف سے بیان کرتا ہوں کہ بے شک جب بندہ گناہ کرتا ہے پھر اس پر پلک جھپکنے کے



برابر نام ہوتا ہے اور اللہ ﷻ سے بخشش طلب کرتا ہے تو پلک جھپکنے سے بھی جلدی وہ گناہ ساقط ہو جاتا ہے۔  
امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہما فرماتے تھے توبہ کرنے والوں کے پاس بیٹھا کروان کے دل زیادہ نرم ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

مَا أَصْرَ مَنْ أَسْتَفْرَرَ وَإِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً

(الجامع الصغیر۔ حدیث 7822 جلد 1 صفحہ 478 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) جو شخص بخشش طلب کرتا ہے اس کے گناہوں میں اصرار نہیں ہوتا اگرچہ دن میں ستر بار سے زیادہ کرے۔ (جان بوجھ کر ایسا نہ کرے)

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس بندے کو اللہ ﷻ عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے اس کے دل میں توبہ کا خیال نہیں ڈالتا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے بندے کے قول ”استغفر اللہ“ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے یا اللہ ﷻ میرے گناہ کو واپس کر دے

حضرت وہب بن منہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص نام نہ ہونے سے پہلے استغفار کرتا ہے وہ اللہ ﷻ کے ساتھ مذاق کرنے والے کی طرح ہے اور اس کو پتہ بھی نہیں چلتا اور یہ جموٹوں کی توبہ ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس بات کی تائید اللہ ﷻ کے اس قول سے ہوتی ہے

أَقْلَابُ يَتَوَبُّونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُ

(ترجمہ) کیا وہ اللہ کے ہاں توبہ نہیں کرتے اور اس سے بخشش نہیں مانگتے۔

تو استغفار کا ذکر توبہ کے بعد ہے اور توبہ عداوت کو شامل ہے تو غور کیجئے یہاں واو ترتیب کے لئے ہے۔ واللہ اعلم (احناف کے نزدیک واو مطلق جمع کے لئے آتی ہے ترتیب کے لئے نہیں مصنف علیہ الرحمہ شافعی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے انہوں نے اس حوالے سے فرمایا۔ ۱۲ ہزاروی)

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اس مسلمان کا کیا حال ہے جو گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ لوگ اس پر مطلع ہوں اور اللہ ﷻ کے اس پر مطلع ہونے کو بھی ناپسند کرتا ہے لیکن بندوں کی اطلاع کو زیادہ ناپسند کرتا ہے کیا یہ اپنے رب کی توبہ نہیں؟

فرمایا نہیں بلکہ یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنے رب کے جو دو کرم کی زیادہ پہچان رکھتا ہے اور یہ کہ اس کا رب اسے شرمندہ نہیں کرے گا جب کہ لوگوں کا معاملہ اس کے خلاف ہے۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک اعرابی یوں دعا کر رہا تھا

یا اللہ ﷻ! گناہوں پر اصرار کے ساتھ میرا بخشش طلب کرنا ملامت کا باعث ہے اور یہ جانتے ہوئے

کہ تیرا غنودہ گزرا اور تیری رحمت وسیع ہے۔ میرا استغفار نہ کرنا میری کمزوری ہے یا اللہ ﷻ میں تیری رحمت کی امید رکھتا ہوں اس کی وجہ سے میری ملامت کو بخش دے۔ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے!

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ جب اللہ ﷻ کا یہ قول سنتے

فَقَوْلًا لَهُ 'قَوْلًا لَنَا

(پہلے ۴۴)

(ترجمہ) (اے موسیٰ اور اے ہارون) اس سے نرم انداز میں گفتگو کرنا۔

تو فرماتے الہی! جب تیرا یہ قول اس شخص کے حق میں ہے جو کہتا تھا میں ”تمہارا اعلیٰ رب“ ہوں تو تیرے دوستوں کا کیا معاملہ ہوگا جو تیرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے بلکہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ تو اللہ ﷻ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ایک ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے تھے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ ﷻ قیامت کے دن مسلمانوں کا حساب احسان اور فضل کے ساتھ لے گا اور کافروں کا حساب دلیل اور عمل کے ساتھ لے گا۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور جب تک اس دنیا میں ہے بکثرت استغفار کر کیونکہ یہ جبار کے غضب کو ختم کرتا ہے اور جب تو وہ کام کرے جن کے بارے میں شریعت میں آیا ہے کہ گناہوں کو مٹانے والے ہیں تو اس کے باوجود یہ خیال نہ کر کہ تیرے گناہ مٹ گئے کیونکہ بعض اوقات اس کے لئے کچھ شرائط ہوتی ہیں جن کو تو پورا نہیں کرنا اور جان لے کہ مومن جب تک جنت میں نہ جائے مطمئن نہیں ہوتا اس بات کو سمجھ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں اگرچہ خود نیکی نہ کریں اور برائی سے نہ بچیں اس غلطی سے بہت سے ایسے لوگ نکل جاتے ہیں جو کسی سچے مرشد کی بیعت سے مشرف نہیں ہوئے۔

وہ کہتے ہیں نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اسی شخص سے درست ہے جو تمام گناہوں سے توبہ کرے اور ہم لوگ گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں لیکن یہ بات عمل کرنے والے علماء کے طریقے کے خلاف ہے حدیث شریف میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اگرچہ ہم خود (اجھے کام) نہ کریں اور (برے کاموں سے) نہ رکیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نیکی کا حکم دو اگرچہ تم اس پر عمل نہ کر سکو اور برائی سے روکو اگرچہ تم خود نہ رک سکو۔“

(طبرانی شریف)

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے جو شخص برائی سے روکے، فاسقوں سے بغض رکھے جب اللہ ﷻ کے حرام کردہ امور کی خلاف ورزی کی جائے تو اسے غصہ آئے ایسے شخص کے حق میں اللہ ﷻ بھی غضب فرماتا ہے (یعنی اس کے مخالفین پر ناراض ہوتا ہے)

حضرت حفص بن حمید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو جو تکلیف ہوتی وہ کیا تھی؟ ان کے زمانے میں کثرت عبادت اور علم میں ان کی مثل کون تھا؟ انہوں نے فرمایا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حق کے مقام پر نافرمان لوگوں کو بلکا سمجھتے اور ان کی رعایت نہیں کرتے تھے۔ آپ جب کسی برائی کو دیکھتے اور اس کو دور کرنے کی طاقت نہ رکھتے تو غصے کی وجہ سے پیشاب میں خون آتا تھا۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں وہ نیک شمار ہوں گے جو نیکی کا حکم نہیں دیں گے اور برائی سے نہیں روکیں گے پس لوگ کہیں گے ہم نے اس سے صرف بھلائی دیکھی ہے کیونکہ اس کو اللہ ﷻ کے لئے غصہ نہیں آتا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا میں مومن کے لئے تین مصیبتیں ہیں (1) نماز کا ضائع ہو جانا، (2) نیک دوست کا فوت ہونا اور (3) اسلام میں کسی (خلاف شرع) نئی بات کا پیدا ہونا۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں برائی کے منکر دسویں حصہ سے بھی کم ہوں گے پھر وہ دسواں حصہ بھی چلا جائے گا اور کوئی شخص برائی کا منکر نہیں رہے گا۔

حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مومن کا حق کو قائم کرنا اس کے لئے کسی دوست کو نہیں چھوڑتا اور جس شخص نے اللہ ﷻ سے ڈرنے کا مشورہ دیا اور برائی سے روکا لوگوں نے اسے ہڈیوں کے ساتھ مارا اور اس کی عزت پر حملہ کیا۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جنت الفردوس ان لوگوں کے ساتھ خاص ہے جو نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

(پ۔ مریم ۴۱)

وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ م

(ترجمہ) اور اس نے مجھے مبارک بنایا میں جہاں بھی ہوں۔

حضرت وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ ﷻ کے قول کا مطلب ہے، نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص کسی کے بارے میں سنے کہ وہ برائی کا ارتکاب کرتا

ہے اور وہ اس کو نہ روکے تو وہ قیامت کے دن ابہرہ اور کٹے ہوئے کانوں والا آئے گا۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو قوم اللہ ﷻ کے ہاں معزز ہو پھر برائی کو نہ بدلیں حالانکہ اس پر قادر ہوں تو اللہ ﷻ ان کو ذلیل کرتا ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تمہیں ضرور بضرور نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہو گا ورنہ اللہ ﷻ تم پر ظالم بادشاہ کو مسلط کر دے گا جو تمہارے بڑے کی بڑائی کا خیال بھی نہیں رکھے گا اور تمہارے چھوٹے پر رحم بھی نہیں کرے گا۔ اس کے خلاف تمہارے نیک لوگ دعا مانگیں گے تو وہ قبول نہیں ہوگی تم مدد مانگو گے لیکن تمہاری مدد نہیں کی جائے گی اور تم بخشش مانگو گے تو بخشا نہیں جائے گا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو میں نے ان کو پریشان اور غمگین دیکھا میں نے پوچھا اے امیر المؤمنین! آپ کس وجہ سے پریشان ہیں؟ فرمایا مجھے ڈر ہے کہ میں کسی برائی میں مبتلا ہو جاؤں اور میری تعظیم کی وجہ سے کوئی شخص مجھے نہ روکے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ ﷻ کی قسم اگر ہم نے دیکھا کہ آپ حق سے نکل گئے ہیں تو ہم آپ کو روکیں گے اور اگر آپ نہ روکے تو ہم آپ کو تلواریں سے ماریں گے۔

اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور فرمایا اللہ ﷻ کے لئے تعریف ہے جس نے میرے ایسے ساتھی بنائے ہیں جو مجھے ٹیڑھا ہونے کی صورت میں سیدھا کر دیں گے۔

اللہ ﷻ نے حضرت یوشع بن نون رضی اللہ عنہ کی طرف وحی بھیجی کہ میں آپ کی قوم میں سے چالیس ہزار نیک لوگوں میں سے اور ساٹھ ہزار برے لوگوں میں سے ہلاک کرنے والا ہوں۔ انہوں نے پوچھا اے میرے رب! برے لوگوں کی ہلاکت تو ٹھیک ہے نیک لوگوں کا کیا معاملہ ہے؟ فرمایا اس لئے کہ ان کو میرے جلال پر غصہ نہ آیا اور ان (برے لوگوں) کے ساتھ کھاتے پیتے رہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اس امت کے کچھ لوگوں کو بندروں اور خنزیریوں کی شکل میں اٹھایا جائے گا کیونکہ وہ نافرمان لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں اور انہوں نے ان کو روکنا چھوڑ دیا حالانکہ وہ اس پر قادر ہیں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں جب ان لوگوں کا یہ حال ہے جو نافرمان لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں اور خود نافرمانی نہیں کرتے تو اس کا کیا حال ہوگا جس کا کوئی عضو (مناہ سے) محفوظ ہونے کے قریب نہ ہو ہم اللہ ﷻ سے اس کی مہربانی کا سوال کرتے ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ کیا آپ نیکی کا حکم نہیں دیتے اور برائی سے نہیں روکتے؟ فرمایا مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے یہ کام کیا تو مجھے اذیت پہنچے گی جس کو برداشت کرنے کی مجھ میں ہمت

نہ ہوگی تو نیکی کا حکم دینے پر مجھے اپنے اوپر ناراضگی اور ندامت ہوگی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں (مریدین) سے فرماتے تھے میری اقتدانہ کرو ہلاک ہو جاؤ گے میں تو مدہنت سے کام لیتا ہوں میرے معاملات ملے جلے ہیں اور میں کوتاہی کرنے والا ہوں (تواضع کے طور پر فرمایا) مدہنت کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دل میں ہو اس کے خلاف بات کی جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بات سب سے بڑے گناہوں میں سے ہے کہ کوئی شخص دوسرے آدمی سے کہے اللہ تعالیٰ سے ڈرا اور وہ (جواب میں) اسے کہے تم اپنی فکر کرو۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی شخص پر نیکی کا حکم دینا ان ہی باتوں میں لازم ہے جن پر امت کا اتفاق ہے جن میں اختلاف ہے ان میں لازم نہیں۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی مجلس گدھے کے مردار جسم کی طرح ہوگی اور ان کے لئے گدھے کا مردار جسم اس مومن کے ساتھ بیٹھنے سے زیادہ پسندیدہ ہوگا جو ان کو نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس زمانے میں کوئی ایسا شخص نہیں رہا جس سے حیا کی جائے پوچھا گیا کیوں؟ فرمایا آدمی اس سے حیا کرتا ہے جو نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے لیکن جس کی یہ حالت نہ ہو اس کی کوئی ہیبت نہیں ہوتی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے احباب سے فرماتے تھے جو شخص میرے سامنے میرے عیب بتائے گا میں اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے رحمت کی دعا کروں گا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عالم تھا جو لوگوں کو وعظ کرتا تھا اور لوگ اس کے گھر میں جمع ہوتے اور مرد اور عورتیں اس کا وعظ سنتی تھیں اس کا ایک جوان بیٹا تھا ایک دن اس نے ایک خوبصورت عورت کو آنکھ سے اشارہ کیا اور اس کے باپ نے دیکھ لیا تو کہا

اے بیٹے! رک جا، فرماتے ہیں وہ منہ کے بل چار پائی سے نیچے گرا حتیٰ کہ اس کے بعض اعضاء ٹوٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دور کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی فرمائی کہ فلاں یعنی اس عالم کو خبر دیں کہ میں اس کی پیٹھ سے کبھی بھی سچا بیٹا پیدا نہیں کروں گا اس وقت میرے لیے غصہ صرف اس قدر ہے کہ وہ اپنے بیٹے سے کہے اے بیٹے رک جا۔ (نیک لوگوں کی آزمائش بھی زیادہ ہوتی ہے)۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم دیکھو کہ کوئی شخص اپنے پڑوسیوں کے نزدیک محبوب ہے اور وہ اس کی تعریف کرتے ہیں تو جان لو کہ وہ منافق ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب کوئی شخص مر جائے اور اس کے پڑوسیوں میں کوئی

اس کی مذمت نہ کرے تو جان لو کہ وہ منافق ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں مدہمت (منافقت) کی حقیقت یہ ہے کہ لوگ اس شخص کی دین میں کمی پر راضی ہوں جس طرح مدارات کا معنی یہ ہے کہ کسی شخص کی دنیا میں کمی پر لوگ خوش ہوں۔ پہلی بات حرام ہے اور دوسری مستحب ہے (اچھی نیت کے ساتھ یہ حکم ہے)

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ ﷻ نے فرشتوں کی طرف الہام کیا کہ فلاں فلاں بستیوں پر عذاب نازل کرو فرشتے چیخ اٹھے اور کہا اے رب! ان میں تیرا فلاں عبادت گزار بندہ بھی ہے اللہ ﷻ نے فرمایا مجھے عذاب کی وجہ سے اس کی چیخ و پکار سناؤ کیونکہ میرے حرام کردہ کاموں کو دیکھ کر اس کے چہرے کا رنگ کبھی نہیں بدلا۔

حضرت لقمان فرماتے تھے وہ شخص جھوٹ بولتا ہے جو کہتا ہے کہ برائی کو برائی کے ذریعے مٹایا جاتا ہے اگر وہ سچا ہے تو آگ کے پاس آگ جلائے کیا ایک آگ دوسری آگ کو بجھا سکتی ہے۔

حضرت ابوالفتح فزاری رحمۃ اللہ علیہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے ان کو ملامت کی اور فرمایا یہ اس شخص کے پاس کیسے چلے گئے جب کہ اس کے ہاں ریشمی بستر ہیں؟

حضرت ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے یوسف رحمۃ اللہ علیہ! آپ کو صرف ریشمی بستر کی خبر پہنچی ہے (لوگوں کے) خون، غزتمیں اور مال کہاں ہیں؟ یعنی (یہ خرابیاں بھی ہیں) لیکن ہم ضرورت کے تحت گئے ہیں۔ اور کہا جاتا تھا جب کوئی عالم کسی ظالم کے پاس جائے اور اس سے کوئی چیز نہ مانگے تو اس کے لئے جواز ہے اور میں نے کوئی چیز نہیں مانگی اور میں اس کے پاس بیٹھا رہا اور وہ مجھے پوچھتا جاتا کہ یہ بچھونا حرام سے ہے؟ میں کہتا ہاں حرام سے ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ جواب قابل غور ہے۔ واللہ اعلم

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کیا آدمی اس شخص کو نیکی کا حکم دے جس کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ اس کی بات کو قبول نہیں کرے گا؟ فرمایا ہاں کیونکہ یہ اللہ ﷻ کے ہاں عذر پیش کرنا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نیکی روتی ہوئی چلی گئی اور برائی ہنستی ہوئی آگئی۔ پھر

یہ شعر پڑھے

والمنکرون لكل المنکر

ذهب الرجال المقعدی بفعالہم

بعضا لیدفع معور عن معور

وبقیہ فی خلف یزکی بعضہم

(ترجمہ اشعار) وہ لوگ چلے گئے جن کے کاموں کی اقتدا کی جاتی تھی وہ برے کام کے منکر تھے۔

اور پچھلے لوگوں میں وہ رہے جو ایک دوسرے کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں تاکہ برائی کرنے والا برائی کرنے والے کا دفاع کرے۔

اے بھائی! ان صفات کو اپنے نفس کے سامنے پیش کرنا کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ تو برائی کا منکر ہے یا نہیں؟ اور کیا تو ان لوگوں میں سے ہے کہ اللہ ﷻ تجھے پسند کرتا ہے یا نہیں اور کیا تو نے اپنے نبی ﷺ کی شریعت کی مدد کی یا اس کی ذلت کا سبب بنا۔

تیرا خیال یہ ہے کہ تو رسول اکرم ﷺ کی نیابت میں اللہ ﷻ کی طرف دعوت دینے والا ہے کیونکہ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی امت کے علماء آپ کی شریعت پر ایمان لائے لیکن آج اکثر لوگوں نے اپنے اقوال، افعال اور برائی کو دیکھ کر خاموش رہنے کے ساتھ دین کو رسوا کیا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## خود پسندی اور اعمال پر بھروسہ نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ خود پسندی کا شکار نہیں ہوتے اور اپنے اعمال پر بھروسہ نہیں کرتے بلکہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ نیک اعمال کے باوجود جہنم کے مستحق ہیں برے اعمال تو ایک طرف رہے کیونکہ وہ اپنے اعمال میں اللہ ﷻ کے ساتھ سوء ادب ملاحظہ کرتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے حضرت عیسیٰ ﷺ فرماتے تھے کتنے ہی چراغ ہیں جن کو ہوانے بجھا دیا اور کتنی ہی عبادتیں ہیں جن کو خود پسندی نے خراب کر دیا۔

حضرت وہب بن معہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک گھڑی جس میں بندہ نفس کو عیب زدہ قرار دے اس کے لئے ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت ابو عبد اللہ انطاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سب سے زیادہ نقصان دہ عبادت وہ ہیں جو بندے کو برائیاں بھلا دیں اور نیکیاں یا اولائیں اور یوں لوگوں کے درمیان اس کا غرور اور تکبر زیادہ ہو جائے اور وہ آخرت کی طرف نیکی اور ثواب سے خالی ہاتھ جائے۔ جب کہ اس کا خیال یہ ہو کہ وہ نیک لوگوں میں سے ہے۔ حضرت شععی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ گذشتہ زمانے میں ایک شخص تھا جب وہ چلتا تھا تو بادل اس پر سایہ کرتا تھا اور یہ اس کی فضیلت کی وجہ سے تھا۔ اسے ایک اور شخص نے دیکھا تو کہا میں اس کے سائے میں چلوں گا شاید مجھے اس کی برکت حاصل ہو جائے۔ فرماتے ہیں پہلے شخص کے دل میں غرور پیدا

۱۔ اس موضوع پر "مکتبہ اعلیٰ حضرت" نے مفتی محمد اکل مدنی صاحب کی ایک کتاب بنام "خوش فہمی کے شکار" پرنٹ کی ہے۔ فی زمانہ اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ (محمد اجمل)

ہو گیا جب اس نے دیکھا کہ لوگ اس کے سائے میں چلتے ہیں۔ جب وہ جدا ہوئے تو سایہ اس شخص کے ساتھ چلا گیا جو اس کے اتباع میں گیا تھا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تیری سچی توبہ کی علامت یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے گناہ کا اعتراف کرے اور تیرے عمل کا اخلاص یہ ہے کہ خود پسندی چھوڑ دے اور تیرے شکر کی صداقت یہ ہے کہ تو اپنی کوتاہی کو پہچان لے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب منبر پر خطبہ دیتے تو خود پسندی سے ڈرتے ہوئے گفتگو چھوڑ کر اس عمل کی طرف منتقل ہو جاتے جس میں خود پسندی نہ ہو اور جب کوئی خط لکھتے تو خود پسندی کے خوف سے اسے پھاڑ دیتے اور کہتے یا اللہ تعالیٰ! میں نفس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جب اپنا حلقہ درس بڑا دیکھتے تو جلدی جلدی سہمے ہوئے کھڑے ہو جاتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ نے ہمیں پکڑ لیا اور ہمیں پتہ بھی نہ چلا راوی فرماتے ہیں ایک دن لوگ آپ کے پیچھے چلے اور کہا آپ جیسے آدمی کو اس قسم کی بات کا خوف نہیں؟ فرمایا ہاں میں اس سے سب لوگوں سے زیادہ ڈرتا ہوں کیونکہ مجھے اپنی اخلاقی کمزوری کا علم ہے اور اللہ تعالیٰ کی قسم اگر حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ مجھے اس مجلس میں بیٹھا ہوا دیکھتے تو ڈرے کے ساتھ مجھے مارتے اور اٹھا دیتے اور فرماتے تو اس کے لائق نہیں ہے۔

حضرت مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے رات سو کر گزاروں اور صبح مجھے ندامت ہو تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں رات کے وقت عبادت کے لئے کھڑا ہوں اور صبح تکبر کا شکار ہو کر سونے والوں سے اپنے آپ کو برتر سمجھوں۔

پہلے بزرگ لوگوں کو زیادہ روزے رکھنے اور قیام لیل کرنے پر اس لئے اچھا نہیں سمجھتے تھے کہ ان پر تکبر کا خوف ہوتا تھا اور وہ ان سے کہتے تھے علم سیکھو پھر عمل کرو کیونکہ یہ عمل کے شرعی آداب ہوتے ہیں۔

حضرت حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر انسان کے تمام اعمال نیک ہوں تو وہ خود پسندی کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاک کر دے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ آدمی اعمال میں کمی کے ساتھ آزما جاتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے کہا اے فقیہ! فلاں بات کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں جس زمانے میں فقیہ بنا ہوں وہ برا زمانہ ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر تجھے یہ ڈرنہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تجھے تیرے افضل اعمال پر بھی عذاب دے گا تو تو ہلاک ہونے والا ہے۔

حضرت رابعہ رضی اللہ عنہ فرماتی تھیں میں اکثر بھلائی کی امید اس وقت کرتی ہوں جب میرے نیک اعمال کم ہو جائیں کیونکہ آپ کا بھروسہ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان پر تھا اعمال پر نہیں۔



حضرت حسان بن سنان رحمۃ اللہ علیہ حکمرانوں کے معاونین سے فرماتے تھے کہ وہ ان کے لئے دعا کریں اس سلسلے میں ان سے پوچھا گیا تو فرمایا ہو سکتا ہے ان میں سے کسی ایک میں ایسی خصلت ہو جسے اللہ ﷻ پسند فرماتا ہو اور شاید میرے اندر کوئی ایسی خصلت ہو جسے اللہ ﷻ پسند کرتا ہو اور شاید میں اپنے آپ کو اس سے بہتر سمجھتا ہوں اور وہ مجھ سے بہتر ہو۔

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو ان کو مشورہ دیا گیا کہ آپ کو حضور ﷺ کی قبر شریف کے ساتھ چوتھی جگہ پر دفن کیا جائے اس پر آپ کا نپ اٹھے اور فرمایا اللہ ﷻ کی قسم اگر اللہ ﷻ مجھے آگ کا عذاب دے تو یہ بات مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ اللہ ﷻ میرے دل میں یہ بات دیکھے کہ میں نے اپنے آپ کو اس کا اہل سمجھا ہے۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ سے خود پسندی کی حقیقت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم اپنے عمل کے ساتھ دوسروں پر گردن بلند کرو اور جس کو عمل میں کوتاہی کرنے والا دیکھو اسے حقیر جانو۔ (یہ خود پسندی ہے)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ عبادت زیادہ کرتے تھے ایک دن آپ سے کہا گیا کہ ہم آپ کو زیادہ عبادت کرتے ہوئے دیکھتے ہیں انہوں نے فرمایا جس شخص کی نگاہ میں اس کی عبادت زیادہ ہو وہ اللہ ﷻ سے بے علم ہے بے شک فرشتے پلک جھپکنے کے برابر بھی عبادت میں کوتاہی نہیں کرتے اگر وہ اپنے اعمال کو زیادہ خیال کریں تو اللہ ﷻ ان کو آسمان میں اپنے سامنے نہ رکھے لیکن وہ اس کے باوجود کہتے ہیں اے اللہ ﷻ تو پاک ہے ہم نے اس طرح عبادت نہیں کی جس طرح تیری عبادت کا حق ہے۔

اور میں (معنف رحمۃ اللہ علیہ) نے سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے اگر تجھے یہ خوف نہ ہو کہ بُرے اعمال تو درکنار نیک اعمال میں کمی کی وجہ سے اللہ ﷻ تجھے ہلاک کرے گا تو تو ہلاک ہونے والوں میں سے ہے۔

حضرت یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے قیام لیل کو دیکھا تو چوکیداری کرنے والا دو دانق (دانق ایک سکہ ہے جو درم کے چھٹے حصے کے برابر ہوتا ہے) لے کر رات بھر چوکیداری کرتا ہے تو کیا تم میں سے کوئی شخص ایک رات عبادت کیلئے جاگ کر جنت طلب کرتا ہے۔ شاید جنت دو دانق کے برابر ہے اور بعض اوقات اپنے رب پر احسان جتاتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علماء اور قراء کا ریا کاری اور منافقت سے بچنا کبریت احمر (سرخ یا قوت) سے زیادہ نمایاں ہے کیونکہ ان میں سے ایک اس بات پر قادر نہیں کہ لوگوں کی یہ بات سنے کہ فلاں کتنا بڑا عالم ہے اور فلاں کتنی اچھی آواز میں قرآن پڑھتا ہے اور پھر وہ خود پسندی کا شکار نہ ہوں اور اگر

لوگ کہیں کہ وہ عالم نہیں یا اس کی آواز اچھی نہیں تو یہ بات اس کے لئے باعث تکلیف ہوتی ہے اور قریب ہے کہ وہ غم کی وجہ سے مرجائے اور ریا کاری کی سب سے بڑی علامت ہے پھر وہ لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لئے اپنی حالت کو مزید اچھا کرتا ہے۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے نفس کو نیکو کار خیال کرے تو یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے لئے ان کے اعمال مزین کئے گئے۔ اور جو یہ گمان نہ کرے کہ وہ ہلاک ہونے والا ہے تو وہ ہلاک ہوا۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے امام! میں اپنے نفس کو اس شخص سے اچھی حالت میں نہیں جانتا جس نے میرے سامنے کسی کو ظلم کے طور پر قتل کیا حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تیرا اپنے نفس کے بارے میں یہ خیال اس سے بُرا ہے جس نے کسی نفس کو ظلم کے طور پر قتل کیا۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ جھگڑالو ہے اپنے علم کو جھگڑے کے لئے استعمال کرتا ہے اور اپنے آپ پر اڑتا ہے تو جان لو کہ وہ مکمل خسارے میں ہے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے علم پر غرور کرتا ہے وہ قدری ہے کیونکہ اگر وہ اپنے علم کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سمجھتا تو اس پر تکبر نہ کرتا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ اچھے عمل کے بارے میں ہے جہاں تک برے عمل کا تعلق ہے تو اس کے لئے اس پر نفس کو تسلی دینا صحیح نہیں بلکہ اس پر واجب ہے کہ اس سے توبہ کرے پشیمان ہو اور اس سے بخشش طلب کرے۔ واللہ اعلم۔

کچھ غنٹ (جڑے) حضرت عطاء سلمیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں کام کرتے اور ان کو وضو کرواتے تھے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو ان لوگوں کو اپنے گھر میں رکھنے سے گھن نہیں آتی؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم یہ لوگ میرے نزدیک مجھ سے زیادہ پاک ہیں ان کے گناہ کم اور ریا کاری اور منافقت بھی بہت کم ہے۔ تو مجھے ان سے کس طرح گھن آئے۔

حضرت ابان بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے (شرعی) رخصتوں کے ساتھ عمل کو ناپسند وہی شخص کرتا ہے جو خود پسندی کا شکار ہوتا ہے یا خواہشات کا پجاری ہوتا ہے۔ کیونکہ رخصتوں پر عمل کرنے والے کی کوئی تعریف نہیں لہذا اس وقت وہ خود پسندی کا شکار نہیں ہوتا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تکبر اور خود پسندی سے بہت زیادہ ڈرتے تھے اور جب لوگ آپ کی تعریف کرتے تو آپ دعا مانگتے یا اللہ تعالیٰ! مجھے اس سے بہتر بنا دے جو کچھ یہ کہتے ہیں اور جو کچھ یہ نہیں جانتے میرا وہ عمل بخش دے۔

جب لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے تو وہ دعا مانگتے یا اللہ عزوجل! میں اس چیز کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو کچھ یہ کہتے ہیں اور تجھ سے اس عمل کی بخشش چاہتا ہوں جس کا ان کو علم نہیں۔  
ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا اے ام المومنین! آدمی کو کب پتہ چلتا ہے کہ وہ نیکی کرنے والوں میں سے ہے؟ فرمایا جب اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ برے کام کرنے والوں میں سے ہے اس نے پوچھا اسے کب پتہ چلتا ہے کہ وہ برے کام کرنے والوں میں سے ہے؟  
فرمایا جب وہ اپنے آپ کو نیکی کرنے والوں میں سے سمجھے۔

حضرت بکر بن عبد اللہ معزنی اور مطرف بن عبد اللہ رحمہما اللہ عرفات میں موقف (کڑے ہونے کی جگہ) میں پہنچے تو حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ کی دعا میں یہ کلمات بھی تھے یا اللہ عزوجل! آج ان لوگوں کو میری وجہ سے نامراد نہ لو تا نا اور حضرت بکر رحمۃ اللہ علیہ کی دعا میں سے یہ کلمات تھے کہ یہ جگہ کس قدر شرف والی اور دعا کی بہت زیادہ قبولیت کا مقام ہے اگر میں لوگوں میں نہ ہوتا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بہت سے لوگ اپنی تعریف کی وجہ سے ہلاک ہوتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ان سے احسان کیا جائے تو وہ ترقی کرتے ہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بعض اوقات خود پسندی فقیر کو اس مقام تک پہنچا دیتی ہے کہ وہ کہتا ہے اگر میرے سامنے جنت کی حور بھی پیش کی جائے تو میں اللہ عزوجل کے علاوہ ان کی طرف توجہ نہیں کروں گا۔ حالانکہ وہ بعض اوقات دنیا کی کسی لڑکی کو دیکھتا ہے تو اس کا دل اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے حتیٰ کہ عرش پر پہنچ جاتا ہے۔ اللہ عزوجل کی قسم ایک گناہ جس کی وجہ سے تو اللہ عزوجل کا محتاج ہے تیرے لئے اس عبادت سے زیادہ بہتر ہے جس کے ذریعے تو بندوں پر فخر کرتا ہے۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے عبادت گزاروں سے فرماتے تھے تم پر افسوس ہے تمہارے اعمال کم ہونے کے باوجود ان میں خود پسندی داخل ہو گئی اور تم سے پہلے لوگ اپنے اعمال کی کثرت کے باوجود ان پر تکبر نہیں کرتے تھے۔ اللہ عزوجل کی قسم پہلے لوگوں کی عبادت کو دیکھا جائے تو تم لوگ محض کھینے والے ہو۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور اپنے نفس کا پوری طرح جائزہ لے بعض کو خود پسندی کو ترک کرنے پر تکبر پیدا ہوتا ہے تو یہ اس سے زیادہ بری حالت والا ہے جو اپنے اعمال پر خود پسندی کا شکار ہوتا ہے۔  
اس بات کو سمجھو۔

اور اے بھائی! اپنے نفس کو مسلمانوں پر برتر سمجھنے سے بچو اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرنا تعمیرات پر مقدم ہونا چاہئے

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ عمارات وغیرہ کی تعمیر پر، بھوکوں کو کھانا کھلانے، بنگلوں کو لباس پہنانے اور ان لوگوں کا قرض ادا کرنے جن کو طاقت نہیں، پر روپیہ پیسہ خرچ کرنے کو مقدم کرتے ہیں خاص طور پر اس زمانے میں جب کہ فقیر کام کرنے والے کو موت کے اسباب دیکھے بغیر اور عبادت گزار ہے اور کوئی کام کاج نہیں کرتا تو دین کے چلے جانے کے بغیر روزی کا حصول ممکن نہیں۔

میں نے ایک مرتبہ مشائخ میں سے ایک شیخ کو دیکھا کہ اس کے لئے گنبد میں قبر اور تابوت بنایا جا رہا تھا اتنے میں ایک نابینا عیال دار شخص آیا اور اس نے نصف مال کا مطالبہ کیا کہ اپنے بچوں کے لئے روٹی لے جائے لیکن اس نے نہ دیا میں نے اس سے کہا اس کو نصف دے دے یہ اس گنبد کی تعمیر سے افضل ہے لیکن اس نے دینے سے انکار کر دیا تو اسی دن سے میری نگاہوں میں اس کی کوئی وقعت نہ رہی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر کے گرد چالیس چالیس گھر والوں کی خبر گیری کرتے تھے۔ ان کے دسترخوان پر مہمانوں کے لئے بھنی ہوئی مرغی رکھی جاتی تھی۔ لوگوں نے ان سے مسجد کی تعمیر میں تعاون کا مطالبہ کیا تو انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا کسی بھوکے کے پیٹ میں ایک لقمہ میرے میزان میں مسجد کی تعمیر سے زیادہ وزنی ہوگا اگرچہ میں اکیلا اسے تعمیر کروں۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے تھے۔

إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ شَرًّا أَهْلَكَ مَالَهُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ

(اتحاف السادة المتكلمين بیان فضیلت الذہد جلد 9 صفحہ 362 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) اللہ ﷻ جب کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے مال کو پانی اور گارے میں تباہ کر دیتا ہے (یعنی وہ غیر ضروری تعمیرات کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔)

ایک دوسری حدیث میں ہے:

كُلُّ دِرْهَمٍ يُنْفِقُهُ الْعَبْدُ فَإِنَّ اللَّهَ يُخْلِفُهُ إِلَّا مَا كَانَ فِي بُنْيَانِ مَعْصِيَةٍ

(ترجمہ) بندہ جو درہم (روپیہ) خرچ کرتا ہے اللہ ﷻ اس کا بدلہ دیتا ہے سوائے اس کے جو (غیر ضروری) تعمیر یا گناہ پر خرچ کرے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں نے رسول اکرم ﷺ کے بالا خانے کی سیڑھی کا ایک درجہ حرکت کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے کچھ گارے کے ساتھ اس کو بنانے کا ارادہ کیا لیکن نبی اکرم ﷺ نے مجھے منع فرما دیا اور فرمایا میرا دنیا سے کیا تعلق ہے۔

ایک اور روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنِّی بُعِثْتُ بِخَرَابِ الدُّنْیَا وَلَمْ اُبْعَثْ بِعِمَارَتِهَا

(الترغیب والترہیب - کتاب القضاء جلد 3 صفحہ 178 مطبوعہ المصطفیٰ البابی حلبي مصر)

(ترجمہ) بے شک مجھے دنیا کو خراب کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے اس کو آباد کرنے کے لئے نہیں۔

حضرت ابو برداء رضی اللہ عنہ نے مکان کا مچھ (بیت الخلاء) بنایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر ملی اور یہ آپ کا دور خلافت تھا آپ نے ان کو لکھا:

عمر کی طرف سے عویر کی طرف۔ تم پر سلام ہو، اس کے بعد تمہاری ماں تم پر روئے کیا حضور ﷺ کے بعد تمہیں نئی تعمیرات کی ضرورت پڑ گئی میرا حکم ہے کہ میرا خط اپنے ہاتھ سے اس وقت تک نہ رکھنا جب تک اس کو گرانہ دو چنانچہ انہوں نے اس کو اسی وقت گرا دیا۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص فقرا کے مال کے ساتھ مالداری حاصل کرتا ہے اس کو فقیر بنا دیتا ہے اور جو شخص تعمیر میں فقرا کو مسخر کرتا ہے تو وہ عمارت برباد ہو جاتی ہے۔ کہ فقرا کے مال کے ذریعے مالداری حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے نام پر لے کر خود رکھ لینا۔<sup>۱</sup>

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے تعمیر پر ایک درہم بھی کبھی خرچ نہیں کیا وہ فرماتے ہیں حضرت مطرف بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کی دیوار گرنے لگی تو لوگوں نے کہا کسی دن اس کو درست کر دیں؟ انہوں نے فرمایا مکان کا مالک (اللہ ﷻ) ہمیں یہاں رہنے کے لئے نہیں چھوڑے گا کہ ہم اس کی تعمیر کریں۔ حضرت نوح ﷺ کے پاس کجور کی چھال تھی آپ سے کہا گیا کہ آپ کے لئے مکان بنا دیا جائے آپ نے فرمایا مرنے والے کے لئے یہ بھی زیادہ ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو لوگ مکانات کی زیب و زینت کرتے ہیں قریب ہے کہ ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ نے کسی نبی ﷺ کی طرف وحی فرمائی کہ اس کی امت کی عمر تین سو سال ہے انہوں نے ان لوگوں کو خبر دی تو ان لوگوں نے کہا ہماری عمر کم ہے پھر وہ اپنے گھروں سے نکلے اور صحرا میں خیمے لگا کر اپنے رب ﷻ کی عبادت کرنے لگے۔ چنانچہ ان کی اولاد کا سلسلہ ختم ہو گیا حتیٰ کہ ان کا آخری آدمی بھی مر گیا۔

حضرت حامد رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اپنی زوجہ کے پاس تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ اپنی انگلیٹھی پر گارا لگا رہی تھیں اور اسے کچھ تنگ کر رہی تھیں انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ان کی بیوی نے معذرت کرتے ہوئے کہا

۱۔ فقراء کے مال کے ساتھ مالداری حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے نام پر چندہ یا صدقات وغیرہ لے کر خود مالدار بن جائے جس طرح طلباء کے نام پر پیسے بٹور کر کوشیاں کاریں وغیرہ حاصل کی جائیں اور طلباء کی ضرورتوں کو پورا نہ کیا جائے یا کوئی پیر صاحب پیسے اکٹھے کرے، محلات تعمیر کریں اور عیاشی کریں۔ ۱۲ ہزاروی

اس سے یہ انگیٹھی مضبوط رہے گی حتیٰ کہ اس کے اوپر سے ہنڈیا نہیں گرے گی اور کھانا زمین پر نہیں گرے گا انہوں نے فرمایا اللہ ﷻ تمہارے اندر کی بات پر مطلع ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میرے والد کے پاس ایک کشادہ حویلی تھی جو ان کو ان کے والد سے وراثت کے طور پر ملی تھی اور وہ اس کے ایک مکان میں رہتے تھے جب وہ گر گئی تو دوسری میں منتقل ہو گئے حتیٰ کہ وہ اس کے آخری مکان میں وفات پا گئے لیکن اس کو ٹھیک نہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ فرماتے تھے لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں گارے کو (مکانات مراد ہیں) بلند کریں گے اور دین کو ضائع کریں گے اپنے ترکی نسل کے گھوڑوں کو موٹا کریں گے اور نماز تمہارے قبلہ کی طرف (منہ کر کے) پڑھیں گے اور ان کو موت تمہارے قبلہ کے غیر کی طرف آئے گی۔

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس سواری، لباس کھانے اور مکان میں فخر تکبر داخل ہو جائے وہ فضول خرچی اور گناہ ہے۔

حضرت ابو درداء ﷺ فرماتے تھے جب کوئی شخص اپنے مال سے حق ادا نہیں کرتا تو اللہ ﷻ اسے پانی اور گارے میں جاہ و برباد کر دیتا ہے۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم زیبا نش والی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ایک دن آپ بنو تمیم کی ایک مسجد سے گزرے انہوں نے اسے زیب و زینت دے رکھی تھی اور نماز کا وقت بھی ہو چکا تھا انہوں نے عرض کیا امیر المومنین! کیا آپ بنو تمیم کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے؟

فرمایا اس کو مسجد بنو تمیم نہ کہو پھر آپ آگے چلے گئے اور بنو لیث کی مسجد میں نماز پڑھی اور فرمایا ہمیں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ ہم اس مسجد میں نماز پڑھیں جس کی بنیاد تقویٰ پر نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ ایک مسجد سے گزرے جس پر نقش و نگار تھے تو فرمایا جس نے یہ مسجد بنائی ہے اللہ ﷻ اس پر لعنت کرے اس نے اپنا مال اللہ ﷻ کی نافرمانی میں خرچ کیا۔ اس نے اس پر جو پیسہ خرچ کیا ہے اسے جہنم میں ایک درہم کے بدلے میں ایک داغ لگایا جائے گا۔<sup>۱</sup>

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خبر پہنچی کہ دمشق کی جامع مسجد کے ستونوں میں زعفران اور سرخ رنگ لگایا گیا ہے تو آپ نے وہاں کے عامل کو لکھا ستونوں کے مقابلے میں مساکین اس رقم کے زیادہ محتاج تھے۔

۱- یہ سب باتیں اس بات کی طرف اشارہ ہیں کہ لوگ نماز میں اللہ ﷻ کی طرف توجہ کو ترک کر دیں اور محض زیب و زینت میں لگ جائیں آج کے دور میں جب لوگوں کے مکانات نہایت عمدہ تعمیر کا شاہکار ہیں تو مساجد کی زیب و زینت کی اجازت ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں اچھا تاثر پیدا ہو اور مسجد آباد ہو۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص عمارت تعمیر کرے اس پر سرخ اور زرد رنگ کرے وہ اور اس کے مددگار سب گناہ گار ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کے حجرات مبارکہ میں داخل ہوتا ہوں تو چھت کو ہاتھ لگا لیتا ہوں (چھت بلند نہیں تھی)

ایک شخص حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور آپ سے کہا میں نے مکان بنایا ہے اور میری خواہش ہے کہ آپ اس میں تشریف لائیں اور برکت کی دعا فرمائیں آپ نے فرمایا تجھے زمین والوں نے دھوکہ دیا آسمان والے تجھے ناپسند کرتے ہیں تو نے مضبوط عمارت بنا کر دور کی امید رکھی لیکن موت قریب ہے۔

حضرت محمد بن سلام بیکندی رحمۃ اللہ علیہ سے مساجد اور عمارات کی تعمیر میں بلندی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا آدمی کے قد کے برابر ہو۔

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی باغ یا مکان کی طرف خواہش کی نگاہ سے دیکھتا ہے عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا اللہ ﷻ چالیس دن تک اس سے ایمان کی حلاوت سلب کر لیتا ہے۔

حضرت معتمر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمارا مکان گر گیا تو ہمارے والد نے ہمیں بنا کر نہ دیا اور فرمایا معاملہ (موت) اس سے زیادہ جلدی ہے پھر ہمارے لئے ایک خیمہ بنایا اور ہمیں اس میں داخل کیا پس ہم اس میں تیس سال رہے۔

تو اے بھائی! ان اخلاق میں غور کر اگر تو اپنے نفس میں اس کے خلاف پاتا ہے تو اللہ ﷻ سے بخشش طلب کر کیونکہ بندے کی عزت ان بزرگوں کی اتباع میں ہے جو اقوال، افعال اور اخلاق میں پاک تھے۔ اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے دیکھا کہ جس شخص نے اپنے لئے مسجد بنائی تو اکثر لوگوں سے اس کی دشمنی ہو گئی کیونکہ انہوں نے اس کی مدد نہ کی پس وہ ان کی عزتوں کے لئے قینچی بن گیا۔

ہم اللہ ﷻ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں پس اس قسم کے لوگ اللہ ﷻ کے نافرمان ہیں اور شاید اس عمارت کے بنانے سے اسے جو ثواب حاصل ہو اس پر ان میں کوئی بھی راضی نہ ہو جس کی اس نے طبیعت کی جو (اس کی تعمیر کے وقت) غائب تھا۔

تو جس شخص کے پاس مال ہو تو اس کے لئے جائز نہیں کہ ضرورت شرعی کے بغیر اسے پانی اور گارے پر خرچ کرے تو جو لوگوں سے سوال کرے کہ اس تعمیر میں میری مدد کر اس کا کیا حال ہوگا؟ تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور پوری طرح دور رہ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## مجاہدات کی کثرت اور خواہش کا ترک

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ وہ عبادات میں اپنے نفسوں کو مجاہدات میں ڈالتے ہیں اور خواہشات کو چھوڑتے ہیں اس کے بعد بھی وہ ان امور پر راضی نہیں ہوتے حتیٰ کہ دنیا سے رخصت ہو جائیں (یعنی اس کے باوجود وہ عبادات کی ادائیگی میں اپنی کوتاہی خیال کرتے ہیں) اس بات پر صوفیاء رحمہم اللہ کا اتفاق ہے پس جو شخص اس سلسلے میں ان کی مخالفت کرتا ہے اس نے اجماع کو توڑ دیا اور یہ بات حرام ہے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جس کام کے بغیر واجب کمال نہ ہو وہ بھی واجب ہوتا ہے۔

صوفیاء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا جو شخص یہ خیال کرے کہ وہ عبادات میں کوشش کے بغیر کوئی درجہ حاصل کرے گا اس نے محال کا قصد کیا

یہ بھی کہا گیا ہے کہ بندہ عبادات سے اسی صورت میں نکلتا ہے جب دوسرے لوگوں سے زیادہ عبادت کرے کیونکہ کرامات، معجزات کی فرع ہیں تو جس طرح نبی ﷺ کا امتیاز عبادات کی فراوانی اور معجزات ہیں اسی طرح ولی کے لئے کرامات تب واقع ہوتی ہیں جب وہ عبادات میں اپنے ہم عصر لوگوں سے بڑھ جائے۔

حدیث شریف میں ہے

الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ

(مسند امام احمد بن حنبل۔ مرویات فضالہ بن عبید اللہ جلد 6 صفحہ 20 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) (حقیقی) مجاہد وہ ہے جو اللہ ﷻ کے لئے اپنے نفس کے خلاف جہاد کرے۔

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے تم لوگ سب سے زیادہ جس جہاد کا انکار کرو گے وہ نفس کے خلاف جہاد ہے۔

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تمہارا حقیقی دشمن وہ نہیں جس کو قتل کرنے پر اللہ ﷻ تمہیں اجر عطا فرمائے گا بلکہ تمہارا دشمن وہ ہے جو تمہارے دو پہلوؤں کے درمیان ہے اس سے نفس مراد لیا۔ اور تیری بیوی ہے جس کے ساتھ تو ہمبستر ہوتا ہے اور تیری سگی اولاد ہے یہ تیرے سب سے بڑے دشمن ہیں (کیونکہ ان کی خاطر آدمی شریعت کی خلاف ورزی کرتا ہے)

حضرت خضر القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر ہم پہاڑوں کو ناخنوں کے ساتھ کھودیں حتیٰ کہ انگلیوں کے جوڑکٹ جائیں تو یہ بات خواہشات کی مخالفت سے آسان ہے جب وہ نفس میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ساتھ سرکش شیطان اتنا فساد پانہیں کرتے جتنا فساد ایک گھڑی میں میرا ساتھی پانہ کرتا ہے اور ساتھ برے ساتھی اس قدر فتنہ پانہیں کرتے جس قدر نفس ایک گھڑی میں پانہ کرتا



ہا اور جب تمام امور بندے کی مرضی کے مطابق ہوں تو ان میں غلغل اس کی ذات کی طرف سے آتا ہے۔  
تمام ادیان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ ﷻ کی رضا، نفس کی ناپسندیدگی میں ہے (یعنی نفس کو ناراض کریں گے تو رب راضی ہوگا)

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تمام دنیا عجیب باتوں سے بھری ہوئی ہے اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ ہمارے نفس اور ہمارے جیسے لوگوں کے نفس جہنم سے نجات پائیں اور جس آدمی کے تمام اعمال جہنم کی طرف لے جانے والے ہیں وہ جہنم سے کس طرح نجات پاسکتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک زاہد کو تیر لگا اور وہ مر گیا۔ اس نے کہا اللہ ﷻ کا شکر ہے جس نے میرا بدلہ میرے نفس سے لیا کتنی ہی مرتبہ اس نفس نے مجھے ذبح کیا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں اب اپنی بدبختی کو پہچانتا ہوں۔ ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا آپ کس طرح پہچانتے ہیں؟ فرمایا اس طرح کہ لوگ کہتے ہیں انسان کی سعادت تمندی سے یہ بات ہے کہ اس کا دشمن عقلمند ہو۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ میرا دشمن عقلمند نہیں پوچھا آپ کا دشمن کون ہے؟ فرمایا میرا نفس، کہا گیا بھم لہ! آپ عقلمند ہیں۔ فرمایا میں کس طرح عقلمند ہوں جب کہ میں جنت کو نیند یا لقمہ یا کسی بات کی خواہش کے بدلے بیچتا ہوں۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے خواہش نفس میں چھپی ہوئی چیز ہے اس کی اتباع کرنے والا بے خوف نہیں ہو سکتا۔ ارشاد خداوندی ہے

الْقَوَّةُ يَتَّخِذُ مِنَ اللَّهِ هَوًى

(پہلا باب ۲۳)

(ترجمہ) کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جو اپنی خواہشات کی گرفت میں آ گیا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے آج کل ہم کسی شخص کو سنت کے مطابق عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھتے ہر شخص اپنی خواہش کے مطابق عمل کرتا ہے عالم ہو یا جاہل، عابد ہو یا زاہد، بوڑھا ہو یا نوجوان، ہر شخص اس لئے عمل کرتا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے چاہے اللہ ﷻ کے ہاں ہو یا بندوں کے ہاں۔

اسی طرح گناہوں کو اس لئے چھوڑتا ہے کہ لوگ اسے حقیر جائیں گے اللہ ﷻ کے خوف سے نفس چھوڑتا اور ہم میں سے کون ہے جس کا ذکر برائی کے ساتھ کیا جائے تو اس کو خصم نہ آتا ہو اللہ ﷻ کی قسم ہم نے منافقت پر صلح کر لی۔ ہماری محبت محض زبانی ہے اور ہمارے دل ایک دوسرے سے ناراض ہیں ہم نے علم عمل کے لئے حاصل نہیں کیا۔ بلکہ زینت، فخر اور لوگوں پر سرداری حاصل کرنے کے لئے سیکھتا تا کہ سب سے پہلے ہم پر آگ بھڑکائی جائے۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی (اے داؤد علیک السلام)

اگر آپ میری محبت چاہتے ہیں تو اپنے نفس سے دشمنی کریں اور اس کی دشمنی کے ذریعے مجھ سے محبت کریں۔  
حضرت عبدالعزیز بن ابی رزاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب ہمارے سامنے ہمارے بزرگوں کے حالات بیان کئے جاتے ہیں تو ہم سب کو شرمندگی ہوتی ہے۔ (اپنے اعمال کی وجہ سے شرمندگی ہوتی ہے)  
حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم اگر تم گناہوں کی لو پاؤ تو تم میں سے کوئی شخص میری بدبو کی وجہ سے میرے پاس بیٹھ نہ سکے۔

حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کے شہر والوں کو جب ہوایا مہنگائی یا فٹایا کوئی مصیبت پہنچتی تو آپ فرماتے یہ سب کچھ عطاء کے گناہوں کی وجہ سے ہے اگر عطاء کا انتقال ہو جائے تو لوگوں کو اس مصیبت سے راحت مل جائے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندے کو اللہ ﷻ کے ہاں بزرگ ترین بندوں میں سے اور اپنے نفس کے ہاں بدترین بندوں میں سے ہونا چاہئے۔  
حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی درجہ کا دعویٰ کرتا ہے اس سے گرجاتا ہے اور جب کوئی شخص اعلیٰ درجہ پر ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے آپ کو حقیر سمجھے۔

حضرت ابو معاویہ اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میرا جو دوست مجھے اپنے نفس پر فضیلت دے وہ مجھ سے بہتر ہے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب کوئی شخص بیٹھتا اور آپ اپنے دل پر بوجھ محسوس کرتے تو اپنے نفس پر ناراض ہوتے اور فرماتے تو نیک لوگوں کو پسند نہیں کرتا جب تو نے اپنے آپ سے بہتر کو دیکھا تو اسے ناپسند کیا اور اس کے پاس بیٹھنا تیرے اوپر بوجھ بن گیا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے تھے جو شخص کسی ریاکار کو دیکھنا چاہتا ہے وہ مجھے دیکھے پھر اپنی داڑھی ہاتھ میں پکڑ کر روتے تھے اور فرماتے اے فضیل! تو جوانی میں فاسق تھا۔ جو بڑھاپے میں ریاکار بن گیا اللہ ﷻ کی قسم! ریاکاری سے فسق ہلکا گناہ ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے ریاکار! تو انہوں نے فرمایا میرے بھائی تو میرے اس لقب کو پہچان گیا جس کے بارے میں بصرہ والے بھٹک گئے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص یہ خیال کرے کہ وہ اللہ ﷻ سے محبت کرتا ہے اور وہ اپنے نفس سے محبت کرتا ہو تو وہ جھوٹا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عابد اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک اپنا اخلاص نہ دیکھ لے، اللہ ﷻ کی قسم اگر مجھے کہا جائے کہ ابھی خلیفہ تمہارے پاس آ رہا ہے اور میں اس کے لئے اپنی داڑھی

کو درست کروں تو مجھے ڈر ہے کہ منافقین کی فہرست میں میرا نام لکھ دیا جائے۔

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے خواہشات کو چھوڑنے کے سلسلے میں کتاب و سنت میں دلائل موجود ہیں حضرت وہب بن منہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے شیطان پر اللہ ﷻ کی لعنت ہو حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے آیا تو آپ نے پوچھا

اگر تم حضرت محمد ﷺ کی امت کو پاؤ تو اس کے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟

اس نے کہا میں ان کے لئے دنیا کو خوبصورت بنا کر پیش کروں گا حتیٰ کہ ان میں سے ایک کو درم اور دینار لا الہ الا اللہ کی شہادت سے زیادہ پسند ہوگا۔

حضرت وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنی خواہش پر غالب آجائے وہ فرشتوں سے بہتر ہے کیونکہ ان کے پاس عقل ہے شہوت نہیں اور جس شخص پر اس کی شہوت غالب ہو وہ جانوروں سے بدتر ہے کیونکہ ان کے پاس شہوت ہے عقل نہیں۔

حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص خواہشات کے مطابق کھائے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت چاہے اس نے محال بات کا ارادہ کیا۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ قصاب کے پاس سے گزرتے تو وہ آپ سے کہتا گوشت لے جائیں اور میں آپ سے (قیمت لینے) پر صبر کر لوں گا آپ سے فرماتے اپنے نفس پر صبر کرنے کا مجھے تجھ سے زیادہ حق ہے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے زاہد لوگوں کا مقابلہ خواہشات کے ساتھ اور توبہ کرنے والوں کا مقابلہ گناہوں کے ساتھ ہوتا ہے اور جو شخص اپنے آپ کو جہنم میں داخل ہونے سے بچانا چاہتا ہے وہ دنیا میں اپنی تمام نفسانی خواہشات چھوڑ دے۔

حضرت عتبہ غلام رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ فلاں شخص اپنے آپ کو ایسی صفات سے موصوف قرار دیتا ہے جن کو اس نے چکھا تک نہیں لیکن ہمارے نزدیک وہ سچا ہے تو کیا وجہ ہے ہم اس کا حال سمجھ نہیں سکے؟ فرمایا اس لئے کہ وہ سالن کے بغیر روٹی کھاتا ہے اور تم سالن کے ساتھ روٹی کھاتے ہو اور جو چیز روٹی سے زائد ہے وہ خواہش ہے۔

حضرت ابو العباس موصلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص خیال کرتا ہے کہ خواہش کے مطابق کھانے سے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچتا وہ اللہ ﷻ پر بہت بڑا جھوٹ باندھتا ہے۔

حضرت دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے یہ بات محال ہے کہ کوئی شخص عبادت کی لذت حاصل کرے جب کہ وہ خواہشات کا پجاری ہو۔

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ مریض کو کم کھانے کا مشورہ دیتے اور فرماتے تھے اللہ ﷻ نے تندرست

اور بیمار سب کے لئے زیادہ کھانا چھوڑنے سے بہتر علاج پیدا نہیں کیا اور کسی مریض کے پاس بیماری (زیادہ) کھانے کی وجہ سے ہی آتی ہے اور فرشتے اسی لئے بیمار نہیں ہوتے کہ وہ کھاتے نہیں۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص کسی محل یا باغ وغیرہ کو دیکھے اور اس کو اچھا سمجھے تو جس قدر حسین سمجھے گا اسی قدر اس کی عقل میں کمی ہوگی۔

حضرت وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص خواہشات کے تحت کھاتا ہے وہ دنیا اور آخرت میں ذلت کے لئے تیار ہو جائے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے نفس کی خواہشات اس کی آگ اور لکڑیاں ہیں اور بھوک وہ پانی ہے جو اس آگ کو بجھاتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام سب سے اچھا کھانا کھاتے تھے آپ جراد (ایک بڑی بڑی ہڈی ہوتی ہے) اور کھجور کا گودا کھاتے تھے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے نفس کو بھوکا رکھتے اور اسے مار دیتے اور فرماتے کھانا آگے چل کر ہوگا۔

حضرت بشر بن سری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں صبح یا شام کے کھانے سے ایک ذرہ چھوڑ دوں تو یہ بات مجھے تمام عبادت گزاروں کی عبادت تمام نمازیوں کی نماز تمام حاجیوں کے حج روزہ داروں کے روزہ اور مجاہدین کے جہاد سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تمام صالحین کا مذہب بھوک ہے پس جو اس سے بھاگا وہ فاسقین میں سے ہے اور ہم نے علماء کو پایا کہ وہ بہادر تھے اور اب دنیا کا کوڑا خانہ ہیں اور جب تم کسی زاہد کو دیکھو کہ خواہش کے مطابق کھانے کو جائز سمجھتا ہے تو جان لو کہ وہ زہد سے واپس لوٹ گیا کیونکہ دنیا میں کشادگی کے ساتھ کھانا عارفین کا فسق شمار ہوتا ہے اور اللہ ﷻ کی قسم اس زمانے کے زاہدین میں سے کوئی باقی نہیں رہا جس کو دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوتی ہو۔ اور ہم نے ایسے لوگوں کو پایا جو دنیا کو حاصل کرنے کی حرص کے مقابلے میں اس کو چھوڑنے کی حرص زیادہ رکھتے تھے اور جان لو کہ جو شخص کھانے کے ساتھ سیر ہوتا ہے وہ ہمیشہ بھوکا رہے گا اور جس شخص کا بھروسہ اللہ ﷻ کی بجائے مخلوق پر ہو وہ ہمیشہ ذلیل و رسوا رہتا ہے۔

حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی ٹھنڈا پانی نہ پیادہ فرماتے تھے مجھے ڈر ہے کہ میں کل (قیامت کے دن) اس کے پینے سے محروم کر دیا جاؤں اگر آج پیوں گا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص چالیس دن گوشت کھانا چھوڑ دے اس کی عقل میں کمی آ جاتی ہے اور میں نے اسے کئی سال سے چھوڑے رکھا لیکن میری عقل میں کچھ بھی کمی

نہیں آئی۔ اللہ ﷻ کے لئے ہی تعریف ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کی کھجوریں نہیں کھاتے تھے اور جب ان کا زمانہ گزر جاتا تو فرماتے اے اہل بصرہ، یہ میرا پیٹ ہے کھجور نہ کھانے سے اس میں کوئی کمی نہیں آئی اور کھانے کی وجہ سے تمہارے پیٹوں میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے خواہشات کے پیچھے چلنے والے کو دنیا اور آخرت میں عذاب ہوتا ہے دنیا میں اسے حاصل کرنے کی تکلیف اور آخرت میں اس کے حساب کا عذاب۔

اور جان لو جو زیادہ کھاتا ہے اس کے پیٹ کا گوشت بڑھ جاتا ہے اور جس کے پیٹ کا گوشت بڑھ جائے اس کی خواہشات زیادہ ہو جاتی ہیں۔ اور جس کی خواہشات زیادہ ہو جائیں اس کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور جس کے گناہ زیادہ ہو جائیں اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور جس کا دل سخت ہو جائے وہ گناہوں اور آفات میں غرق ہو جاتا ہے اور جو گناہوں اور آفات میں غرق ہو جائے وہ جہنم میں داخل ہوتا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو مرض الموت میں سفید روٹی (میدے کی روٹی) اور دودھ کی خواہش ہوئی جب حاضرین نے آپ کی خدمت میں پیش کی تو اس کی طرف دیکھ کر فرمایا میں نے زندگی بھر اپنے نفس کو خواہشات سے دور رکھا تو کیا اب اس کے آخر میں اس کی موافقت کروں گا۔ پھر فرمایا اسے فلاں قبیلہ کے یتیم کے پاس لے جاؤ اور خود تناول نہ فرمائی۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو تیس سال یہ خواہش رہی کہ گاجر کو میٹھے شیرے میں ڈبو کر کھائیں لیکن آپ نے فوت ہونے تک اس پر عمل نہ کیا۔

کہا گیا کہ امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک برتن لایا گیا جس میں دودھ اور شہد تھا تو آپ نے واپس کر دیا اور اس میں سے کچھ نہ کھایا اور فرمایا اس کی لذت چلی گئی اور باقی خاں گیا۔

آپ نے ایک دن اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ روٹی اور گھی کھا رہے تھے تو آپ نے ان پر اچھا درہ بلند کیا۔ اور فرمایا روٹی اور نمک کھاؤ اور گھی دوسروں کے لئے چھوڑ دو۔

تو اے بھائی! اپنے بارے میں غور کرو اور اپنی حالت پر روؤ کیونکہ تیرا تانا بانا خواہشات سے ہے اور تو تمام اوقات میں اپنے رب ﷻ سے پردے میں ہے تو عبادات کے ساتھ لذت حاصل نہیں کرتا اور اپنی خلوتوں میں اپنے رب ﷻ کو نہیں دیکھتا پھر کس طرح دعویٰ کرتا ہے کہ تو نیک لوگوں میں سے ہے حالانکہ تو تمام احوال میں ان کی مخالفت کر رہا ہے۔ اگر تو باطن میں ان کی موافقت نہیں کرتا تو اے بھائی! ان کا ظاہری لباس یعنی اونی عمامہ، جبہ اور شملہ وغیرہ اتار دے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک ولیمہ میں ایک شخص کو اسی صفت پر دیکھا وہ دائیں بائیں ہاتھ بڑھا

کراپنے بھائیوں کے آگے سے گوشت اور آٹے اچھے کھانے لے رہا تھا اور بعض اوقات اسے ایک کھانے کے لئے مصر سے باہر مصریہ (مقام) کی طرف دعوت دی جاتی تو وہ وہاں کا سفر کرتا اور کبھی دعویٰ کرتا کہ وہ دعوت دینے والے کا دل رکھنے کے لئے ایسا کرتا ہے پیٹ کی خواہش کے لئے نہیں لیکن پرکھنے والا نگاہ رکھتا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## دن رات عبادت

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ مرد ہوں یا عورتیں دن رات عبادت میں خوب کوشش کرتے ہیں اور ہمیشہ رات کو قیام کرتے ہیں خصوصاً سردیوں کی راتوں میں لیکن اس کے باوجود کسی سونے والے سے اپنے آپ کو برتر خیال نہیں کرتے اور نہ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے اللہ ﷻ کے واجب حقوق میں سے ایک ذرہ بھی ادا کیا ہے بلکہ وہ ان تمام عبادات کو اللہ ﷻ کی نعمتوں سے شمار کرتے ہیں جس کا شکر ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے جس طرح اس کی تفصیل اس کتاب کے مختلف مقامات میں آئے گی انشاء اللہ ﷻ۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

رَحِمَ اللَّهُ أَقْوَامًا يَحْسَبُهُمُ النَّاسُ مَرُوضِي وَمَا هُمْ بِمَرُوضِي

(الجامع الصغیر حدیث 4435 جلد 1 صفحہ 272 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) اللہ ﷻ ان لوگوں پر رحم فرمائے جن کو لوگ بیمار خیال کرتے ہیں حالانکہ وہ بیمار نہیں ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کی وجہ سے وہ مشقت میں ہیں وہ نیک اعمال کرنے کے بعد ان کے رد کئے جانے کا خوف رکھتے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے کچھ لوگوں کو پایا اور ان کے ساتھ بھی رہا وہ دنیا کی آنے والی کسی چیز پر خوش نہیں ہوتے تھے اور جو چیز چلی جائے اس پر غمگین نہیں ہوتے تھے اور وہ اس کو اس مٹی سے زیادہ حقیر جانتے تھے جس پر وہ چلتے تھے ان میں سے ایک کے لئے زندگی بھر کپڑا لپیٹا نہ جاتا اور نہ وہ کسی کو کسی کام کا حکم دیتے اور وہ سوتے وقت اپنے اور زمین کے درمیان کوئی چیز نہیں رکھتے تھے یہ لوگ اللہ ﷻ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرتے تھے اور جب ان پر رات چھا جاتی تو وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاتے اپنے چہروں کو (سجدے میں) بچھا دیتے اور ان کے رخساروں پر آنسو بہتے حتیٰ کہ ان کے پاس آنے والا سمجھتا کہ یہ وضو کا پانی ہے۔

ایک جماعت حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کی بیماری کے دوران عبادت کے لئے

گئی تو ان کو بہت کمزور پایا پوچھا آپ ان حالات کو کیسے پہنچے؟

فرمایا ان غموں اور تفکرات کی وجہ سے جو حساب اور برے انجام کے خوف سے پیدا ہوئے۔

جب منصور بن معتمر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو ایک شخص نے ان کی ماں سے پوچھا منصور کو کیا ہوا؟

اس نے کہا منصور رحمۃ اللہ علیہ نے روزہ رکھا اور افطار اپنے رب ﷻ کے پاس کیا۔

اور ان کے پڑوسی کی بیٹی ان کو ہمیشہ رات کے وقت اپنے مکان کی چھت پر عبادت میں کھڑا دیکھتی تو

آپ کے طویل قیام کی وجہ سے وہ سمجھتی کہ یہ ایک ستون ہے جب آپ کا انتقال ہوا تو اس کو نظر نہ آئے۔ اس

نے آپ کے گھر والوں سے پوچھا تمہاری چھت پر جو ستون تھا وہ کہاں گیا؟

انہوں نے بتایا کہ وہ اپنے رب ﷻ کے پاس چلا گیا ہے اس نے پوچھا وہ کیسے؟ انہوں نے کہا

ہماری چھت پر ستون نہیں تھا وہ حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ تھے جو رات بھر کھڑے رہتے تھے۔

حضرت امام حمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو ہمیشہ یاد کر کے روتے حتیٰ کہ آپ کی داڑھی مبارک تر

ہو جاتی۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ دن رات مسلسل عبادت کرتے حتیٰ کہ آپ کے پاس کھانے پینے کے

لئے بھی وقت نہ بچتا اور آپ ستو اور چوری کھاتے روٹی نہیں کھاتے تھے۔ اور فرماتے تھے لقمہ کو چبانے اور نکلنے

کے درمیان فلاں فلاں آیت پڑھی جاسکتی ہے۔

ایک دن ایک شخص آپ سے ملاقات کے لئے آیا تو اس نے آپ کے مکان کی چھت میں ٹوٹا ہوا

شہتیر دیکھا پس اس نے بتا دیا انہوں نے فرمایا اے بھائی اللہ ﷻ کی قسم! میں اس گھر میں بیس سال سے رہ رہا

ہوں لیکن میں نے اللہ ﷻ سے حیا کرتے ہوئے اس کی چھت کی طرف سر نہیں اٹھایا۔

لوگ حضرت احمد بن رزین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے لیکن انہوں نے کبھی آپ کو دائیں بائیں

دیکھتے ہوئے نہیں پایا انہوں نے اس سلسلے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اللہ ﷻ نے آنکھوں کو کس مقصد کے

لئے پیدا کیا ہے اور جو کسی مقصد کے بغیر دیکھتا ہے اس کے ذمہ گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ کہتی تھیں اللہ ﷻ کی قسم حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کے قدم ہر صبح

طویل قیام کی وجہ سے پھولے ہوتے تھے اور میں ان کے پیچھے بیٹھ کر ان پر رحم کھاتے ہوئے روتی تھی۔

اور آپ کی عادت تھی کہ رات کے وقت جب عبادت میں زیادہ وقت گزرنے کی وجہ سے تھک

جاتے تو بیٹھ کر نماز پڑھتے لیکن نماز کو چھوڑتے نہیں تھے۔ اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو کمزوری کی وجہ سے

اونٹ کی طرح سرین کے بل گھسیٹتے تھے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر دو پہر کی سخت گرمی کی پیاس اور رات کا قیام نہ ہو تو میں اس دنیا

میں رہنا پسند نہ کرتا (گویا آپ روزے کی شدت اور رات کی عبادت کی مشقت میں لذت محسوس کرتے تھے۔)

حضرت اسود بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے گرمی میں روزہ رکھا حتیٰ کہ آپ کا جسم سبز اور زرد ہو گیا اور آپ نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ کھڑے ہونے کی حالت میں گر جاتے۔

لوگوں نے ایک مرتبہ حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کب تک اس جسم کو تکلیف میں مبتلا رکھیں گے انہوں نے فرمایا میں کل (قیامت کے دن) اس کی عزت چاہتا ہوں۔ حضرت علاء بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے روزہ رکھا حتیٰ کہ ان کا جسم زرد ہو گیا اور نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ گر گئے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس گئے اور کہا اللہ ﷻ نے آپ کو یہ سب کچھ کرنے کے لئے حکم نہیں دیا۔

انہوں نے فرمایا میں تو غلام ہوں جو کسی کی ملک میں ہوں اللہ ﷻ کی قسم اگر میں زندگی بھر بلکہ جب سے اللہ ﷻ نے دنیا کو پیدا کیا ہے اس وقت سے قیامت قائم ہونے تک انگارے پر سجدہ کروں تو ایک گھڑی کی عافیت اور ایک گھونٹ پانی کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ہر روز ایک ہزار رکعات پڑھتے تھے حتیٰ کہ آپ اس سے معذور ہو گئے تو پانچ سو رکعات کھڑے ہو کر اور اس کی مثل بیٹھ کر پڑھتے۔

حضرت علی بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ سورۃ القارعہ نہ پڑھ سکتے تھے نہ کسی سے سن سکتے تھے ایک دن ایک شخص ان کے پاس اچانک آیا اور اس نے مغرب کی نماز میں یہ سورت پڑھی تو آپ پر بیہوشی طاری ہو گئی اور تین دن تک افاقہ نہ ہوا۔

حضرت حارث بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم ایک دن ایک راہب کے پاس سے گزرے تو ہم نے اس کو سخت مشقت میں اور جو کچھ وہ اپنے نفس کے ساتھ کر رہا تھا دیکھا تو ہم نے اس پر اس کو ملامت کی۔ اس نے کہا قیامت کے دن ہمیں جو کچھ حاصل ہوگا اور ہم اس سے غافل ہیں اس کے مقابلے میں یہ کچھ بھی نہیں۔ ہم میں سے بعض نے کہا ہم اس کے بارے میں تم سے پوچھنا چاہتے ہیں کیا تم ہمیں اس کے بارے میں بتاؤ گے؟

اس نے کہا پوچھو لیکن زیادہ سوال نہ کرو کیونکہ یہ وقت واپس نہیں آئے گا اور نہ یہ عمر لوٹ کر آئے گی اور طالب (موت) بہت تیزی میں ہے۔ پس ہمیں اس کے کلام سے تعجب ہوا پھر ہم نے اس سے پوچھا کل (بروز قیامت) مخلوق کا اپنے رب ﷻ کے ہاں کیا مقام ہوگا؟

اس نے کہا اپنی اپنی نیتوں کے مطابق ہوں گے ہم نے اس سے کہا کہ ہمیں کوئی نصیحت کریں اس نے کہا اپنے سفر کے مطابق سامان لے جاؤ (آخرت کا سامان مراد ہے) اور پھر وہ اپنے عبادت خانے میں داخل ہو گیا اور ہمیں چھوڑ دیا۔



حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں ایک دن چھین کے راہوں میں سے ایک راہب کے پاس سے گزرا تو میں نے کہا اے راہب اس نے جواب نہ دیا میں نے اس سے پوچھا تو مجھے جواب کیوں نہیں دیتا؟ اس نے کہا مجھے ڈر ہے کہ ”ہاں“ کہوں اور میں جھوٹ بولوں (یعنی میں راہب نہ ہوں اور ہاں کہوں تو یہ جھوٹ ہے)۔

کیونکہ راہب وہ ہوتا ہے جو اللہ ﷻ کی بلند ذات سے ڈرے، اس کی کبریائی میں اس کی تعظیم کرے، اس کی آزمائش میں صبر کرے، اس کے فیصلے پر راضی ہو، اس کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرے، اس کی عظمت کے سامنے جھک جائے، اس کی عزت کے سامنے پست ہو جائے، اس کی قدرت کے سامنے سر تسلیم خم کر دے، اس کی ہیبت کے سامنے سر جھکا دے، اس کے حساب اور عذاب کے بارے میں فکر مند ہو، اس کا دن روزے سے اور رات قیام میں گزرے، جہنم کا ذکر اور اللہ ﷻ کی طرف سے سوال اسے بے خواب رکھے تو یہ راہب ہے۔ میں تو باؤلا کتا ہوں میں نے اپنے آپ کو اس عبادت خانے میں قید کر رکھا ہے تاکہ لوگوں کو نہ کاٹوں۔

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے اس کے کلام سے تعجب ہوا میں نے اس سے کہا مجھے اس بات کے بارے میں بتاؤ جس نے لوگوں کو اللہ ﷻ کی معرفت کے باوجود اس سے دور کر رکھا ہے اس نے کہا دنیا کی محبت نے ان کو اللہ ﷻ سے الگ کر دیا کیونکہ یہ گناہوں کی جگہ ہے عکس ہو جاتا ہے جو اس دنیا کو دل سے نکال پھینکے اپنے گناہوں سے اللہ ﷻ کے ہاں توبہ کرے اور اس چیز کی طرف متوجہ ہو جو اس کو اس کے رب کے قریب کر دے۔

ایک دن حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ اپنی داڑھی میں کنگھی نہیں کرتے کیونکہ اس کے بال الجھ گئے ہیں تو انہوں نے فرمایا گویا میں فارغ ہوں (یعنی کنگھی وہ کرے جو فارغ ہو)۔  
حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ پوری رات ایک سجدے میں گزار دیتے تھے۔

اور جب حضرت عتبہ غلام رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ کی تو وہ کھانے اور پینے کے لئے بھی فارغ نہیں ہوتے تھے ان کی ماں نے کہا بیٹا اگر اپنے نفس کے ساتھ نرمی برتو (تو اچھا ہے) انہوں نے جواب دیا اماں جان ان مجھے چھوڑ دیجئے میں تھوڑی سی زندگی میں طویل دن کے لئے اپنے آپ کو تھکاتا ہوں۔

جب حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے حج کیا تو وہ راستے میں صرف چہرے پر سجدے کی حالت میں آرام کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن بلال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مجھے اللہ ﷻ سے امید ہے کہ میری رات سونے اور میرا دن کھانے کے بارے میں میرے خلاف گواہی نہیں دیں گے۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ ان میں سے ایک نماز

پڑھتا تو اپنے بستر پر گھسٹ کر آتا (یعنی چل نہ سکتا)۔

حضرت عامر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ہر روز روزہ رکھتے اور رات بھر قیام کرتے اس سلسلے میں ان سے پوچھا گیا تو فرمایا میں دن کا کھانا رات تک اور رات کی نیند دن تک موخر کرتا ہوں اور یہ کوئی بڑی بات نہیں۔  
حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے صبح کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بال بکھرے ہوتے اور چہرے گرد آلود ہوتے کیونکہ وہ پوری رات سجدے اور قیام میں گزارتے تھے۔ کبھی وہ قیام میں ہوتے تو کبھی سجدے میں اور جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تو اس طرح جھومتے جس طرح کپڑے تر ہو جائیں اور ان کے آنسو وضو کے پانی کے آثار نظر آتے۔ جب سحری کا وقت ہوتا وہ اپنے چہروں پر تیل لگاتے اور سرمہ لگاتے گویا انہوں نے رات سونے کی حالت میں غفلت میں گزار لی ہے (ریا کاری سے بچنے کے لئے ایسا کرتے تھے)۔

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مقام تہجد میں ایک ڈنڈا رکھا تھا جب کچھ سستی ہوتی تو اپنے آپ کو ڈنڈے سے مارتے اور اپنے نفس کو پکار کر کہتے اپنے رب تعالیٰ کی عبادت کے لئے کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کی قسم میں تمہیں اس قدر تمکا دوں گا کہ تمہاری تمکاوٹ بھی مجھے ملامت کرے گی۔ اور بے شک تم جانور کے مقابلے میں مار کھانے کے زیادہ مستحق ہو کیونکہ تمہارے پاس عقل ہے اور تم بہت دعوے کرتے ہو۔

حضرت ضیغم عابد رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر اس قدر عبادت کی کہ بیٹھنے پر مجبور ہو گئے (پاؤں شل ہو گئے) اور پھر بیٹھ کر اس قدر عبادت کی کہ لیٹنے پر مجبور ہو گئے اور فوت ہونے تک لیٹ کر عبادت کرتے تھے۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے ایک قوم کو عبادت میں ایسی حد تک پایا جس میں اضافہ نہیں ہو سکتا تھا۔

حضرت صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ کی پنڈلیاں بہت زیادہ کھڑا ہونے کی وجہ سے بیکار ہو گئی تھیں حتیٰ کہ اگر ان کو کھا جاتا کہ کل قیامت ہوگی تو مزید قیام نہیں کر سکتے تھے (یعنی آخری حد تک پہنچ چکے تھے) اور سردیوں میں چھت پر تہجد پڑھتے حتیٰ کہ سجدے کی حالت میں فوت ہو گئے۔

حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا آپ اللہ تعالیٰ کے اس قول کو بار بار پڑھتی تھیں

(پ۲۔ الطور ۲۷)

فَمَنْ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَلْنَا عَذَابَ السَّمُومِ

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں گرم ہوا سے بچایا۔

آپ زوال کے قریب تک پڑھتی رہیں اور روتی رہیں۔

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے صالحین کی علامت یہ ہے کہ زیادہ دیر

جاگنے کی وجہ سے ان کے رنگ پیلے پڑ جاتے ہیں زیادہ رونے کی وجہ سے ان کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور

زیادہ روزوں کی وجہ سے ان کے ہونٹ خشک ہو جاتے ہیں۔

حضرت حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانے کے عبادت میں کوشش کرنے والوں سے فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم! پہلے لوگوں کے مقابلے میں تمہاری کوشش کھیل کی طرح ہے۔

حضرت عتبہ غلام رحمۃ اللہ علیہ رات کو تین چیخوں میں تقسیم کرتے اپنے سر کو گردن میں جھکا کر غور و فکر کرتے رہتے جب رات کا تہائی حصہ گزرتا تو چیخ مارتے لوگوں نے کہا حضرت جعفر بن محمد صادق ؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو فرمایا ان کی چیخ کو نہ دیکھو جس وجہ سے چیخ مارتے ہیں اس کو دیکھو۔

حضرت حبیبہ عدویہ رضی اللہ عنہا عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد مکان کی چھت پر کھڑی ہو جاتیں اور اپنے دوپٹے اور چادر کو اچھی طرح لپیٹ کر نماز کی طرف متوجہ ہوتیں اور فجر تک نماز پڑھتی رہتیں وہ اپنی دعا میں یوں کہتی تھیں

یا اللہ ﷻ! میری نماز میں پائی جانے والی بے ادبی کو بخش دے۔

حضرت عجرہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا رات کو عبادت کے ساتھ زندہ رکھتیں اور آپ نابینا تھیں پھر غمگین آواز کے ساتھ کہتیں یا اللہ ﷻ! عبادت گزار تیری بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور میرا عزم بجا بچا ہے۔

حضرت عنبرہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا دن اور رات میں (کسی بھی وقت) اپنا پہلو زمین پر نہیں رکھتی تھیں اور فرماتی تھیں مجھے ڈر ہے کہ میں سوئی رہوں اور مجھے اچانک پکڑ لیا جائے۔

حضرت شعوانہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا رات بھر صبح تک روتی رہتیں ایک دن کچھ لوگ ان کے پاس حاضر ہوئے اور کہا اپنے آپ سے نرمی کا سلوک کریں انہوں نے جواب دیا

اللہ ﷻ کی قسم! آنسو ایک طرف میں خون کے آنسو رونا چاہتی ہوں حتیٰ کہ میرے جسم میں خون کا ایک قطرہ نہ رہے اور وہ یوں دعا کرتی تھیں

یا اللہ ﷻ! جو لوگ تیری معرفت کے بعد تیری نافرمانی کرتے ہیں ان کو بخش دے۔ ایک مرتبہ انہوں نے کہا یا اللہ ﷻ تجھے مجھ سے جو محبت ہے اس کی قسم! مجھے بخش دے۔

لوگوں نے پوچھا آپ کو کیسے پتہ چلا کہ اللہ ﷻ آپ سے محبت کرتا ہے فرمایا اگر اللہ ﷻ کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو وہ مجھے اندھیروں میں کھڑا نہ کرتا جب کہ لوگ سوئے ہوتے ہیں۔

حضرت معاذہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا رات بھر نماز پڑھتی رہتیں جب ان پر نیند کا غلبہ ہوتا تو اٹھ کر گھر میں چکر لگاتیں اور کہتیں اے نفس نیند آگے قبر میں ہے یا تو خوشی اور سرور کی حالت میں یا عذاب اور حسرت کی صورت میں۔

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا نے ارادہ کیا کہ مکہ مکرمہ کی مجاور بن جائیں پھر یہ

ارادہ ترک کر دیا لوگوں نے اس سلسلے میں پوچھا تو فرمایا اُسے یہ بات معلوم ہے کہ میں اس کی خدمت کی صلاحیت نہیں رکھتی لہذا میں جس کے پاس حاضر ہو رہی تھی اس نے مجھے واپس کر دیا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک رات میں کنعان کی وادی سے لکلا اور جب وادی کے اوپر چڑھا تو مجھے ایک آٹے والا نظر آیا میں نے غور سے دیکھا تو وہ ایک عورت تھی میں نے پوچھا یہ کس کا جسم ہے؟ اس نے کہا یہ مرد کون ہے؟ میں نے کہا میں ایک اجنبی ہوں اس نے کہا سبحان اللہ! اللہ ﷻ کے ساتھ تعلق کے بعد بھی اجنبیت؟

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اس کی بات پر رونے لگا اس نے کہا اگر تو سچا ہوتا تو نہ روتا میں نے کہا نہ رونا سچائی کی علامت ہے؟ اس نے کہا ہاں کیوں کہ رونے سے دل کو آرام ملتا ہے اور سچا آدمی اس دنیا میں آرام کا طالب نہیں ہوتا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے اس کی بات پر تعجب ہوا میں نے اس سے کہا مجھے کوئی نصیحت کرو اس نے کہا تم پر اللہ ﷻ سے حیا کرنا لازم ہے بے شک حضرت عطاء سلمیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ ﷻ سے حیا کرتے ہوئے چالیس سال تک آسمان کی طرف سر نہیں اٹھایا۔

حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہائے افسوس! انہوں نے کہا اے سفیان! یہ کلمہ نہ کہو اگر آپ غمگین ہوتے تو اس کلمہ کے لئے فارغ نہ ہوتے یوں کہو ہائے میرے غم کی قلت! یہ سچائی کے زیادہ قریب ہے

حضرت عفیرہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا رونے سے تنگ نہیں پڑتی تھیں پوچھا گیا کیا آپ زیادہ رونے سے اکتاتی نہیں ہیں؟ فرمایا انسان کس طرح اپنی دوا اور شفا سے اکتا سکتا ہے۔

حضرت ام العلاء سعدیہ رحمۃ اللہ علیہا رات بھر روتیں اور نماز پڑھتیں اور کہتیں میرے گناہ زیادہ ہیں پس وہ مسلسل روتی رہیں حتیٰ کہ ان کی بیٹائی چلی گئی۔

حضرت بردہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا اس قدر روئیں ان کی بیٹائی ختم ہو گئی اس پر لوگوں نے ان کو ملامت کیا تو انہوں نے فرمایا اگر تم قیامت کے دن نافرمان لوگوں کا رونا دیکھو تو کہو کہ یہ رونا تو ایک کھیل ہے۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی بیس سال تک مصلیٰ پر رہیں وہ صرف وضو اور نماز کے لئے اٹھتی تھیں۔

حضرت معاذہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا رات دیر تک نماز پڑھتیں حتیٰ کہ مرد تھک جاتے اور وہ تھکتی نہیں تھیں حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا نہ آرام کرتی تھیں نہ سوتیں اور نہ روزہ چھوڑتیں حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

حضرت دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک رات میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی صبح کا وقت ہوا تو میں نے ان سے کہا اے رابعہ! جس ذات نے ہمیں اس رات کے قیام کی طاقت دی ہے اس کا بدلہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ کہ ہم اس کے لئے دن بھر روزہ رکھیں اور رات بھر قیام کریں حتیٰ کہ ہمیں موت آجائے۔

حضرت رملہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا بہت زیادہ روزے رکھتی تھیں حتیٰ کہ ان کی جلد سیاہ ہو گئی اور وہ روتی تھیں حتیٰ کہ ناپینا ہو گئیں اور اس قدر نماز پڑھتی تھیں کہ پاؤں شل ہو گئے۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ایک رات ان کے ساتھ نماز پڑھی جب سحری کا وقت ہوا تو میں نے ان سے سنا وہ کہہ رہی تھیں کاش میں پیدانہ ہوئی ہوتی پھر رونے لگیں۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک دفعہ میں نے یہ آیت پڑھی

يَوْمَ تَقْلُبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ

(پہ۔ الاحزاب ۶۶)

(ترجمہ) جس دن ان کے منہ (بھوننے کے لئے) بار بار آگ میں ڈالے جائیں گے۔

اسے ایک عابد نے سنا تو اس نے چیخ ماری (اور بیہوش ہو گیا) پھر افاقہ ہوا تو کہا مجھے دوبارہ سناؤ فرماتے ہیں میں نے دوبارہ پڑھا تو وہ مر کر گر گیا۔

ایک دفعہ حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ فرمایا کہ مسجد کے ایک کونے سے ایک شخص نہ رے تو اس شخص نے چیخ ماری پھر اس کی روح پرواز کر گئی حضرت ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اس شخص کے جنازے میں شریک تھا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔

حضرت زرارۃ بن ابی اونی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد خداوندی پڑھا

فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۚ لِمَ فَلَئِكَ يَوْمَ هَسْبُو ۝

(پہ۔ المدثر ۷۸)

(ترجمہ) جب صور پھونکا جائے گا تو یہ دن بہت مشکل دن ہوگا۔

آپ نماز پڑھ رہے تھے اسی حالت میں انتقال فرما گئے۔

حضرت عمرو بن ادم رحمۃ اللہ علیہ جب بازار کی طرف جاتے تو اپنی آنکھ پر پٹی باندھ لیتے نہ کسی کافر کو دیکھتے اور نہ کسی ایسے شخص کو دیکھتے جو اللہ تعالیٰ سے غافل ہو آپ کا غلام آپ کو پکڑ کر لے جاتا تھا۔

ایک دن آپ نے اپنے غلام سے پوچھا ہم کہاں ہیں؟ اس نے کہا قبرستان میں آپ نے اپنی آنکھوں سے پٹی اتاری تو قبروں پر نگاہ پڑی پس فوت ہو کر گر پڑے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب آگ کا ذکر کرتے تو رو پڑتے حتیٰ کہ آپ کے دل کی دھڑکن ایک میل کی مسافت سے سنی جاتی

ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کیا آپ نے دیکھا ہے کہ خلیل اپنے خلیل کو عذاب

دیتا ہو؟ فرمایا اے جبریل علیہ السلام جب میں اپنی لغزش کو یاد کرتا ہوں تو اپنا خلیل ہونا بھول جاتا ہوں۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ قول نازل ہوا

وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۵﴾

(پ۔۱۔ الحجر ۴۳)

(ترجمہ) اور بے شک جہنم ان سب کے وعدہ کی جگہ (ٹھکانہ) ہے۔

تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے چیخ ماری اور اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر حیرانگی کے عالم میں نکل پڑے اور

تین دن اس حالت میں رہے کہ کوئی چیز یاد نہیں رہتی تھی۔

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ جب روتے تو اپنے چہرے اور داڑھی پر آنسوؤں کو ملتے اور فرماتے

مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جہاں آنسو لگتے ہیں اس جگہ کو آگ نہیں جلاتی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص رونے کی طاقت رکھتا ہے وہ روئے اور جو طاقت نہیں

رکھتا وہ رونے کی کوشش کرے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص محبوب کا قرب چاہتا ہے وہ گناہوں پر بہت

زیادہ روئے۔

حضرت محمد بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں کو

پنالے سے تھپتھپا دیتا ہوں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک دن حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا آپ کی آنکھیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے کس قدر مشابہ ہیں فرماتے ہیں (یہ سن کر) حضرت ثابت رضی اللہ عنہ رو پڑے حتیٰ کہ ان کی

بیٹائی کم ہو گئی ان کو اس بات پر غیرت آئی کہ کسی کی آنکھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے مشابہ ہوں۔

انصار میں سے ایک نوجوان روتا تھا حتیٰ کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اس پر اس کو

جھڑکا گیا تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم میں جب تک زندہ ہوں روتا رہوں گا جب مجھے موت آ جائے گی تو میری

عملی کوتاہی اللہ تعالیٰ کی رضا سے شمار کی جائے گی (مطلب یہ کہ یہ رونا اس کی جگہ کفایت کرے گا)۔

جب حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ (کے فوت ہونے) پر روئے تو

لوگوں نے آپ کو اس پر ملامت کیا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت سعید پر رحم فرمائے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے

لئے ہیں جس نے حضرت یعقوب رضی اللہ عنہ کو حضرت یوسف رضی اللہ عنہ پر رونے کے باعث عاقر قرار نہیں دیا اور اس پر

اللہ تعالیٰ نے ان کو جھڑکا بھی نہیں ورنہ یہ کام باعث شرم ہوتا تو ہم پر معاملہ تنگ ہو جاتا۔

حضرت عقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے محدثین، حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر جمع

ہوئے انہوں نے روشن دان سے جھانکا اس حال میں کہ آپ رو رہے تھے اور آپ کے آنسوؤں کے قطرے آپ

کے چہرے اور داڑھی پر گر رہے تھے اور آپ پریشان تھے۔ ان (محدثین) سے پوچھا گیا تمہارا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا اے ابوعلیٰ ہمیں وعظ کیجئے فرمایا قرآن مجید کو اختیار کرنا تم پر لازم ہے سنت پر عمل کرنا تم پر لازم ہے اور نماز کی ادائیگی لازمی ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے یہ زمانہ بات کرنے کا نہیں یہ وہ زمانہ ہے کہ اس میں اپنی زبان کی حفاظت کرو اپنے گھر میں چھپ جاؤ رات کے وقت عبادت کرو معروف کاموں پر عمل کرو اور منکر کاموں کو ترک کرو۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جمعے کی طرف جانے سے پہلے جس آنکھ سے آنسوؤں کے قطرے جاری ہوں تو اللہ ﷻ بائیں کندھے والے فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ میرے فلاں بندے کا نامہ اعمال لپیٹ دو اور دوسرے جمعے تک اس کا کوئی گناہ نہ لکھو۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں اللہ ﷻ کے خوف سے روؤں حتیٰ کہ میرے آنسو میرے چہرے پر گریں تو یہ بات مجھے سونے کا ایک پہاڑ صدقہ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت ذر بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے پوچھتے ابا جان! کیا وجہ ہے میں گفتگو کرنے والوں کو دیکھتا ہوں وہ گفتگو کرتے ہیں ان میں کوئی ایک بھی نہیں روتا اور جب آپ کلام کرتے ہیں تو میں ادھر ادھر سے رونے کی آوازیں سنتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا اے بیٹے! جو عورت اجرت لے کر روتی ہے وہ اس کی طرح نہیں جو بچے کے گم ہونے پر روتی ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے حضرت زکریا رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادے حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ ایک قبر پر جھکے ہوئے رورہے تھے پوچھا بیٹے! کیوں رورہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا مجھے حضرت جبریل رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک بیابان ہے اس کی گرمی کو صرف آنسو مٹا سکتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا اے بیٹے! تم پر رونا لازم ہے پھر ان کے ساتھ خود بھی قبر پر جھک کر رونے لگے حتیٰ کہ مٹی تر ہو گئی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ یوں دعا کرتے تھے

اے اللہ ﷻ! مجھے خوف سے برسنے والی آنکھیں عطا فرما جو تیرے خوف سے روئیں اس سے پہلے کما آنسو خون بن جائیں اور داڑھیں انکارے ہو جائیں۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک دفعہ میں ایک پہاڑ میں موجود ایک عابد کے پاس کھڑا ہوا اور وہ رورہا تھا۔ میں نے پوچھا تم کیوں رورہے ہو؟

اس نے کہا میں کسی چیز کے چلے جانے پر نہیں رورہا یہ ایک خوف ہے جسے اللہ ﷻ سے ڈرنے والے

اپنے دلوں میں پاتے ہیں اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ اپنی عمر کے آخری حصے میں بہت زیادہ روتے اور کہتے اے میرے رب ﷺ میں بوڑھا ہو گیا ہوں میرا جسم کمزور ہو گیا اور میری عبادت کم ہو گئی ہے اپنے فضل و کرم سے مجھے جہنم سے آزاد کر دے میں اس میں ایک گھڑی ٹھہرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا۔

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے چہرے پر آنسوؤں کے جاری ہونے کی وجہ سے دو سیاہ لکیریں بن گئی تھیں۔

جب حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں دکھیں اور بینائی کمزور ہو گئی تو حکیم نے کہا اگر آپ رونا اور سجدہ کرنا چھوڑ دیں تو میرے لئے آپ کا علاج کرنا ممکن ہو گا حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان دو چیزوں کے بغیر میری یہ زندگی گزر نہیں سکتی تم جاؤ مجھے تمہارے علاج کی کوئی ضرورت نہیں۔

لوگوں نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا یہاں ایک شخص ہے جو بہت اچھی آواز سے قرآن پڑھتا ہے کیا آپ اس کے پاس جا کر (قرآن مجید کی تلاوت) نہیں سنتے؟ انہوں نے فرمایا جس عورت کا بچہ گم ہو جائے اسے کسی رونے والی کی ضرورت نہیں ہوتی (یعنی وہ خود روتی ہے)

حضرت ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ ہر رات سورج کے غروب ہونے کے بعد بہت روتے حتیٰ کہ ان کی داڑھی تر ہو جاتی اور وہ فرماتے مجھے ڈر ہے کہ آج کے دن میرا کوئی ایسا عمل اوپر گیا ہو جس سے میرا رب ﷺ ناراض ہو گیا ہو۔

حضرت کھول دمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم کسی کو روتے ہوئے دیکھو تو اس کے بارے میں اچھا گمان کرو۔ میں نے ایک دفعہ ایک شخص کو روتے ہوئے دیکھا اور خیال کیا کہ یہ شخص ریاکار ہے تو مجھے ایک سال تک رونے سے محرومی کی سزا ملی۔

حضرت یزید بن میسرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے رونا پانچ چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے (1) خوشی سے، (2) غم سے (3) درد سے (4) خوف اور دہشت سے اور (5) دکھاوے کے طور پر، اور چھٹی قسم کا رونا اللہ ﷺ کے خوف سے ہوتا ہے وہ انسان کو اچانک لاحق ہوتا ہے اپنے عمل سے نہیں ہوتا۔ یہی وہ رونا ہے جس کا آنسو آگ کے پہاڑوں کو بجا دیتا ہے۔

حضرت کعب اخبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بندہ روتا ہے حتیٰ کہ اللہ ﷺ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اپنے پروں سے اس کے آنسو پونچھتا ہے اس وقت بندہ اللہ ﷺ کے خوف سے روتا ہے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام چالیس دنوں تک روتے رہے آپ سجدے سے سر نہیں اٹھاتے تھے حتیٰ کہ آپ کے آنسو سے سبزہ اگ گیا اور آپ نے اللہ ﷺ سے حیا کرتے ہوئے اپنے



سرکوڈھانپاپس آواز دی گئی

اے داؤد علیک السلام کیا آپ بھوکے ہیں آپ کو کھانا دیا جائے یا پیاسے ہیں کہ آپ کو پانی پلایا جائے یا لباس کے بغیر ہیں کہ آپ کو لباس دیا جائے۔ تو حضرت داؤد علیہ السلام کو ان کی طلب کے علاوہ کے ساتھ جواب دیا گیا حتیٰ کہ مواخذہ پورا ہو گیا فرماتے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام بلنداً واز سے روتے رہے۔

پھر اللہ ﷻ نے آپ پر توبہ اور مغفرت نازل کی تو آپ نے کہا اے میرے رب میری لغزش میری ہتھیلی میں رکھ دے پس آپ کی خطا آپ کی ہتھیلی میں نقش ہو گئی چنانچہ آپ جب بھی کھانے یا پینے یا کسی اور کام کے لئے اپنی ہتھیلی کو پھیلاتے تو اسے دیکھ کر روتے تھے اور آپ کو پانی کا پیالہ دیا جاتا کہ آپ اسے پھیں تو آپ اسے بھی ہونٹوں پر نہیں رکھتے تھے کہ آپ کے آنسو جاری ہو جاتے اور اس لیے آپ نے اللہ ﷻ سے حیا کرتے ہوئے کبھی آسمان کی طرف سر نہیں اٹھایا حتیٰ کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔<sup>۱</sup>

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک دن اپنی خطا کو یاد کیا تو چلاتے ہوئے اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر چل پڑے حتیٰ کہ پہاڑوں میں چلے گئے تو وہاں آپ کے پاس درندے جمع ہو گئے آپ نے فرمایا واپس لوٹ جاؤ میرا مقصود تم نہیں ہو میں نے ہر اس شخص کا ارادہ کیا جو میری طرح اپنی خطا پر روتا ہے اور جس کی خطا نہیں اسے داؤد علیہ السلام کی خطا سے کیا تعلق؟

حضرت کعب اخبار فرماتے تھے جب لوگ حضرت داؤد علیہ السلام کے زیادہ رونے پر اعتراض کرتے تو وہ فرماتے مجھے چھوڑ دو کہ میں طویل دن کے رونے سے پہلے روؤں اس سے پہلے کہ ہڈیاں جل جائیں اور داڑھی آگ سے جل جائے اس سے پہلے کہ بندے کو جہنم کی طرف لے جانے کا حکم ہو اور سخت قسم کے فرشتے اسے گھسیٹیں۔

حضرت عبدالعزیز بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب حضرت داؤد علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو آپ کی قوت کم ہو گئی اور آواز بیٹھ گئی عرض کیا اے میرے رب ﷻ صدیقین کی آوازیں صاف ہیں اور میری آواز بیٹھ گئی ہے اللہ ﷻ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ صدیقین خطا نہیں کرتے۔

حضرت وہب بن منہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام سے لغزش کے واقع ہونے سے پہلے یوں دعا مانگتے تھے یا اللہ ﷻ! جو تیری نافرمانی کرے اسے نہ بخشا۔ آپ اللہ ﷻ سے غیرت کی وجہ سے یوں کہتے تھے۔ اور جب لغزش واقع ہو گئی تو فرماتے تھے یا اللہ ﷻ! ہر خطا کو بخش دے حتیٰ کہ اپنے بندے داؤد علیہ السلام

اسیخ لازم علامہ سید محمد مہر طحاوی لکھتے ہیں سورۃ کی آیت ۲۱ تا ۲۷ کے حوالے سے معترضین نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں کچھ قول نقل کئے ہیں جن پر کوئی دلیل نہیں نہ عقلی نہ نقلی۔ ان آیات میں دو آدمیوں کی بکریوں کے سلسلے میں ان کے درمیان فیصلے کرنا تھا۔ اس میں ارشاد خداوندی ہے کہ ہم نے ان کو آزمایا پس انہوں نے اپنے رب سے بخشش مانگی اور رکوع میں چلے گئے اور توبہ کی۔ اس سے معاذ اللہ گناہ ثابت کرنا غلط ہے حضور

ﷺ دن میں ستر بار سے زیادہ توبہ کرتے تھے۔ ۱۲ ہزاروی

کو بھی ان کے ساتھ بخش دے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب حضرت داؤد علیہ السلام کا رونا سخت ہو گیا اور آپ نے دیکھا کہ رونے سے کامیابی حاصل نہیں ہوتی تو کہا اے میرے رب کیا تجھے میرے رونے پر رحم نہیں آتا؟ اللہ ﷻ نے آپ کی طرف وحی فرمائی اے داؤد علیک السلام! کیا آپ اپنی لغزش کو بھول گئے اور اپنا رونا آپ کو یاد ہے۔ انہوں نے عرض کیا الہی! میں اپنی لغزش کو کس طرح بھول سکتا ہوں میں جب تورات کی تلاوت کرتا تھا تو جاری پانی رک جاتا، چلتی ہوئی ہوا ٹھہر جاتی، پرندے مجھ پر سایہ کرتے وحشی جانور مجھ سے مانوس ہوتے تو یا اللہ ﷻ! یہ میرے اور تیرے درمیان کیا وحشت (دوری) ہے؟ تو اللہ ﷻ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد علیہ السلام عبادت کا انس تھا اور یہ بنا فرمائی کی وحشت ہے۔ پھر فرمایا:

اے داؤد علیک السلام! میں نے آدم (علیہ السلام) کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا ان میں اپنی روح پھونگی اپنے فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا اپنی عزت و کرامت کا لباس پہنایا، اپنی طرف سے وقار کا تاج ان کے سر پر رکھا۔ انہوں نے مجھے تنہائی کی شکایت کی تو میں نے اپنی بندی حضرت حواء علیہا السلام کو ان کے نکاح میں دیا ان کو اپنی جنت میں ٹھہرایا لیکن جب انہوں نے درخت سے کھانے کی وجہ سے ایک مرتبہ (بظاہر) میری حکم عدولی کی تو میں نے ان کو اپنے پڑوس سے دور کر دیا۔

اے داؤد علیک السلام! میں جو کچھ کہتا ہوں مجھ سے سنو، اور میں سچ کہتا ہوں تم ہماری بات مانو ہم تمہاری بات مانیں گے، تم ہم سے سوال کرو ہم تمہیں عطا کریں گے، آپ سے لغزش ہوئی ہم نے مہلت دی اگر آپ ہماری طرف رجوع کریں گے تو ہم قبول کریں گے۔

## اہم بات

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ عقیدہ رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی لغزشیں ہمارے جیسے لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتیں بلکہ بعض اوقات ہم میں سے کوئی ایک ایسی باتوں کے ذریعے اللہ ﷻ کا قرب حاصل کرتا ہے ان لغزشوں کو ان گناہوں پر محمول کرنا جائز نہیں جو ہماری عقل کے مطابق ہیں اور ان سے اللہ ﷻ نے منع کیا ہے

اے بھائی! اللہ ﷻ کی بارگاہ کے مقربین اور اس کی مخلوق میں سے خاص لوگ یعنی انبیاء کرام علیہم السلام اور اصفیاء کے بارے میں اپنے دل اور زبان کی حفاظت کر اور ہم نے اپنی کتاب میں اکابر کی طرف سے جوابات ذکر کئے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی خطائیں اور لغزشیں محض صورتاً ہوتی ہیں۔ حقیقت میں نہیں ہوتیں اللہ ﷻ ان کاموں کو ان کے ہاتھوں جاری کرتا ہے کہ ان کی قوم کو تعلیم دی جائے کہ حقیقی گناہوں سے نکلنے کی کیا صورت ہے جب ان سے واقع ہوں نیز ان کا رونا بھی صورتاً ہوتا ہے۔ (امت کی تعلیم کے لئے ہوتا ہے یہ مطلب نہیں

کہ واقعی ان سے گناہ مرزد ہوا اور اس پر روئے ہیں)۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور اپنے کم رونے پر روؤ اور اس دروازے سے داخل ہو جس سے وہ لوگ داخل ہوئے جو اللہ ﷻ کے خوف سے روتے ہیں اور وہ دروازہ بھوک ہے نیز حرام اور شبہ والی چیزیں نہ کھانے کا دروازہ ہے کیونکہ جو شخص ان چیزوں سے پیٹ بھرتا ہے اس کا دل لازمی طور پر سخت ہو جاتا ہے جس طرح اس سے پہلے کئی بار تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن اسود رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں میں تکلیف ہوتی تو صبح تک ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے اور قیام لیل ترک نہ کرتے۔

ایک دفعہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کیا وجہ ہے تہجد پڑھنے والوں کے چہرے دوسرے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ خوبصورت ہوتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا اس لئے کہ انہوں نے صرف رحمن کے ساتھ تنہائی اختیار کر لی تو اللہ ﷻ نے ان کو اپنے نور سے نورانی لباس پہنا دیا۔

حضرت شعوانہ رحمۃ اللہ علیہا اپنے معتقدین سے کہتی تھیں اپنے دلوں میں غم اور اللہ ﷻ کی محبت کو لازم کر لو پھر تم میں سے کسی ایک کو مرنے کی فکر نہیں ہوگی۔

حضرت ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کا قرآن مجید چوری ہو گیا تو آپ جب بھی وعظ فرماتے روتے اور فرماتے ہم سب روتے ہیں تو قرآن مجید کس نے چوری کیا؟ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## تلاوت قرآن کے وقت کثرت استغفار

### اور اللہ ﷻ کی ناراضگی کا خوف

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ جب بھی قرآن مجید پڑھتے ہیں بہت زیادہ بخشش طلب کرتے ہیں اور اللہ ﷻ کی ناراضگی سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ اس بات کے گواہ ہوتے ہیں کہ اس پر وہ عمل نہیں کرتے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کتنے ہی قرآن مجید کے محافظ ہیں کہ قرآن مجید ان کے اندر سے ان پر لعنت کرتا ہے اور جب قرآن کا حافظ نافرمانی کرتا ہے تو قرآن مجید اس کے اندر سے کہتا ہے اللہ ﷻ کی قسم تم نے اس مقصد کے لئے مجھے حاصل کیا تھا کیا تجھے اپنے رب سے حیا نہیں آتی۔

۱۔ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے واضح فرمادیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں ان کی خطائیں دراصل لغزشیں ہیں اور یہ اسی طرح کہ حسات الابرار سینات المقربین نیک لوگوں کی نیکیاں بھی مقربین کے لئے گناہ ہیں۔ ۱۲ ہزاروی

اور جان لو کہ قرآن مجید پڑھنے والے پر واجب ہے کہ وہ کسی سچے بزرگ سے تربیت حاصل کرے اور مشق کرے تاکہ اس کی کثافتیں اور جو پردے قرآن پر عمل کرنے اور عظمت خداوندی کو دیکھنے میں رکاوٹ ہیں وہ ہلکے ہو جائیں کیونکہ اگر وہ اللہ ﷻ کی عظمت کو دیکھ لے تو اس کی نافرمانی نہ کرے جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام کا معاملہ اور ان کی وراثت بھی مکمل ہو جائے۔ کیونکہ کوئی شخص بھی حجاب کے بغیر اللہ ﷻ کی نافرمانی میں نہیں پڑتا۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ جب قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرتے تو سات سو مرتبہ اللہ ﷻ سے بخشش مانگتے پھر سات مرتبہ کہتے یا اللہ ﷻ! جو قرأت میں نے عمل کے بغیر کی ہے اس پر مجھ سے ناراض نہ ہوتا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قرآن مجید کے حامل کا مقام اللہ ﷻ کی نافرمانی سے بہت بلند و بالا ہے اور اس کے لئے اپنے رب ﷻ کی نافرمانی کرنا کیسے درست ہے جب کہ قرآن مجید کا ہر حرف اس کو آواز دیتا ہے تجھے اللہ ﷻ کی قسم تو نے مجھ سے جو کچھ اٹھایا ہوا ہے اس کی خلاف ورزی نہ کرے۔ پس حامل قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کھیل کود کرنے والوں کے ساتھ کھیل کود میں ہو اور نہ بھولنے والوں کے ساتھ بھول جائے اور نہ غافل لوگوں کے ساتھ غفلت کا شکار ہو۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اے اہل قرآن! قرآن نے تمہارے دلوں میں کیا بویا ہے کیونکہ قرآن مجید دل کی بہار ہے جس طرح بارش زمین کے لئے بہار ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے تھے حامل قرآن کو چاہئے کہ اپنی رات کو پہچانے جب لوگ سو جائیں اور دن کو پہچانے جب لوگ روزہ نہ رکھیں اور غم کے ساتھ جب لوگ ہنسیں اور وہ خاموشی اختیار کرے جب لوگ بیہودہ گفتگو کریں اور وہ عاجزی اختیار کرے جب لوگ اپنے کپڑوں اور اپنی چال میں تکبر کی راہ اختیار کریں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ عالم اور قرآن پاک کے حامل شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ ظلم کرنے والا اور جھگڑالو ہو اور حدیث اور علم کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرنے والا ہو اور نہ دنیا سے رغبت رکھنے والا ہو کیونکہ اس کے پاس جو کلمہ بھی ہے وہ اس سے کہتا ہے دنیا سے بے رغبت ہو جا۔

میں نے سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے جو شخص غور کرے اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہر آسانی کتاب اس سے کہتی ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ڈر۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے خواب میں رسول اکرم ﷺ کے سامنے قرآن مجید پڑھا جب میں نے مکمل کیا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا یہ قرآن مجید (کی تلاوت) ہے رونا کہاں ہے؟

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہماری مصیبت سے بڑی مصیبت نہیں ہم میں سے ایک شخص دن رات قرآن مجید پڑھتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا حالانکہ یہ سب ہمارے رب ﷻ کے ہماری طرف پیغامات ہیں اور ان کے صاحبزادے حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص قرآن مجید کی تلاوت کے وقت نہ روئے وہ مغرور ہے کیونکہ اس سے مقصود عمل ہے (صرف) تلاوت نہیں۔

اور جب آپ قرآن مجید پڑھتے تو روتے حتیٰ کہ سورت مکمل کرنے پر قادر نہ ہوتے اور فرماتے مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرنے پر خوش ہوتا ہے۔ اور اپنے نفس سے اس کے مواعظ، جھڑک اور کھٹکھٹانے والی آیات پر عمل کا مطالبہ نہیں کرتا۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں کبھی کبھی ایک آیت کے ساتھ پانچ راتیں مسلسل قیام کرتا ہوں اس کو بار بار پڑھتا ہوں اور اس پر عمل کرنے کا نفس سے مطالبہ کرتا ہوں اور اگر اللہ ﷻ نے مجھ پر احسان نہ کیا ہوتا تو میں زندگی بھر اس آیت سے آگے نہ بڑھ سکتا کیونکہ میں اس میں جب بھی تدبیر کرتا ہوں جدید علم حاصل ہوتا ہے اور قرآن مجید کے عجائبات ختم نہیں ہوتے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے اگر اللہ ﷻ ولی کو اپنی جانب سے تلاوت کے دوران معانی قرآن کا حلیہ مرحمت نہ فرماتا تو ان میں سے کوئی بھی رات بھر تلاوت پر قادر نہ ہوتا کیونکہ ان کے وہ علوم جو قرآن مجید سے متعلق ہیں وہ فکر یا گہری نظر سے نہیں نکالے جاتے بلکہ وہ اللہ ﷻ کی طرف سے عطیات ہیں جو ان لوگوں کو دوران تلاوت اللہ ﷻ عطا فرماتا ہے پس عین تلاوت، عین معانی ہیں جب معانی، کلام سے الگ ہو جائیں تو یہ فکر کا نتیجہ ہے۔

آپ مزید فرماتے ہیں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ خواب میں اللہ ﷻ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور عرض کیا اے میرے رب ﷻ! مقرب فرشتوں کو قرب کیسے حاصل ہوتا ہے؟ فرمایا اے احمد! میرے کلام کی وجہ سے عرض کیا اے میرے رب ﷻ! بگھنے کے ساتھ یا بگھنے کے بغیر؟ فرمایا بگھنے کے ساتھ بھی اور اس کے بغیر بھی تو ”ارشاد خداوندی بغیر بگھنے کے بگھنی“ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے معانی کشف کے ذریعے آتے ہیں فکر اور سوچ کے ذریعے نہیں اللہ ﷻ کے اس قول کی بھی تشریح مناسب ہے اگرچہ تلاوت کرنے والے کو ثواب ہر صورت میں ملتا ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں (حضرت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کا) یہ کلام عجیب ہے پس تو غور کر۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بہت سے لوگ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت بھیجتا ہے۔

حضرت ابو میسرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی فاجر کے سینے میں قرآن مجید کا پایا جانا عجیب بات ہے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے گناہ گاروں کو جہنم کی طرف لے جانے والے فرشتے بت پرستوں کی طرف جانے کی نسبت قرآن مجید کے حامل (مانف، عالم) کی طرف جلدی جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس کی مخالفت کی جسے اٹھا رکھا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندہ جب اللہ ﷻ کا کلام پڑھتا ہے پھر لغو کلام کرتا ہے اس کے بعد قرآن کی طرف لوٹتا ہے تو اللہ ﷻ اس سے فرماتا ہے میرے کلام کے ساتھ تیرا کیا تعلق ہے؟ میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہی وجہ ہے کہ جب سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور پھر کوئی شخص کسی ضرورت کے بارے میں آپ سے گفتگو کرتا تو آپ دل میں کہتے یا رب ﷻ مجھے اجازت دے کہ میں فلاں سے کلام کر لوں پھر اس سے گفتگو کرتے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قرآن مجید کے حاملین سے قیامت کے دن اس چیز کے بارے میں سوال کیا جائے گا جس کے بارے میں انبیاء کرام علیہم السلام سے سوال ہوگا یعنی ان سے پوچھا جائے گا کہ قرآن مجید پر مکمل طور پر عمل کیا یا اس کے غیر پر، کیونکہ ان سب کو ایک ہی حکم دیا گیا کہ وہ اس (عمل) سے خالی نہ ہوں اور حدیث شریف میں ہے

أَكْثَرُ مَنَافِقِي هَذِهِ الْأُمَّةِ قُرَاؤُهَا

(زہد، ابن مبارک صفحہ 152 مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) اس امت کے زیادہ منافق (بے عمل) قراء ہوں گے (عملاً منافق ہوں گے)

اور مجھے (حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کو) سیدی شیخ ابوالسعود الجارحی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ وہ بیس سال ایک ختم دن کے وقت اور ایک ختم رات کے وقت کرتے رہے اور یہ عمل ان کو اپنے شیخ طریقت سیدی احمد الرحومی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات سے پہلے کا حاصل ہے۔

جب ان سے ملاقات ہوئی اور ان کو بتایا تو انہوں نے فرمایا تم نے کچھ بھی حاصل نہیں کیا کیونکہ تم زیادہ بار ختم قرآن پر خوش ہوتے ہو اور اپنے نفس سے اس پر کچھ بھی عمل کرنے کا مطالبہ نہیں کرتے، انہوں نے جواب دیا یہی بات ہے۔

فرماتے ہیں اس کے بعد شیخ نے مجھے قرآن مجید میں غور و فکر کرنے اور اپنے نفس سے ہر آیت پر عمل کا مطالبہ کرنے کا حکم دیا تو اس کے بعد میں پہلے معمول کے دسویں حصے پر بھی عمل نہ کر سکا۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ﷻ ہے

## نماز کے وقت بارگاہ خداوندی میں حاضری کی تیاری

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ نماز کے اول وقت سے ہی اللہ ﷻ

کے سامنے کھڑا ہونے کی تیاری شروع کر دیتے ہیں پس ان میں سے ایک کو وضو کے وقت سے یا جب حسی علی الصلوٰۃ کے آواز دی جاتی ہے اس وقت سے اللہ ﷻ کی عظمت کا شعور حاصل ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے مقام کے مطابق بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو جاتا ہے۔

خاص طور پر جو شخص نماز سے پہلے علمی مطالعہ یا بحث مباحثہ کر رہا ہو یا اس قسم کے دوسرے عمل میں ہو تو اس شخص کے لئے حاضری دور ہوتی ہے ہاں وقت داخل ہونے سے پہلے مستعد ہو (تو ٹھیک ہے)

میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے) بھائی شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ وقت داخل ہونے سے دس درجہ (پانچ منٹ) پہلے نماز میں کھڑا ہونے کے لئے مستعد ہو جاتے تھے۔ ایک دن میں نے ان سے کہا کہ اللہ ﷻ کا شکر ہے آپ کا کوئی دنیوی تعلق نہیں جو حاضری سے روکے، انہوں نے فرمایا ہر انسان کے مرتبہ کے مطابق اس کے لئے کچھ رکاوٹیں ہوتی ہیں اگر لوگوں کے لئے نماز سے پہلے حجاب نہ ہوتا تو نماز کے لئے کھڑا ہونے کی صورت میں ان کے رنگ زرد نہ ہوتے۔

پس ہر ولی کے لئے ضرور حجاب ہوتا ہے جو نماز کے لئے کھڑا ہونے کی صورت میں اٹھ جاتا ہے۔ اور اس سے اس کے لئے اپنے رب ﷻ کی تعظیم میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اگر یہ حجاب نہ ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کی دھڑکن ایک میل سے نہ سنی جاتی جب وہ نماز پڑھتے تھے۔

اکابر سے اللہ ﷻ کی تعظیم منقول ہے کیونکہ وہ اللہ ﷻ کے سامنے اس طرح کھڑے ہوتے تھے جس طرح بادشاہ کا غلام اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور اللہ ﷻ کے لئے اعلیٰ مثال ہے۔ (یعنی یہ مثال محض بات سمجھانے کے لئے دی ہے ورنہ اللہ ﷻ کی ذات اس سے بلند و بالا ہے)۔

حدیث شریف میں ہے:

خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى الْعِبَادِ فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يَضِعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا  
اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهُ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ

(سنن ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ باب المصلیٰ علی الصلوٰۃ جلد 1 صفحہ 61 مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور پاکستان)

(ترجمہ) اللہ ﷻ نے اپنے بندوں پر (بوسہ) پانچ نمازیں فرض کی ہیں پس جو شخص ان کو ادا کرے (اور) ان کے حق کو معمولی سمجھتے ہوئے ان میں سے کسی چیز کو ضائع نہ کرے تو اللہ ﷻ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے۔

اور دوسری حدیث میں ہے۔

أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ فَإِنْ وُجِدَتْ تَامَةً قُبِلَتْ مِنْهُ سَائِرُ  
أَعْمَالِهِ وَإِنْ وُجِدَتْ نَاقِصَةً رُدَّ عَلَيْهِ سَائِرُ عَمَلِهِ

(المسجد رک للحاکم۔ کتاب الصلوٰۃ جلد 1 صفحہ 263 مطبوعہ المطبوعات اسلامیہ بیروت۔)

جامع الترمذی۔ کتاب الصلوٰۃ حدیث 413 جلد 1 صفحہ 422 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر وہ مکمل پائی گئی تو اس کے تمام اعمال قبول ہوں گے اور وہ اگر ناقص پائی گئی تو اس کے تمام اعمال رد کر دیئے جائیں گے ایک اور حدیث میں ہے:

مَنْ لَمْ يُعْمَرْ رُكُوعَ الصَّلَاةِ وَلَا سُجُودَهَا وَلَا خُشُوعَهَا خَرَجَتْ وَهِيَ سَوْدَاءٌ مُظْلِمَةٌ  
تَقُولُ لِصَاحِبِهَا ضَيِّعَكَ اللَّهُ كَمَا ضَيِّعْتَنِي حَتَّىٰ إِذَا كَانَتْ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَىٰ لَفْتُ كَمَا  
يَلْفُ الثُّوبُ الْخَلْقَ فَيَضْرِبُ بِهَا وَجْهَهُ

(ترجمہ) جو شخص نماز کا رکوع، سجدہ اور خشوع پورا نہ کرے تو وہ نماز سیاہ تاریکی کی صورت میں آئے گی اور اس نمازی سے کہے گی اللہ ﷻ تجھے ضائع کر دے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا حتیٰ کہ جب اللہ ﷻ چاہے گا تو اس کو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس شخص کے منہ پر مارا جائے گا۔

حضرت سعید تنوخی رحمۃ اللہ علیہ جب نماز پڑھتے تو آنسو آپ کے رخساروں اور داڑھی پر پھیل جاتے۔ حضرت حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھتے ہوئے اپنی داڑھی سے کھیل رہا تھا اور اس سے سنا کہ وہ سجدے کی حالت میں کہہ رہا ہے۔ یا اللہ ﷻ! جنت میں حور عین سے میرا نکاح کر دے جس سے میری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہو۔

حضرت حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے فلاں! تیرا حور کو اپنے نکاح میں لانے کی خواہش کرنا میرے خیال میں تیرے اندر حیا کی کمی کی وجہ سے ہے۔ تو حور سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور (نماز میں) کھیل رہا ہے حضرت مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ جب نماز میں داخل ہوتے تو آپ کو پتہ نہ چلتا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارد گرد کیا چیز ہے۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر والوں سے فرماتے تھے میرے پاس آواز بلند نہ کرو البتہ جب تم دیکھو کہ میں نے نماز شروع کر دی ہے کیونکہ جب میں نماز میں ہوتا ہوں تو تمہاری گفتگو میں سے کچھ بھی نہیں سنتا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے تھے کہ مسجد کا ایک حصہ گر گیا اور بہت زیادہ شور مچا اور لوگ اس سے جلدی جلدی نکلنے لگے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ بھی پتہ نہ چلا حتیٰ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز سے سلام پھیرا۔ جب نماز کا وقت ہوتا امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا رنگ پیلا پڑ جاتا اور بدل جاتا اور آپ فرماتے یہ امانت ہے جو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کی گئی تو انہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور میں نے (انسان مراد ہے) اس کو اٹھایا تو میں نہیں جانتا کہ میں اس کے آداب پورے کر رہا ہوں یا نہیں؟



حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے میرے رب ﷻ! تو کس شخص کی نماز قبول کرتا ہے اور کس کے لئے تیرے گھر میں داخل ہونا مناسب ہے؟ (یعنی مسجد میں) اللہ ﷻ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ میری رضا کی خاطر جو شخص میری عظمت کے لئے تواضع اختیار کرے اپنا دن میری یاد میں گزارے، اپنے نفس کو میری رضا کی خاطر خواہشات سے روکے بھوکے کو کھانا کھلائے اجنبی کو ٹھکانہ دے اور معصیت زدہ پر رحم کرے اس شخص کے لئے مناسب ہے کہ میرے گھر میں داخل ہو اور میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

حضرت حاتم امم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے جب بھی نماز پڑھی تو میں نے اپنے عمل کو دیکھا کہ اس میں اطاعت کے مقابلے میں سوئے ادب زیادہ ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے تھے دل کی حاضری کے ساتھ دو رکعتیں ان ہزار رکعتوں سے بہتر ہیں جن میں آدمی کا دل غافل ہو۔

حضرت علی ابن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو زیادہ سجدوں کی وجہ سے ”سجاد“ کہا جاتا تھا اور وہ فرماتے تھے اس میں (سجدے میں) خضوع اختیار کرنا رکوع کے خضوع سے افضل ہے۔ اسی لئے میں سجدے زیادہ کرتا ہوں۔ کہا گیا کہ ہر دن ایک ہزار رکعات آپ کا وظیفہ تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نماز کے دوران مٹی پر سجدہ کرتے تھے چٹائی پر نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے اللہ ﷻ کے ہاں یہ خضوع کے زیادہ قریب ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ جب ان میں سے ایک مسجد میں داخل ہوتا تو کانپ اٹھتا اور اللہ ﷻ کے خوف کی شدت سے اس کا رنگ بدل جاتا اور اسے امور دنیا میں سے کوئی بات یاد نہ رہتی بلکہ سب کچھ بھول جاتا۔

ہمارے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے) شیخ سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے آخری ہیں جن کو ہم نے اس مقام پر پایا اور آپ مسجد میں جانے کی جرأت نہیں کرتے تھے مگر لوگوں کے تابع ہو کر جاتے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص مسجد میں بیٹھتا ہے وہ صرف اپنے رب ﷻ کے ساتھ بیٹھتا ہے اور عنقریب ایک وقت آئے گا کہ لوگ مسجد میں حلقوں میں بیٹھیں گے اور ونوی باتیں کریں گے پس تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ جائز باتوں کے بارے میں ہے تو ان لوگوں کا کیا حال ہے جو مسجدوں میں بیٹھ کر غیبت کرتے ہیں ان میں علماء اور صالحین بھی شامل ہیں ہم اللہ ﷻ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لو اور خشوع اختیار کرو ہو سکتا ہے تم بھی خشوع کرنے والوں میں شمار ہو جاؤ۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## نماز کے وقت پردے اٹھ جائیں

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ پردے اٹھ جانے پر عمل کرتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے ایک جب بھی چاہے رسول اکرم ﷺ کی قبر شریف میں آپ کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اسی طرح ہر نبی ﷺ اپنی قبروں میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

سیدی شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ<sup>۱</sup> پانچوں نمازیں حضور ﷺ کے پیچھے پڑھتے تھے جس طرح آپ نے خود بیان فرمایا۔

اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی معاملہ تھا۔ ایک دن سیدی ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدین سے پوچھا تم میں سے کون رسول اکرم ﷺ کی مجلس میں ہوتا ہے اور آپ سے رات اور دن میں کسی بھی وقت پردے میں نہیں ہوتا؟ انہوں نے عرض کیا ہم میں سے کسی کو یہ مقام حاصل نہیں آپ نے فرمایا ان دلوں پر روؤ جو کائنات اور عالم ملکوت کے اسرار سے پردے میں ہیں اللہ ﷻ کی قسم! اگر حضور ﷺ ایک لحظہ کے لئے مجھ سے پردے میں ہوں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار نہ کروں۔

میں (مصنف) کہتا ہوں یہ وہ مقام شرف ہے جس تک (راہ حق کا) سالک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ایک لاکھ پردوں، سینتالیس ہزار پردوں اور نو سو ننانوے پردوں سے آگے نہ چلا جائے اور یہ بات ہر ولی کو حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ ہم (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی کتاب ”المحود الحمدیہ“ میں وضاحت کی ہے اور اس کتاب کے شروع میں بھی ذکر کیا ہے۔ پس اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## روزے اور حج میں آداب کا زیادہ خیال رکھنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ دیگر عبادات کے مقابلے میں روزے اور حج کے آداب کا زیادہ خیال رکھتے ہیں تاکہ وہ ایک سال سے دوسرے سال تک (روزوں کے حوالے سے) اور حج کے بعد مرنے تک شیطان کے دوسوں سے محفوظ رہیں۔ جس طرح نماز جمعہ میں دل حاضر ہو تو

۱- آپ حضرت امام بوسیری رحمۃ اللہ علیہ (صاحب قصیدہ بردہ) کے مرشد گرامی ہیں اور سکندر یہ (مصر) میں آپ کا مزار شریف اور خوبصورت مسجد ہے آپ کے مزار مقدس کے سامنے حضرت امام بوسیری رحمۃ اللہ کا مزار اور مسجد ہے راقم نے مورخہ ۳۰ دسمبر ۲۰۰۴ بروز جمعرات دونوں بزرگوں کے مزارات مقدسہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا واللہ الحمد۔ ۱۲ ہزاروی

دوسرے جمعہ تک شیطان کے وسوسوں سے محفوظ رہتا ہے اسی طرح جب پانچوں نمازوں میں دل حاضر ہو تو بعد والی نماز تک شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہتا ہے جس طرح اس بات کو وہ شخص پہچانتا ہے جس کو اللہ ﷻ نے اسرار شریعت پر مطلع کیا اور وہ ان نمازیوں میں سے ہوا جو شریعت کے حکم کے مطابق نماز پڑھتے ہیں عادت کے طور پر نہیں۔

ایک مرتبہ میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک شخص سے سنا وہ سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ رہا تھا کہ کیا آپ نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے؟ شیخ خاموش رہے اور ایک ساعت تک جواب نہ دیا پھر فرمایا آئندہ مجھ سے اس قسم کا سوال نہ کرنا اس طرح تم مجھے جھوٹ میں مبتلا کرو گے کیونکہ نماز تو اسے کہتے ہیں جس میں بندہ اول سے آخر تک اپنے رب کے ہاں حاضر ہو اور اس کے دل میں کوئی خیال نہ گزرے سوائے اللہ ﷻ کی محبت کے اور یہ کہ وہ اللہ ﷻ کے سامنے ہے اور وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اور جو کچھ کر رہا ہے یعنی قرأت، ذکر، رکوع اور سجدہ وغیرہ سب اللہ ﷻ کے سامنے ادا ہو رہا ہے۔

اس شخص نے کہا اگر میں اس قسم کا سوال کرنا چاہوں تو کیا کہوں فرمایا تم مجھ سے پوچھو کیا آپ وقت پر لوگوں کے ساتھ اٹھے اور بیٹھے یا نہیں؟

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو یوں پایا کہ وہ اپنے روزے کو ہنسنے سے بھی بچاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مہینہ نیکیوں میں آگے بڑھنے کا ہے ہنسنے اور کھیل کود کا مہینہ نہیں ہے۔ حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بے شک روزوں کا مہینہ بھوک کا مہینہ ہے پس جو شخص اس میں اس قدر بھوکا نہ ہو جس سے اس کی جلد کارنگ بدل جائے تو اس کے روزے سے اسے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے تمام اعضاء کو گناہوں سے نہ بچائے وہ روزہ دار نہیں ہے اگرچہ بھوکا رہے اور جو شخص اپنے اعضاء کو گناہوں سے روکے وہ حقیقت میں روزہ دار ہے۔ میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس سے مراد یہ ہے کہ آخرت کے احکام میں جب عمل کرنے والے کو پورا پورا اجر دیا جائے گا تو یہ شخص روزہ نہ رکھنے والے کی طرح ہوگا کہ اس کا اجر کم ہوگا۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) رضی اللہ عنہما نے حج کیا جب احرام باندھ کر سواری پر بیٹھ گئے تو آپ کارنگ پیلا پڑ گیا اور آپ پر لکھی طاری ہو گئی حتیٰ کہ ہیبت کی وجہ سے تلبیہ نہ کہہ سکے ساتھیوں نے پوچھا کیا آپ تلبیہ نہیں کہتے؟

فرمایا مجھے ڈر ہے کہ میں لبیک (میں حاضر ہوں) کہوں تو مجھے جواب دیا جائے تیرا "لبیک اور سعادت" کہنا قبول نہیں ہے۔ عرض کیا گیا یہ کلمات کہنا ضروری ہے جب آپ نے تلبیہ کہا تو آپ پر بیہوشی طاری ہو گئی

اور آپ گر پڑے اور مسلسل یہ حالت طاری رہی حتیٰ کہ حج کو مکمل کیا اور جب حجر اسود کو بوسہ دیا تو فرمایا اگر رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تجھے بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشائخ کی قبروں کو بوسہ دینے کی بجائے بوسہ نہ دینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ حضور ﷺ سے ثابت نہیں کہ آپ نے اپنے بھائیوں (یعنی انبیاء کرام علیہم السلام) میں سے کسی کی قبر کو بوسہ دیا ہو۔ اور ہمیں یہ بات بھی نہیں پہنچی کہ آپ نے کسی کو اس پر یعنی کسی کو صالحین امت میں سے کسی کی قبر کو بوسہ دینے پر برقرار رکھا ہو (یعنی آپ کے سامنے بوسہ دیا گیا اور آپ نے منع نہ فرمایا ہو) اس لئے ادب کا تقاضا یہ ہے کہ مشائخ کی قبروں اور چوکھٹوں کو بوسہ دینے سے باز رہنا چاہئے اور اس کی جگہ ان کے اخلاق کی پیروی کرنی چاہئے۔<sup>۱</sup>

جب حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے حج کا احرام باندھا تو آپ تلبیہ نہ کہہ سکے حتیٰ کہ قافلہ ایک میل تک چلا اور آپ کی بیہوشی والی کیفیت ہو گئی اور آپ کجاوے میں تھے پھر افاقہ ہوا حضرت احمد بن ابی حواری رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے ساتھ تھے ان سے فرمایا اے احمد! بے شک اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ الطیثی کی طرف وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل کے ظالموں سے فرمادیں کہ وہ میرا ذکر کم کر دیں کیونکہ ان میں سے جو میرا ذکر کرتا ہے اس کا ذکر لعنت کے ساتھ کرتا ہوں حتیٰ کہ وہ میرے ذکر سے خاموش ہو جائے۔

اے احمد! تجھ پر تعجب ہے ہم اس بات سے بے خوف نہیں ہیں کہ اللہ ﷻ ہم پر لعنت بھیجے کیونکہ ہم نے اپنے اوپر بھی ظلم کیا اور اپنے غیر پر بھی ظلم کیا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے ایک نوجوان کو دیکھا اس نے احرام باندھ رکھا تھا اور خاموش تھا میں نے اس سے پوچھا اے نوجوان! تو تلبیہ کیوں نہیں کہتا؟ اس نے کہا اے شیخ! تلبیہ مجھے کیا فائدہ دے گا میرے گناہ، جرائم اور برے اعمال بے شمار ہیں مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے تلبیہ کہا تو جو ابابہ نہ کہا جائے تیرا تلبیہ قبول نہیں نہ میں تیرا کلام سنتا ہوں اور نہ تیری طرف (رحمت کی) نظر کرتا ہوں۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اس سے کہا اے میرے بیٹے! بے شک اللہ ﷻ کرم کرنے والا بخشنے والا ہے اس نے کہا آپ مجھے تلبیہ کا اشارہ دے رہے ہیں میں نے کہا ہاں پس اس نے اپنا پہلو زمین پر رکھ کر لبیک کہا اور سسکیاں لینے لگا حتیٰ کہ اس کی روح قبض ہو گئی۔ اللہ ﷻ اس پر رحم فرمائے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بصرہ سے پیدل حج

۱۔ مصنف علیہ الرحمہ نے قبرستان میں اور بزرگان دین کے مزارت پر حاضری دینے سے منع نہیں فرمایا بلکہ عمل کی طرف توجہ دلائی نیز آداب زیارت بتائے کہ ان کی چوکھٹ کو بوسہ دینے کی بجائے ان کی سیرت و کردار کو دیکھنا چاہے بوسہ دینا جائز ہے لیکن عوام الناس کے اس میں حد سے بڑھ جانے کے خطرہ کے پیش نظر احتیاط لازم ہے۔ ۱۲ ہزاروی

کے لئے گئے ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کے پاس سواری نہیں جس پر سوار ہوں انہوں نے فرمایا کیا بھاگا ہوا غلام اس بات پر راضی نہیں کہ اپنے آقا سے صلح کرنے کے لئے سواری کے بغیر آئے اور میں اس (مقدس) سرزمین میں جاتے ہوئے بہت زیادہ شرم محسوس کر رہا ہوں۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے ایک نوجوان کو دیکھا اس کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا اور وہ کعبہ شریف کے پردوں سے لٹکا ہوا کہہ رہا تھا۔

اے اللہ ﷻ! بے شک میرے ذمہ تیرے حقوق ہیں پس مجھے وہ معاف فرمادے اور تیرے بندوں کے مجھ پر حقوق ہیں تو اپنے فضل سے ان کو مجھ سے اٹھالے اور تیرا فضل مجھ پر پورا ہو چکا ہے۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو یوں پایا کہ وہ کجاوے کے بغیر سواری پر حج کے لئے جاتے تھے اور ان پر سایہ بھی نہیں ہوتا تھا اور وہ فرماتے تھے محرم (جس نے احرام باندھا اس) کے بال بکھرے ہوں اور چہرہ گرد آلود ہو اور یہ (سواری وغیرہ) اس کے خلاف ہے اور ان میں سے ایک جب حج کا ارادہ کرتا اور کئی سال حلال پیسے اکٹھے کرتا رہتا تا کہ حج پر خرچ کرے اور وہ اپنے حج کے سلسلے میں حکمرانوں اور ان کے خدمت گاروں سے کوئی چیز نہیں لیتے تھے۔ اور تمام تعزیریں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## مخلوق کے دیکھنے سے شدید حیا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ مخلوق کے دیکھنے سے سخت حیا کرتے ہیں چہ جائیکہ وہ اپنے رب ﷻ سے سخت حیا نہ کریں۔

حدیث شریف میں ہے

الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ وَلِكُلِّ ذَنْبٍ خُلُقٌ وَالْإِسْلَامُ الْحَيَاءُ

(الجامع الصغير حدیث 3859 جلد 1 صفحہ 234 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) حیا ایمان سے ہے اور ہر دین کا ایک خلق ہے جب کہ اسلام کا خلق حیا ہے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہر چیز کی زینت ہوتی ہے اور حیا کی زینت گناہ کو ترک کرنا ہے اور ہر چیز کا پھل ہے اور حیا کا پھل بھلائی کمانا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کسی دل کو اس سے سخت سزا نہیں دیتا کہ اس کے دل سے حیا چھین لے۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو یوں پایا کہ وہ اللہ ﷻ سے اس کی

رضا اور جنت کا سوال کرنے میں بھی حیا کرتے تھے۔ وہ اس سے غموور گزر کا سوال کرتے تھے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سب سے پہلے سفر میں خیمہ لگانے والے امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے فرمایا میں لوگوں سے سخت حیا کرنے والا ہوں پس مجھے ان کے دیکھنے سے پردے میں کر لو۔

اور آپ بیت الخلاء میں سر ڈھانپنے بغیر نہیں جاتے تھے کیونکہ فرشتوں سے بھی حیا کرتے تھے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہی وجہ ہے کہ ان کو اس کا بدلہ اس صورت میں ملا کہ فرشتے ان سے حیا کرتے ہیں کسی اور سے نہیں جس طرح حدیث شریف میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا أُسْتَجِي مِمَّنْ تَسْتَجِي مِنْهُ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ

(مسند امام احمد بن حنبل۔ مہر ویات مسند عائشہ رضی اللہ عنہا جلد 6 صفحہ 62 مطبوعہ مکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے آسمان کے فرشتے حیا کرتے ہیں۔

اور حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرشتوں کے لئے بیت الخلاء کے دروازے پر اپنی چادر ڈال دیتے اور فرماتے تم دونوں (کرانا کاتبین) یہاں بیٹھو یہاں تک کہ میں تمہاری طرف باہر نکلوں۔

## شدت تقویٰ اور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور اس کے بعد بھی اپنے آپ کو متقی نہیں سمجھتے نیز وہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے آپ سے کہتے تھے اے ابن خطاب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم! تمہیں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور بضرور ڈرنا ہوگا ورنہ وہ تمہیں عذاب دے گا پھر تمہاری پرواہ نہیں کرے گا۔

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرتا ہے وہ نفس کی خواہشات کے مطابق عمل نہیں کرتا۔

حدیث شریف میں ہے

مَنْ قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ فَغَضِبَ أُوقِفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَمْ يَتَّقِ مَلَكًا إِلَّا مَرَبَهُ وَعَابَهُ وَقَالَ لَهُ أَنْتَ الَّذِي قِيلَ لَكَ اتَّقِ اللَّهَ فَغَضِبَتْ.

(ترجمہ) جس شخص سے کہا جائے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرو اور اسے اس پر غصہ آئے تو قیامت کے دن اسے کھڑا

کیا جائے گا اور ہر فرشتہ اس کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے جھڑکے گا اور اس سے کہے گا تم وہ ہو جس سے کہا گیا کہ اللہ ﷻ سے ڈرو تو تمہیں غصہ آ گیا۔

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا اے امیر المؤمنین لوگ اس وقت تک بھلائی کے ساتھ رہیں گے جب تک آپ ان میں موجود رہیں گے۔ انہوں نے فرمایا لوگ اس وقت تک بھلائی کے ساتھ رہیں گے جب تک اپنے رب کو راضی رکھیں گے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب یہ آیت کریمہ پڑھتے:

وَالْقَوْنِ يَاؤُلَى الْأَلْبَابِ ۝

(پ۔ البقرہ ۱۹۷)

(ترجمہ) اے عقلمندو! اللہ سے ڈرو

تو فرمایا ان لوگوں کو اس لئے عتاب ہوا کہ وہ اپنے آپ سے محبت کرتے تھے۔

حضرت عروہ رقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندے کی اپنے رب سے محبت قرآن مجید سے محبت اور اس پر عمل کرنا ہے اور رسول ﷺ سے اس کی محبت یہ ہے کہ آپ کی سنت پر عمل کرے۔

حضرت مطرف بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندے کی اپنے رب سے محبت یہ ہے کہ وہ اس کی کتاب (قرآن مجید) کی تلاوت سے نہ اکتائے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بندے کی اپنے رب سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اس کی عبادت میں زیادہ کھڑا ہو اور اپنے آپ کو تھکا دے۔

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں ایک شخص کے پاس سے گزرا جو برف میں سویا ہوا تھا میں نے اس سے پوچھا کیا تم برف کی تکلیف کو محسوس نہیں کرتے؟ اس نے کہا جس کو اللہ ﷻ کی محبت کا ذائقہ حاصل ہو گیا اسے ٹھنڈک اور آگ کی تکلیف نہیں پہنچتی۔ وہ ہر جگہ محبت کاملہ مراد لیتے ہیں۔

اور حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اپنے خیال میں اللہ ﷻ سے محبت کرتے ہیں لیکن اللہ ﷻ ان سے محبت نہیں رکھتا ہے۔

اے بھائی! اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## دنیا سے زہد اور طلب دنیا کی مذمت

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ دنیا سے بے رغبتی اختیار کرتے ہیں اور ہر طالب دنیا کی مذمت کرتے ہیں اور اس سلسلے میں مبالغہ کرتے ہیں حتیٰ کہ علماء بنی اسرائیل کی طرح وہ حکمت بھری گفتگو کرتے ہیں۔

اور زہد کے سلسلے میں ان کے قائد سرکار دو عالم ﷺ ہیں رسول اکرم ﷺ کے خانہ اقدس میں چالیس چالیس راتیں آگ اور چراغ نہیں جلتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ آپ لوگ زندگی کیسے گزارتے تھے انہوں نے فرمایا دو سیاہ چیزوں یعنی کھجور اور پانی کے ساتھ۔

اور رسول اکرم ﷺ نے پیوند لگی چادر اور ایسی ازار میں وفات پائی جو عربی گاڑھی تھی (عربی، عربیہ کی طرف منسوب ہے)

نبی اکرم ﷺ فرماتے تھے:

إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَضَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَوَكَّهََا

(ترجمہ) بے شک میری اور دنیا کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو ایک درخت کے سائے میں بیٹھتا ہے پھر اسے چھوڑ کر چل پڑتا ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے زہد کے تین حرف ہیں۔ زاء کا معنی دنیوی زینت کو چھوڑنا۔ ہاء کا معنی نفسانی سوئی (خواہش) کو ترک کرنا اور وال کا معنی دنیا کو (اس کی محبت کو) مکمل طور پر چھوڑنا ہے پس جب تم ایسا کرو گے تو تم زاہد ہو گے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے زہد کی تین اقسام ہیں

(1) فرض: یہ زہد حرام کاموں کو چھوڑنے کی صورت میں ہے۔

(2) واجب: یہ زہد شبہات سے بچنے میں ہے۔

(3) سنت: یہ زہد حلال (مباح) چیزوں سے بچنے میں ہے (لیکن ان کو حرام نہ سمجھے)

اسی لئے حکومت حاصل کرنے سے زہد سونے اور چاندی سے بچنے کے مقابلے میں زیادہ سخت ہے کیونکہ تم حکومتی منصب حاصل کرنے کے لئے ان دونوں چیزوں کو خرچ کرتے ہو۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بیوی بچوں کو دنیا میں زہد پر مجبور کرے ہاں اس پر لازم ہے کہ ان کو اس بات کی دعوت دے اگر وہ اسے قبول کر لیں تو ٹھیک ہے ورنہ خود زہد اختیار کرے اور ان کی بھلائی کی چیزیں ان کو دے۔

وہ یہ بھی فرماتے تھے کہ جو چیز تمہیں تمہارے رب سے غافل کرے وہ اہل ہوں، مال ہو یا کوئی دوسری چیز وہ تمہارے لئے نحوست کا باعث ہے۔

میں (معنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ اس لئے کہ اللہ ﷻ نے تمام موجودات کو پیدا کیا کہ وہ بندے کو اس کے رب کی یاد دلائیں اس صورت میں یہ مبارک ہے بخلاف اس کے جب موجودات اس کے اور اس کے رب ﷻ کے درمیان حجاب بن جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اولاد اور مال بندے کے لئے بہت بڑا فتنہ ہے کیونکہ



جب اس کا میلان ان کی طرف ہوگا تو وہ اللہ ﷻ کی طرف متوجہ نہیں ہو سکے گا۔

حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے طمسح کھایا تو انہوں نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا اور فرمایا (اس طرح) لوگ اپنی خواہشات کے مطابق کھانے میں آپ کی اقتدا کریں گے۔ حضرت بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب اللہ ﷻ نے ہمیں دنیا میں زہد عطا فرمایا تو اس کے بعد ہماری دنیا کی طرف رغبت کا گناہ ہی کافی ہے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے زہد کے بارے میں بہت سی باتیں سنی ہیں لیکن اس سلسلے میں سب سے اچھی بات جو ہم نے دیکھی یہ ہے کہ زہد ہر اس چیز میں ہوتا ہے جو اللہ ﷻ سے پھیر دے حتیٰ کہ علم اور عمل بھی۔ (جس چیز کی وجہ سے اللہ ﷻ سے دوری ہو اسے چھوڑنا زہد ہے)

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یعنی اگر علم اور عمل میں ریاکاری خود پسندی یا لوگوں کی طرف تعریف کی چاہت وغیرہ آجائے ورنہ جو شخص علم و عمل میں مخلص ہو اس کے لئے اس میں زہد ٹھیک نہیں کیونکہ ان دونوں باتوں میں اخلاص بندے کے دل کو اپنے رب کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا مجھے کسی زاہد عالم کے بارے میں بتائیے جس کے پاس میں بیٹھوں انہوں نے فرمایا اے فلاں ایہ چیز کم ہو چکی ہے اب نہیں پائی جاتی۔ اور حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے زہد پورے کا پورا نفس کو تھکانے کا نام ہے جب کوئی زاہد دنیا میں راحت کی طرف مائل ہوا، اس وقت اس نے زہد سے رجوع کر لیا۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ لوگوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دنیا کا (عہدہ حاصل کرنے کا) مطالبہ کیا تو آپ اس سے بھاگ گئے اور ہم نے دنیا طلب کی تو وہ ہم سے بھاگ گئی تو دیکھو دونوں قسم کے لوگوں کے درمیان کتنا فرق ہے۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے اللہ ﷻ سے تین باتیں طلب کیں ایک یہ کہ جب مجھے موت آئے تو میری ملک میں کوئی درم نہ ہو اور نہ میرے ذمہ ہو اور نہ میری ہڈیوں پر گوشت ہو پس آپ کا انتقال اسی طرح ہوا۔

ایک مرتبہ خلیفہ نے فقہاء کی طرف عطیات بھیجے تو انہوں نے قبول کر لئے اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دس ہزار درہم بھیجے لیکن آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا ان کی اولاد نے ان سے کہا کہ فقہاء نے تحائف قبول کر لئے حالانکہ وہ لوگوں کے پیشوا ہیں آپ کیوں قبول نہیں کرتے؟

(یہ سن کر) آپ روئے اور فرمایا میری اور تمہاری مثال اس قوم جیسی ہے جن کے پاس گائے ہو اور وہ اس کے ذریعے کھیتی باڑی کرتے ہوں جب وہ بوڑھی ہو جائے تو ان میں سے بعض کہیں اس کو ذبح کر دو اس

سے پہلے کہ تم اس کی کھال اور گوشت سے فائدہ نہ اٹھا سکو، اسی طرح تم بھی مجھے بڑھاپے میں ذبح کرنا چاہتے ہو پس بھوک پر صبر کرو یہ تمہارے لئے مجھے ذبح کرنے سے بہتر ہے۔

انہوں نے کہا آج ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں تو انہوں نے چھری لی اور اپنے نیچے بچھے ہوئے پرانے پھونے سے ایک ٹکڑا کاٹ کر فرمایا اس کی قیمت سے کھانے کے لئے کچھ خرید لو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام زاہدین کے سردار تھے آپ بالوں والا لباس پہنتے اور درختوں کے پتے کھاتے تھے آپ کے ہاں اولاد نہ تھی جسے موت آتی، مگر نہیں تھا جو خراب ہو جاتا اور نہ کل کے لئے رزق تھا، جہاں رات آ جاتی وہاں سو جاتے۔

ایک مرتباً آپ سے عرض کیا گیا اے روح اللہ! کیا آپ اپنی سواری کے لئے دراز گوش (گدھا) خرید نہیں لیتے؟ فرمایا اللہ ﷻ کے ہاں میری عزت اس سے زیادہ ہے کہ میں گدھے کی خدمت میں مشغول ہو جاؤں اور آپ ﷻ اپنے حواریوں (ساتھیوں) سے فرماتے تھے میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کا چھان بورا کھانا جو رکھ میں ملا ہوا ہو اور کتوں کے ساتھ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر سو جانا اور سخت ٹاٹ پہن لینا اس شخص کے لئے بہت زیادہ ہے جس نے (آخر کار) مرجانا ہے۔

حضرت عیسیٰ ﷻ نے اپنے لئے پھوننا، تکیہ اور پیالہ تک نہیں رکھا اور ایک مرتبہ اپنے سر کے نیچے اینٹ رکھ دی حضرت جبرئیل ﷻ آئے اور کہا اے عیسیٰ ﷻ! آپ دنیا سے زہد اختیار کرنے کے بعد اس کی طرف مائل ہو گئے اور آپ نے اپنے سر کے نیچے اینٹ کا تکیہ رکھ لیا؟ اس کے بعد سے آپ بیٹھے بیٹھے سوتے تھے حتیٰ کہ اللہ ﷻ نے آپ کو اٹھالیا۔

حضرت عیسیٰ ﷻ بنی اسرائیل سے فرماتے تھے تم پر خاص پانی خشکی کی سبزی اور جو کا چھان اختیار کرنا لازمی ہے گندم کی روٹی سے بچو تم جو کے چھان بورے کا شکر بھی ادا نہ کر سکو گے۔

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے تین درہم کی قمیض خریدی اس وقت آپ خلیفہ تھے آپ نے کلائیوں سے اس کی آستین کاٹ کر پہن لی اور فرمایا اس پر اللہ ﷻ کا شکر ہے کہ یہ اس کے عمدہ مال میں سے ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب قمیض پہنتے تو جب تک پرانی نہ ہو جاتی اسے نہ اتارتے ایک مرتبہ آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ اپنی قمیض کو دھوتے نہیں؟ آپ نے فرمایا معاملہ (موت) اس سے زیادہ جلدی میں ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر پوری دنیا میرے قبضے میں ہوتی تو میں اس پر خوش نہ ہوتا اور اگر کوئی شخص میرے ہاتھ سے پوری دنیا لے لے تو میں اس کا پیچھا نہیں کروں گا اور نہ ہی اس پر

غمگین ہوں گا۔

آپ مکہ مکرمہ میں پانی کے ذریعے روزی کماتے تھے آپ کے پاس ایک اونٹ تھا اس پر پانی لا کر فروخت کرتے اور اس سے آپ اور آپ کے گھروالے رزق حاصل کرتے۔

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جس نے اپنے پیٹ کو کنٹرول کر لیا اس نے اپنے دین کو محفوظ کر لیا اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کی آزمائش ایک لقمہ سے ہوئی تھی اور قیامت تک تمہاری آزمائش بھی اسی کے ساتھ ہوگی پس اس بات کو جان لو۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس سے مراد اللہ ﷻ کا انسانوں کو آزمانا ہے کہ کیا یہ لوگ خواہشات کو چھوڑنے پر صبر کر سکتے ہیں یا خواہشات کا شکار ہوتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی آزمائش محض صورتاً تھی (حقیقتاً تھی) اللہ ﷻ نے آپ کو اس میں ڈالنا کہ آپ کو اس بات کی پہچان حاصل ہو جائے کہ جب آپ اللہ ﷻ اولاد ہوگی تو وہ اس طرح آزمائش میں پڑے گی۔ (یہ رسولوں کو غیب کے باتوں پر مطلع کرنے کے باب سے ہے۔) اور تا کہ آپ کو اس بات کی پہچان بھی حاصل ہو جائے کہ جب آپ کی اولاد اس میں مبتلا ہوگی تو وہ کس طرح توبہ کرے گی پس خطاب آپ کو اور حکم دوسروں کو تھا۔ جس طرح ہم نے (مصنف علیہ الرحمہ نے) اپنی کتاب ”الاجوبۃ عن الاکابر“ (اکابر کی طرف سے جواب) میں اس کی وضاحت کی ہے۔

## حکمت بھری باتیں

اور ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کی حکمت بھری باتوں میں سے یہ باتیں ہیں مطلب یہ کہ جب وہ دنیا سے بے رغبتی میں مضبوط ہو گئے (تو ان کی باتیں حکمت پر مبنی ہوتی ہیں) تو اس سلسلے میں حضرت ابراہیم بن ادم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو شخص گناہ کا مرتکب ہوتا ہے وہ غفلت نہیں۔

حضرت دھب بن معبہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جو شخص تیرے بارے میں اچھائی کی بات کرے جو (اچھائی) تجھ میں نہیں پائی جاتی تو وہ تیرے بارے میں ایسی برائی کا ذکر بھی کرے گا جو تجھ میں نہیں اور جو شخص اپنے آپ کو تہمت کے مقام پر لے جائے وہ اپنے بارے میں بدگمانی کرنے والے کو طامت نہ کرے۔ اور ان کا یہ قول بھی ہے کہ جس بات کا عذر پیش کرنا پڑے اس سے بچو۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے کسی یقین کو اس یقین کے مقابلے میں جھوٹ کے زیادہ مشابہ نہیں دیکھا جو لوگوں کو موت کے بارے میں ہے لیکن اس کے باوجود غفلت میں ہیں (یعنی یقین بھی رکھتے ہیں اور عملاً جھوٹ بھی سمجھتے ہیں)

۱۔ اللہ ﷻ عالم الغیب ہے ذاتی طور پر غیب کا علم صرف اسی ذات کو ہے مخلوق میں سے کسی کو نہیں لیکن وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے جتنا چاہے غیب کا علم عطا فرماتا ہے اور مخلوق کے پاس یہ علم غیب عطا ہوتا ہے یہی راہ حق ہے۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے خضاب سے جوانی اور دوئی سے صحت واپس نہیں آتی۔  
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ”تو خود زمانہ ہے اگر تو ٹھیک رہا تو وہ (زمانہ) بھی ٹھیک رہے گا اور اگر  
تو خراب ہو گیا تو وہ بھی خراب رہے گا۔“

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ سب (ملک) کے ایک شخص سے فرمایا تمہاری قوم کس قدر جاہل  
ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو اپنا حکمران بنا لیا۔ اس نے جواب دیا آپ کی قوم زیادہ جاہل ہے کہ اللہ ﷻ نے  
حضرت محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا تو ان لوگوں نے کہا:

اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَابًا مِنَ السَّمَاءِ أَوْائِنَا  
بِعَذَابِ الْيَمِّ. ۝  
(پ الانفال ۳۲)

(ترجمہ) یا اللہ! اگر یہ تیری طرف سے حق پر ہیں تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایا ہمیں دردناک عذاب دے  
انہوں نے یہ کیوں نہیں کہا یا اللہ! اگر یہ تیری طرف سے حق پر ہیں تو ان کی طرف ہماری رہنمائی فرما۔  
(یہ سن کر) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

حدیث شریف میں ہے:

لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَرِزَنَ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الزکوٰۃ حدیث 4110 جلد 2 صفحہ 1377 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

(ترجمہ) اگر اللہ ﷻ کے نزدیک دنیا چمچر کے پر کے برابر بھی وزن رکھتی تو اللہ ﷻ اس سے کسی کافر کو ایک  
گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔ ایک اور حدیث میں ہے:

الدُّنْيَا دَارٌ مَنْ لَا دَارَ لَهُ وَمَالٌ مَنْ لَا مَالَ لَهُ وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ وَعَلَيْهَا يُعَادَى  
مَنْ لَا عِلْمَ لَهُ وَعَلَيْهَا يُحْسَدُ مَنْ لَا لِقَّةَ لَهُ وَعَلَيْهَا يَسْعَى مَنْ لَا يَقِينَ لَهُ

(الجامع الصغير حدیث 4674 جلد 1 صفحہ 260 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں اور اس (دنیا) کے لئے  
وہ شخص (مال) جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل نہیں اس کے لئے وہ دشمنی کرتا ہے جس کے پاس علم نہیں اور اس پر  
وہ حسد کرتا ہے جس کے پاس سمجھ نہیں اور اس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے جس کو (آخرت کا) یقین نہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بے شک اللہ ﷻ نے ہر برائی کو ایک گھر میں رکھا اور  
اس کی چابی دنیا کی محبت کو بنایا اور تمام بھلائیوں کو ایک گھر میں رکھا اور اس کی چابی دنیا سے بے رغبتی کو بنایا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا کی محبت دل سے ایمان کی مٹھاس کو نکال دیتی ہے۔

حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص دنیا کا مالک ہو اور وہ تھک گیا جس نے اس

سے محبت کی وہ اس کا غلام ہو گیا یہ تھوڑی سی کافی ہوتی ہے اور زیادہ ہو تو بے نیاز نہیں کرتی۔<sup>۱</sup>  
حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے طالب دنیا کی کوئی منزل نہیں جس کے پاس ٹھہر جائے جیسا کہ صاحب آخرت کی کوئی انتہا نہیں

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے ایک دل میں دنیا و آخرت دونوں کی محبت قائم نہیں ہو سکتی جس طرح ایک ہی برتن میں پانی اور آگ جمع نہیں ہو سکتے۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص دنیا کو جائز طریقے سے کمائے اور اللہ ﷻ کی مرضی کے مطابق خرچ کرے اس نے اپنے رب سبحانہ و تعالیٰ کو راضی کر لیا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا شیطان کی دکان ہے پس تو شیطان کی دکان سے کوئی چیز چوری نہ کر وہ تیرے پیچھے آ کر تجھے پکڑ لے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی وفات ہونے لگی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا اے نبیوں میں سے سب سے زیادہ عمر والے نبی علیک السلام! آپ نے دنیا کو کیسا پایا انہوں نے فرمایا ایک ایسی حویلی کی طرح جس کے دو دروازے ہوں میں ایک میں سے داخل ہوا اور دوسرے میں سے باہر نکل گیا۔  
حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا ایک دلہن ہے اور اس میں محبت کرنے والا اس کو کنگھی کرنے والا ہے اور جو اس سے بے رغبت ہے وہ اس کے بالوں کو توڑ پھوڑ دیتا ہے اس کے چہرے کو سیاہ کرتا ہے اس کے کپڑے کاٹتا اور اس کا زیور توڑ دیتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندے کی اپنے رب ﷻ سے محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ اس چیز سے نفرت کرے جس سے اللہ ﷻ نفرت کرتا ہے پس جو شخص دعویٰ کرے کہ وہ اللہ ﷻ سے محبت کرتا ہے اور وہ دنیا سے بھی محبت کرے تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے کیونکہ اللہ ﷻ اس دنیا سے نفرت کرتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے اے اللہ ﷻ! جس نے آسمان کو اپنے حکم کے بغیر زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دنیا سے روک لے۔

حضرت وہب بن منہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم اولاد آدم علیہ السلام جنتی باشندے ہیں شیطان نے ہمیں اس سے دور کیا اور ہمیں وہاں سے فنا اور ہلاکت کے گھر کی طرف نکال دیا گیا پس کسی عقلمند کے لئے مناسب نہیں کہ وہ خوش اور مطمئن ہو جب تک وہ اس گھر کی طرف لوٹا یا نہ جائے جہاں سے اسے نکالا گیا تھا۔

ایک جماعت حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس حاضر ہوئی اور انہوں نے ان کے پاس دنیا کی بہت زیادہ مذمت کی انہوں نے ان لوگوں سے فرمایا اس کے ذکر سے رک جاؤ وہ تمہارے دل میں نہ ہوتی

۱۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا کا مال جس قدر زیادہ ہوتا ہے اسی قدر حرص بڑھتی ہے لہذا بہترین دولت قناعت اور صبر ہے۔ ۱۲ ہزار روپی

تو تم اس کا ذکر زیادہ نہ کرتے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب جسم کی بیماری مکمل ہو جائے تو اس کو کھانا اور پانی فائدہ نہیں دیتے اسی طرح جب دل میں دنیا کی محبت پیدا ہو جائے تو وعظ و نصیحت سے کامیابی نہیں ہوتی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص تیرے دین کے سلسلے میں تجھ پر فخر کا اظہار کرے تو بھی اس سے فخر کا اظہار کر اور جو شخص تیری دنیا کے بارے میں تجھ پر فخر کرے تو تو اسے اس کے سینے میں ڈال دے (مطلب یہ کہ دین میں مقابلہ درست ہے دنیا کے بارے میں نہیں)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ایک دن حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ ایک سوئے ہوئے شخص کے پاس سے گزرے اور اس سے فرمایا اے فلاں! کیا تو اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتا؟ اس شخص نے کہا میں نے اس سے افضل عبادت کی ہے۔ حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے دنیا کو دنیا داروں کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے سچ کہا سو جا تو نے عبادت گزاروں پر فوقیت حاصل کر لی ہے۔

حضرت وہب بن معہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا مردار ہے پس جو شخص اس میں سے کچھ لینے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کتوں کے ساتھ میل جول پر مبر کرنا چاہئے۔

حضرت مسلم النخات رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ کی قسم! بیگنیوں کی ایک تھیلی جس کے ساتھ تنور جلایا جائے میرے نزدیک سونے کی تھیلی سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور اس پر عمل کر اگر تو نجات چاہتا ہے حدیث شریف میں ہے

إِنَّ بَيْنَ يَدَيْكُمْ عَقَبَةً كَثُودًا لَا يَنْجُو مِنْهَا إِلَّا الْمُحْفُونَ

(اتحاف السادة المتقين جلد 10 صفحہ 407 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) بیشک تمہارے آگے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے اس سے وہی لوگ نجات حاصل کریں گے جن کا بوجھ ہلکا ہوگا۔

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں زیادہ بوجھ والوں میں سے ہوں یا کم بوجھ والوں میں سے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس ایک دن کا رزق ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جی ہاں بلکہ کل کے لئے بھی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ كَانَ عِنْدَكَ قُوْثٌ بَعْدَ غَدٍ كُنْتَ مِنَ الْمُثْقَلِيْنَ

(الترغيب والترهيب - جلد 4 صفحہ 131 مطبوعہ المصطفى البابی حلبی مصر)

(ترجمہ) اگر تیرے پاس پرسوں کا رزق بھی ہوگا تو تو زیادہ بوجھ والوں میں سے ہوگا۔

تو یہ شریعت کا ترازو ہے اور تو اپنے نفس کو زیادہ جانتا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## نوافل پر کسبِ حلال کو مقدم کرنا

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک خلق یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے عمل اور صفت کو جو ان کو لوگوں کے سامنے سوال کرنے سے بچائے نوافل اور ایسے واجبات سے جن میں گنجائش ہو مقدم کرتے ہیں (کیونکہ سوال کرنے سے بچنا اور رزق حلال کمانا فرض ہے)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو (رزق حلال کے لئے) کمانے کا محتاج ہے اگر وہ نماز باجماعت کے لئے جائے تو اس دن لوگوں سے مانگنے کا محتاج ہوگا آپ نے فرمایا وہ (حلال) کمائی کرے اور نماز تہا پڑھ لے۔

حدیث شریف میں ہے:

اللہ ﷻ نے حضرت آدم ﷺ کو ایک ہزار پٹھے سکھائے اور فرمایا اپنی اولاد سے کہیں کہ ان پیشوں کو سیکھیں اور ان کے ذریعے کھائیں اپنے دین کے بدلے نہ کھائیں۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

بے شک روح القدس (جبریل ﷺ) نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک فوت نہیں ہوگا جب تک اپنا رزق حاصل نہ کرے اگرچہ اسے کچھ تاخیر سے ملے پس اللہ ﷻ سے ڈرو اور اچھی طلب اختیار کرو اور رزق کی جلدی تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ تم اللہ ﷻ کی نافرمانی کے ذریعے اسے حاصل کرو کیونکہ اللہ ﷻ کے پاس جو کچھ ہے وہ نافرمانی کے ذریعے عطا نہیں کرتا۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کوئی شخص رزق کی تلاش چھوڑ کر مسجد میں بیٹھ جائے اور یوں کہے یا اللہ ﷻ! مجھے رزق عطا کر یہ بات خلاف سنت ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ آسمان سے سونے اور چاندی کی بارش نہیں ہوتی۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنے گھر یا مسجد میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے میں کوئی عمل نہیں کروں گا حتیٰ کہ اللہ ﷻ مجھے خود رزق عطا کرے آپ نے فرمایا یہ شخص علم سے بے خبر ہے۔ کیا اس نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی نہیں سنا

جَعَلَ اللَّهُ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ سَيْفِي

(مسند امام احمد بن حنبل۔ جلد 2 صفحہ 50 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) اللہ نے میرا رزق میری تلوار کے سائے میں رکھا ہے۔

اس سے غیبتیں مراد ہیں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس پر طبرانی شریف کی وہ حدیث گواہ ہے جو پرندوں کے بارے میں ہے کہ وہ صبح کے وقت خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کے وقت پیٹ بھرے ہوئے آتے ہیں اور اس میں ذکر کیا گیا کہ وہ طلب رزق کے لئے نکلتے ہیں۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خشکی اور سمندر میں تجارت کرتے تھے اور ان کی اقتدا سب سے بہتر ہے اور ارشاد

خداوندی ہے:

رَجَالًا لَا تُلْهِهِمْ بِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ

(پ۱۸۔ النور ۳۷)

(ترجمہ) کچھ ایسے لوگ ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے نہیں روکتی۔

ان کو رجال (کامل مرد) کہا گیا کیونکہ وہ دنیوی اسباب بھی اختیار کرتے ہیں اور اللہ ﷻ کے ذکر سے بھی غافل نہیں ہوتے اور یہی کمال ہے۔

مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷺ ایک دن ایک شخص کے پاس سے گزرے جو بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ اس نے کہا اے روح اللہ! میں عبادت کر رہا ہوں فرمایا تمہارے اخراجات کون برداشت کرتا ہے؟ اس نے کہا میرا بھائی۔

آپ ﷺ نے فرمایا تیرا بھائی تجھ سے زیادہ عبادت گزار ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کا ذکر کیا اور اس کی اچھے الفاظ میں تعریف کرنے لگے نیز انہوں نے اس کی سفر و حضر کی عبادت کا ذکر کیا حضور ﷺ نے پوچھا اس کو کون کھلاتا پلاتا ہے؟ اس کے جانور کو چارہ کون دیتا ہے؟ اور اس کے معاملات کو کون پورا کرتا ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”تم سب اس سے بہتر ہو۔“

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی آخرت اور دنیا (دونوں) کے لئے عمل کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ کوئی شخص دنیا اور آخرت کے اعمال سے فارغ ہو۔

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب کوئی شخص اپنی معیشت کے لئے کوشاں ہو وہ مسجد میں بیٹھنے والے سے افضل ہے۔



حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے یہ شان نہیں کہ تو اپنے قدموں کو عبادت کے لئے پھیلائے اور دوسرا آدمی تیرے لئے تھک جائے۔ شان یہ ہے کہ تو اپنے گھر میں روٹی حاصل کرے پھر اسے لٹکا کر نماز پڑھے (مطلب یہ کہ روٹی خود حاصل کرے) پھر تجھے اس بات کی پرواہ نہیں ہوگی کہ کون کھٹکھٹانے والا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے بخلاف اس شخص کے جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہو اور اس کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں اس کی حالت یہ ہو جائے کہ ہر کھٹکھٹانے والا دروازہ کھٹکھٹائے گا اور کہے گا کہ اس کے پاس روٹی ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین سے فرماتے تھے تمہیں کوئی پیشہ اختیار کرنا چاہئے کیونکہ عام طور پر جو لوگ امراء کے دروازے پر جاتے ہیں وہ ان کے پاس کسی ضرورت کے تحت جاتے ہیں۔ تو اے بھائی! تو اس بات کو جان لے اس پر عمل کر اور اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## مساکین سے محبت اور ان کے لئے تواضع

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ مساکین سے محبت کرتے اور ان کے لئے تواضع اختیار کرتے ہیں اور مالداروں کی مجالس سے نفرت کرتے ہیں لیکن ان کو حقیر نہیں جانتے یہ لوگ حضور ﷺ کی اس حدیث پر عمل کرتے ہیں۔

اللَّهُمَّ أَحْبِبْنِي مَسْكِينًا وَأَحْسُرْنِي لِي زُمْرَةَ الْمَسَاكِينِ

(جامع الترمذی۔ کتاب الزہد، حدیث 3359 جلد 4 صفحہ 158 مطبوعہ دارالکتب بیروت)

(ترجمہ) یا اللہ! مجھے مسکین کی حالت میں زندہ رکھنا، مسکین ہونے کی حالت میں مجھے وفات دینا اور (قیامت کے دن) مجھے مساکین کی جماعت میں اٹھانا۔

حضرت سلیمان بن داؤد علیہما الصلوٰۃ السلام اس کے باوجود کہ آپ کو بادشاہی عطا کی گئی تھی جب مسجد میں داخل ہوتے تو مساکین کے ساتھ بیٹھتے اور فرماتے مسکین، مساکین کے ساتھ بیٹھتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ بات پسند تھی کہ آپ کو ”ہا مسکین“ کہہ کر پکارا جائے اور آپ کو صرف یہی نام پسند تھا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی مرد کی عقل کا امتحان اس وقت ہوتا ہے جب اس کے پھونے پر اس کے ساتھ کوئی مسکین اس کی اجازت کے بغیر بیٹھ جائے اور اس کی حالت ناگفتہ بہ ہو پس اگر یہ شخص پریشان ہو جائے تو اس کی عقل ناقص ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں

سے ایک نبی ﷺ نے عرض کیا اے میرے رب مجھے کیسے اس بات کا علم ہوگا کہ تو مجھ سے راضی ہے؟ اللہ ﷻ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تم مساکین کو دیکھو وہ تم سے راضی ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تمام اصحاب صفہ کی طرف سے کوئی بات پہنچی تو آپ نے ان کو جھڑک دیا رسول اکرم ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:  
اے ابو بکر! رضی اللہ عنک شاید تم نے ان کو ناراض کر دیا اگر تم نے ان کو ناراض کیا ہے تو تم نے اپنے رب کو ناراض کیا۔

چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی طرف تشریف لے گئے اور ان سے ہمدردی کا اظہار کیا اور فرمایا شاید میں نے تم لوگوں کو ناراض کر دیا انہوں نے کہا نہیں اے ابو بکر! اللہ ﷻ آپ کی مغفرت کرے۔  
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے تھے ہر زمانے میں انبیاء کرام رضی اللہ عنہم کے مقبوعین فقرا اور مساکین لوگ رہے ہیں مالدار اور متکبر لوگ نہیں رہے اور رسول اکرم ﷺ فقرا کے لئے بہت تواضع فرماتے تھے اور جب آپ ان کے پاس تشریف رکھتے تو گھٹنے پر گھٹنہ رکھتے اور فرماتے میں ایک بندہ ہوں اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ النَّاسُ قِيَامًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

(جامع ترمذی۔ کتاب الادب، حدیث 2764 جلد 4 صفحہ 347 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اس کے لئے لوگ کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔  
میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں جس طرح بعض علماء نے فرمایا حدیث کا معنی یہ ہے کہ وہ اس بات کو پسند کرے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں اور وہ بیٹھا ہوا ہو جس طرح بادشاہ اور بعض عجمی مشائخ کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہمیں نبی اکرم ﷺ سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا لیکن جب آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لاتے تو ہم آپ کے لئے کھڑے نہ ہوتے کیونکہ ہم جانتے تھے کہ آپ ﷺ اس بات کو پسند کرتے ہیں لیکن حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ کے لئے کھڑے ہو جاتے کیونکہ وہ اس بات سے صبر نہیں کر سکتے تھے اور وہ فرماتے تھے کہ جس شخص کے پاس دین اور عقل ہو اس کے لئے یہ بات مناسب نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھے اور کھڑا نہ ہو اور نبی اکرم ﷺ ان کی اس بات کی تائید کرتے

تھے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جس شخص کے ساتھ لوگ چلتے ہیں تو اللہ ﷻ اس سے دوری میں اضافہ کرتا ہے۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ عرفات میں موقف (غبرنہ کی جگہ) سے واپس تشریف لائے تو آپ سے پوچھا گیا لوگوں کی کیا حالت تھی؟ فرمایا وہ اچھی حالت میں تھے لیکن میں ان میں تھا اگر اللہ ﷻ ان پر مہربانی نہ فرماتا تو میری وجہ سے ان پر رحمت نازل نہ کرتا۔ (توضیح کے طور پر فرمایا)

حضرت زیاد نمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے توضیح کے بغیر زاہد اس درخت کی طرح ہے جس پر پھل نہ ہو۔

حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ کی قسم، میں اس وقت روئے زمین پر اپنے آپ سے زیادہ برا کسی کو نہیں سمجھتا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بذات خود مہمانوں کی خدمت کرتے اور اٹھ کر چراغ ٹھیک کرتے۔ جب آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا جب میں اٹھتا ہوں تو بھی عمر ہوتا ہوں اور جب بیٹھتا ہوں تو بھی عمر ہوتا ہوں (یعنی اس سے میری شان میں فرق نہیں آتا)

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کو جب کسی ولیمہ کی دعوت دی جاتی تو مساکین کے درمیان بیٹھتے اور ان کے ساتھ برتن چاٹتے۔

(ایک مرتبہ) سرخ ہوا چلی تو لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ وہ ان کے لئے دعا مانگیں فرمایا کاش میں ان کی ہلاکت کا سبب نہ بنتا۔

راوی فرماتے ہیں اس رات کسی نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ نے تم لوگوں سے اس شر کو حضرت عبداللہ بن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کے سبب دور کیا جب انہوں نے عاجزی اختیار کی۔

حضرت بشر بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ نماز پڑھی اور دیر تک پڑھتے رہے آپ خشوع کرنے والے تھے آپ کے پیچھے ایک شخص تھا جسے اس بات کا علم نہ تھا آپ نے نماز سے سلام پھیرا تو فرمایا

۱۔ اسلام ادب کی تعلیم دیتا ہے اور کسی بزرگ کے آنے پر کھڑا ہونا ادب ہے سرکارِ دو عالم ﷺ نے امت کی تعلیم کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ حکم فرمایا کہ وہ آپ ﷺ کے آنے پر کھڑے نہ ہوں تاکہ کسی کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ لوگ میرے لئے کھڑے ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دونوں طرح عمل کیا آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل بھی کی اور عقیدت و محبت اور آداب کا خیال بھی رکھا لہذا یہ منع نہیں بزرگوں کے آنے پر کھڑا ہونا البتہ آنے والا خود اس کا شوق نہ رکھے اور کسی کے کھڑا نہ ہونے پر دل میں یا ظاہری طور پر اسے محسوس نہ کرے۔ ۱۲ ہزاروی

۲۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بلا ضرورت محض اپنی شان دکھانے کے لئے اپنے ساتھ مریدین یا شاگردوں وغیرہ کو لے کر جانا تاکہ لوگ سمجھیں یہ بہت بڑی شخصیت ہے یہ تکبر اور شہرت پسندی کی علامت ہے۔ ۱۲ ہزاروی

اے بھائی! تم نے مجھ سے جو کچھ دیکھا ہے اس پر تعجب نہ کرنا۔ ابلیس نے فرشتوں کے ساتھ ہزاروں سال عبادت کی پھر وہ جو کچھ بنا تمہیں معلوم ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ مالدار لوگوں اور اللہ ﷻ سے غافل لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے نفرت کرتے تھے۔

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ان لوگوں کے پاس نہ جاؤ جو دنیا جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ ﷻ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے یہ بات اللہ ﷻ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ اور بعض اوقات تم میں سے ایک اپنے سامان کو دیکھ کر اللہ ﷻ کی عطا کردہ نعمتوں کو حقیر جانتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کتنے ہی علماء ہیں جو بادشاہ کے پاس جاتے ہیں تو ان کا دین ان کے ساتھ ہوتا ہے اور جب نکلتے ہیں تو ان کے پاس دین میں سے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ ﷻ کی پناہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مالداروں کے سامنے فخر کرنا بھی تواضع ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بادشاہوں کے دروازوں پر کھڑے ہونے سے بچو کیونکہ یہ فتنے کے مقامات ہیں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہم نے مالدار لوگوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا ان میں سے ایک مجھ سے کہتا ہے ابو درداء رضی اللہ عنہ میں آپ سے اللہ ﷻ کے لئے محبت کرنا ہوں پس جب میں ان میں سے کسی ایک سے کوئی دنیوی چیز طلب کرتا ہوں تو وہ مجھ سے جدا ہو جاتا ہے اور وہ بھاگ جاتا ہے ہمیں مالداروں سے شرف و عزت میں یہی بات کافی ہے کہ وہ مشکلات میں ہماری طرف آئیں اور ہم ان کی طرف نہ جائیں۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ زیتون کی تجارت کرتے تھے اور فرماتے تھے اس کے ذریعے امراء کے دروازوں پر جانے سے بے نیازی ہو جاتی ہے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بادشاہ کی صحبت بہت بڑا خطرہ ہے جب تم اس کی بات مانو گے تو اپنے دین کو خطرے میں ڈالو گے اور اگر اس کی بات نہیں مانو گے تو تمہاری جان کے لئے خطرہ ہے۔ پس سلامتی اسی میں ہے کہ تم اسے نہ پہچانو اور وہ تمہیں نہ پہچانے۔

جب حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا بادشاہ سے میل جول ہوا تو مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو لکھا اے بھائی! آپ جس فتنے میں مبتلا ہوئے ہیں اللہ ﷻ ہمیں اس سے بچائے آپ ایک بزرگ عالم ہیں اپنی زندگی کا اختتام ظالموں کی صحبت کے ساتھ کر رہے ہیں اور جب کوئی ان پر اعتراض کرتا ہے تو آپ ان کی طرف داری کرتے ہیں اگر آپ ان کے قریب نہ ہوتے بلکہ صرف ان سے مانوس ہوتے اور ان کی وحشت کو چھوڑ دیتے تو آپ کے لئے یہ گناہ بھی کافی تھا اس کے بعد حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فوت ہونے

تک ان سے قطع تعلق کئے رکھا۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور اپنے آپ کو مالدار اور دنیا دار لوگوں سے دور رکھ البتہ شرعی ضرورت کے تحت ان کے پاس جانے کی گنجائش ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## مال سے محبت خراج کرنے کے لئے

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ مال سے محبت اس کو خرچ کرنے کے لئے کرتے ہیں جمع کرنے کے لئے نہیں اور وہ لوگوں کی طرف حاجت کے خوف کو اس مال کے حساب کے خوف سے مقدم کرتے ہیں جس میں شبہ داخل ہو۔ (مطلب یہ ہے کہ شبہ والا (حرام نہیں) مال قبول کر لیتے ہیں مانگنے سے بچتے ہیں)۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر میں اپنے بعد چالیس ہزار دینار چھوڑ جاؤں جن کے بارے میں قیامت کے دن مجھ سے حساب لیا جائے تو یہ بات مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں کسی کے دروازے پر کھڑا ہو کر اپنی حاجت کے لئے سوال کروں۔

لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ کی حکمت سے ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹے! کسی حلال کے ذریعے فقر سے بچو کیونکہ جس شخص کو فقر لاحق ہوتا ہے اسے تین باتیں پیش آتی ہیں۔

(1) دین میں نرمی (2) عقل کی کمزوری (3) مردانگی (مردت) کا چلا جانا۔ اور یہ (تیسری

بات) ان میں سے زیادہ بڑی ہے اور ان تینوں سے بڑی بات یہ ہے کہ لوگ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تو اس مال کی حفاظت کرے جو تیرے پاس ہے تاکہ اس کے ذریعے اپنی ضرورت کو پورا کرے تو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ تو اسے صدقہ کرے اور جو کچھ دوسروں کے پاس ہے اس کی طلب کرے بندہ ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہتا ہے جب دو باتوں کی حفاظت کرے روپے پیسے کی حفاظت اپنی زندگی کے لئے اور دین کی حفاظت اپنی آخرت کے لئے۔

حضرت قیس بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ اس کے باوجود کہ بہت بڑے زاہد اور پرہیزگار تھے اپنے بیٹوں سے فرماتے تھے حلال مال جمع کرنا تم پر لازم ہے کیونکہ یہ دوست کو خوش کرتا ہے دشمن کو ادا کرتا ہے اور تم سوال کرنے بالخصوص کسی کینے سے سوال کرنے سے بچ جاؤ گے لوگوں سے سوال کرنے سے اجتناب کرو کیونکہ یہ عاجز لوگوں کا کام ہے۔

۱- حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا حاصل کرنے کے لئے بادشاہ کا قرب حاصل نہیں کیا تھا لیکن اس کے باوجود حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سمجھتے تھے کہ حکمرانوں سے دور رہنا بہتر ہے۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہم نے لوگوں کو یوں پایا کہ وہ بازار میں خرید و فروخت کرتے اور ان میں سے کسی ایک کے پاس ہجوم ہوتا لیکن جب وہ نماز کے لئے اذان سنتا تو تیزی سے اٹھ کھڑا ہوتا اور خرید و فروخت کو چھوڑ دیتا۔ لیکن ہمارے زمانے کے لوگوں کی حالت یہ ہے کہ بازار جو بن پر ہو تو نماز میں دیر کرتے ہیں۔ اور اگر بازار میں کاروبار ڈھیلا ہو تو پشیمان ہوتے ہیں۔

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بازار (تجارت) اور کاریگری کو اختیار کرو اس طرح تم اپنے (مسلمان) بھائیوں کے ہاں معزز ہو گے جب تک تم ان کے محتاج نہیں ہو گے۔

ایک مرتبہ ایک مانگنے والا حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر کھڑا ہوا آپ نے ایک روٹی نکال کر اسے دی اس نے کہا مزید دیں آپ نے ایک روٹی مزید دے دی وہ مسلسل مانگتا رہا اور حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اسے عطا کرتے رہے حتیٰ کہ گھر میں جو کچھ تھا اسے دے دیا یہاں تک کہ برتن بستر وغیرہ بھی دے دیئے اس نے کہا مزید عطا کریں

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے بھائی! اللہ عزوجل کی قسم اب میرے پاس کوئی چیز باقی نہیں رہی البتہ یہ کہ تم مجھے لے جا کر بیچ ڈالو اور میری قیمت وصول کر لو۔

چنانچہ مانگنے والا آپ کو چھوڑ کر چلا گیا اور آپ نے جو کچھ دیا تھا اس میں سے بھی کچھ نہ لیا۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو آپ کی آزمائش کے لئے آیا تھا۔

حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص کسی مانگنے والے کو ناکام لوٹاتا ہے فرشتے سزا کے طور پر سات دن تک اس کے گھر کو نہیں گھیرتے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس قول کا محل یہ ہے کہ جب وہ طاقت کے باوجود رد کرے عاجز کے لئے یہ حکم نہیں واللہ اعلم۔

حضرت سخون رحمۃ اللہ علیہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس سے مانگنے والا مانگتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ نکالتا ہے پھر دیکھتا ہے کہ وہ شخص چلا گیا تو اب اس صدقہ کو کیا کرے؟ فرمایا مجھے یہ بات پسند ہے کہ وہ صدقہ کسی اور کو دے دے اور اگر مال میں واپس رکھ دے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

تو اے بھائی! اس بات کو جان لے جو کچھ تیرے پاس ہے اور تیری ضرورت سے زائد ہے اس کو خرچ کر اور اس کو جمع نہ کر مگر کسی دوسرے کے نام پر مثلاً اپنے اہل و عیال وغیرہ کے لئے جمع کر سکتا ہے۔ اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## دن رات زائد مال کا صدقہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ دن رات حاجت سے زائد مال صدقہ کرتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مال حلال ہو۔ جس طرح اس سے پہلے کئی بار ذکر ہوا۔ حدیث شریف میں ہے۔

وَلَا يَكْسِبُ عَبْدٌ مَالًا مِنْ حَرَامٍ فَيَتَصَدَّقَ بِهِ فَيُقْبَلَ مِنْهُ وَلَا يَتْرُكُهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ إِلَّا كَانَ زَادَهُ إِلَى النَّارِ (الترغیب والترہیب۔ باب یاتی علی الناس زمان جلد 2 صفحہ 550 مطبوعہ المصطفیٰ البابی حلبی مصر) (ترجمہ) جو شخص حرام مال کماتا ہے پھر اسے صدقہ کرتا ہے اس سے وہ صدقہ قبول نہیں ہوتا اور اگر وہ اپنے پیچھے چھوڑ کر جاتا ہے تو وہ جہنم کا سامان ہے۔

سیدی حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے شبہ والے مال کو قبول نہ کرنا اور اسے صدقہ نہ کرنا زیادہ بہتر ہے اور آج کے زمانے میں اکثر فقرا میں یہ بات پائی جاتی ہے ان میں سے ایک شبہ والا مال لیتا ہے اور اس کو صدقہ کر دیتا ہے اس مال کے ذریعے محافل میلاد کا انعقاد کرتا ہے۔ لوگوں کے دلوں کو نرم کرنے کے لئے دیتا ہے اور اس لئے دیتا ہے کہ اس کو ان پر برتری اور سرکاری حاصل ہو اور بعض لوگ فقرا کے نام پر شبہ والا مال قبول کرتے ہیں اور خود تنہا سے کھاتے ہیں یہ صورت پہلی حالت سے زیادہ قبیح ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے صدقہ کی ترغیب دی اور فرمایا

اتَّقُوا النَّارَ وَلَا بِشَقِي تَمْرَةٍ لَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ

(مسند امام احمد بن حنبل۔ جلد 4 صفحہ 256 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

(ترجمہ) (جہنم کی) آگ سے بچو اگر کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہو پس جو نہ پائے وہ اچھے کلمہ کے

ساتھ (جہنم سے بچے) اور یہ بات معلوم ہے کہ شبہ والے مال سے صدقہ کرنا جہنم سے نہیں بچاتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

اے عائشہ! جب تم ہنڈیا پکاؤ تو اس کا شور بازیاہ بناؤ اور پڑوسیوں کا بھی خیال رکھو۔

اسی طرح حضور ﷺ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ إِذَا صَنَعْتَ طَعَامًا فَأَكْثِرِ المَرَقِ وَتَعَاهَدْ جِيرَانَكَ

(الجامع الصغير حدیث 144 جلد 1 صفحہ 16 دارالکتب العلمیہ بیروت)

۱۔ رسول اکرم ﷺ کی یاد میں محافل میلاد کا انعقاد کرنا محبت کی علامت ہے اور اہل اسلام ان محافل کا اہتمام کرتے ہیں حضرت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے پتہ چلتا ہے کہ معر میں آج سے چار پانچ سو سال پہلے بھی یہ عمل تھا البتہ یہ ہے کہ رزق حلال کمایا جائے اور حلال مال میں سے نیہ پاکیزہ محفل منعقد کی جائے۔ ۱۲ ہزاروی

(ترجمہ) اے ابو درداہؓ جب تم کھانا تیار کرو تو شور بہ زیادہ بناؤ اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو۔  
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ستر ہزار درہم صدقہ کئے اور آپ کی قمیض پر پیوند لگے  
ہوئے تھے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تم میں کوئی شخص اس چیز کا صدقہ کرے جس کی خود خواہش رکھتا  
ہے۔ کیونکہ ارشاد خداوندی ہے:

وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ  
(پ۔۲۹۔ الدر۸)  
(ترجمہ) اور وہ کھانے کی محبت کے باوجود (کھانا) کھلاتے ہیں بعض خود اس کی خواہش رکھنے کے باوجود۔  
(جب سے مراد خواہش رکھنا)

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطابؓ فرماتے تھے یا اللہ ﷻ اپنا فضل (مال) اپنے پسندیدہ بندوں  
کو عطا کرتا کہ وہ ہمارے حاجتمندوں کی طرف لوٹائیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے صدقہ کرو کیونکہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ نماز  
بندے کو نصف راستے تک پہنچاتی ہے روزہ اس کو بادشاہ کے دروازے تک پہنچاتا ہے۔ اور صدقہ اسے بادشاہ  
کے پاس داخل کرتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک عابد نے ستر سال عبادت کی پھر کسی فاحشہ عورت تک پہنچا تو اس  
وجہ سے اس کا عمل ضائع ہو گیا پھر اتر کر غسل کرنے لگا تو ایک مسکین وہاں سے گزرا اس نے اسے ایک روٹی  
بطور صدقہ دی تو اللہ ﷻ نے اسے بخش دیا اور اس کا عمل لوٹا دیا۔

حدیث شریف میں:

بَاكِرُوا بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَنْجَاوِرُهَا

(الجامع الصغیر حدیث 322 جلد 1 صفحہ 187 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) صبح صدقہ دیا کرو بے شک مصیبتیں اس سے آگے نہیں بڑھتیں۔  
صحابہ کرامؓ فجر کی نماز کے لئے جانے سے پہلے اس مسکین کو صدقہ دیتے جو ان کو سب سے پہلے  
ملا۔ اگرچہ ایک لقمہ ہوتا یا پیاز یا شتی ہوتا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو دانہ دنیا کے پہاڑوں کے مقابل تو لا جائے گا میں  
اسے صرف صدقہ کے دانے کے طور پر جانتا ہوں۔ (یعنی صدقہ کا دانہ ہی اتنی اہمیت رکھتا ہے)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے صبح سالم چیز صدقہ کرو کیونکہ یہ بات مناسب نہیں کہ کوئی  
شخص اللہ ﷻ کے لئے عیب یا نقصان والی چیز نکالے۔



حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ جو پانی مسجد میں جاری ہوتا ہے اس سے مالدار آدمی کا پینا کیسا ہے؟ فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ پیا سے لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ کوئی بھی ہو اور صرف اہل حاجت کو خاص نہیں کیا گیا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حلال مال کماؤ اور اس سے صدقہ دو کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يُبَالِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَ الْمَالَ لَمْ يُبَالِ اللَّهُ بِهِ مِنْ أَيْنَ يَدْخُلُهُ النَّارُ

(اتحاف السادة المتقين جلد 6 صفحہ 8 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) جو شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس نے مال کہاں سے کمایا تو اللہ ﷻ کو بھی اس بات کی پرواہ نہیں کہ اسے کہاں سے جہنم میں داخل کرے۔  
ایک اور حدیث میں ہے۔

مَنْ أَصَابَ مَالًا مِنْ مَائِمٍ فَوَصَلَ بِهِ رَحِمًا أَوْ تَصَدَّقَ بِهِ أَوْ أَنْفَقَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ جُمِعَ لَهُ ذَلِكَ جَمِيعًا ثُمَّ قُدِفَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ

(کنز العمال۔ حدیث 9265 جلد 4 صفحہ 15 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

(ترجمہ) جو شخص گناہ کی صورت میں مال حاصل کرتا ہے پھر اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے یا اس کو صدقہ کرتا ہے یا اللہ ﷻ کے راستے میں خرچ کرتا ہے تو یہ تمام مال اس کے لئے جمع کیا جائے گا پھر اس کو جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں تم لوگ تقویٰ سے بے خبر ہو حالانکہ یہ افضل عبادت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے اگر تم نماز پڑھو حتیٰ کہ تم کیڑے لوگوں کی طرح ہو جاؤ اور روزہ رکھو حتیٰ کہ تانت کی طرح (کنزور) ہو جاؤ تو اللہ ﷻ تم سے اس (عبادت) کو اسی صورت میں قبول کرے گا جب تمہیں تقویٰ حاصل ہو جو (گناہوں سے) رکاوٹ ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس قوم (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) نے جو مقام پایا وہ اسی وجہ سے پایا کہ وہ اس بات کو سمجھتے کہ پیٹ میں کیا جائے یعنی حلال مال سے روٹی۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اس بات کو جان لے کہ اس کے پیٹ میں کیا چیز جائے وہ شخص اللہ ﷻ کے ہاں صدیق (سچا) لکھا جاتا ہے۔ اور جو شخص اپنے فقر میں تقویٰ کو درست نہیں رکھتا وہ محض حرام کھاتا ہے اور اسے پتہ نہیں چلتا۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے (پرہیزگاری) یہ ہے کہ ضرورت کے وقت تاویل کرنا اور

رخصت پر عمل کرنا بھی چھوڑ دے۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر ہم حلال مال سے ایک درہم پائیں تو ہم اس سے گندم خرید کر اسے پیس کر اپنے پاس رکھ لیں اور جس شخص کے علاج سے ڈاکٹر عاجز ہو جائیں ہم اس (آئی) کے ساتھ اس کا علاج کریں تو وہ اسی وقت اپنی بیماری سے ٹھیک ہو جائے گا۔

حضرت مسعر بن کدام رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں اس زمانے میں صرف اس کو حلال سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص نہر سے چلو بھر کر پانی پیئے۔ (یعنی حلال ناپید ہو گیا ہے)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے حلال کمانا ایک پہاڑ کو دوسرے پہاڑ تک منتقل کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔

حضرت وہب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم میں سے کوئی ایک (عبادت کے لئے) کھڑا ہو حتیٰ کہ اس ستون کی طرح ہو جائے تو اس سے (یہ عبادت) قبول نہیں کی جائے گی حتیٰ کہ وہ جان لے کہ اس نے اپنے پیٹ میں کیا داخل کیا ہے (حرام یا حلال)۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص حرام مال میں سے صدقہ کرتا ہے یا کسی عبادت میں خرچ کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو اپنا کپڑا پیشاب سے دھوتا ہے آپ فرمایا کرتے تھے صدقہ گناہوں کا کفارہ اسی صورت میں بنتا ہے جب حلال مال سے ہو۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے اللہ ﷻ تم میں سے کسی ایک کی نماز قبول نہیں فرماتا جب تک اس کے پیٹ میں حرام سے کوئی چیز ہو۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ شام میں رزق حلال کی تلاش میں چالیس سال ٹھہرے اور جہاد وغیرہ کے لئے نہیں گئے ان کا قیام ”جبل لبنان“ میں تھا وہ مباح پھل کھاتے تھے جو کسی شخص کی ملکیت میں نہیں تھے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت معبد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اپنے خط (کو خشک کرنے کے لئے اس) پر اپنی پڑوسی کی دیوار سے اس کی اجازت کے بغیر مٹی ملی تو اسی رات کسی کہنے والے کو دیکھا جو کہہ رہا تھا مٹی سے خشک کرنے والے عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کل (قیامت کے دن) اسے برے حساب کا سامنا ہوگا۔

اسلاف رحمہم اللہ تقویٰ سیکھنے کے لئے بھی سفر کرتے تھے جس طرح وہ علم اور حج کے لئے سفر کرتے تھے۔ تو اے بھائی! اس بات کو جان لے اور تقویٰ میں باریک بینی سے کام لے اور سلف صالحین کے شبہات کے ساتھ ملنے سے دور رہو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## دنوی مناصب سے محبت نہ کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ دنیوی امور میں سے کسی چیز میں حکومت (سرداری) نہیں چاہتے کیونکہ اس میں بہت مصیبتیں ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کوئی شخص دوسروں پر برتری اس لئے چاہتا ہے کہ وہ ان کے عیب اور نقائص کا ذکر پسند کرنا اور ان کے ذکر خیر کو ناپسند کرتا ہے تاکہ ان لوگوں پر اس کی سرداری مکمل ہو جائے۔

اس وصف کا محل وہ لوگ ہیں جو ناحق طور پر اس ریاست (سرداری) کے خواہش مند ہیں جو اللہ ﷻ کے لئے اس کا طالب ہے اس کے لئے ممنوع نہیں ہے وہ فرماتے تھے جو شخص لوگوں پر برتری چاہتا ہے وہ کبھی بھی بلند مقام حاصل نہیں کر سکتا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص وقت سے پہلے سرداری چاہتا ہے اس سے یہ منصب بھاگتا ہے اور جو اس کو چھوڑتا ہے یہ خود اس کے پیچھے آتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن حسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے ہیں جو شخص وقت سے پہلے سرداری طلب کرتا ہے اس سے بہت ساعلم رہ جاتا ہے اس سے پہلے بھی اس کتاب میں ریاست (سرداری) کے بارے میں تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے وہاں رجوع کیجئے۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## فقر پر خوشی اور مال داری پر غم

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ فقر اور معیشت کی تنگی پر خوش اور مال داری پر غمگین ہوتے جب مال داری آتی۔ آج کے دور میں یہ وصف صرف بعض افراد میں پایا جاتا ہے اور یہ وہ فقرا ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی محبت میں سچے ہیں۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے مصر کے مشائخ میں سے ایک جماعت کو پایا کہ فقر اور معیشت کی تنگی کے لئے ان کا سینہ کشادہ ہوتا تھا اور وہ اس پر اللہ ﷻ کی حمد و شکر بجالاتے تھے۔

ان بزرگوں میں ہمارے سردار علی الخواص، سیدی محمد بن عثمان، سیدی محمد المنیر اور شیخ محمد العدل وغیرہ رحمہم اللہ شامل ہیں۔ اس غلق میں جو لذت ہے وہ مال داری کی لذت سے زیادہ ہے جس طرح ہم نے اسے چکھا ہے اور اللہ ﷻ ہی کے لئے حمد ہے۔

مگر یہ لذت صرف ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو زہد میں درجہ کمال کو پہنچتے ہیں جس طرح اس

سے پہلے کئی بار بیان ہوا۔

رسول اکرم ﷺ کا زہدوں کے سردار تھے اور آپ ﷺ فرماتے تھے:

اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا.

(مسند امام احمد بن حنبل۔ جلد 2 صفحہ 446 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

ایک روایت میں کفاخاً

(ترجمہ) اے اللہ ﷻ حضرت محمد ﷺ کی آل کو حسب ضرورت (کفایت کرنے والا) رزق عطا فرما۔

اور یہ رزق وہ ہے کہ صبح اور شام سے کھانے سے نہ بچے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

مَنْ أَصْبَحَ آمِنًا فِي مِرْبِهِ (أَي نَفْسِهِ) مُعَافَى فِي جِسْمِهِ عِنْدَهُ قُوْتٌ يَوْمَهُ فَكَانَتْ

حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِنَحْوِ الْفِيْرِهِهَا (اتحاف السادة المتعلمين جلد 8 صفحہ 15 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) جو شخص دل سے ایمان کے ساتھ اور جسمانی عافیت کے ساتھ صبح کرے اور اس کے پاس اس دن کا رزق ہو اس کے لئے دنیا ہر طرف سے جمع کر دی گئی۔

ایک مرتبہ حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ کیا آپ بادشاہ کے پاس نہیں جاتے کہ اس سے کچھ کھانے کے لئے طلب کریں کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ آپ کمزوری کی حالت میں فوت ہو جائیں انہوں نے جواب دیا کہ میں اللہ ﷻ سے اس طرح ملاقات کروں کہ میں مومن، کمزور ہوں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ منافق موٹا ہونے کی صورت میں ملاقات کروں۔

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے اس حکمت کو جسے ہم آپ کی گفتگو میں پاتے ہیں کس طرح پایا انہوں نے فرمایا (ضرورت سے زائد کپڑوں سے) ننگے جسم، ڈرنے والے دل اور بھوکے پیٹ کے ذریعے پایا ایک روایت میں ہے کہ میں نے اسے کم کھانے، کم سونے کم گفتگو کرنے اور کل کے لئے کچھ جمع نہ کرنے کے ذریعے پایا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا لوگوں میں سے کون شخص کفر میں پڑنے کے زیادہ قریب ہے؟ فرمایا وہ شخص جسے فاقہ ہو اور وہ عیال دار ہو اور صبر بھی نہ کر سکے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں اس قسم کے شخص کا کفر میں جانا اس طرح ہے کہ وہ ایسے الفاظ استعمال کرے جو بظاہر اللہ ﷻ کی تقدیر پر ناراضگی کا معنی دیتے ہوں واللہ اعلم۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ایک درہم والے کے مقابلے میں دو درہم والے دنیا سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی محتاج ہو جائے تو اپنے فقر کو اپنے اور لوگوں کے درمیان نہ رکھے بلکہ اپنے اور اللہ ﷻ کے درمیان رکھے تاکہ لوگوں کی نگاہوں میں حقیر نہ ہو۔ اور اگر اللہ ﷻ کسی بندے کی معیشت تنگ ہونے کے وقت اس کے دل سے پردہ اٹھا دے اور وہ دیکھے جو اللہ ﷻ نے اس کے لئے جنت میں تیار کیا ہے تو وہ اس سے دنیا میں تنگی کے اضافہ کی دعا کرے۔

ایک شخص حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دس ہزار درہم لے کر آیا تو آپ نے اس سے یہ رقم قبول نہ کی اور فرمایا تو چاہتا ہے کہ تو اپنے ان درہموں کے ذریعے میرا نام فقرا کے رجسٹر سے مٹا دے اور مجھے مالدار لوگوں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جانے سے روک دے چلا جا اللہ ﷻ تجھے معاف کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ الطیثیؑ کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ الطیثیؑ جب آپ دیکھیں کہ دنیا آپ کی طرف آرہی ہے تو کہہ دیں کہ کسی لغزش کی سزا میری طرف جلدی آرہی ہے (لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے بظاہر خطاب آپ سے ہے)۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے تین (قسم کے) لوگ کسی حساب کے بغیر جنت میں جائیں گے ایک وہ شخص جو اپنے کپڑے دھونا چاہتا ہے لیکن کوئی پرانے کپڑے پہننے کے لئے نہیں پاتا دوسرا شخص جس کے چولہے پر دو ہنڈیاں نہیں ہوتیں اور تیسرا وہ شخص جو پانی مانگے تو اس کو نہ کہا جائے کہ ان دو میں کونسا (چاہئے) (زہد کی طرف اشارہ ہے)۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے خواب میں حضرت محمد بن واسع اور حضرت یوسف بن اسباط رحمہما اللہ کو دیکھا کہ وہ دونوں جنت کے دروازے پر کھڑے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ ان میں سے کون جنت میں پہلے داخل ہوگا تو وہ یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

میں نے وہاں موجود فرشتے سے پوچھا کہ یہ ان سے پہلے کیوں داخل ہوئے اس نے کہا ان کی ایک قمیض تھی اور ان کی (حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کی) دو قمیضیں تھیں۔

ایک مرتبہ بصرہ میں آگ لگ گئی اور لوگ اپنا سامان لے کر نکل گئے اور حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ صرف قرآن مجید کو اپنے گلے میں لٹکائے ہوئے باہر نکلے اور فرمایا کل ہم اپنی قبروں سے اسی طرح نکلیں گے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جو شخص مالدار کی عزت اور فقرا کی توہین کرے وہ ملعون ہے کیونکہ فقرا سے محبت کرنا رسولوں علیہم السلام کے اخلاق میں سے ہے اور ان کی محبت سے بھاگنا منافقین کی صفات میں سے ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں فقرا

امراء کی طرح ہوتے تھے۔

ایک دفعہ ایک فقیر آ کر آپ سے دور بیٹھ گیا تو انہوں نے فرمایا اے بھائی! قریب ہو جاؤ اگر تم مالدار ہوتے تو میں تمہیں قریب نہ کرتا۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص فقر کا خوف رکھے اس کا عمل آسمان کی طرف نہیں اٹھایا جاتا (قبول نہیں ہوتا) کیونکہ وہ فقر سے اس لئے ڈرتا ہے کہ اللہ ﷻ پر تہمت لگاتا ہے اور اللہ ﷻ کی ذات پر تہمت لگانے والا اللہ ﷻ کا دشمن ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

جَاهِدُوا أَنْفُسَكُمْ بِالْجُوعِ وَالْعَطَشِ فَإِنَّ الْأَجْرَ فِي ذَلِكَ كَأَجْرِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

(اتحاف السادة المتقين۔ بیان فضیلت الجوع جلد 7 صفحہ 386 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) اپنے نفسوں کے خلاف بھوک اور پیاس کے ساتھ جہاد کرو کیونکہ اس پر ثواب اللہ ﷻ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے ثواب کی طرح ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

لَا تَمِيتُوا الْقَلْبَ بِالطَّعَامِ وَالشَّرَابِ فَإِنَّ الْقَلْبَ كَالزَّرْعِ يَمُوتُ إِذَا كَثُرَ عَلَيْهِ الْمَاءُ.

(اتحاف السادة المتقين۔ بیان فضیلت الجوع جلد 7 صفحہ 387 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ) دل کو کھانے اور پینے کے ساتھ موت نہ دو بے شک دل کھیتی کی طرح ہے جب اس میں پانی زیادہ ہو جائے تو وہ تباہ ہو جاتی ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

أَذْهَبُوا طَعَامَكُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ (الجامع الصغير۔ حدیث 907 جلد 1 صفحہ 61 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) اپنے کھانے کو اللہ ﷻ کے ذکر کے ساتھ پگھلا دو۔

ایک اور روایت میں وَالصَّلَاةُ وَلَا تَنَا مُوا عَلَيْهِ نَمَاز کے ساتھ بھی (کھانے کو پگھلا دو) اور کھانے کے بعد سونہ جاؤ یعنی ذکر الہی کے بغیر (سونہ جاؤ) اس طرح تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

شِرَارَ أُمَّتِي الَّذِينَ يَأْكُلُونَ مَعَ الْحِنِطَةِ

(الجامع الصغير۔ حدیث 4859 جلد 1 صفحہ 299 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ) میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو گندم کا مغز (میدہ) کھاتے ہیں۔

(مطلب یہ کہ کھانے کے بعد غفلت اختیار کرتے ہیں محض کھانے کی لذت نہیں)

امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے پیٹ بھرنے سے بچو یہ زندگی میں بوجھ اور موت کے قریب بدبو ہے۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے عبادت اور بھوک کو جمع کرو (یا اختیار کرو) کیونکہ جب معدہ بھر جاتا ہے تو اعضاء عبادت سے بیٹھ جاتے ہیں۔

جب حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری اور بھوک بڑھ جاتی تو وہ اس پر خوش ہوتے اور زیادہ شکر کرتے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کے پاس حسب ضرورت رزق ہو جو اس کو لوگوں سے بے نیاز کر دے۔

انہوں نے فرمایا اس کے لئے خوشخبری ہے جو صبح بھوکا ہو اور شام کے وقت بھوکا ہو اور اس کا رب اس سے راضی ہو پھر ایک خشک روٹی نکال کر اس کو پانی میں تر کرے اور نمک کے ساتھ کھالے۔ فرمایا جو شخص دنیا میں سے اس قدر پر راضی ہو جائے وہ لوگوں کا محتاج نہیں ہوتا۔

تو اے بھائی اس بات کو جان لے اور اپنے نیک بزرگوں کی اقتدا کر اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## اللہ ﷻ کے حقوق میں کوتاہی پر غمگین ہونا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اللہ ﷻ کی حقوق میں کوتاہی پر بہت غمگین ہوتے ہیں خصوصاً جب وہ قبرستان کو دیکھتے ہیں قیامت کے ہولناک مناظر کو یاد کرتے ہیں اور جب تک اس دنیا میں ہیں فتنہ سے ڈرتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ لَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ

هَذَا الْقَبْرِ. (کنز العمال حدیث 38487 جلد 14 صفحہ 223 مطبوعہ الموسسۃ الرسالہ بیروت)

(ترجمہ) قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ ایک شخص کسی آدمی کی قبر سے گزرے گا اور کہے گا کاش میں اس قبر والا ہوتا تو صوفیاء کرام رحمہم اللہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اس زمانے کو پائیں اور اس میں صبر نہ کر سکیں اور ان سے ناراضگی کا اظہار ہو جائے پس وہ ہلاک ہو جائیں۔

رسول اکرم ﷺ نے جب اپنی والدہ ماجدہ کی قبر انور کو دیکھا تو رو پڑے آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو فرمایا مجھ پر بھی وہ ہی رقت طاری ہوئی جو کسی اولاد پر طاری ہوتی ہے اور رسول اکرم ﷺ نے اپنے رب سے

اپنے والدہ کی بخشش طلب کرنے کی اجازت طلب کی تو اللہ ﷻ نے اجازت نہ دی۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ حضرت علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حفاظ (حدیث) نے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کے والدین کو زندہ کیا گیا حتیٰ کہ وہ دونوں آپ پر ایمان لائے پھر قبر میں واپس چلے گئے۔ ۱

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کسی بھی قبر کے پاس سے گزرتے تو روتے حتیٰ کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔

حضرت عمرو بن عامر رضی اللہ عنہ ایک دن ایک مقبرے کے پاس سے گزرے تو اتر کر قبروں کے پاس دو رکعتیں پڑھیں آپ سے اس سلسلے میں پوچھا گیا تو فرمایا میں نے دیکھا کہ ان کے اور نماز کے درمیان رکاوٹ ہے تو میں نے اس بات کو پسند کیا کہ ان کے درمیان دو رکعتوں کے ذریعے قرب خداوندی حاصل کروں میں نے زندگی کو غنیمت جانا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میت سے سب سے پہلے قبر گفتگو کرتی ہے وہ کہتی ہے میں اجنبیت کا مقام ہوں میں اندھیری کوٹھڑی ہوں میں کیڑوں کا گھر ہوں یہ وہ چیزیں ہیں جو میں نے تیرے لئے تیار کی ہیں تو نے جو کچھ میرے لئے تیار کیا ہے وہ کہاں ہے؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب حضرت حرم بن حبان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ایک بادل نے آ کر ان کی چار پائی پر سایہ کیا جب ہم نے ان کو (قبر میں) چھپا دیا تو اس نے ان کی قبر پر چھینٹے ڈالے حتیٰ کہ وہ پانی بہہ گیا اور قبر کے ارد گرد ایک قطرہ بھی نہ برسا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کیا میں تمہیں اپنے نعر کا دن نہ بتاؤں یہ وہ دن ہوگا جب میں قبر میں رکھا جاؤں گا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ قبروں کے درمیان بہت زیادہ بیٹھتے تھے آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا یہ مجھے آخرت کی یاد دلاتی ہیں اور جب میں ان کے پاس سے اٹھ کر چلا جاتا ہوں تو میری غیبت نہیں کرتیں۔

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ قبرستان میں تشریف لے جاتے اور ان لوگوں کو آواز دیتے لیکن وہ جواب

۱۔ رسول اکرم ﷺ کے والدین طہمین آپ ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے انتقال فرما گئے تھے لہذا وہ فطری طور پر مومن تھے۔ آپ ﷺ کو مغفرت طلب کرنے سے اس لئے روکا گیا کہ آپ ﷺ کی والدہ کا کوئی گناہ تھا ہی نہیں کہ مغفرت طلب کی جاتی۔ باقی آپ ﷺ کے لیے ان کو زندہ کرنا اور ان کا آپ پر ایمان لانا حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے والدین کا اعزاز اور آپ ﷺ کے لئے تسلی تھی۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کے والدین مومن تھے اس کے خلاف فکر اور عقیدہ غلط ہے۔ اس موضوع پر علماء نے بہت کچھ لکھا ہے اسے پڑھ کر اپنا ایمان مضبوط کیجئے۔ ۱۲ ہزاروی



نہ دیتے تو اپنے آپ سے کہتے اے جعفر! گویا تم ان کی طرح ہو گئے ہو اور تم بھی آواز دینے والے کو جواب نہیں دیتے پھر نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور فجر تک نماز پڑھتے۔

حدیث شریف میں ہے:

مَا مِنْ لَيْلَةٍ إِلَّا وَمُنَادٍ يُنَادِي يَا أَهْلَ الْقُبُورِ مَنْ تَغْبِطُونَ الْيَوْمَ؟ فَيَقُولُونَ نَغْبِطُ أَهْلَ  
الْمَسَاجِدِ لَا نُهُمْ يَصُومُونَ وَلَا نَصُومُ وَيُصَلُّونَ وَلَا نُصَلِّي وَيَذْكُرُونَ اللَّهَ تَعَالَى وَلَا تَذْكُرُهُ

(تذکرۃ الموضوعات صفحہ 36 مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان پاکستان)

(ترجمہ) ہر رات ایک منادی پکارتا ہے اے قبروں والو! آج تم کس پر رشک کرتے ہو وہ کہتے ہیں ہم مسجدوں والے لوگوں پر رشک کرتے ہیں کیونکہ وہ روزہ رکھتے ہیں ہم روزہ نہیں رکھتے وہ نماز پڑھتے ہیں اور ہم نماز نہیں پڑھتے وہ اللہ ﷻ کا ذکر کرتے ہیں ہم اس کا ذکر نہیں کرتے۔

حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تھا کہ جب رات چھا جاتی تو آپ قبرستان کی طرف نکل جاتے اور صبح تک ان لوگوں سے باتیں کرتے رہتے۔

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بے شک زمین ان لوگوں پر تعجب کرتی ہے جو دنیا میں سونے کے لئے بستر تیار کرتے ہیں اور زمین ان سے کہتی ہے کیا تمہیں میرے اندر طویل زمانے تک جاگنا یاد نہیں جب کہ میرے اور تمہارے درمیان بچھونا بھی نہیں ہوگا۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں قبرستان میں داخل ہوا جب وہاں سے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے ایک غم سے بھرپور آواز سنی کہنے والا کہہ رہا تھا اے ثابت! تجھے ان لوگوں کی خاموشی دھوکے میں نہ ڈالے ان میں سے کتنے ہی لوگوں کو عذاب ہو رہا ہے۔

حضرت محمد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے کی قبر پر کھڑے ہوئے اور کہا یا اللہ ﷻ! میں نے یوں صبح کی کہ میں اس کے لئے تجھ سے امید بھی رکھتا ہوں اور اس پر خوف بھی محسوس کرتا ہوں جس طرح اپنے نفس پر خوف محسوس کرتا ہوں پس اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے! اس کے بارے میں میری امید کو پورا کر دے۔

حضرت ابوسنان رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے کی قبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ ﷻ سے دعا کی یا اللہ ﷻ! میرے جو حقوق اس پر واجب تھے میں نے معاف کر دیئے اور بخش دیئے پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے کریم! تیرے جو حقوق اس پر واجب تھے وہ معاف کر دے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت محمد بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی موت کے بعد دیکھا تو پوچھا آپ کے وصال کے بعد اللہ ﷻ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟

(یہ سن کر) ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا اللہ ﷻ کی قسم! میں نے خوفناک مناظر اور بہت بڑے نیز سخت زلزلے دیکھے اس کے بعد حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ بیہوش ہو کر گر پڑے اور جب بھی یہ واقعہ بیان کرتے آپ کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا ایک دن آپ نے یہ خواب بیان کیا تو آپ پر بیہوشی طاری ہو گئی اور آپ بیمار ہو گئے پھر تین دن کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔

جب حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو ان کے بعض دوستوں نے ان کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال پوچھا نیز اللہ ﷻ نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

انہوں نے کہا اللہ ﷻ نے مجھ سے فرمایا اے منصور! میں نے تیرا لوگوں کے ساتھ زیادہ میل جول معاف کر دیا کیونکہ تو لوگوں کو میرا زیادہ ذکر کرنے کی ترغیب دیتا تھا۔

حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ مسلسل یوم قیامت کے ہولناک منظر کا ذکر کرتے رہتے اور اپنے احباب سے فرماتے جو ہولناک مناظر تمہارے سامنے ہیں دل میں ان کا خیال لاؤ شاید موت سے پہلے گناہوں سے توبہ کر لو کیونکہ جو شخص بھی اپنے رب ﷻ کی نافرمانی کرتا ہے وہ حساب اور سختیوں کا اندازہ لگانا بھول جاتا ہے اور میں تمہیں اور اپنے آپ کو بھی اس دن سے ڈراتا ہوں جس کے بارے میں اللہ ﷻ نے قسم کھائی ہے کہ وہ کسی بندے کو اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک اس کے تمام اعمال چھوٹے ہوں یا بڑے پوشیدہ ہوں یا ظاہر (سب) کے بارے میں پوچھ نہ لے۔

تو دیکھو تم اللہ ﷻ کے سامنے کس بدن کے ساتھ کھڑے ہو گے جب کہ وہاں کھڑا ہونا بہت ہولناک ہے اور کس زبان کے ساتھ جواب دو گے؟

پس سوال کے لئے جواب اور جواب کے لئے نیکی تیار کرو۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کتنی ہی برائیاں ہیں جن کو کل حساب ظاہر کر دے گا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما فرماتے تھے قیامت کے دن جہنم کو اس طرح لایا جائے گا کہ اسے ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچا جائے گا اور وہ بھینس کی شکل میں ہوگی ان میں سے ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے اس کے دروازے بند ہوں گے اور ہر دروازے پر سیاہ رنگ کے فرشتے ہوں گے ان کے پاس لمبی لمبی زنجیریں اور بھاری بیڑیاں تارکول کی قمیض اور آگ کے ٹکڑے ہوں گے ان کی آنکھیں اچکنے والی بجلی کی طرح چمکتی ہوں گی۔ ان کے چہروں سے آگ کی طرح شعلے نکلتے ہوں گے ان کی آنکھیں پھٹی پھٹی ہوں گی وہ عرشِ وائے اللہ ﷻ کی تعظیم کی وجہ سے اس کی طرف دیکھ نہیں سکیں گے جب آگ (جہنم) قریب ہوگی اور اس کے اور مخلوق کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہوگی تو وہ ایک لمبی سانس لے گی جس سے ہر شخص گھٹنوں پر جھک جائے گا اور اسے گرج پکڑ لے گی پس اس کا دل اس کے زرعے (علق) کے ساتھ لٹک

جائے گا نہ باہر نکلے گا اور نہ اپنی جگہ جائے گا اور اللہ ﷻ کے اس قول میں اسی بات کا بیان ہے۔

(پ۔ ۲۳۔ مومن ۱۸)

إِذَا الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَمَا ظَمِينٌ ط

(ترجمہ) جب وفور غم سے دل منہ کو آ جائیں گے۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کہیں گے اے اللہ ﷻ! ہماری خطاؤں کی وجہ سے اپنے بندوں کو ہلاک نہ کر پھر آگ کو عرش کی بائیں جانب رکھا جائے گا اس کے بعد میزان کو لا کر جبار (اللہ ﷻ) کے سامنے رکھا جائے گا۔ پھر مخلوق کو حساب کے لئے بلایا جائے گا پس اگر کسی شخص کے پاس سارے انبیاء کرام علیہم السلام کے برابر بھی عمل ہو تو وہ اس دن کی سختی کی وجہ سے یہ خیال نہیں کرے گا کہ اس کی نجات ہو جائے گی۔

حضرت عتبہ غلام رحمۃ اللہ علیہ تیس سال تک پانی کے ساتھ روٹی کھاتے رہے اور بعض اوقات نمک یا سبزی یا سر کے کو سالن کے طور پر استعمال کرتے تھے اور آپ آٹا گوندھ کر اس کے پیڑے بنا کر دھوپ میں رکھتے جب سخت ہو جاتے تو کھا لیتے اور فرماتے کھانے کا مقصد یہ ہے کہ بھوک کا کتا مجھ سے دور ہو جائے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے صدیقین کی بھوک ان کے لئے غیرت ہے اور زاہدین کی بھوک حکمت ہے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بھوک اللہ ﷻ کے ہاں اس کے خزانہ میں سے ہے اور وہ اسے صرف ان لوگوں کو عطا کرتا ہے جن سے محبت کرتا ہے اور وہ فرماتے تھے مجھے عبادت میں زیادہ مٹھاس اس وقت محسوس ہوتی ہے جب میرا پیٹ میری پیٹھ سے مل جائے اور آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ میں شام کے کھانے سے ایک لقمہ چھوڑ دوں یہ بات مجھے صبح تک قیام لیل سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے چوتھے آسمان میں دو فرشتوں کی باہم ملاقات ہوئی تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے جواب دیا مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میں سمندر سے ایک مچھلی فلاں یہودی تک پہنچاؤں تاکہ وہ اسے کھائے۔ اس نے دوسرے سے پوچھا تم کہاں سے آ رہے ہو اس نے کہا میں زیتون بہانے کے لئے گیا تھا جس کی محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ کو خواہش تھی اس خوف سے (بہادیا) کہ کہیں وہ کھانہ لیں اس طرح ان کا آخرت میں سے حصہ کم ہو جائے گا۔

ایک حدیث شریف میں ہے:

طُوبَى لِمَنْ هَدَى لِلْإِسْلَامِ وَكَانَ عَيْشُهُ كَفَالًا وَقِنَعًا

(الجامع الصغیر۔ حدیث 5309 جلد 1 صفحہ 327 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

۱۔ انبیاء کرام علیہم السلام گناہوں اور خطاؤں سے پاک ہیں۔ اس سے مراد وہ کام ہیں جو ان کے خلاف اولیٰ میں اگرچہ یہ کام دوسروں کے لئے نیکی شمار ہوتے ہیں۔ ۱۲ ہزاروی

(ترجمہ) اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کو اسلام کی طرف راہنمائی کی گئی رزق حسب ضرورت دیا گیا اور اس نے قناعت اختیار کی۔

کسی بادشاہ نے ایک فقیر کو دیکھا وہ اس کے محل کے سائے میں بیٹھا اور اس نے ایک خشک ٹکڑے کو پانی میں تر کر کے کھایا پھر پانی پی کر سو گیا جب بیدار ہوا تو اسے بادشاہ نے بلایا اور کہا جب تو نے ٹکڑا کھایا اور اس پر پانی پی کر سو گیا تو اپنے رب سے راضی تھا؟ اس نے کہا ہاں۔ اس بات نے بادشاہ پر اثر کیا پھر اس نے بادشاہی چھوڑ کر ٹاٹ پہن لیا اور گوشہ نشینی اور عبادت کے لئے نکل گیا۔

ایک شخص حضرت عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گزرا اور آپ نمک اور سبزی کھا رہے تھے اس نے کہا اے قیس! آپ دنیا میں سے صرف اسی پر راضی ہو گئے؟

فرمایا ہاں لیکن میں تمہیں ایسے آدمی کے بارے میں بتاتا ہوں جو اس سے آسان پر راضی ہو اس نے کہا ہاں (مجھے بتائیں) فرمایا وہ شخص جو آخرت کے بدلے میں دنیا پر راضی ہو گیا۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ خشک روٹی نکال کر اسے پانی اور نمک میں بھگو کر کھا لیتے اور فرماتے جو شخص دنیا میں سے اتنی چیز پر راضی ہو گیا وہ لوگوں کا محتاج نہیں ہوتا

جب ہارون الرشید نے حج کیا تو مکہ مکرمہ میں حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا دروازہ کھٹکھٹایا آپ نے اس کے لئے (دروازہ) نہ کھولا۔ حضرت جعفر کی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کے لئے دروازہ کھولیں جس کی اطاعت آپ پر لازم ہے (یعنی ماکم ہے)۔ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ یہ ہارون ہے چنانچہ آپ نے دروازہ کھولا اور دونوں نے آپس میں طویل گفتگو کی۔ پھر ہارون الرشید نے آپ کے لئے دس ہزار دینار کا حکم دیا لیکن حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے قبول نہ کئے۔ اس نے کہا مساکین پر تقسیم کر دیں آپ نے فرمایا جس نے ان کو جمع کیا وہ تقسیم کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے پھر اس کی غفلت میں وہاں سے چلے گئے اور اسے وہاں گھر میں چھوڑ دیا اور جب تک ہارون الرشید مکہ مکرمہ سے چلا نہیں گیا۔ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ ظاہر نہ ہوئے۔

اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول پہلے گزر چکا ہے کہ محنت کر کے لوگوں کا مال کھانے سے بچو کیونکہ جو شخص اپنا ہاتھ کسی دوسرے کے پیالے میں رکھتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے۔

حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ جب کسی قبر پر پڑتی تو آپ اس طرح آواز نکالتے جس طرح بیل آواز نکالتا ہے (خوف زدہ ہو جاتے)۔

حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص قبرستان سے گزرے اور اپنے دل میں غور نہ کرے اور اپنے اور ان کے لئے دعائے مانگے اس نے اپنے آپ سے بھی اور ان لوگوں سے بھی خیانت کی۔

۱۔ قرآن مجید میں حکم دیا گیا اے ایمان والو! اللہ ﷻ کا حکم مانو اور رسول ﷺ کا حکم مانو اور جو تم میں حکمران ہیں ان کا حکم مانو۔ مطلب یہ کہ جب شریعت کے خلاف نہ ہو تو حاکم کی اطاعت کی جائے۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت گرز بن برہ رحمۃ اللہ علیہ جب کسی قبر کو دیکھتے تو رو پڑتے اور فرماتے کاش میری ماں بانجھ ہوتی اس کے بیٹے کو قبر میں دیر تک بند رہنا ہوگا پھر اس (قبر) کے بڑے بڑے ہولناک مناظر ہوں گے جس سے بچے بھی بوڑھے ہو جائیں۔

حضرت حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ جب قبرستان کو دیکھتے تو فرماتے تمہارا ظاہر کتنا اچھا ہے مصائب تمہارے اندر ہیں۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے قبر اس شخص کے لئے جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے جو اس کو یاد کرے اور جو اس کو بھول جائے اس کے لئے جہنم کا گڑھا ہے۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر میں قبر کھودی آپ جب بھی اپنے دل میں کوئی سختی محسوس فرماتے اس میں اتر کر اپنے معاملے میں اور قیامت کے دن جن مصائب کا سامنا ہوگا ان کے بارے میں سوچتے رہتے تھے صبح تک یہی سلسلہ رہتا۔ ایک مرتبہ اس (قبر) میں اتر گئے اور اس ارشاد خداوندی کو بار بار پڑھتے رہے:

قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِي لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا

(۱۸۔ المؤمنون ۹۹، ۱۰۰)

(ترجمہ) تو وہ (کافر) کہے گا اے میرے رب! مجھے واپس بھیج دے تاکہ میں اچھا عمل کروں۔

پھر فرمایا اے ربیع! ہم نے آپ کو واپس کر دیا اب دنیا میں ہونماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ پس آپ کھڑے ہو جائے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (مشہور) شاعر فرزدق کی بیوی کے جنازے کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے فرزدق سے پوچھا اے فرزدق! تم نے اس دن کے لئے کیا تیار کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے اس دن کے لئے ساٹھ سال سے اس بات کی گواہی تیار کر رکھی ہے کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد ﷺ کے رسول ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے فرزدق! اگر تجھے اس پر موت آگئی تو تو نے کامیابی پائی۔ حضرت حوشب بن مالک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور فرمایا میں نے رات کو (خواب میں) دیکھا ہے کہ منادی اعلان کر رہا ہے اے لوگو! کوچ کرو۔ کوچ کرو۔

تو میں نے حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی کو جلدی جلدی کوچ کرتے ہوئے نہیں دیکھا (اس پر) حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ نے چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر پڑے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میرا ایک بھائی فوت ہو گیا میں نے اس کی وفات کے بعد اسے دیکھا تو پوچھا اللہ ﷻ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا اللہ ﷻ نے میرے وہ تمام

گناہ بخش دیئے میں نے جن کے لئے بخشش مانگی اور جن کے لئے بخشش نہیں مانگی وہ نہیں بخشے۔

حضرت صالح بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت عطاء اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے بعد دیکھا تو میں نے کہا اللہ ﷻ آپ پر رحم فرمائے آپ دنیا میں بہت غمگین رہتے تھے اللہ ﷻ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا اس غم کے بعد مجھے طویل راحت اور شدید خوشی حاصل ہوئی۔ وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کو دیکھا تو میں نے پوچھا اللہ ﷻ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا میں نے فرائض کی ادائیگی سے افضل کوئی چیز نہیں دیکھی پس تم پر یہ لازم ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ فرماتے تھے مجھے یہ بات پسند ہے کہ میری نیکیاں میرے گناہوں سے بڑھ جائیں اگرچہ یہ اضافہ ذرے کے برابر ہی ہو۔ اور اگر وہ مجھے جنت اور دوزخ کے درمیان کھرا کریں اور کہیں تمنا کرو کیا چاہتے ہو؟ تو میں تمنا کروں گا کہ مٹی ہو جاؤں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر مجھے اختیار دیا جائے کہ مجھے اٹھا کر حساب و کتاب کے بعد جنت میں داخل کیا جائے تو میں اس بات کو اختیار کروں گا کہ مجھے نہ اٹھایا جائے۔

حضرت ابو ذر ﷺ فرماتے تھے حساب کے خوف نے میرے جسم پر گوشت نہیں چھوڑا۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے تھے جب نافرمان لوگ جہنم کی طرف جائیں گے اور وہ پیاسے ہوں گے تو ان کو سب سے پہلے بچھوؤں اور سانپوں کے زہر کا تحفہ دیا جائے گا اس سے ان کے جسم پکھل جائیں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حضرت عبداللہ ابن عباس ﷺ ارشاد خداوندی:

لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ ۝

(پ۔ الغاشیہ ۶)

(ترجمہ) ان (اہل جہنم) کے لئے صرف کانٹوں سے کھانا ہوگا۔

کے بارے میں فرماتے ہیں یہ خشک کانٹے ہوں گے جو ان کے حلق میں پھنس جائیں گے اور اگر ان کے آنسوؤں میں کشتیاں چلائی جائیں تو چل پڑیں۔

اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷺ فرماتے تھے کتنے ہی روشن چہرے اور فصیح زبانی مٹی کی تہوں میں چب رہے ہیں۔ خوف کے بارے میں بزرگوں کے اقوال بہت زیادہ ہیں اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## مریدین کی زیادہ سے زیادہ تربیت کرنا

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ مریدین کی تربیت کے لئے اس ادب کو زیادہ اختیار کرتے جو ادب اللہ ﷺ نے اپنے مقرب بندوں انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیاء و صلحاء رحمہم اللہ کو پہلی کتابوں میں سکھایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرید کو معلوم ہو جائے کہ اللہ ﷺ سے ڈرنے (تقویٰ) کا حکم ہر شریعت میں دیا گیا۔

### خاتمہ کتاب

اور ہمارے سردار حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ ہماری شریعت پر تورات سے گواہی پیش کر کے کھٹکھٹاتے اور زجر و توہین کے امور بتاتے کہ اللہ ﷺ نے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کو خطاب کیا اور مراد دوسرے لوگ ہیں۔

اس کی مثال ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے حوالے سے یہ ہے کہ اللہ ﷺ نے فرمایا:

(پ ۲۳۔ الزمر ۶۵)

لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

(ترجمہ) اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کا عمل ضائع ہو جائے گا۔

اور فرمایا:

(پ ۲۱۔ الاحزاب ۱)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ

(ترجمہ) اے نبی! اللہ سے ڈریں۔

(ان آیات میں حضور ﷺ کو خطاب ہے لیکن حکم امت کے لئے ہے آپ کے لئے نہیں)

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہم سے فرماتے تھے غیبت کرنے والوں کی مجلس اور چغلی کھانے والوں کی

صحبت سے بچو۔

اللہ ﷺ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔

اے داؤد علیک السلام! اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جو خطا کاروں کی جگہ پر کھڑا نہیں ہوتا۔ نہ

استہزاء ( مذاق ) کرنے والوں کی مجلس اختیار کرتا ہے، نہ غیبت کرنے والوں کے ساتھ بیٹھتا ہے اور نہ چغل

خوروں سے دوستی لگاتا ہے۔

اے داؤد علیک السلام! جو شخص لوگوں کے صیوں کا ذکر کرتا ہے یا ان کو ذکر کرنے کا ارادہ کرتا ہے میں

اسے قیامت کے دن لوگوں کے سامنے ذلیل کروں گا۔

اے داؤد علیک السلام! جو شخص نگاہ جھکائے، شرمگاہ کی حفاظت کرے اور زبان کی بھی حفاظت کرے

وہ میرے نزدیک مقررین لوگوں میں سے ہے۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ بعض علماء سے فرما رہے تھے اے بھائی! تم پر نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا لازم ہے یہ علم کی زکوٰۃ ہے اور اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی

اے داؤد علیک السلام! جب علماء نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا عمل چھوڑ دیں گے تو ان کی ہیبت ختم ہو جائے گی اور یہ ہیبت بیوقوف اور برے لوگوں میں چلی جائے گی۔ ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں ان کے عیبوں سے خاموش رہتے ہیں۔

اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جو رات کے وقت بستر کو چھوڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور سخت سردی میں مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے۔ جب کہ لوگ اپنے لحافوں میں سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو میری بڑائی بیان کرتے ہیں اور مجھ سے ڈرتے ہوئے حرام شرمگاہوں کی طرف نہیں دیکھتے۔ اے داؤد علیک السلام! زنا کاروں کے ساتھ میں سب سے ہلکا سلوک کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں ان کے چہروں سے تروتازگی کو لے جاتا ہوں اور ان کی زندگیوں سے برکت کو مٹا دیتا ہوں۔

اے داؤد علیک السلام! بنی اسرائیل سے فرما دیجئے کہ تم مجھ سے غافل ہو اور قلمیں چل رہی ہیں میں غافل نہیں (اعمال لکھے جا رہے ہیں) ان لوگوں سے فرما دیجئے جو گناہوں کے وقت دروازے بند کر دیتے ہیں اور پردے لٹکا دیتے ہیں اگر میں چاہوں تو ان کو ہلاک کر دوں اور ان کو زمین میں دھنسا دوں۔

اے داؤد علیک السلام! بنی اسرائیل سے فرما دیں وہ مجھ سے ڈریں میں ان کے چہروں کو ہیبت اور قبولیت کا لباس پہنا دوں گا اور ان کے دشمنوں کو ان کے قدموں کے نیچے کر دوں گا جس طرح مینڈھا چھری کے نیچے ہوتا ہے۔

اے داؤد علیک السلام! میں جس شخص سے محبت کرتا ہوں تو اس (محبت) کی علامت یہ ہے کہ وہ گفتگو کم کرتا ہے اور استغفار زیادہ کرتا ہے۔

اے داؤد علیک السلام! مومنوں کے حرمت سے اپنی نگاہوں کو جھکائیں آپ کے پاس دنیا رغبت کرتی ہوئی آئے گی

اے داؤد علیک السلام! میری ناراضگی نے ان زانیوں کو گھیر لیا جو مومنوں کی عزتوں کو خراب کرتے ہیں۔ اے داؤد علیک السلام! بنی اسرائیل سے فرما دیں پوشیدہ طور پر بھی میری ناراضگی نہ کریں اور مجھے بندوں سے ہلکانہ سمجھیں (کہ ان سے چھپنا ضروری سمجھتے ہیں) بے شک میں ان کو جہنم میں عذاب دوں گا۔

اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے ان (حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ) سے اکثر سنا وہ فرماتے تھے بعض



اوقات بندوں کو نعمتیں دی جاتی ہیں اور اس طرح وہ آہستہ آہستہ عذاب کی طرف جاتے ہیں۔  
 اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ آپ عظیم لوگوں سے فرمائیں جو مجھ سے  
 ڈرتے ہیں جب میں ان کو مسلسل نعمتیں عطا کروں اور وہ روئیں جبکہ ان کو زیادہ نعمتیں ملیں تو یہ ان کے لئے  
 آہستہ آہستہ عذاب کی طرف جانا ہے اگر میں ان سے محبت کرتا تو ان کو دنیا سے فارغ کر دیتا۔

اے داؤد علیک السلام! جو میری نافرمانی کرتا ہے وہ میری تعظیم نہیں کرتا  
 اے داؤد علیک السلام! جب تمہارے پاس خوبصورت عورت گزرے تو قیامت کے دن میرے  
 سامنے پیشی کو یاد کرو۔

اے داؤد علیک السلام! جو شخص مجھ سے اس صورت میں ملاقات کرے کہ وہ میرے غیر کا خیال کرتا  
 ہو میری رعایت سے محروم ہو جائے گا۔

اے داؤد علیک السلام! اپنی نگاہوں کو جھکائیں، زبان کو محفوظ رکھیں کیونکہ میں فاستوں کو پسند نہیں  
 کرتا۔

اے داؤد علیک السلام! بنی اسرائیل سے فرمادیں کہ لوگوں کی عزتوں میں نہ پڑیں، کیونکہ ان کی  
 عزتوں پر حملہ کرنے سے دل اندھا اور مردہ ہو جاتا ہے۔

اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جو اپنی ذات میں عیب دیکھتا اور اصلاح کرتا ہے۔  
 اے داؤد علیک السلام! سب سے تعلق توڑ کر مجھ سے تعلق جوڑ لو تمہارے سامنے بادشاہوں کے سر بھی  
 جھکا دوں گا اور تمہارے چہرے کو بیت کا لباس پہنا دوں گا۔

اے داؤد علیک السلام! اپنے باطنی کپڑوں کو پاک رکھیں کیونکہ (محض) ظاہر تمہیں میرے ہاں کوئی  
 فائدہ نہیں دے گا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے شیخ (سیدی علی الخوہس) رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ ایک تاجر سے جس سے دنیا  
 پھر گئی تھی فرما رہے تھے تجھے بھلائی کی خوشخبری ہو کیونکہ اللہ ﷻ تجھ سے محبت کرتا ہے۔

اور اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ  
 اے داؤد علیک السلام! قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ معزز لوگ ذلیل ہو جائیں اور ذلیل لوگ بلند  
 مرتبہ ہو جائیں۔ میری کتاب کو چھوڑ دیا جائے اور اسے پڑھانہ جائے نافرمان اور فاجر لوگوں کا رزق زیادہ ہو  
 جائے اور اطاعت گزار فاضل مومن کا رزق کم ہو جائے جب معاملہ یوں ہو جائے گا تو اس زمانے کے لوگوں  
 کے دلوں میں دنیا کی محبت آ جائے گی اور آخرت کی محبت روک دی جائے گی جب وہ اس طرح کریں گے تو  
 میں ان پر سزا کی تلوار مسلط کر دوں گا (چیزوں کے) نرخ بڑھ جائیں گے چھوٹا، بڑے کی عزت نہیں کرے گا اور

میں ان کو فسق فجور میں مبتلا کر دوں گا اور میرے نزدیک ان کی یہ سزا ہوگی۔

اے داؤد علیک السلام! کتنی ہی فصیح زبانیں ہیں جن کو میں موت کے وقت کلمہ شہادت سے گونگی کر دیتا ہوں کیونکہ وہ لوگوں کی عزتوں کے پیچھے پڑتے ہیں۔

اے داؤد علیک السلام! بنی اسرائیل سے فرمادیں کہ اگر تم میرے لئے اپنے باپوں، بھائیوں اور اولاد کو نہیں چھوڑو گے تو میں تمہاری نماز قبول نہیں کروں گا۔

اے داؤد علیک السلام! بنی اسرائیل سے فرمادیں موت سے پہلے وہ چیزیں واپس کر دو جو تمہارے ذمہ ہیں میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ جن لوگوں کے ذمہ دوسروں کے حقوق ہیں ان کو اس طرح اٹھاؤں گا کہ ان کے گلے میں آگ کا طوق ہو گا وہ اسے ہر حق کے بدلے ایک داغ لگائے گا۔

اے داؤد علیک السلام! ایسا نہیں ہے کہ ہر نماز پڑھنے والے کی نماز قبول ہو اور جو بھی عبادت کرے اس کی عبادت اوپر اٹھالی جائے۔ (یعنی قبول ہو)

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ بعض بھائیوں سے فرما رہے تھے:

اے بیٹے! تمہ پر اللہ ﷻ سے ڈرنا (تقویٰ) لازم ہے اور اپنے رب ﷻ کی نافرمانی سے بچو یہ سمجھنا کہ میرا رب غفور رحیم ہے (اور گناہ کرتے رہنا) نفس کی گمراہی اور شیطان کا مکر ہے۔

اور اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد علیک السلام! بنی اسرائیل سے فرما دیں کتنی ہی راتیں ہیں جن میں تم نے واضح طور پر میری نافرمانی کی پھر صبح تم اس کو چھوڑے بغیر استغفار کے ذریعے مجھ سے دھوکہ کرتے ہو۔ جس طرح کوئی شخص تم سے غائب ہو تو تم اس سے مکر اور فریب کرتے ہو۔

اے داؤد علیک السلام! بنی اسرائیل سے فرمادیں اپنی نگاہوں کی حفاظت کرو کتنے ہی لوگ ہیں جو اپنے بھائی کو بے حیائی کے کام میں دیکھتے ہیں پھر اسے پھیلاتے ہیں حالانکہ انہوں نے اس سے بڑا گناہ کیا ہوتا ہے لیکن میں ان کو رسوا نہیں کرتا اگر میں چاہتا تو ایسے شخص کو رسوا کرتا۔

اے داؤد علیک السلام! جو شخص میری رضا جوئی کے علاوہ علم حاصل کرے میں اس کو جہنم میں داخل کروں گا۔

اے داؤد علیک السلام! جو شخص گناہ کر کے لوگوں سے چھپاتا ہے تو کیا وہ مجھ سے بھی چھپا سکتا ہے۔  
اے داؤد علیک السلام! ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو علیحدگی میں میری نافرمانی کرتے ہوئے حیا کرتے ہیں۔

اے داؤد علیک السلام! بہت رونے والوں کی صحبت اختیار کریں اور جھوٹے لوگوں کو چھوڑ دیں اور بنی

اسرائیل میں سے نافرمان لوگوں سے فرمادیں تم کس طرح لوگوں سے حیا کرتے ہو اور مجھ سے حیا نہیں کرتے اور ان لوگوں کے جلال سے میرا جلال زیادہ ظاہر ہے کیونکہ میں ان کا آقا ہوں۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک مرتبہ حضرت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ وہ ایک ایسے شخص کو جس کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی فرما رہے تھے تم یوں کہو اللہ ﷻ کا شکر ہے جس نے مجھے اہل و اولاد میں مشغول نہیں کیا۔

اور اللہ ﷻ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد علیک السلام! اولاد طلب نہ کریں ہر اولاد نفع نہیں دیتی۔ کتنی ہی اولاد باپ کو اپنے رب ﷻ سے غافل کر دیتی ہے اور اس کی قبر میں آگ کے شعلوں کا باعث بنتی ہے۔

اے داؤد علیک السلام! تم لوگوں کی عدم موجودگی میں میرے حکم کی حفاظت کرو میں مخلوق کی موجودگی میں آپ کی حفاظت کروں گا۔ میرا ذکر زیادہ کرو میں تمہارا رزق زیادہ کروں گا۔

اے داؤد علیک السلام! جو آپ کے خلاف سرکشی کرے آپ اس سے بدلہ نہ لیں اس طرح میری مدد آپ کو حاصل نہ ہوگی۔

اے داؤد علیک السلام! بنی اسرائیل سے فرمادیں کہ تم میں سے کوئی ایک جب نافرمانی کرتا ہے تو وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ میں اسے توبہ کرنے سے پہلے اسی حالت میں موت دے دوں اور وہ مجھ سے اس حالت میں ملاقات کرے کہ میں اس پر غصہ میں ہوں پس میں اس کو جہنم میں داخل کروں اور وہ ہر لمحہ کانہ ہے۔

اے داؤد علیک السلام! اگر میں چاہتا تو آسمان کو حکم دیتا کہ وہ نافرمان آدمی پر جائے یا زمین کو حکم دیتا کہ وہ اسے نکل لے۔

اے داؤد علیک السلام! بنی اسرائیل سے فرمادیں کہ جب تم گناہ کا ارادہ کرو تو جہنم کی طرف لے جانے والے فرشتوں کے دبدبہ اور جہنم کے مختلف طبقات میں بیڑیوں کی جھگی کو یاد کرو۔

اے داؤد علیک السلام! اگر میرے بندوں کو میرے اس غضب کی اطلاع ہو جائے جو میں ان پر کرتا ہوں جب وہ میری نافرمانی کرتے ہیں تو وہ مرجائیں لیکن میں نے ان پر رحمت کرتے ہوئے اپنے غضب کو ان سے چھپا رکھا ہے۔

اے داؤد علیک السلام! اپنا رخسار مٹی پر رکھ کر مجھ سے مناجات کریں

اے داؤد علیک السلام! آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام میرے نزدیک سب لوگوں میں سے زیادہ معزز ہیں انہوں نے حرام شرمگاہ کو نہیں چھوا کسی کو قتل نہیں کیا میں نے ان کو درخت کے پھل سے کھانے سے منع کیا اور انہوں نے بھول کر کھا لیا تو ان کے بدن سے لباس اڑ گیا ان کے سر سے تاج گر گیا اور میں نے ان

کو ندامت کی جگہ کھڑا کیا۔ تو اس شخص کی کیا حالت ہوگی جو حرام شرمگاہ تک جاتا ہے اور کسی نفس کو قتل کرتا ہے میری ذات پاک ہے۔

اے مخلوق! میں تم پر کس قدر مہربان ہوں اور تم مجھ سے کتنا کم حیا کرتے ہو جب تم میری نافرمانی کرتے ہو اور میں تمہیں دیکھ رہا ہوتا ہوں اگر میرے بندوں میں سے کوئی ایک تمہیں دیکھ لے تو تم اس سے حیا کرتے ہوئے پکھل جاؤ حالانکہ مجھ سے حیا کرنا زیادہ ضروری ہے۔

اے داؤد علیک السلام! کیا وجہ ہے میں آپ کو مطمئن دیکھتا ہوں آپ رونے والوں کے ساتھ روتے کیوں نہیں نوحہ کرنے والوں کے ساتھ نوحہ کیوں نہیں کرتے اگر آپ جہنم اور اس کے فرشتوں کو دیکھ لیں اور جو کچھ میں نے زانی لوگوں کے لیے تیار کیا اسے دیکھ لیں تو اس طرح پکھل جائیں جس طرح آگ میں سیسہ پکھل جاتا ہے۔

اے داؤد علیک السلام! برف میں اوندھے منہ عبادت کرنا، آپ کے لئے حساب و کتاب کی خاطر میرے سامنے پیش ہونے اور جرح کرنے سے زیادہ آسان ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے جن لوگوں پر کسی کا دعویٰ ہے میں ان کو ضرور کھڑا کر کے رائی کے دانے کے برابر چیز کا سوال بھی کروں گا۔

اے داؤد علیک السلام! آپ بنی اسرائیل سے فرمادیں تم نظر بچا کر زنا کرتے ہو گویا تم صرف اپنی نظروں میں ہو (اور) میں تمہیں دیکھ نہیں رہا۔

اے داؤد علیک السلام! جو شخص علیحدگی میں میری نافرمانی کرتا ہے میں مخلوق کو اس کے برے اعمال پر مطلع کر دیتا ہوں اس کو رسوا کرتا ہوں اور جہنم میں داخل کرتا ہوں۔

میں (معتز رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے زیور کے جو مواعد سنے وہ مکمل ہو گئے اور میں نے ان تمام مواعد کو ایک کتاب میں جمع کیا ہے پس اس کو دیکھیں اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

یہ بیان (مواعد زیور کا بیان) اس کتاب "تنبیہ المغتربین" اواخر القرن العاشر علی ما خالفوا فیہ سلفہم الطاہر" کا آخر ہونا چاہئے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اس کی طرف ہماری راہنمائی فرمائی اور اگر ہمیں اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاسکتے۔

میں نے جب کتاب کا خطبہ شروع کیا تو میرے سامنے بہت بڑی رکاوٹ تھی کیونکہ میرے پاس وہ مواد نہ تھا جس سے میں کتاب میں مدد لیتا تو میرے پاس ایک شخص ایک پرانی کتاب لایا جس کے ابتدائی اوراق نہیں تھے وہ کوئی خط میں تھی اور اس پر تاریخ کتابت پانچ صد ہجری اور کچھ اوپر لکھی ہوئی تھی میں نے اس کو سلف صالحین صحابہ کرام علیہم السلام اور تابعین رحمہم اللہ کے احوال سے پتہ پایا۔

اور میں نے دیکھا کہ اس کے مولف، حضرت وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں جو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں اس سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی پس میں نے اس کے ذریعے اس کتاب کے اخلاق کو مضبوط اور مزین کیا گیا جو اس کا مطالعہ کرے گا اسے صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کی صحبت حاصل ہوگی اور وہ ان کے اقوال، افعال، تقویٰ، زہد، خوف اور خشیت کو دیکھے گا۔ اور ہم نے کتاب کے خطبہ میں ذکر کیا ہے کہ جو شخص انصاف کی نگاہ سے اس کا مطالعہ کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ وہ ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق سے اس طرح نکل گیا ہے جس طرح سانپ اپنے لباس سے نکل جاتا ہے۔

ہم اللہ ﷻ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اپنے فضل سے اس کتاب کے ذریعے (ہمارے) بھائیوں کو نفع عطا فرمائے اور بعد والے لوگوں کو بھی، اور ہمارا اور ان کا اچھا خاتمہ فرمائے اور اس دنیا سے جاتے ہوئے ہمارا آخری کلام ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ ہو اللہ ﷻ کی رحمت ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے تمام آل و اصحاب پر ہو۔ ہم عنقریب کلام مولف (مذکورہ بالا) کے کچھ اخلاق عالیہ کا ذکر کریں گے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ ﷻ قیامت کے دن حضرت آدم ﷺ سے فرمائے گا تم میرے اور اپنی اولاد کے درمیان فیصلہ کرنے والے ہو جس کی نیکی اس کے شر سے ایک ذرہ کے برابر بھی زیادہ ہو وہ جنت میں داخل ہو گا تا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ میں صرف اسی کو عذاب دیتا ہوں جو اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

تَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝

(پہ۔ النور ۳۷)

(ترجمہ) اس میں دل اور آنکھیں پھر جائیں گی۔

اس کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دلوں کے پھرنے سے مراد ان کا اپنی جگہوں سے لپکنا ہے اور آنکھوں کا پھرنا یہ ہے کہ وہ سرگیس ہونے کی بجائے نیلی ہوں گی اور بیٹائی کی جگہ اندھا پن ہو گا اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## حُسن ظن

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جو شخص ان کو ناپسند کرتا ہے وہ اس کے

بارے میں یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ حق پر ہے اور سچا ہے کیونکہ وہ اپنے نفسوں کی پاکیزگی بیان کرنے اور عیب سے بری قرار دینے سے ڈرتے ہیں اگر وہ یہ کہیں کہ ان کو ناحق طور پر ناپسند کیا گیا ہے اور میرے بھائی شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ کوئی شخص ان سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے اور ان پر اعتراضات کرتا ہے تو فرماتے اللہ ﷻ کی قسم! اس شخص کا دل روشن ہے جس نے میرے باطنی نقص اور میں جن برائیوں میں لپٹا ہوا ہوں جن کے ذریعے میں اپنے رب ﷻ کو دھوکہ دے رہا ہوں کو پالیا اور سمجھ گیا۔

اسی طرح جب ان کے دل میں کسی مسلمان کے خلاف ناپسندیدگی کا خیال آتا تو وہ اپنے دل سے جھگڑتے اور کہتے کہ تیرا اپنے بھائی کو ناپسند کرنا ناحق بات ہے تو اس کو اچھی باتوں پر کیوں محمول نہیں کرتا تو جب ان میں سے کسی کو کوئی ناپسند کرتا یا وہ کسی کو ناپسند کرتے تو وہ اپنے نفس کو اس کا ذمہ دار ٹھہراتے۔

تمام صالحین اسلاف کا یہی طریقہ رہا وہ اپنے نفسوں کو ہر چیز میں تہمت لگاتے جب وہ اس میں کسی مقام یا حال کے حوالے سے سچائی کا دعویٰ کرتا ان میں سے ایک اپنے نفس سے کہتا اے سن! اگر میں تیری طرف ریا کاری اور منافقت کی نسبت کرنے میں جھوٹا ہوں تو تو اس غریب کے بارے میں کیا کہے گا جس نے تیرے اندر یہ وصف بیان کیا تیرے لئے جائز نہیں کہ تو اسے جھوٹ کی طرف منسوب کرے ہاں شرعی طریقے پر کر سکتا ہے اور وہ طریقہ تیرے پاس نہیں ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایک سال میری حالت یہ رہی کہ میرا نفس مجھ سے اخلاص کے دعویٰ میں جھگڑتا رہا اور میں اس سے کہتا رہا تو جھوٹ بولتا ہے حتیٰ کہ ایک دن میں بصرہ کی ایک تنگ گلی سے گزر رہا تھا اور وہاں ایک عورت دوسری عورت سے کہہ رہی تھی اگر تو کسی ریا کار آدمی کو دیکھنا چاہتی ہے تو حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ لے۔ فرماتے ہیں مجھے اس بات پر خوشی ہوئی جس کے ذریعے میں اپنے نفس پر غالب آ گیا اور میں نے اس سے کہا:

اے میرے نفس! اس نیک عورت سے اپنا قبیح لقب سن لے اس کے بعد فرماتے تھے جو شخص کسی ریا کار کو دیکھنا چاہے وہ مجھے دیکھ لے (تواضع اور کسر نفسی کے طور پر فرماتے)۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر میں اپنے ریا کار ہونے پر قسم کھاؤں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ ریا کار نہ ہونے پر قسم کھاؤں اور آپ اکثر اپنے نفس پر غصہ فرماتے اور اسے جھڑکتے تھے اور فرماتے تھے اے فضیل تو اپنی جوانی میں فاسق گناہ کار تھا اور بڑھاپے میں ریا کار منافق ہو گیا اللہ ﷻ کی قسم! فاسق اور گناہ کار کا گناہ اللہ ﷻ کے ہاں ریا کار اور منافق کے گناہ سے کم ہے کیونکہ گناہ کار اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا منتظر ہوتا ہے لیکن ریا کار اور منافق کا یہ حال نہیں ہے کیونکہ یہ وہ گناہ ہے جس کا بندے کو

بہت کم شعور ہوتا ہے کہ وہ اس سے توبہ کرے پس اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## حاسدین کے مناقب ذکر کرنا

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ اپنے ان ہم عصر لوگوں کے مناقب بھی ذکر کرتے ہیں جو ان کو ناپسند کرتے اور ان سے حسد کرتے ہیں ان کا ان سے حسد کرنا اور دشمنی رکھنا ان (صوفیاء کرام رحمہم اللہ) کو ان کے ذکر خیر سے نہیں روکتا۔

حضرت عمرو بن عاص اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے درمیان کوئی بات تھی لوگوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو انہوں نے اچھے کلمات کے ساتھ ان کی تعریف کی ان سے کہا گیا کہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ تو آپ کو پسند نہیں کرتے انہوں نے فرمایا ہمارے درمیان جو اختلاف ہے وہ ہمارے دین تک نہیں پہنچا۔

اور الحمد للہ! میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) اس وصف سے موصوف ہوا میں ان فقرا اور علماء کے مناقب بیان کرتا ہوں جو مجھ سے دشمنی رکھتے ہیں اور حسد کرتے ہیں کیونکہ میں ان کو دیکھتا ہوں اپنے آپ کو نہیں دیکھتا پس میں اپنی ذات کے لئے کسی مسلمان سے دشمنی نہیں کرتا وہی لوگ مجھ سے دشمنی کرتے ہیں کیونکہ میں ان کے بارے میں وہ بات ظاہر نہیں کرتا جو دشمنی کو واجب کرے مثلاً نماز چھوڑنا، شراب پینا یا جب لوگ ان کی پیٹھ پیچھے ان کے نقائص بیان کریں تو ان لوگوں کی مدد کرنا ان سے دنیوی امور میں ٹکراؤ اختیار کرنا (میں یہ سب کام نہیں کرتا) حالانکہ وہ مجھ سے سخت عداوت رکھتے ہیں۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ ﷻ کی مجھ پر مہربانی کی دلیل ہے کیونکہ عام لوگ اپنے دشمن کا نام بھی اپنی زبان پر لانا پسند نہیں کرتے چہ جائیکہ اپنے زمانے کے لوگوں کے درمیان ان کی خوبیاں بیان کریں۔ ہم نے اپنی کتاب ”المسنن“ میں ان کی ایذا رسانوں میں سے کچھ باتیں بیان کی ہیں ان میں سے بعض نے کئی مرتبہ مجھے قتل کرنے کی کوشش کی بعض نے مجھے مصر سے نکالنے کی کوشش کی بعض نے میری کتب میں ایسے عقائد داخل کر دیئے جو اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں اور مصر اور حجاز میں ان کو شائع کر دیا جس طرح ہم نے اس کتاب کے خطبہ میں اشارہ کیا ہے۔

ان میں سے بعض نے بات علی باشت جو مصر کے امور کا وزیر تھا کے پاس میرے بارے میں ایسی من گھڑت باتیں بیان کی جن کو کوئی مومن زبان پر نہیں لاسکتا۔ یہ تمام اذیت ناک باتیں جو میرے بارے میں واقع ہوئیں کا دارو مدار اہل مصر میں سے تین اشخاص پر ہے جو علم اور نیکی کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور

تینوں اللہ ﷻ کے ہاں پہنچ چکے ہیں اور دونوں جہانوں میں ان کے ذمہ داری سے میں نے برأت اختیار کر لی ہے۔

میں نے یہ باتیں صرف اس لئے ذکر کی ہیں تاکہ میرے بھائی اپنے زمانے کے لوگوں سے اذیتیں برداشت کرنے میں میری اقتداء کریں حالانکہ تینوں افراد ایک دوسرے کو ناپسند کرتے تھے لیکن وہ تین علم اور بھلائی کے نام پر میرے خلاف متفق ہو گئے اور انہوں نے مجھے طرح طرح کی تکالیف پہنچائیں جب کہ تمام اہل مصر نے مجھے ٹھنڈک اور سلامتی پہنچائی۔

میں نے ”طبقات العلماء والصوفیہ“ میں ان تینوں کا ذکر کرنے میں مبالغہ کیا اور ان کا ذکر اچھے انداز میں کیا یعنی میں نے ان کے رویہ کے برعکس راستہ اختیار کیا۔

اللہ ﷻ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے غنودرگزر اور چشم پوشی کا وصف عطا کیا میں نے اس کا اظہار کیا نیز یہ کہ میرے بھائی میرے راستے پر چلیں اور میرے علم کے مطابق میرے ہم عصر لوگوں میں سے کوئی بھی (غنودرگزر کے) اس راستے پر نہیں چلا۔

بلکہ ان میں سے بعض کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے اپنے دشمنوں کا مقابلہ اسی انداز میں کیا جیسا ان لوگوں نے سلوک کیا تھا۔

تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس اخلاق محمدی ﷺ کے وصف سے موصوف فرمایا اور ہمیں ان لوگوں میں سے کیا جو برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف کرتے ہیں اور درگزر کرتے ہیں۔ اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## اپنے آپ کو اللہ ﷻ کے سپرد کر دینا

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب وہ کشف کے ذریعے اس بات پر مطلع ہو جاتے ہیں کہ مستقبل میں ان سے کوئی گناہ صادر ہونے والا ہے تو وہ اپنے آپ کو بارگاہ خداوندی میں پیش کر دیتے ہیں۔ اور اپنی قوت و طاقت سے برأت کر لیتے ہیں اور ان کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی دعا اور سجدے میں کہتے ہیں

یا اللہ ﷻ! جس بات پر میں مطلع ہوا ہوں اگر یہ تقدیر الہی میں ثابت ہو چکی ہے تو لوگوں کے درمیان ہمارا پردہ رکھنا اور دنیا اور آخرت میں ہمارا مواخذہ نہ کرنا یہ تیرے صدقات میں سے ہم پر ایک صدقہ ہوگا اور اگر یہ کام تقدیر الہی میں ثابت نہیں ہوا تو ہم تیرے فضل و کرم کی وجہ سے تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ اس کو ہمارے ذہنوں سے زائل کر دے کیونکہ اس کی وجہ سے ہمارا وقت خراب ہو رہا ہے۔



کیونکہ بعض اوقات اللہ ﷻ بندے کی دعا کو قبول کرتا ہے اس پر پردہ ڈالتا ہے اور اسے بخش دیتا ہے یا اسے محو اثبات (مٹانے اور ثابت رکھنے) کی تین سو ساٹھ تختیوں سے مٹا دیتا ہے۔

اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ جس شخص سے کسی میلان اور خواہش کے بغیر تقدیر الہی کے فیصلوں کے خلاف بات صادر ہو جائے تو بعض اوقات اس کی سزا اس سے کم ہوتی ہے جو میلان اور خواہشات کے ساتھ ہوتی ہے ان میں سے بعض حضرات سجدے کے دوران کہتے تھے

یا اللہ ﷻ! تو جانتا ہے کہ میں تیری تقدیر میں سے کسی چیز کو جو میرے بارے میں نافذ ہونے والی ہے رد کرنے سے عاجز ہوں پس تو مجھے بخش دے جو جرم میں نے کیا ہے یہ تیری ملاقات میں سے مجھ پر ایک صدقہ ہے اے سب سے بڑھ کر رحم کرے والے! تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔  
پس تم اس بات کو جان لو اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

## اچھی نیت سے خوبصورت الفاظ کے ساتھ تالیف و تصنیف

ان صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ جب وہ اپنی تالیف میں اچھے الفاظ لاتے ہیں اور زیادہ عمدہ لکھتے ہیں تو اپنے آپ کو صرف اچھی نیت کی بنیاد پر ہی تمکاتے ہیں تاکہ اگر لوگ ان کی اس وجہ سے تعریف کریں کہ فلاں نے اپنی تالیف میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

اور اے بھائی! یہ بات جان لے کہ انسان اپنی کتاب کی تحریر میں جس قدر مبالغہ کرے حتیٰ کہ مضبوط تحریر لائے پھر بھی وہ عام طور پر نسیان کا شکار ہو جاتا ہے اور کسی مسئلہ کی کوئی شرط ترک کر دیتا ہے یا تفصیل کے مقام پر مطلق (اور مجمل) کلام لاتا ہے ارشاد خداوندی ہے:

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴿٨٢﴾ (پ۔ النساء، ۸۲)

(ترجمہ) اور اگر یہ (قرآن) اللہ کے غیر کی طرف سے ہوتا تو یہ لوگ اس میں بہت اختلاف پاتے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے کبھی بھی کوئی کتاب تدبیر اور حقیقت حال سے واقف ہو کر نہیں لکھی بلکہ میں اپنی تالیف میں وہی کچھ لکھتا تھا جو اللہ ﷻ مجھے الہام فرماتا تھا حضرت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بندے کا کلام خطا، تحریف یا تقصیر (باہم کراؤ) سے محفوظ اس لئے نہیں ہوتا کہ وہ ہمیشہ بیدار نہیں رہتا اسی لئے وہ غفلتوں اور سہو (بھولنے) کا شکار ہوتا ہے۔

سیدی احمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے یہ بات ادب سے ہے کہ مطلقاً یہ نہ کہے کہ کوئی اعتراض نہ کرے جس قدر ممکن ہو اللہ ﷻ کے کلام کی مشابہت سے بھاگے (مطلب یہ اللہ ﷻ کا کلام غلطیوں سے پاک ہے بندے کا کلام ایسا نہیں ہو سکتا ہے)

تَنْبِيْهُ الْمُغْتَرِّينَ أَوْ آخِرَ الْقُرُونِ الْعَاصِرِ عَلَى مَا خَالَفُوا فِيهِ سَلَفَهُمُ الطَّاهِرَ لِلشُّعْرَانِي  
كامل ہوگئی۔

الحمد للہ! آج بروز ۶ جنوری ۲۰۰۵ء بروز جمعرات چھ بجے (مصر کے وقت کے مطابق)، پاکستانی وقت کے مطابق رات نو بجے قطب ربانی محقق صدانی ابوالمواعب عبدالوہاب بن احمد بن علی الانصاری الشافعی المصری المعروف الشعرائی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مستطاب ”تجلیہ المختارین“ کا ترجمہ آپ کے مزار مقدس واقع باب شعری میدان شعری مصر میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔

والحمد لله على ذلك

محمد صدیق ہزاروی

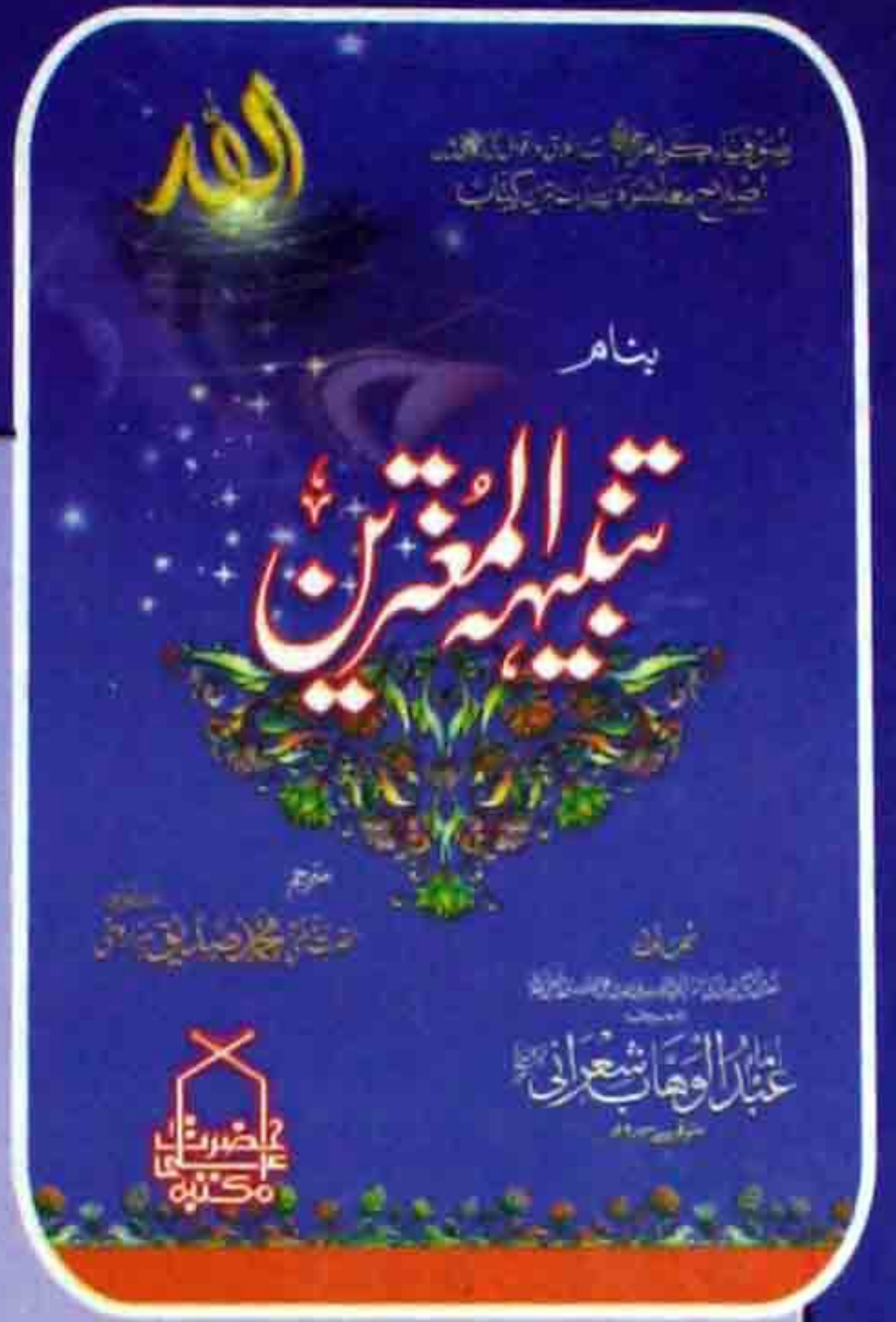
نزیل الازھر شریف، قاہرہ مصر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## تخریج احادیث کے مآخذ و مراجع

1. کنز العمال مطبوعہ الموسسة الرساله بیروت
2. کشف الخفاء مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
3. اتحاف السادة المتعلمین مطبوعہ دارالفکر بیروت
4. مسند امام احمد بن حنبل مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت
5. الجامع الصغیر مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
6. الترغیب والترہیب مطبوعہ المصطفیٰ البابی حلبي مصر
7. الکامل فی صحفاء مطبوعہ دارالفکر بیروت
8. مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ قدیمی کتب خانہ ملتان، پاکستان
9. صحیح البخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ ملتان، پاکستان
10. سنن ابوداؤد مطبوعہ داراحیاء السنن النبویہ بیروت
11. صحیح مسلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ ملتان، پاکستان
12. جامع ترمذی مطبوعہ دارالفکر بیروت
13. سنن ابوداؤد مطبوعہ مطبوعہ آفتاب عالم پریس پاکستان
14. سنن ابن ماجہ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت
15. موطأ امام مالک مطبوعہ قدیمی کتب خانہ ملتان، پاکستان
16. مستدرک مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت
17. مستدرک للحاکم للصغیرین مطبوعہ مطبوعات الاسلامیہ بیروت
18. مجمع الزوائد مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
19. تذکرۃ الموضات مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان، پاکستان
20. الزہد ابن مبارک مطبوعہ بیروت
21. مصنف ابن شیبہ مطبوعہ بیروت
22. المعجم الکبیر مطبوعہ بیروت
23. المعجم الاوسط مطبوعہ بیروت
24. طبرانی کبیر مطبوعہ بیروت
25. تنبیہ المغترین مطبوعہ دارالبشارہ
26. مسند الفردوس مطبوعہ بیروت
27. حلیۃ الاولیا مطبوعہ بیروت

# کتاب سے ایک صفحہ



☆ حضرت علی المرتضیٰؑ فرماتے ہیں: انسان کی خوش بختی پانچ باتوں میں ہے:  
 (1) بیوی موافق ہو۔ (2) اولاد نیک ہو۔ (3) اس کے بھائی متقی ہوں۔ (4)  
 پڑوسی نیک ہوں (5) اور اس کا رزق اس کے اپنے شہر میں ہو۔  
 ☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں جنت نخی لوگوں کا گھر اور جہنم بخیل لوگوں کا گھر ہے۔  
 ☆ حضرت ابو ذرؓ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب  
 حکمرانوں کے عطیات ان کے دین کی قیمت بن جائیں گے۔  
 ☆ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مومن کھجور کا درخت لگاتا

ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں اس کا پھل کانٹوں کی صورت میں نہ آئے اور منافق کانٹے بیج کر کھجوروں کا پھل طلب کرتا ہے۔  
 ☆ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے دنیا شیطان کی دکان ہے۔ پس تو شیطان کی دکان سے کوئی  
 چیز نہ لے ورنہ وہ تیرے پیچھے آ کر تجھے پکڑ لے گا۔

☆ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بہترین علم اور عمل وہ ہے جو لوگوں سے پوشیدہ رہے۔  
 ☆ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کسی شخص کے برا ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ خود  
 نیک نہ ہو اور نیک لوگوں کی برائی بیان کرے۔

☆ حضرت محمد بن واسعؒ فرماتے ہم لوگ گناہوں میں ڈوب گئے ہیں اور اگر تم میں سے کسی کو میرے  
 گناہوں کی بو محسوس ہو تو وہ میری مجلس میں بیٹھ نہ سکے۔  
 ☆ حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لوگوں پر تعجب ہے وہ اس پر روتے ہیں جس کا جسم مرجائے  
 اور اس پر نہیں روتے جس کا دل مرجائے حالانکہ یہ زیادہ سخت ہے۔

☆ حضرت سعید تنوخی رحمۃ اللہ علیہ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو ان کے آنسو بارش کی طرح جاری ہوتے۔  
 ☆ حضرت ابو معاویہ اسود رحمۃ اللہ علیہ کو جس سے تکلیف پہنچتی تھی اس کے لیے دعا کرتے تھے۔  
 ☆ حضرت اسحاق بن خلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ڈرنے والا وہ نہیں جو روتا ہے اور اپنی آنکھیں ملتا ہے۔  
 ڈرنے والا وہ ہے جو اپنے رب کے خوف سے گناہوں کو ترک کر دیتا ہے۔

☆ حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ایمان ننگا ہے اور اس کا لباس تقویٰ ہے۔  
 ☆ حضرت مطرف بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے انسان کی عقل اپنے زمانے کے حساب سے ہوتی ہے۔

المحمد مارکنیٹ، دکان 25 غزنی سٹریٹ 40 اڈو بازار لاہور، پاکستان

042-7247301-0300-8842540

E-mail: maktabalahazrat@hotmail.com

مکتبہ الہزرت

